تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ششم

کارنامہ جہانگیری

جس مین

شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک

مستند و معتبر فارسی اور انگریزی کتابون سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق

پروفیسر ورنیکولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹ع

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

اشتہار

تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

قیمت ۱۲ جلد ششم کارنامۂ جہانگیری صفحہ ۳۱۵ محصول

اس جلد مین شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر کا حال اول سے آخر تک کتب مفصلہ ذیل سے اخذ کرکے لکھا گیا ہے (۱) تزک جہانگیری کلان (۲) تزک جہانگیری خرد یہ دوسری تزک نہایت کمیاب ہے کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی سے ہین نے اوسکو منگایا اور اسمین سے مضامین اخذ کرکے لکہے اور جہان جہان ان دونو تزکونمین اختلاف تھا اونکو بیان کیا +

(۳) اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ معتمد خان +

(۴) مآثر جہانگیری مصنفہ مرزا کامگار مخاطب بہ عزت خان +

یہ تاریخین تو وہ ہین جو مخصوص اسی بادشاہ کے حالات ہین

(۵) منتخب اللغات خافی خان جسنے اس بادشاہ کا حال مرزا عابد درویش سے تحقیق کرکے لکھا ہے

(۶) بہت سی انگریزی تاریخین اور کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی کے مضامین +

تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

قیمت ۱۲ جلد ہفتم ظفرنامہ شاہجہان صفحہ ۵۶۸ محصول

اس جلد مین ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک تواریخ مفصلہ ذیل سے اخذ کیا گیا ہے +

(۱) بادشاہ نامہ محمد قزوینی
(۲) بادشاہنامہ عبد الحمید لاہوری
(۳) شاہجہان نامہ عیاث خان
(۴) بادشاہ نامہ محمد وارث
(۵) عمل صالح مصنفہ محمد صالح لکھنوی

ان تاریخون مین سے نمبری (۲) و (۵) سے زیادہ حالات انتخاب کیے گئی ہین اور انگریزی تواریخ ہند مین اس بادشاہ کے حال کے لیے جستجو کی گئی ہے +

فہرست مضامین کارنامۂ جہانگیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کارنامہ جہانگیری

دیباچہ

دو کتابیں ہیں جو جہانگیر نورالدین بادشاہ سے منسوب کیجاتی ہیں کہ انہیں اپنے واقعات و سوانح عمری خود اونسے قلم بند کئے ہیں انکے نام متعدد یہ مشہور ہیں توزک جہانگیری اقبال نامہ جہانگیری۔ جہانگیر نامہ۔ تاریخ سلیم شاہی۔ واقعات سلیم شاہی۔ یا جہانگیری۔ گو ان دونوں کتابوں میں چند مقدمات مختلف تحریر ہیں مگر دونو کتابوں میں ضمیر متکلم ہر بیان کے ساتھہ اسطرح مستعمل ہوتی ہے جسسے معلوم ہوتا ہی کہ جہانگیر خود اونکو لکھہ رہا ہے۔ ان میں ایک کتاب جو وہ توزک جہانگیری ہے جسکو سر ڈاکٹر سید احمد خان نے ۱۸۶۴ء میں منطبع کرایا ہے اور اوسکے بعض حصوں کا ترجمہ انگریزی میں ڈاکٹر انڈرسن صاحب نے کیا ہے۔ اس توزک میں سترہویں سال جلوس کے اواسط تک جہانگیر نے اپنی فرمانروائی کا حال شرح و بسط کے ساتھہ خود اپنے ہاتھہ سے رقم کیا ہے اور بعد ازان اپنے معتبر امیر معتمد خان کو حکم دیا ہے کہ وہ سلطنت کے حالات کا مسودہ تیار کرے اور مجھسے اصلاح لے اور بعد اصلاح میری کتاب میں شامل کرے اوائل سال نوزدہم جلوس تک اسطرح واقعات تحریر میں آئے۔ پھر اوائل سال نوزدہم جلوس سے بادشاہ کی وفات تک مرزا ہادی نے معتبر نسخوں کو جمع کرکے ایسے حالات اخذ کئے اور ایک تتمہ یا تکملہ تالیف کیا اسطرح یہ توزک جہانگیری تالیف ہوئی ہے۔ دوسری کتاب میں پندرہ برس سنہ ۱۰۲۹ تک سلطنت کا حال زیر قلم ہوا ہے اسکا ترجمہ میجر ڈیوڈ پرائس صاحب نے

کیا ہے ان [illegible] کی نسبت ارباب تحقیق کی مختلف رائیں ہیں کوئی ان دونوں
[illegible] بتاتے ہیں اونکو جدا جدا کتاب اس سبب کہتا ہے کہ انمیں مقدمات ایسے
مختلف طرح بیان ہوئے ہیں کہ وہ دونو ایک کتاب نہیں ہوسکتی کوئی ان دونو میں ایک کو
[illegible] دوسری کو غیر اصل بتاتا ہے اور جو اونکی لکھتا ہے آخر کو کوئی فیصلہ قطعی نہیں ہوا
کر اصل حال کیا ہے سوا ان دونون کتابون کے [illegible] خان کی تصنیف سے اقبال نامہ
اور مرزا کامگار مخاطب عزت خان [illegible] و عبد الصمد [illegible] و تالیف آثر جہانگیری
بہر ان کتابون کے اختلافات کی تحقیقات عاقل خان [illegible] نامہ درویش صالح
نہایت معتبر اونکو سمجھ کر کی ہے اور اونکو اپنی تاریخ [illegible] میں لکھا ہے ان کتابوں
سوا اور بہت سی انگریزی کتابیں تالیف [illegible] میں مگر زیادہ تر حال
میں نے دونو توزک جہانگیری سے نقل کئے ہیں جہان ان دونو توزکوں میں اتفاق ہے یا
ایک میں بہ نسبت دوسرے کے اضافہ ہے وہان میں نے کچھہ اس اتفاق اور اضافہ کا ذکر نہیں کیا
ہے مگر جہاں اختلاف ہے اوسکو بیان کر دیا ہے۔ اِن دونو کتابوں میں ایک کا نام بڑی توزک
اور دوسری کا نام چھوٹی توزک رکھا ہے جس مضمون میں ضمیر متکلم استعمال ہوئی ہے ا
سمجھہ لینا چاہئے کہ وہ میں نے اِن دونو کتابوں سے نقل کیا ہے۔ باقی اور کتب مذکورہ
سے انپر اضافہ کیا ہے +

واقعات روز ولادت سے روز اورنگ نشینی تک

اگرچہ ان واقعات کو میں نے اقبال نامہ اکبری میں بیان کر دیا ہے مگر یہاں جہانگیر کی
زبان سے انکا اعادہ کیا ہے +

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے باپ کی ۲۸ برس کی عمر تک کوئی بیٹا نہ جیتا تہا اسکا غم اوسکے
دل میں رہتا تہا۔ وہ گوشہ نشین درویشون کی خدمت میں بقاء فرزند کے لئے التجا کرتا تہا
اسی ضمن میں خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی کے آستانہ روضہ پہ وہ گیا اور
یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عنایت کرے تو آگرہ سے روضہ تک کہ ایک سو چالیس

از روئے نیاز پیادہ پا جاؤں۔ ان ایام میں کہ میرا باپ جویائے فرزند تھا شیخ سلیم ایک درویش صاحب حالت تھے۔ اپنی عمر کی بہت منزلیں طے کر چکے تھے۔ پہاڑ میں آگرہ کے مواضع میں سے موضع سیکری میں رہتے تھے۔ اونکے پاس میرا باپ گیا شیخ کی حالت توجہ و بیخودی میں پوچھا کہ میرے کے فرزند ہونگے۔ فرمایا کہ بخشندہ بے منت تجھے تین فرزند عنایت کریگا میرے باپ نے عرض کیا کہ میں نے یہ منت مانی ہے کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہ کے نیچے رکھونگا اور حضرت کی شفقت اور مہربانی کو اوسکا حامی و محافظ بناؤنگا۔ یہ سنکر شیخ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مبارک ہو کہ ہم نے بھی اوسکو اپنا ہم نام کیا۔ میری والدہ وضع حمل کے دن قریب آئے تو اوسکو شیخ کے گھر میں بھیجدیا تاکہ میری ولادت وہاں واقع ہو۔ روز چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ کو میں اپنے بھائی کے مرنے کے آٹھ مہینہ بعد پیدا ہوا۔ میرا نام سلطان سلیم رکھا مگر مجھے یاد نہیں کہ میرے باپ نے یہ نام یا محمد سلیم میرا کبھی لیا ہو۔ وہ پیار سے مجھے ہمیشہ شیخو بابا کہتا تھا۔ موضع سیکری کو جہاں میری آنول نال گڑی تھی میرے باپ نے اپنے لئے ایسا مبارک جانا کہ چودہ پندرہ برس کے عرصہ میں اس کوردہ کو ایک شہر عظیم بنا دیا۔ کیا اسمیں کوہ و جنگل و دد و دام کے مسکن تھے یا وہ عمارات دلکشا اور باغات پر فضا سے معمور ہو گیا جب شہزادہ سلیم کی عمر چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی تو رسم کے موافق ۹۸۱ھ میں باپ نے اوس کو مکتب نشین کیا اور مولانا میر کلاں ہروی کو اسکا معلم اور قطب الدین محمد خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا اور جب اتالیق سرحد کی حراست کے لئے بھیجا گیا تو میرزا خانخانان اتالیقی پر مقرر ہوا جب شاہزادہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو ۹۸۵ھ میں اوسکو منصب دہ ہزاری ذات و سوار کا باپ نے مرحمت کیا جب وہ پندرہویں برس میں لگا تو راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے بیاہ ہوا یہ راجہ امرائے اعظم اکبری میں سے تھا اور ملک ہند کے بڑے نامدار راجاؤں میں شمار ہوتا تھا اسفندارمذ ۹۹۳ھ میں راجہ کے گھر اکبر خود بیاہنے گیا۔ پھر ۹۹۴ھ میں شہزادہ کا دوسرا بیاہ راجہ اودے سنگھ کی بیٹی سے باپ نے کیا [illegible] سال [illegible] بیگم [illegible] کی دختر سے لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دادا نے سلطان النساء بیگم رکھا اور اسی بیوی کے ۹۹۵ھ [illegible]

اسکا نام ہوا نے خسرو رکھا اسی سال میں دختر یا بھتیجی خواجہ حسن عم زین خان کوکہ سے دوسرا بیٹا
کابل میں پیدا ہوا اسکا نام میرے باپنے پرویز رکھا۔ دختر سعید خاں سے ایک لڑکی پیدا ہوئی
اوسکا نام عفت بانو بیگم رکھا وہ تین برس کی عمر میں مر گئی۔ ایک اور بیہاری راجہ کی دختر سے ایک
لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دولت نسا بیگم رکھا وہ سات مہینے کی عمر میں مر گئی۔ سنہ ۹۹۸ھ میں راجہ
کیشوداس اہنور کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام بہار بانو بیگم رکھا تھا۔ سنہ ۹۹۹ھ میں
۳۶
لاہور میں جگت گسائینی دختر موٹہ راجہ (راجہ اودے سنگہ) سے بیٹا پیدا ہوا۔ دادا خود جہانگیر
کے گھر میں گیا اور پوتے کا نام خرم رکھا جب وہ بڑا ہوا تو اور فرزندوں کی نسبت دادا
کی خدمت بہت کرتا تھا۔ دادا اوسے بہت خوش و خرم رہتا تھا اور جہانگیر سے فرمایا کرتا تھا
کہ میرے اور فرزندوں کو کسی طرح کی نسبت اس فرزند سے نہیں ہے۔ میں اوس کو اپنا
سگا بیٹا جانتا ہوں ایک اور بیٹی پیدا ہوئی جسکا نام سلطان بیگم میں نے رکھا۔ وہ بارہ
مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہی۔ ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جو سات روز زندہ رہی۔ شاہ
کشمیر کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی برس روز کی ہو کر مر گئی۔ شاہی بیگم دختر ابراہیم حسین
مرزا سے ایک اور لڑکی پیدا ہوئی وہ آٹھ مہینے جی۔ اوسکے بعد جگت گسائینی مادر خرم سے
ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام میں نے لذت النسا بیگم رکھا۔ وہ پانچ برس کی عمر میں مر گئی
بڑی توزک میں لکھا ہے کہ ایک مہینے میں دو بیٹے خواصوں سے پیدا ہوئے جنکے نام
جہاندار اور شہریار رکھے گئے۔ مگر چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ مادر پرویز سے ایک بیٹا
جہاندار اور مادر خسرو سے شہریار دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ یہ غلط لکھا ہے +

سنہ ۱۰۰۸ھ میں شہنشاہ اکبر خود دکن کو روانہ ہوا اور صوبہ اجمیر جہانگیر کی تحویل میں دیا اور
راجہ مانسنگہ و شاہ قلی خان محرم اور امرا کو شہزادہ کی خدمت میں متعین کیا اور رانا کے فساد
مٹانے کے لئے شاہزادہ کو حکم ہوا غرض اس مفارقت کے اختیار کرنے سے یہ تھی کہ وہ خود مالک
و خود مختار بن جاتا تھا مسند خلافت شاہزادہ ولیعہد سے خالی نہ ہوا اور رانا کے متعلق

جہانگیر کا شہزادگی میں بغاوت کرنا اور الہ آباد جانا +

ہچی۔ اور کچھ دنون کے بعد سیر کرتا اور شکار کھیلتا ہوا اود سے پور میں گیا۔ لشکر شاہی
رانا کو کوہستانون اور جنگلوں میں پھرایا۔ واقعہ طلب خوشامدگویون نے شہزادہ کو گاود
اہ یہ سمجھانا شروع کیا کہ حضرت شہنشاہ اکبر تو تسخیر دکن مین مشغول ہین بغیر ملک کے فتح کرنیکے
سکا یکایک آنا غیرممکن ہے پایہ تخت بادشاہانہ سے دور ہے اگر اس وقت حضرت مراجعت کرین اور اکبر آباد
پرگنے جمنا پار کے لے لیں کہ معموری اور سیر حاصلی میں مشہور ہیں تو بہتر ہوگا۔ بنگالہ میں
ہ شورش برپا ہوئی تھی اور بغیر راجہ مان سنگہ کے اوسکی صورت کا مٹنا مشکل تہا اسلئے
ہ نے بھی شہزادہ کی مراجعت کو اپنا عین مدعا جانا اور اس ارادہ کا سلسلہ جنبان ہوا
گر زیر رانا کی مہم ناتمام رہی اور شہزادہ اکبر آباد چلا۔ قلیج خان جو قلعہ آگرہ کی حراست کرتا تہا
شہزادہ کی خدمت میں آیا بعض ہنگامہ طلب شورش منشوں نے بہت مبالغہ سے شہزادہ سے
ض کیا کہ اگر آپ قلیج خان کو گرفتار کرلیں تو قلعہ اکبر آباد جو دفاین اور خزاین سے مالامال ہے
ہولت سے میسر ہوگا۔ ابھی مخالفت کا فتنہ مدارا کے بالیں پر سر رکھے ہوئے تھا کہ شہزادہ نے ان
تون کو نہ سنا اور خان مذکور کو جانے کی اجازت دی وہ قلعہ میں آیا اور شہزادہ الہ آباد کی جانب
وانہ ہوا۔ قلعہ اکبر آباد میں مریم مکانی والدہ شہنشاہ اکبر نے جب یہ حال سنا تو وہ روانہ ہوئی
ر پوتے کو اس عزیمت سے باز رکھے۔ پہلے اس سے کہ دادی پوتے پاس پہنچے پوتا کشتی میں سوار ہوکر
ہت جلد الہ آباد کو روانہ ہوا۔ مریم مکانی آزردہ ہوکر قلعہ اکبر آباد میں آئی۔ غرہ صفر ۱۰۰۹ میں
شہزادہ قلعہ الہ آباد میں آیا۔ اور اکبر آباد کے جمنا پار کے اکثر مقاموں کو اپنے قبضہ میں لایا اور اگر
اپنے نوکروں کو جاگیر میں دیدیا صوبہ بہار شیخ خدیو مخاطب قطب الدین خان کوکلتاش کو
عنایت کیا اور سرکار جونپور لالہ بیگ کو مرحمت کی سرکار کالپی نسیم بہادر کو کرامت کی
اور اونکو اپنے اپنے محال متعلقہ میں روانہ کیا اور شمشیر دیوان سے خزانہ کا تیس لاکھ روپیہ
خالصات صوبہ بہار کے حاصلات کا جمع ہوا تہا لے لیا۔ جب یہ باتیں متواتر و متوالی
اکبر نے سنیں تو اپنے وسعت حوصلہ و قوت بردباری و نہایت دلسوزی
صلاح کو دل میں جگہ نہ دی شریف خان اپنے ملازم کے ...

اس میں ابو الفضل کے حکم طلب تہا جب فرمان آیا تو اوسنے بادشاہ پاس جانیکا ارادہ
مگر پہر اسمیں توقف کیا اور شریف خان کو جانے نہ دیا اوسنے چاپلوسی اور خوشامد گوئی ایسی کی
شاہزادہ نے اوسکو وکیل السلطنت کردیا۔ شہنشاہ اکبر نے اس فتنہ خانہ خیز کے دور کرنے کو
کو ملک دکن کی فتح سے ہاتہہ اوٹہایا گو وہ قریب الفتح تہا۔ اردی بہشت ۱۰۱۰ سنہ میں اس کا
کارسازی کو خانخانان کی مردانگی اور کاردانی کے حوالہ کیا اور مراجعت کی اور ۹ رمضان
۱۰۰۹ سنہ کو وہ آگرہ میں آگیا+

ان دنوں میں شہزادہ نے خواجہ عبد اللہ کو خطاب عبد اللہ خانی کا دیا اور ۱۰۱۱ سنہ
جب بادشاہ اکبر آباد میں تہا شہزادہ سلیم تیس ہزار سوار لیکر مکابرہ کے لئے آمادہ ہوا
نامدار ہاتہیوں کو ساتہہ لیا اور دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ ظاہر میں اپنا ارادہ
بتلایا کہ والد ماجد کی قدمبوسی کو جاتا ہوں لیکن دل میں منصوبہ وہ تہا جو سلطنت پر شوریدہ
ملک جوئی کو لازم ہے۔ جب بادشاہ کو اس آئین سے بیٹے کے آنیکی خبر ہوئی تو فرط الم
ملنے کی مسرت وانبساط وحشت وتفرقہ سے بدل گئی اور امرا نے نفاق آمیز باتیں ایسی شہزادہ
سے کہیں کہ اوسکا وہم اور بڑہ گیا جعفر بیگ اصفہان کہ دیوانی کی خدمت رکہتا تہا اور قصبہ
جاگیردار تہا جب اس قصبہ میں شہزادہ آیا تو اوس نے اپنے ایک معتمد کے ہاتہہ لعل گرانمایہ
شہزادہ کی نذر کے لئے بہیجا۔ اس اثنا میں فرمان صادر ہوا کہ تجہہ فرزند کا اس انبوہ لشکر
فیلوں کے ساتہہ آنا ہماری خاطر کو ایک ورطہ اندیشہ کی طرف رہنمونی کرتا ہے یہ انوکہی
تو نے ہی نکالی ہے کہ باپ کے گہر میں اس شوکت وحشم سے بیٹا آئے۔ اگر اسے مطلب
جمعیت اور غرض سپاہ ہے تو اسکا مجرا ہو گیا آدمیوں کو اپنے اپنے محال میں بہیج اور
جلد خدمت میں آ۔ اگر تجہہ کو کچہہ توہم ہے اور ہنوز خاطر مطمئن نہیں ہے تو الہ آباد کو
کر۔ اور جب توہم اور تفرقہ کا نقش تیرے دل پر سے مٹ جائیگا تب ہمارے پاس
جب یہ فرمان شاہی شہزادہ پاس پہنچا تو وہ متحیر اور اندیشہ مند ہوا اور ساماوہ میں توقف
ایک عرضداشت باپ پاس بہیجی جسکا مضمون یہ تہا کہ مجہہ مرید نے نہایت آرزومندی

شہزادہ سلیم کا الہ آباد سے آگرہ آنا اور آگرہ سے پھر جانا+

قتل ابوالفضل

بہ مقصود کا احرام کیا تہا کہ بہت جلد آستانبوسی کی سعادت حاصل کرونگا۔ ارادہ میں حضور کا حکم
اکہ آگے آنے کی جرأت نہ کرنا اور پیچھے الہ آباد جانا۔ تعجب ہے کہ اس نیازمند کے اخلاص نے حضرت
ے دل پر اثر نہ کیا اور تہوڑے ایک فتنہ سرشتوں نے خداے مجازی کو بندہ حقیقی کے حق میں بد گمان
دیا۔ اور اس مرید کو چند روز تک اپنی خدمت کی سعادت سے محروم کیا۔ امید ہے کہ اس نیازمند کا
مدق باطن حضرت کے باطن پر پرتو اپنا ڈالے گا فقط چند روز اناوہ میں شہزادہ ٹھیرا اور پھر الہ آباد
روانہ ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ ہم نے تم کو جاگیر میں صوبہ بنگالہ اور
یسہ عطا کیا اپنے آدمیوں کو بھیجکر اوس پر متصرف ہو۔ شہزادہ نے صلاح وقت اس طرف
نکر کے بھیجنے میں نہ دیکھی اور دل پذیر عذر معروض کئے۔ جب شہر الہ آباد میں وہ آیا تو وہ کام
نے شروع کئے جو مخصوص فرمان روایوں کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے اپنے ملازمون
خطاب سلطانی اور خانی عنایت کرتے +

(شہزادہ سلیم اور ابوالفضل میں ناسازگاری روز بروز بڑہتی جاتی تھی۔ بادشاہ کا حکم
العفضل پاس گیا کہ دکن کی مہم اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمن کو سپرد کرکے ہمارے پاس چلا آ۔
سلیم کو اس طلب کی خبر ہوئی تو اوسکو یقین ہوا کہ اگر شیخ حضرت پاس پہنچ گیا تو وہ فتنہ
ب بار تیب دیگا اور جبتک اسکا قدم درمیان میں ہیگا دربار میں مجھے قدم رکھنا نصیب ہو
ں صورت میں علاج واقعہ پیش از وقوع کرنا چاہئے اسلئے اوسنے شیخ کے استیصال کے لئے
سنگہ دیو کو مقرر کیا اوس کا وطن شیخ کے سر راہ تھا۔ اوس نے اس کام میں دل لگایا اور
ات میں بیٹھا جب شیخ سراے پرگنہ میں آیا جو گوالیار سے دس کوس پر ہے راجہ کے سوار اور
دوں کی جمعیت نے جاکر شیخ کو گھیر لیا اوس کے ساتھ چند خدمتگار تھے شیخ نے بھاگنے
ننگ کو پسند نہیں کیا اور نیز دشمن کے نرغہ میں سے اوسکا بچکر نکل جانا بھی ممکن نہ تھا کہ نرسنگہ
ے اوسے مارکر اوسکا سر سلیم پاس الہ آباد بھیجدیا۔ بڑی توزک میں تو ابوالفضل کے قتل کرنے
سبب وہ لکھا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا مگر چھوٹی توزک میں اس قتل کی وجہ میں جہانگیر نے
پا اسلامی جوش خوب دکھایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ میرے باپ کے آخر ایام سلطنت میں ابوالفضل

اوسکے ذلیر نقش کردیا تھا کہ آنحضرت جنپرسے میری ہزار جانین قربان ہون - ایک عرب
فصیح و بلیغ تھے اور اونہیں کی تصنیف قرآن شریف ہی وہ کلام الہی نہیں ہے اِس وجہ
مین نے ایک آدمی مقرر کیا جسنے ابوالفضل کو قتل کیا اور اوسکا سر میرے پاس اوسنے بھیجدیا
اِس سبب سے میرا باپ مجھسے ناراض ہوگیا اور خسرو پر زیادہ الطاف کرنے لگا اور فرما
لگا کہ وہ بادشاہ ہوگا میں نے اپنے نبی کی طرف رجوع کی اونکے طفیل سے خدا نے یہ
پورا کردیا اور مجھے ہندوستان میں بادشاہ بنادیا - ابوالفضل کے مرنے کے بعد میرا باپ اوس
پر سمجھہ آیا اور اوسنے جانا کہ ابوالفضل کی بات غلط تھی +

اگرچہ اس ابوالفضل کے واقعہ سے باپ بیٹوں میں جلد صفائی ہوگئی مگر شہزادہ اس حرکت
محجوب بہت تھا اس حجاب کے دور کرنے کے لئے اکبر نے سلطان بیگم کو اس پاس بھیجا
وہ نوازشہائے شاہانہ سے دلجوئی کرے - بیگم نے شہزادہ کی تسلی اور تسکین سب طرح
تو وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے الہ آباد سے چلا اور جب آگرہ سے دو منز
آیا تو حضرت مریم مکانی فرزند پروری کے سبب پوتے کو اپنے گھر میں لائیں اور باپ
ملایا - بادشاہ نے اپنی پگڑی بیٹے کے سر پر باندھی اور جانشینی کی نوید سنائی -

چونکہ شہزادہ سلیم رانا کی مہم کرنا تمام چھوڑ کر چلا آیا تھا اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ اور
وہی تمام کرے — اوسکو رانا کی مہم پر نامزد کیا جب شہزادہ فتحپور میں آیا تو اوس نے ا
خزانہ اور لشکر کی التماس کی جو اس کار دشوار گذار کو وفا کرے ارباب دخل نے اوس کے
میں بیجا ایستادگی کی تو ناگزیر شہزادہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ یہ
حضرت کے حکم کو حکم الہی کا نمونہ سمجھہ کر نہایت شوق سے اس مہم پر دل نہاد [illegible]
اس مہم کا سامان ایسا مہیا نہیں کرتے کہ وہ سرانجام پذیر ہو - مجھے اپنے تئیں بیہودہ
کرنا اور اپنی اوقات کو ضائع کرنا لائق نہیں ہے - حضرت کو معلوم ہے کہ رانا کوہستان
اور ہر روز ایک محکم مقام میں پناہ لیتا ہے اور جہانتک ممکن ہے جنگ میں نہیں مشغول
اسکے کام کی تدبیر اسپر منحصر ہے کہ افواج ہر طرف بھیجی جائے کہ اوسکو کوہستان میں نرغہ

+ [illegible]

[illegible] +

...ہر طرف فوج اسقدر ہو کہ جب وہ رانا سے دوچار ہو تو اوس عہدہ برآ ہو سکے ساگرد و تنخواہ
...سی اور روش میں صلاح دیکھی ہو تو مجھے حکم ہو کہ میں حضور کا قدمبوس ہو کر اپنی محال جاگیر میں
...ؤں اور اس مہم کے لائق سامان کر کے بہت سی جمعیت سے رانا کا استیصال کروں شہنشاہ
...نے اپنی بہن بخت النسا بیگم کو شہزادہ پاس سمجھانے کو بھیجا جنے جا کر یہ کہا کہ بادشاہ نے شہزادہ کو سات
...ہو دیں رخصت کیا ہے اور ارباب نجوم ملاقات کو نحس بتاتے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ وہ الہ آباد
...چلا جائے۔ پھر جسوقت اسکا دل چاہے تو ملنے چلا آئے۔ اس پیغام کے بعد سلیم الہ آباد کو روانہ ہوا
...وہاں جا کر چند روز شادکامی میں گذارے۔

والدہ خسرو کے دماغ میں یبوست ہوئی اور سودائی ہو گئی اور خسرو کی بیراہ روی کی
...نے اس دیوانگی کو اور زیادہ کیا اوسنے لونڈیوں سے افیون لیکر کھائی اور راہی ملک فنا ہوئی سر رکھا
...شریف وکیل السلطنت ہوا۔ اوسکے ساتھ عبد اللہ خان کی صحبت نہ نبھ سکی وہ بادشاہ
...ں چلا آیا اور یہاں اوسنے منصب یکہزاری پانصدی اور خطاب صفدر خانی پایا جب سے
...الہ آباد گیا تھا باپ کو اوسکی مفارقت ناگوار تھی۔ واقعہ جو فتنہ طلب روز ایک مقدمہ
...بیت دیکر بادشاہ کی طبیعت میں وحشت پیدا کرتے تھے اور شہزادہ کی دوام بادہ گساری
...بیان کرکے دلسوزی کے لباس میں شکایت کرتے تھے۔ اہل غرض کی تائید کے لئے یہ واقعہ
...پیش آیا کہ ایک واقعہ نویس شاہی ایک خانہ زاد پر جو شاہزادہ کا خواص تھا عاشق ہوا
...اور یہ خانہ زاد ایک اور خدمتگار پر شیفتہ ہوا۔ اور تینوں متفق ہو کر بھاگ گئے۔ کہ دکن میں
...کر شاہزادہ دانیال کی خدمت میں روزگار بسر کریں۔ جب شاہزادہ نے یہ حال سنا تو
...اپنے سوار انکو بھیجا کر تینوں کو پکڑ وا منگوایا۔ شہزادہ نے واقعہ نویس کا پوست زندہ کندہ
...کرایا اور ایک خدمتگار کو خواجہ سرا بنایا۔ اور دوسرے کے جوتہ کاری کی۔ اس سیاست سے
...آدمیوں کے دلوں میں ہراس اور رعب چھایا۔ اور لوگوں کا بھاگنا بند ہوا۔ اس قصہ کو
...بہت آب و تاب کے ساتھ بادشاہ سے عرض کیا جس سے بادشاہ برآشفتہ ہوا اور اوسنے
...کہا کہ ہم نے باوجودیکہ جہان کو شمشیر سے مسخر کیا لیکن اپنے سامنے ہمیشہ کا بھی پوست کندہ

نہیں کرایا میرے فرزند عجب قسی القلب ہیں کہ زندہ آدمی کا پوست کندہ کراتے ہیں۔
فتنہ انگیزوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شراب میں افیون ملا کر اسقدر شاہزادہ نوشجان
کرتا ہے کہ طبیعت اُسکی برداشت نہیں کر سکتی بلغیان کیفیت اور نشیلا نشہ میں مزاج میں
شورش ہوتی ہے اور احکام ندامت انجام سرزد ہوتے ہیں اسوقت کسی کو چون و چرا کا
یارا ہوتا نہیں اکثر آدمی چھپ جاتے ہیں اور جنکا حاضر رہنا ضروری ہوتا ہے وہ نقش
کلیم اور صورت دیوار بن جاتے ہیں ان باتوں کو سنکر بادشاہ کا ارادہ خود الہ آباد جانیکا ہوا۔
دہم شہریور ۱۰۱۲ کو وہ کشتی میں بیٹھ کر روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں کشتی ریتا میں بیٹھ گئی دوسرے
روز مینہ شدت سے برسا اور حضرت مریم مکانی کی بیماری کی خبر آئی شہنشاہ ماں کی عیادت
کو الٹا گیا [illegible] کا انتقال ہوگیا۔ اس سبب سے بادشاہ کا الہ آباد جانا رہ گیا۔ جب
شہزادہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بے تحاشی اور بے تامل اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا
باپ بیٹے کے آنے کو ماں کے ماتم کا عذر سمجھا۔ بیٹا باپ کی خدمت میں آیا۔ باپنے اوسکو سمجھایا
کہ ایسا ظاہر ہوتا ہے بادہ پیمائی کی کثرت سے تیرے دماغ میں خلل ہوگیا ہے بہتر ہے کہ
چند روز دولتخانہ میں بسر کر تاکہ علاج سے تیرے دماغ کی اصلاح کی جائے اوسکو عبادتخانہ
میں بٹھایا اوسکے پاس ہر روز ماں بہنیں جاتی تھیں دس روز وہ یہاں رہا پھر معلوم ہوا کہ شہزادہ
کی جو بادہ گساری اور آشفتہ دماغی معروض ہوئی تھی وہ واقعی نہ تھی اسلئے حکم ہوا کہ وہ
دولت خانہ میں جائے۔ شہزادہ باپ کے روز سلام کرنے جاتا۔ آگرہ میں بادشاہ بیمار ہوا اس بیماری
کی حالت میں شاہزادہ سلیم کے ہاتھی گرانبار اور خسرو کے فیل آپ روپ دونو کو لڑایا سلیم اور خسرو
دونو گھوڑوں پر سوار ہو کر اس لڑائی کا تماشا قریب سے دیکھنے گئے شاہزادہ خرم دادا پاس جھروکہ
میں بیٹھا بعد زد و خورد کے فیل گرانبار نے آثار چیرگی دکھائے اور اپنے حریف کو عاجز کیا اسکی
کمک کو رنتھمن فیل کو لائے تو شہزادہ سلیم کے آدمیوں نے فیلبان کو منع کیا اور اوسکے ڈھیلے
اور پتھر مارے جس سے اوسکے خون نکلا خسرو نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی شہنشاہ سلیم کی
اس گستاخی سے اور بیباکی سے متغیر و متوحش ہوا جس سے اوسکی علالت کو طول ہوا اور کسی

سے آرام نہ ہوا۔ اس بیماری میں ساری سلطنت کے کام خان اعظم کے ہاتھ میں آگئے جب لوگوں
بادشاہ کی زندگی تمام ہونیکو ہے تو اونسے راجہ مان سنگھ سے جو بڑا صاحب اقتدار تھا
کی کہ سلطان خسرو کو شہنشاہ بنایئے۔ ان دو امیروں کی برابر کوئی صاحب اقتدار نہ تھا انمیں سے
خسرو شہزادہ راجہ مان سنگھ کا اور داماد خان اعظم کا تھا اونہوں نے سلیم کی گرفتاری کا ارادہ
شہزادہ اپنے روزانہ دستور کے موافق کورنش کے لئے دولت خانہ میں آئے تو اوس کو
لیجے مگر یہ نہ سمجھے کہ کہیں آفتاب پر خاک پڑ سکتی ہے اور تقدیر کی تحریر کو دغابازی کی کزلک
سکتی ہے ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ✦ دوسرے روز سلیم کشتی میں
حسب دستور بادشاہ کی کورنش کے لئے گیا جب کشتی قلعہ کے نیچے آئی تو میر ضیاء الملک
سراسیمہ و پریشان شہزادہ پاس کشتی میں کود کر آیا۔ اوسنے بادشاہ کے قریب المرگ ہونے
سازش مذکور کی خبر سنائی تو شہزادہ سلیم نے اپنی کشتی الٹی پھرائی۔ اپنے گھر میں آکر عزیز
بادشاہ میں کچھ سانس باقی تھے کہ سارے امرا اس پاس جمع ہوئے۔ اور خان اعظم او
مان سنگھ نے اور امیروں سے مشورہ کیا کہ شہزادہ اعظم سلطان سلیم کی خصائل سبکو معلوم ہیں
شہنشاہ جو اوسکی نسبت رائے رکھتا ہے وہ بھی سب جانتے ہیں کہ اوسکو منظور نہیں ہے کہ وہ
کا جانشین ہو جب یہ بات کہی گئی تو معتمد خان نے چلا کر کہا کہ کیا بکتے ہو شاہزادہ سلیم کے
تے اوسکے بیٹے کا تخت سلطنت پر بٹھانا ہمارے چغتائی تاتاریوں کی رسم و آئین کے
خلاف ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ خان ایک امیر کبیر تھا اور خاندان شاہی سے دور کا رشتہ رکھتا تھا
کر مجلس سے اٹھکر چلا گیا۔ خان اعظم تو جیکا ہو رہا اور راجہ رام داس کچھواہہ مع اپنے تابعوں
خزانہ کی حفاظت کو گیا۔ اور مرتضےٰ قلعہ سے باہر گیا اور سادات بارہ اور اپنے تابعوں کو جمع
کرنے لگا۔ اس اثناء میں مرزا شریف اور معتمد خان نے آنکر راجہ سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے
ہو۔ اوسنے اونکو اپنا دوست جانکر یہ کہا کہ میں شہزادہ پاس جانا چاہتا ہوں معتمد خان نے
کہا کہ میں یہ کام کرنے کو تیار ہوں تو مرتضےٰ خان نے کہا کہ تم شاہزادے پاس چلو اور اوس سے
کہو کہ میں اپنے نوکروں کے ساتھ آتا ہوں ✦

شہزادہ جب میر ضیا کے کہنے سے اپنے گہر آیا تہا تو احمق جمع ہو کر اوسسے کہہ رہے تہے کہ حضور کیوں ایسے غافل بیٹھے ہیں آپکے دشمنوں نے اپنا کام کر لیا اور خسرو کو تخت پر بٹہا دیا اور اونہوں نے قلعہ پر توپیں حضور کے محل اوڑانے کے لیے لگا دیں۔ شہزادہ سلیم ان احمقوں کے کہنے سے قریب تہا کہ اپنی کشتی میں سوار ہو اور بہاگ کر اپنی جان بچائے کہ شیخ رکن الدین جو شہزادہ کے ملازموں میں سب سے زیادہ بہادر اور نیک تہا اور بہت سی سپاہ اپنے پاس رکہتا تہا آیا اوسنے شہزادہ کو سمجہایا کہ آپ مستقل رہیے دیکہئے دو گہنٹے میں کیا ہوتا ہے۔ شہزادہ اپنے اس بہادر کی نصائح سن ہی رہا تہا کہ مرزا شریف آن پہنچا۔ اوسنے کہا دشمنوں کی جماعت شکستہ ہو گئی ہے اور مرتضے خان حضرت کے پاس آنے کو ہے۔ یہ سنکر شہزادہ بہت مسرور ہوا اور اپنے آدمیوں کی ہمت بند ہونے لگا کہ دارا بیگ آیا اور میر مرتضے آپہنچا۔ بارہ کے سادات عظام میں سے بہت آدمی اوسکے پاس آئے کورنش کرکے اونسے شادیانہ کے نقارے بجانے کا حکم دیا مگر شہزادہ نے اوسکو منع کیا کہ شہنشاہ سخت علیل ہے باجا بجانا مناسب نہیں اب آدمیوں کا اجتماع شہزادہ کے پاس ہونا شروع ہوا۔ خان اعظم بہی شرمندہ سے آئے اور وہ مجرا بجا لائے۔ شاہزادہ نے خسروانہ اسپر عنایت کی اور اونکی اس حرکت کا ذرا خیال نہیں کیا۔ جب راجہ مان سنگہ نے دیکہا کہ پاسہ پلٹ گیا اور مقدمات کی اور ہی صورت ہو گئی تو وہ سلطان خسرو کو اپنے گہر لے گیا اور دوسرے روز کشتیوں میں بنگال بہاگنے کا ارادہ کیا۔ شہزادہ سلیم اپنے امرا کو ساتہ لیکر قریب پلنگ باپکے پاس گیا اور اوسکے قدموں پر گرا۔ اوسنے دیکہا کہ باپ نزع کی حالت میں پڑا ہوا ہے۔ شہنشاہ نے اپنی آنکہیں کہولیں اور اشارہ کیا کہ دستار اور خلعت جو شاہزادہ کے لئے تیار ہوا تہا لاؤ۔ اور میرا خنجر شاہزادہ کی کمر سے باندہ دو۔ بعد اسکے شاہ کا انتقال ہوا اوسکی تجہیز و تکفین ہوئی۔ سلیم نے خود باپ کے جنازہ کو قلعہ کے دروازہ تک کندہا دیا۔ جب ان مراسم سے فرصت ہوئی تو اوسنے قلعہ اور خزانہ راجہ رام داس کو سپرد کیا اور خود اپنے محل میں گیا۔ یہاں اوسنے سنا کہ راجہ مان سنگہ مع سلطان خسرو کے کشتیوں میں سوار ہو کر بنگال کو جاتا ہے اور اپنے تمام خدمتگاروں اور سپاہ کو ساتہ لئے جاتا ہے۔ جہانگیر

یہ فکر پیدا ہوا اوسنے راجہ کے بہائی مادہو سنگہہ کو بہیجا کہ اوسکو اطمینان دلا کے
لے آئے - راجہ پاس مادہو سنگہہ گیا اور اوسکو سخت لعنت ملامت کی یہ تو نمک حرام
شاہ کو چہوڑکر جاتا ہے - اسمیں کیا فائدہ دیکہا ہی - راجہ نے جواب دیا کہ شاہزادہ خسرو جوان
وہ معاملات دنیا سے ناواقف ہی مجبوری ہیں اوسکی اطمینان خاطر کے لئے یہ کام
ن راسی راجہ کی معرفت بادشاہ اور راجہ کے درمیان عہد پیمان ہوئے - مان سنگ
دونو بادشاہ کی خدمت میں آئے - بیٹے نے باپ کے پاؤں پر سر رکہا باپ بیٹے کو گلے لگا
ر کیا اور مُنہ چوما +

جمادی الاخر ۱۰۱۴ھ مطابق اکتوبر ۱۶۰۵ء اڑتیس برس کی عمر میں دارالخلافہ آگرہ میں تخت
ت پر جلوس کیا - نورالدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب و نام رکہا - اِس تخت نشینی کے وقت
نے اپنے قلم و واقع شمالی نربدا کو ایسے بڑے امن و امان میں پایا جیسے کہ ایسی وسیع
ت میں توقع ہوسکتی ہی - بنگالہ میں عثمان سرکشی کررہا تہا - مگر یہ سرکشی صرف ملک اڑیسہ
ر تہی بادشاہ غالب رہا تہا - البتہ ملک دکن میں زیادہ شورش برپا تہی - احمد نگر جو ابہی
قبضہ میں آیا تہا نظام شاہی سلطنت اپنی دارالسلطنت کے دوبارہ حاصل کرنے میں اس
سے چہن گیا تہا اوسکے لے لینے میں کوشش کرتی تہی - اولین جلوس کے بعد جہانگیر نے
ر زنجیر عدالت لٹکائی جائے کہ اگر ستم رسیدوں مظلوموں کی دادخواہی اور غور رسی میں
عدالت کے متصدی تساہل و تغافل کریں تو وہ اس زنجیر کے پاس آئیں اور اوسکو ہلائیں
کی آواز سے بادشاہ آگاہی پائے اور اونکا انصاف چکائے - یہ زنجیر خاص سونے
سکا طول تیس گز تہا - اسمیں ساٹہہ گہنٹے لٹکتے تہے اسکا وزن چار من ہندوستانی تہا
ر اُسکا قلعہ کے شاہ برج کے کنگورہ سے استوار کیا گیا اور دوسرا سرا اوسکا دریا کے کنارے
میل سنگین سے مستحکم کیا گیا جو اس مطلب کے لئے نصب کیا گیا تہا - اس حکمت سے ستم زدوں
کو
[illegible]گیوں کا توسل نہ ڈہونڈہنا پڑتا تہا بغیر اونکی خوشامد درآمد کے اس زنجیر سے کام
تہا - اہلکاروں کی شرارت سے مظلوموں کی رسائی بادشاہ تک نہ ہوتی تہی

تخت نشینی کے وقت ہندوستان کا حال +

عدل جہانگیری

اونکے حال سے بےعلم رہتا تہا اسکا انسداد ہوا۔ بادشاہ لکہتا ہے کہ مین نے یہ حکم دیا کہ کل ممالک
محروسہ میں ان احکام کو عمل میں لائیں اور اونکو دستور العمل بنائیں اول زکوۃ و تمغا و میربحری
و سائر تکالیف جو جاگیردار و نیز ہر صوبہ و سرکار میں اپنے نفع کے لئے وضع کئے ہیں منع
کئے جائیں یعنے راہوں اور دریاؤں اور شہروں اور قصبوں اور گھاٹوں اور بندرگاہوں پر
محصول اور چنگی نہ لی جائے نہ بھیٹ دی جائے (یہ حکم اکبر اور بابر دونو کے عہد میں جاری ہوا تہا
اب اوسکی تاکید اور زیادہ کی گئی) ـــ حکم دوم جن راہوں میں کہ چوری ہوتی ہے اور ڈاکہ
پڑتا ہے اور وہ آبادی سے دور ہوں تو اس نواح کے جاگیردار وہاں سرا اور مسجد بنا
اور کنواں کہدوائیں تاکہ آبادی کا باعث ہو اور اس سرا میں ایک جماعت آباد ہو اور اگر ایسی
راہیں محال خالصہ کے نزدیک ہوں تو وہاں متصدی سرکار اسکا سرانجام کرے اور راہوں میں
سوداگروں کی مال کی گٹھریاں اونکی رضا بغیر نہ کہولیں
حکم سوم: تمام ممالک محروسہ میں جو شخص خواہ ہندو مرے خواہ مسلمان اوسکا مال اسباب اوسکے وارثوں کو
دیا جائے اور اسمیں کوئی سرکاری ملازم مداخلت نہ کرے اور اگر کوئی لاوارث مرے تو اوسکے
مال اسباب کی حفاظت کے لئے ایک مشرف و تحویلدار الگ مقرر کیا جائے تاکہ وہ مال مصارف
شرعی میں خرچ ہو جیسے کہ مساجد و سرایوں کے بنوانے میں اور کنوؤں اور تالابوں کے کہدوانے میں
شکستہ پلوں کی مرمت کرانے میں سرکاری مصارف میں آئے +
حکم چہارم۔ مسکرات و شراب بنگ و بوزہ کوئی شخص نہ بنانے پائے نہ بیچنے پائے اگرچہ میں
خود شراب اٹھارہ برس کی عمر سے اب تک یعنی اڑتیس برس کی عمر تک پیتا ہوں اور عرق دو آتشہ
کے بیس پیالے نوشجان کرتا تہا۔ رفتہ رفتہ شراب نے اپنا پورا اثر کیا تو اوسکا کم کرنا شروع کیا سات
سال میں پندرہ پیالہ سے چہ سات پیالہ پر روزانہ نوبت پہنچی۔ شراب پینے کے وقت بہی مختلف
تہے۔ بعض اوقات تین چار بجے دن کے پینا شروع کرتا تہا بعض اوقات رات کو [illegible]
تو تیس سال تک یوں شراب پی بعد ازاں رات کو شراب پیتا ہوں پہر آخر دنوں میں فقط
ہضم طعام کے لئے شراب پیتا +

حکم پنجم۔ کسی رعایا کے مکان کو سرکاری آدمی نزولی نہ بنائیں۔ بے گھر بے در کسی کا گزارا
نہیں ہوتا +
حکم ششم۔ منع کیا گیا کہ کسی جرم کی سزا میں ناک کان نہ کاٹے جائیں اور میں نے بھی درگاہ
میں نذر کی کہ کسی شخص کو اس سیاست سے معیوب نہ کروں گا +
حکم ہفتم۔ کوئی جاگیردار یا خالصہ کا عامل کسی رعیت کی زمین کو زبردستی چھین کے
کاشت اپنی کرے +
حکم ہشتم۔ عامل خالصہ و جاگیردار جس پرگنہ میں ہوں بے حکم شاہی وہاں کے آدمیوں
سے رشتہ خویشی نہ پیدا کریں +
حکم نہم۔ بڑے بڑے شہروں میں شفاخانے بنائے جائیں اور وہیں طبیب علاج کیا کریں
اور دوا و غذا املا کرے یہ سارے خرچ سرکار خالصہ سے دیئے جائیں +
حکم دہم۔ میرے باپ کے طریقے کے موافق ہر سال ۱۸ ربیع الاول کو جو ان کے تولد کی تاریخ
ہے ہر سال کے لئے ایک روز شمار کر کے اتنے دنوں تک ممالک محروسہ میں کوئی جانور
ذبح نہ ہو اور ایک شنبہ کو کہ میرے باپ کی ولادت کا دن تھا اور وہ اس دن کو اس سبب سے کہ
آفتاب سے وہ منسوب ہے اور آفرینش عالم کا پہلا روز ہے مبارک سمجھ کر بہت تعظیم کرتا تھا اس دن
بھی جانور ذبح نہیں ہو +
حکم یازدہم۔ میں نے حکم عام دیا تھا کہ باپ کے نوکروں کی جاگیریں اور مناصب بدستور برقرار
رہیں بعد ازاں بقدر حاجت ہر شخص کے منصب پر اضافہ کیا گیا دس کے بارہ سے کم کسی کا
نہ کیا گیا اور بعض کا دس سے تیس چالیس تک اضافہ ہوا۔ کل احدیوں کا علوفہ دس سے پندرہ
اور کل شاگرد پیشہ کا ماہیانہ دس سے بارہ مقرر کیا اور باپ کے سرا پردگیوں کی تنخواہ
بہ حالت نسبت دس سے بارہ تک اور دس سے بیس تک اضافہ کیا گیا اور ممالک محروسہ
کے اہالی ائمہ کی جو لشکر دعا ہیں مدد معاش مطابق فرامین کے کہ ان کے پاس تھے برقرار و مسلم رکھی
میرن صدر جہاں کو کہ ہندوستان کے سادات صحیح النسب سے ہے اور مدتوں تک میرے باپ

کیا ہے
عہد میں جلیل القدر منصب صدارت کا اسے متعلق تہا اوسکو حکم دیا گیا کہ وہ ارباب استحقاق کو زمین برابر دے
حکم دوازدہم جیلخانوں اور قلعوں میں بہت سے آدمی مقید و محبوس ہیں وہ رہا کئے جائیں۔
غرض اوسنے بہت سے محصول جنمیں رعایا کو اذیت و تکلیف پہنچتی تھی اور اکبر کے عہد میں بند نہیں ہوا تھا ان سب کی صلاح کی +

یہ دوازدہ احکام جہانگیر توزک میں اسطرح لکھے ہیں کہ میں نے بارہ قوانین سلطنت کے مختلف صیغوں کے لئے بنائے کہ اوسکو سب عامل دستور العمل بنائیں اور اوس سے کبھی انحراف نہیں کریں۔

اول - میں نے اپنی تمام رعایا کو آمدنی ملک کے مختلف صیغوں میں تین صیغے معاف کردئے زکاتہ میر بحری - تمغا و چنگی جنکی آمدنی میرے باپ کے زمانہ میں ایککروڑ من سونا تھی -

(۲) مینے حکم دیا کہ بندگان خدا جو ودیعت میں سپرد ہوئے ہیں اونکے مال کو اگر راہزن یا کوئی اور زبردست کہیں چھینے تو اس ضلع کے باشندے مال یا چور کے پیدا کرنے کے لئے مجبور کئے جائیں اسلئے کہ وہ خوب جانتے ہونگے کہ کیونکر یہ کام ہوا - میں نے ہدایت کی کہ جب کوئی ضلع ویران اور غیر آباد ہو تو وہاں دیہات آباد کئے جائیں اور مردم شماری اونکی کی جائے - اور ہر طرح کی تدابیر ایسی کی جائیں کہ رعایا کو تکلیف نہ پہنچے - میں نے اپنے ممالک محروسہ کے جاگیرداروں کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسے مقامات میں مساجد اور سرائیں بنائیں کہ وہ اضلاع آباد ہو جائیں اور سوداگروں کو آنے جانے میں تکلیف نہ ہو اور اگر ضلع خالصہ شاہی ہو اور کروڑی رہتا ہو تو وہ خزانہ شاہی سے اُن کاموں کو سرانجام دے +

(۳) جو تاجر ملک میں آمد و رفت کرتے ہیں اونکے مال کی گٹھریاں کسی قسم کی بغیر اونکی مرضی کے نہ کھولی جائیں مگر جب وہ اپنے مال تجارت کے فروخت پر بالکل راضی ہو جائیں تو خریداروں کو اجازت ہے کہ اونسے مال خریدیں مگر کسی طرح کی اونکو تکلیف نہ پہنچائیں +

(۴) جب کوئی شخص مرجائے اور اوسکے بچے ہوں اور وہ سرکاری ملازم نہ ہو تو کوئی شخص مجاز نہیں ہے کہ اوسکے مال میں سوئی کے ناکے کی برابر مداخلت کرے اور اوسکے بچوں کو ذرا بھی ضرر پہنچائے مگر جب اونکے نہ بچے ہوں اور نہ کوئی اور وارث ہو تو اوسکے مال سے مسجد یں

بنائے جائیں کہ اوسکی روح کو ثواب پہنچے +

(۵) کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ شراب یا کوئی اور مسکرات بنائے اور بیچے۔ وحقیقت

لے یہ قانون بنایا گو میں خود شراب پینے میں مشہور ہوں اور سولہ برس کی عمر سے یہ

پیچھے لگی ہوئی ہے۔ باقی وہی بیان ہے جو حکم چہارم میں لکھا ہے +

(۶) میرے تمام ممالک محروسہ میں کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ میری رعایا کے گھر

ترے۔ مگر جب سرکاری کام کے لئے کسی قصبہ وہ میں لشکر آئے تو بغیر زور وظلم کے

رعایا سے مکان کرایہ لے سکتا ہے اور نہیں تو وہ اپنے خیمے لگا کے الگ اترے

ہنے لئے آپ مکان بنائے اس سے زیادہ رعایا کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ بعض

آدمی اوسکے کنبے کی چھاتی پر سوار ہو اور اوسکے جورو بچون کے لئے ہاتھ پھیلانے کر

جگہہ نہ چھوڑے +

(۷) کسی شخص کو ناک کان کاٹنے کی سزا نہ دیجائے اگر چوری کا جرم ہو تو اوس کے کوڑے

لگائے جائیں اور قرآن پر قسم لی جائے کہ آیندہ وہ جرم نہیں کرے گا۔

(۸) جاگیرداروں اور کروڑیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ رعایا سے زمین زبردستی لیکر اپنی

ت اوسمیں شامل کریں۔ کسی جاگیردار کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے حصے سے پرے کوئی

ے اور زمین اور مویشی دوسرے علاقہ کے زبردستی اپنے علاقہ میں کرے۔ بلکہ اُس کو

علاقہ کی ترقی میں بالکل توجہ کرنی چاہیے۔ غیر علاقہ میں دخل نہ دینا چاہیے۔

گر کوئی شخص اپنے گھر میں کسی سبب تریاک کھا کر مرجائے تو دوسرے شخص سے جو اوسکے گھر میں رہتا ہو اوسکا خون

(۱۰) سارے بڑے بڑے شہر کے حاکمونکو حکم دیا گیا کہ وہ دارالشفا قائم کریں اور جو

وسکے اندر آئیں اونکو عمدہ دوا جب تک دی جائے کہ وہ اچھے ہوں اور جب وہ

لشفا سے جائیں تو اونکو بقدر مایحتاج نقد روپیہ دیا جائے اور یہ سارے خرچ خزانہ

ہی سے اٹھائے جائیں۔

(۱۱) توزک کلان کے حکم دہم کے موافق۔

(۱۴) مین نے حکم دیدیا کہ میرے باپ کے وقت کے منصبدار اور جاگیردار اپنے مناصب و جاگیر پر جب تک وہ زندہ ہیں مستقل کئے گئے اور اونمیں زیادہ لیاقت میں نے دیکھی اُنکا اضافہ منصب و جاگیر کا کرادیا جس پاس دس گھوڑے تھے اون پاس پندرہ گھوڑے کردئے۔ اور اسی نسبت سے اور امرا منصبداران کے اضافہ کئے۔ فقط بعض آدمی نا عاقبت بین فتنہ پرداز فساد انگیز ایسے تھے کہ باوجود میری اس فیاضی کے وہ میری تسلیم اور کورنش نہیں بجالاتے تھے اور ملک میں خرابی پہیلاتے تھے اور یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہم جو طوفان برپا کرتے ہیں اس میں اول خود ہی برباد ہوجائینگے۔ اس باب میں مجھے شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کا مقولہ بہت پسند آیا اوسنے اپنے محل کے پاس ایک حوض بنوایا اور امیروں سے پوچھا کہ اسمیں کیا بھرنا چاہیئے ایک امیر نے عرض کیا کہ حوض کو لبالب سونے سے بھرنا چاہیے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو طامع معلوم ہوتا ہے دوسرے امیر نے کہا کہ اسکو گلاب و شربت و عرق سے بھرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو افیونی معلوم ہوتا ہے تیسرے نے کہا کہ دودھ قندسے۔ بادشاہ نے کہا کہ تو بنگی ہے۔ آخر کو بادشاہ نے کہا کہ میری راے تم سب کی راے کے خلاف ہے اس حوض کو ان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کے خون سے بہرنا چاہیئے جو غدر مچاکے خلائق کو برباد کرتے ہیں +

حوض شاہ طہماسپ +

میں نے تمام ممالک محروسہ کے قیدیوں کی رہائی کا حکم عام دیدیا۔ صرف قلعہ گوالیار سے سات ہزار قیدی چہوٹے جنمیں سے بعض چالیس برس کے قیدی تھے۔ رہائی یافتہ قیدیوں کی تعداد کا قلعوں کی تعداد پر قیاس ہوسکتا۔ کل ہندوستان میں باستثنا بنگال دو ہزار چار سو قلعے نہایت مستحکم و استوار ہیں۔ یاد نہ نیک ساعت میں سونے پر سکہ لگوایا۔ مختلف الوزن سونے چاندی کے سکے مسکوک کئے اور ہر ایک کا جداگانہ نام چنانچہ سو تولے کی مہر کا نام نور شاہی۔ اور پچاس تولہ کا نور سلطانی اور ۲۰ تولہ کا نور دولت دس تولہ کا نور کرم پانچ تولہ کا نور مہر ایک تولہ کا نور جہانی اور نصف تولہ کا نورانی اور

قیدیوں کی رہائی اور سکوں کے نام +

کا کوکب مراد۔ دس تولہ کا کوکب بخت۔ پانچ تولہ کا کوکب سعد۔ ایک تولہ کا جہانگیری اور
تولہ کا سلطانی۔ اور چوتھائی تولہ کا نثاری اور تولہ کے دسویں حصہ کا خیر قبول رکھا۔
روش پر تانبے کے سکے مسکوک کئے اور ہر ایک سکے کو ایک نام سے معروف کیا۔
اور پچاس تولہ اور بیس تولے اور دس تولے کے مہروں پر یہ بیت سکہ ہوئی +

بخط نور بر زر کلک تقدیر   رقم زد شاہ نورالدین جہانگیر

کے درمیان جگہہ چھوڑکر کلمہ اور دوسری طرف یہ بیت جسمیں تاریخ بھی نکلتی ہے منقش ہوئی

شد چو خور زین سکہ نورانی جہان   آفتاب مملکت تاریخ آن

دونون مصرعوں کے درمیان مقام ضرب سنہ ہجری وسنہ جلوس اور سکہ نورجہانی کہ عوض
ل ہے اور وزن مین زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کی جاتی ہے اسپر یہ بیت ہوئی

دے زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ   شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

ہر طرف ایک مصرعہ کندہ ہوا اور ضرب کا مقام سکہ ہجری وسنہ جلوس منقش ہوا۔
انگیری کہ وزن میں ۵/۴ زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کیا جاتا ہے نورجہانی ک
ور پیہ ہے اور تولہ کا وزن دو نیم مثقال معمول ایران وتوران ہے۔
مکتوب خان داروغہ کتابخانہ ونقاش خانہ نے تاریخ جلوس خوب کہی بادشا
ن پسند آئی + ہ

جلوس شاہی تاریخ شد چو بنہاد   اقبال سر بپائے صاحب قران ثانی

زند خسرو کو ایک لاکھ روپیہ میں نے مرحمت کیا کہ وہ قلعہ کے باہر منعم خان خانخانان
کو اپنے واسطے بنالے۔ سعید خان کو پنجاب کی ایالت وحکومت سپرد کی۔ حضرت
نت یہ مذکور ہوا کہ اوسکے خواجہ سرا ستم پیشیہ ہیں اور زیردستون اور مسکینون پر
تے ہیں اوسکو میں نے پیغام بھیجا کہ ہماری عدالت میں کسی پر ستم روا نہیں ہے اور
عدل میں کسی کی خردی اور بزرگی منظور نہیں اگر اوسکے بعد اوسکے آدمی کسی پر ظلم کرینگے
ال اتفاق پائینگے۔ شیخ فرید بخاری کو جو میرے باپ کے عہد میں میر بخشی تھا خلعت

شمشیر مرصع و دوات قلم مرصع عنایت کی اور پہلی خدمت پر مامور رکہا اور اوسکی سرفرازی
کے لئے میں نے کہا کہ تجہکو میں صاحب السیف والقلم جانتا ہوں مقیم کو کہ میرے باپ کے
عہد میں وزیر خان کا خطاب کہتا تہا میں نے ممالک محروسہ کی وزارت دی خواجگی
فتح اللہ کو بہی خلعت دیکر بدستور سابق بخشی کیا عبد الرزاق معموری کو جو میرے ایام
شاہزادگی میں بے سبب میری خدمت کو چہوڑ کر میرے باپ پاس چلا گیا تہا بدستور قدیم
بخشی کیا۔ اور امین الدولہ کو جو میری اجازت بغیر بہاگ کر میرے باپ پاس چلا گیا تہا
اوسکی تقصیرات پر نظر نہ کرکے آتش بیگی کی خدمت پر مقرر کیا۔ غرض بیرونی اور اندرونی
ارباب خدمات و مہمات کو اپنے باپ کے عہد کے موافق بحال رکہا شریف خان کہ خردسالی
سے میرے ساتہہ بڑا ہوا تہا میں نے نقارہ و تومان و توغ اوسکو مرحمت کیا تہا اور منصب دوہزاری
و پانصدی دیا تہا اور صوبہ بہار کی حکومت دارائی اور اس ولایت کا حل و عقد اس کے
قبضۂ اختیار میں چہوڑا تہا اور اس طرف رخصت کیا تہا وہ میرے جلوس سے پندرہ روز بعد
میری خدمت میں حاضر ہوا اور اوسکے آنے سے میں نہایت خوش ہوا۔ اس لئے کہ اوس کی
بندگی میری اس حد پر پہنچی ہے کہ میں اوسکو بمنزلہ برادر و فرزند و یار و مصاحب کے جانتا
ہوں۔ مجہے اوسکے اخلاص و عقل و دانائی و کاردانی پر اعتماد کلی تہا اسلئے میں نے اوسکو
وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا۔ امیر الامرائی کا خطاب دیا۔ نوکری میں کوئی اور خطاب
اوس سے مافوق نہیں ہے اور منصب پنجہزاری ذات و سوار اوسکو دیا ہر چند اوس کے منصب میں
افزائش کی گنجایش تہی کہ اوس سے زیادہ مقرر ہوتا لیکن اوس نے عرض کیا کہ جب تک کوئی
مجہسے خدمت نمایاں وقوع میں نہیں آئیگی منصب مذکور سے زیادہ نہ چاہونگا۔ اکہی میرے باپ کے
بندوں کی حقیقت اخلاص واقعی ظاہر نہیں ہوئی تہی اور بعضوں سے تقصیرات اور
ناشائستہ اطوار اوسے جو خالق و خلق کو ناپسند تہی سرزد ہوئے تہے وہ خود بخود شرمندہ
و شرمسار تہے۔ باوجودیکہ میں نے روز جلوس میں سب کی تقصیرات معاف کردیں اور
قرار دے لیا تہا کہ امور گذشتہ کی بازخواست نہ ہوگی۔ مگر [illegible] طرح

خاطر میں چلا جاتا تھا اسلئے میں امیر الامرا کو اپنا حافظ و نگہبان جانتا تھا اگرچہ کل
کا نگہبان اللہ تعالی ہے خصوصاً بادشاہ ہو نکا کہ جنکا وجود باعث رفاہیت عالم
راجہ مانسنگہ کو جس سے بہت سی رشتہ مندیاں تہیں اور وہ میرے پدر کے امراء معتبر
بن سے تہا اوسکو صوبہ بنگالہ کا حاکم مقرر کیا بعض امور اس سے ایسے صادر ہوئے تہے
لو یہ توقع نہیں تہی کہ میں اوسکے حق میں ایسی عنایت کرونگا کہ ایسی ملایت دونگا
ہ پچاس ہزار سوار رہتے تہے ۔

جلوس کے بعد جمیع امرا مع اپنی جمعیتوں کے درگاہ میں حاضر تھے میرے دل میں آیا کہ اس لشکر
مان پرویز کو عنایت کرکے رانا کے سر پر بہ نیت غزا بہیجوں فرزند مذکور کو رخصت کیا
ہزار سوار اور امراء مفصلۂ ذیل اوسکی خدمت کے لئے تعین کئے اول آصف خان پنجہزاری
ز کا اتالیق مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ سب چھوٹے بڑے منصبدار اوسکی اصلاح و صوابدید
ہر نہ جائیں اور عبد الرزاق معموری کو بخشی اور ممتاز بیگ عموی آصف خاں کو
مقرر کیا۔ راجہ جگناتہہ پنجہزاری اور رانا شنکر کو ہمراہ کیا۔ اور مادہو سنگہ اور راول سال
ی کو علم اور سہ ہزاری منصب عنایت کیا شیخ رکن الدین شیر خان کو سہ ہزاری منصب
یخ عبد الرحمن پسر شیخ ابو الفضل کو اور مہاسنگہ نبیرہ راجہ مانسنگہ و زاہد خاں پسر
ن خان کو اور وزیر جمیل و قرا خاں ترکمان ہمین سے ہر ایک کو دو ہزاری منصب عنایت ہو
ت دیکر رخصت کیا۔ راجہ منوہر کہ سیکہاوت کچھوا ہوں میں سے تہا اور میرا باپ
مالی میں اوس پر بہت عنایت کرتا تہا اور فارسی زبان جانتا تہا اوس کا یہ
یب شعر ہے کہ ع

غرض ز خلقت سایہ ہمین بود کہ کسے ٭ بنور حضرت خورشید پاے خود ننہد

ں اس مہم میں شریک کیا گیا غرض بڑے بڑے امیرزادے اور خانزادے
اجپوت کار طلب اس خدمت پر مامور ہوئے اور ایک ہزار احدی جنکو یکہ
ہیں متعین ہوئے +

جہانگیر کی نیت میں یہ تہا کہ اکثر اکبری اور جہانگیری بندون کو اپنے منتہائے مطلب کا میاب کرے اسلئے اوسنے بخشیون کو حکم دیا کہ جو شخص اپنے وطن میں اپنی جاگیر لینی چاہتا ہو اوسکو اطلاع دو تاکہ تورہ و قانون چنگیزی کے مطابق التمغا اوسکی جاگیر میں مقرر ہو اور تغیر و تبدیل سے امین ہو۔ بادشاہ کے آبا و اجداد جس کسی کو جاگیر بطریق ملکیت کے عنایت کرتے تہے۔ اسکے فرمان پر مہر آل تمغا لگتی تہی جو عبارت اس سے ہے کہ فرمان پر شنجرف سے مہر لگائی جائے۔ جہانگیر نے حکم دیا کہ مہر لگنے کی جگہ طلا پوش کی جائے اور مہر مذکور اوسپر لگائی جائے اسکا نام التون تمغا یعنے مہر زریں رکہا جائے +

بیرداس کو میر آتش بنایا اور راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا اور حکم دیا کہ ہمیشہ توپخانہ میں جو بادشاہ کے ساتہ رہے پچاس ہزار توپچی اور تین ہزار ارابہ توپ مستعد آمادہ رکہے۔ چہوٹی توزک میں لکہا ہے کہ ساٹہہ ہزار شتری زنبورکیں جنمیں سے ہر ایک کے لئے دس سیر بارود اور بیس گولیاں ہوں اور بیس ہزار اور قسم کی توپیں مع سامان چلنے کے لئے تیار رہیں۔ اور اس کارخانہ کے خرچ کے لئے بنارہ پرگنے مقرر کئے جنکی آمدنی ایک لاکہہ دو انگی اشرفی ہتی۔ مرزا شاہرخ نبیرہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان کو ہفت ہزاری منصب دیا۔ اوسکو جہانگیر نے اپنے باپ سے التماس کرکے اپنی خدمت میں لے لیا تہا اور وہ اسی کے پاس بڑا ہوا تہا اسلئے اوسکو وہ اپنے فرزندوں میں سے شمار کرتا تہا۔ راجہ رام سنگہ کے سب سے زیادہ لائق بیٹے بہاؤسنگہ کو منصب ایک ہزار پانصدی کا عنایت ہوا اور اسکا عہدہ سابق برقرار رہا۔ زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی کو کہ خردسالی سے جہانگیر کی خدمت کرتا تہا اور اوسکی ایام شاہزادگی میں احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہنچا تہا خطاب مہابت خانی کا دیکر منصب ہزار و پانصدی سے ممتاز کیا اور شاگرد پیشہ کی بخشی گری اوسکے لئے مقرر ہوئی۔ راجہ نرسنگہ کہ بندیلہ راجپوت تہا اور جہانگیر کا رعایت یافتہ تہا شجاعت و نیک ذاتی اور سادہ لوحی میں اپنی امثال اور اقران میں ممتاز تہا سہ ہزاری منصب سے سرافراز ہوا۔ اسکی رعا[illegible]

[illegible]

التمغا فرمان +

حالات منصبداران +

الدین قزوینی جسنے جہانگیر کی ایام شاہزادگی میں خدمات اور دولت خواہیاں
کا منصب دیا طویلہ کا شرف بنایا اور حکم دیا کہ ہر روز بیس گہوڑے بخشش کے لئے
اعلی اکبر شاہی کو منصب چار ہزاری سے ممتاز کیا سرکار سنبھل اوسکو جاگیر میں دی
رانے ایک دن کسی تقریب سے یہ بات جہانگیر سے کہی جو اوسکو بہت پسند آئی کہ دیا
یانتی مخصوص نقد و جنس سے نہیں ہے بلکہ آشنایوں میں ایسی حالت کا دکہانا کہ
بن ہو اور اس استعداد کا چہپانا جو بیگانگوں میں ہو یہ بہی بے دیانتی ہے
یہ ہے کہ مقربوں کو آشنا و بیگانہ پر نظر نہ کرنی چاہیئے۔ ہر شخص کی حالت
کرنی چاہیئے جہانگیر نے سلطان پرویز کو رانا سے لڑنے کے لئے بہیجا تہا اور
کہہ دیا تہا کہ اگر رانا مع اپنے پسر کلاں کرن کے اس کے پاس آئے اور اطاعت
اختیار کرے تو اوسکی ولایت سے تعرض نہ کرے اس سفارش سے غرض اسکی دو مقصد
ہا یہ کہ اکبر کے پیش نہاد خاطر ماوراء النہر کی فتح تہی مگر جب یہ عزیمت وہ کرتا تھا
پیش آتے اگر مہم رانا کوئی صورت پکڑے اور اوسکا خدشہ خاطر سے دور ہو تو
نان میں پرویز کو چہوڑکر توفیقات الہی کی تائید سے ولایت موروثی کو وہ روانہ
ان دنوں میں کہ ماوراء النہر میں کوئی حاکم مستقل نہیں ہے وہاں باقی خان
مد خان اور اوسکے بیٹے عبد المومن کے بعد تخت نشین ہوا تہا مر گیا اور ولی محمد
ہائی اس دیار میں حاکم ہوا تہا۔ ابہی یہاں انتظام نہیں ہوا تہا - دوم سر انجام مہم
یہ والد بزرگوار کے عہد میں ایک حصہ دکن کا فتح و تسخیر ہوا تہا اوسکو خدا کی عنایت
قبضہ تحت و تصرف میں لا کر ممالک محروسہ میں داخل کروں +
ہنی توزک میں لکہا ہے کہ مجہے اطلاع ہوئی کہ سمرقند میں جو باقی خان اوزبک حاکم تہا
اور اوسکا جانشین ولی خان ہوا ہے اسکی حکومت کی ابتدا ہی میں میں نے خیال کیا کہ
عداوت کے ساتہہ پیش آئے۔ ایسی صورت میں میں نے یہ ارادہ کیا کہ پرویز کو اوس کے
لئے بہیجوں اور بعد ازاں اگر خدا فضل کرے تو دکن کی فتح کی تدابیر کو بعد اسکے میں

خود ماوراءالنہر جاؤن- دکن کی فتح کا مجھے بڑا خیال تہا کہ اس لشکر کو جو اسپر فتح حاصل کر کے ملک
سمرقند لے جاؤن اور یہ میلان خاطر مجھے اپنی باپ کے سبب سے پیدا ہوا تہا وہ بہت اس
موروثی ماوراءالنہر کو فتح کرنا چاہتا تہا مگر میں نے اوسکو حزم و احتیاط سے بعید جانا کہ ہندکو
بے سپاہ کسی بیٹے کو سپرد کر کے چلا جاؤن - میں نے یہی قرار دیا کہ پرویز کو رانا اودے پور
سے لڑنے کے لئے بہیجوں +

۴ شعبان کو پسران اکہے راج ولد بہگوانداس عم راجہ مانسنگہ سے ایک امر غریب ظاہر ہوا
ان بے سعادتون کا نام ابہے رام و بیجے رام و شیام رام تہا- یہ نہایت بے اعتدال تہے-
ابہے رام نے بہت بے اعتدالیان کین تہیں مگر میں نے اوسکی تقصیرات سے اغماض کیا تہا
اس تاریخ میں مجھسے عرض کیا گیا کہ ابہے رام یہ چاہتا ہے
کہ اپنی عورتوں اور فرزندوں کو بے اجازت وطن پہنچا دے اور پہر خود بہاگ کر رانا
کی پناہ میں رہے جو میرے خاندان کے نا دولتخواہوں میں ہے- رام داس اور راور
امراے راجپوت سے میں نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی اسکا ضامن ہو تو ان بدبختون کی
جاگیر اور منصب کو برقرار رکہوں اور اونکے گذشتہ گناہوں کو عفو کرون لیکن انکی بدطینتی
کے سبب سے کوئی شخص ضامن نہ ہوا تو میں نے امیرالامرا کو حکم دیا کہ جب تک کوئی اون کا
ضامن ہو اونکو حوالات مین رکہے اوسنے ابراہیم خان کاکر دلاور خانی اور حاتم شہنواز خانی
کے حوالہ کیا- جب ونہون نے چاہا کہ ان جاہلون سے ہتیار لے لین تو وہ اپنے نوکرون کو
ساتہ لیکر جنگ کرنے لگے امیرالامرا اور شیخ فرید نے اونکو قتل کیا اور یہ شورش دولتخانہ خاص
و عام کے صحن مین واقع ہوئی اور اس سیاست سے ناعاقبت اندیشوں کی تنبیہ ہو گئی- امیرالامرا
نے کہا کہ اگر اس قسم کا امر آگرہ میں ہوا ہوتا تو اس جماعت کا سلسلہ و قبیلہ تمیس نا بود ہو
جاتا میں نے کہا کہ یہ طائفہ رعایت کردہ اور تربیت یافتہ میرے والد بزرگوار کا ہے اسی
میں مراعات کرتا ہوں اور مقتضاے عدالت بہی یہی ہے کہ ایک شخص کے جرم کا مواخذہ بہت
آدمیوں سے نہیں کرنا چاہیے چہوٹی توزک میں اس واقعہ کو مختلف طرح بیان کیا ہے

[illegible] +

بان کو رام جی اور سیتا رام (بیجے رام) اور سیام سندر بھگوان اس عہدے راجہ
بد اعمالی کی سزا دی گئی ۔ اونکے سر پیر سے ہاتھیوں کے پاؤن تلے کچلے گئے ان
راجی بڑا شریر تھا ضمیمہ دیکھو۔
ب دن میں پنڈتون سے جو ہندوستان کے دانشمندون سے عبارت ہے یہ پوچھا گیا کہ
ہتا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات مقدس نے مختلف پیکرون میں حلول کیا ہے تو
ب عقل کے نزدیک مردود ہے اور اسے یہ مفسدہ لازم آتا ہے کہ واجب تعالیٰ
ات سے مجرد ہے صاحب حلول و عرض و عمق ہو جاتا ہے اور اگر ان اجسام میں
ظہور سے مراد ہے تو وہ سب موجودات میں مساوی ہے اور وہ ان دس پیکرون
ن نہیں ہے ۔ اور اگر صفات الہی میں سے کسی صفت کا اثبات مراد ہے تو اس
میں بھی تخصیص درست نہیں اسلئے کہ ہر دین و آئین میں صاحبان معجزہ و کرامات
ین اور وہ اپنے زمانہ میں دانش و فراست میں ممتاز ہوئے ہیں بہت سی گفتگو
رد و بدل کے بعد اس خدا کے معترف ہوئے جو جسم و چون و چگونگی سے منزہ ہے
نے یہ کہا کہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ہم ذات مجرد کے ادراک میں ناقص ہیں بصورت
سیلہ بغیر خدا کی معرفت نہیں حاصل ہو سکتی ان دس پیکرون کو اپنی شناخت و
کا وسیلہ جانتے ہیں تو میں نے کہا کہ تم ان پیکرون سے معبود تک پہنچنے کا مقصود
اصل کر سکتے ہو +

بیدونوں کے ساتھ مباحثہ +

ب سہ شنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۶ء کو آفتاب برج حوت سے برج
ی یا سال اول جلوس میں یہ پہلا نوروز تھا اسی نوروز سے بادشاہ اپنے جلوس
کا حساب کرتا ہے ۔ باپ کے دستور کے موافق دولتخانہ خاص و عام آراستہ ہوئے
زاول سے جب تک کہ حمل میں ۱۹ درجے آفتاب طے کرکے خانہ شرف میں آئے
جشن رہا اور حکم ہو گیا کہ کیفیات و مسکرات میں سے جسکا جی چاہے کھائے
و کوئی منع نہ کرے [illegible] اشارہ [illegible] کے عہد میں یہ بات مقرر تھی

جشن اول جلوس نوروز

امرائے کلان میں سے ایک امیر مجلس آراستہ کرتا اور پیشکش دیتا جسمیں اقسام جواہر و مرصع آلات والمتعہ نفیسہ اور ہاتھی گھوڑے ہوتے اور اپنی مجلس میں بادشاہ کو آنے کی تکلیف دیتا اور بادشاہ اپنے بندوں کی سرافرازی کے لئے قدم رنجہ فرماتا اور پیشکشوں کو ملاحظہ کرتا جو اوسکو پسند آتا اوسکو لے لیتا اور باقی کو صاحب مجلس کو بخش دیتا۔ بادشاہ کی طبیعت سپاہی اور رعیت کی رفاہیت اور آسودگی پر مائل تھی اس سال یہ پیشکش معاف ہوئی مگر بعض امیروں کی خاطرداری کے سبب سے اونکی پیشکشوں میں سے کچھہ لے لیا گیا آغاز جلوس میں مظفر خان گجراتی کی اولاد میں سے کسی نے جو اپنے تئیں اس ولایت کے حاکم زادوں میں سے سمجھتا تھا شورش برپا کی اور احمد آباد کی اطراف وجوانب کو تاخت و تاراج کیا۔ اور چند شاہی سرداروں کو جیسے کہ بہادر اوزبک اور رائے علی بھٹی تھے مار ڈالا بادشاہ نے راجہ بکرماجیت اور بہت سے منصبداروں کو چھہ سات ہزار سواروں کے ساتھہ گجرات کی کمک کے لئے تعین فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ جب تک مفسدوں کے رفع دفع سے راجہ کی خاطر جمع ہو تو وہی گجرات کا صاحب صوبہ رہے۔ اور قلیچ خان جو پہلے اس خدمت پر تعین ہوا تھا وہ بادشاہ پاس آئے۔ اس فوج کے پہنچتے ہی باغیونکی جماعتیں پریشان ہوئیں اور انکی جماعت جنگل میں بہاگ گئی ۔ اور اس ملک کا انتظام ہوگیا +

خسرو کے دل میں غرور جوانی و کم تجربگی و مصاحبان ناجنس کی ناعاقبت اندیشی سے خیالات فاسد پیدا ہوئے ۔ خاصکر اس زمانہ میں کہ میرے والد بزرگوار بیمار تھے اور بعض کوتاہ اندیشوں نے بسبب کثرت جرائم و تقصیرات کے کہ اونسے وقوع میں آئے تھے اور عفو و اغماض سے محض ناامید تھے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو دستاویز بناکر امور سلطنت کے متحمل بنیں اور اس معنی سے وہ غافل تھے کہ امور سلطنت و جہانبانی ایسا امر نہیں ہے کہ ناقص عقلوں کی سعی سے انتظام پائے۔ خالق دادار اس امر عظیم الشان و رفیع القدر کے لئے جس کسی کو شائستہ جانتا ہے اور اس خلعت کے لئے جسکی قابلیت کے قد کو راست سمجھتا ہے اوسکو دیتا ہے + ٥

...ند ہ نتوان ستد بخت را	نشاید خرید افسر و تخت را
...ے را کہ حق تاج پرور نمود	نشاید ازو تاج و دولت ربود

...وں اور کوتہ اندیشوں کے خیالات فاسد کا نتیجہ سوا ذلت اور پشیمانی کے
...اس نیاز مند درگاہ الٰہی کے ساتھ امور سلطنت نے قرار پایا تو میں نے خسرو کو
...تہ خاطر و متوحش پایا ہر چند میں نے چاہا کہ اسپر عنایت و شفقت کرکے اوسکے
...غدغے و وسوسے دور کروں لیکن اسے کچھ فائدہ نہ ہوا - وہ بخت برگشتہ
...ے شب یکشنبہ ۸ ذی حجہ سنہ مذکور کو دادا کی قبر کی زیارت کا بہانہ بناکے قلعہ سے باہر
...اور ساڑھے تین سو سوار ساتھ لے گیا - اوسکی روانگی سے تھوڑی دیر بعد
...الملک کا آشنا تھا اوسکو خبر دی کہ خسرو بھاگ گیا - وزیر الملک اسکو امیر الامرا پاس لیگیا
...خبر کو تحقیق کیا اور مضطربانہ محل کے دربار میں گیا اور خواجہ سرا کی معرفت کہلا بھیجا یا
...ضروری عرض کرنا ہے حضور باہر تشریف لائیں - یہ بات میرے گمان میں بھی نہ تھی
...انا کہ دکن یا گجرات سے کوئی خبر آئی ہوگی - جب میں باہر آیا تو معلوم ہوا کہ ماجرا یہ ہے
...اکہ اب کیا کرنا چاہئے میں خود جاؤں یا خرم کو بھیجوں - امیر الامرا نے کہا کہ اگر
...جاؤں میں نے کہا کہ ہاں اچھا تو اوسنے کہا کہ اگر خسرو نصیحت کرنے سے واپس نہ آئے
...چلائے تو مجھے کیا حکم ہے تو اوسے کہا گیا کہ اگر وہ کسی طرح راہ راست پر نہ آئے
...برے ہاتھ سے ہو سکے اس میں تقصیر نہ کرنا سلطنت میں خویشی و برادری نہیں
...بادشاہ خویشی ندارد کسے آیا تین اور بعض اور مقدمات کہہ کر میں نے اوسے
...ہا میرے دل میں آیا کہ خسرو امیر الامرا سے بالکل آزردہ ہے اور اوسکو جو قربت
...حال ہے اوسے وہ امثال اور اقران کا محسود ہے مبادا کوئی نفاق کی بات
...در اوسکو ضایع کردے - معز الملک کو میں نے حکم دیا کہ جاکر اوسکو الٹا لے آئے
...ن بیگی کو اس خدمت پر متعین کیا اور حکم دیا کہ کل منصب دار احدی کہ
...ے میری ہمراہی پر متوجہ ہوں - اہتمام خان کو کوتوالی قراولی خبرگیری کے لئے مقرر کیا

ودیہ ہیلا اگر جیت دن ہو تو مین خود جاؤں۔ معز الملک امیر الامرا کو بے آیا۔ میرے پاس خبر آئی
کہ خسرو پنجاب کی راہ پر ایلغار کرکے جاتا ہے میرے دل میں آیا کہ مبادا وہ راہ میں چپ
زدگی کرے یعنے جلے اور طرف اور دکھلائے اور طرف۔ راجہ مانسنگہ اسکا ماموں بنگالہ
مین موجود تہا اسلئے اکثر بندہ ہاے درگاہ کی رائے یہ تھی کہ خسرو وہان جائیگا۔ ہرطرف آدمی
بھیجکر یہ تحقیق ہوگیا کہ وہ پنجاب کو جاتا ہے۔ اس اثنا میں صبح ہوئی عنایت الہی پر بہروسہ
کرکے غنیمت دست کے ساتھ مین سوار ہوا اور کسی چیز کا اور کسی آدمی کا مقید نہ ہوا اور چلا

سبلے آن را کہ اندوہست دیدے / ہمیداند کہ آفت پیش راند
نے داند کہ رہ چون میکند طے / نداند با کہ آید با کہ ماند

اول والد بزرگوار کے روضہ پر گیا جو شہر سے ۳ کوس پر واقع ہے اور حضرت کی روح
سے استمداد ہمت کی۔ اسی حال مین مرزا شاہرخ کا بیٹا جو خسرو کے ہمراہ جانے کا ارادہ
رکہتا تہا پکڑا ہوا آیا۔ جب یہ بات مین نے اوسے پوچھی تو وہ انکار نہیں کر سکتا تہا مین نے
حکم دیا کہ اسکے ہاتہہ باندہ کر فیل پر سوار کرین۔ یہ اول شگون تہا کہ حضرت والا کی روح کی برکت
اور توجہ و امداد سے ظہور مین آیا۔ دوپہر کو خوب لوئیں چلیں تو سایہ کے درخت کے نیچے
مین نے توقف کیا اور خان اعظم سے مین نے کہا کہ جب میرا باوجود امنیت خاطر کے
یہ حال ہو کہ معتادافیون جو اول روز مین مجھے کہانی چاہی اب تک نہ کہائی ہو اور کسی نے
اوسکو یاد بہی نہ دلایا ہو تو اس بے سعادت خسرو کا حال اسی پر قیاس کرنا چاہیے
مجھے تکلیف اس سبب سے ہی کہ میرا فرزند بے سبب میرا خصم و غنیم ہوگیا اگر اوسکے پکڑنے میں
سعی نہیں کرتا تو مفسد اور فتنہ اندیشوں کو دستگاہ ہوتی ہے اور وہ اپنا سر لیکرے اوزبک
اور نبگ یا قزلباشون پاس جائیگا جسکے سبب سے میری دولت کو خفت ہوگی اسواسطے
مین نے اوسکے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ کچھ آرام لیکر پرگنہ متہرا سے کہ آگرہ سے ۲۰ کوس
پر واقع ہے دو تین کوس چلا... ایک موضع میں اترا جہان تالاب بھی تہا
خسرو جب متہرا مین آیا تو حسین بیگ بخشی... والد بزرگوار کی رعایت یافتون مین تھا ملا

کے قصد سے کابل سے آتا تہا کہ وہ خسرو سے ملا - بدخشیوں کی طبع فتنہ و آشوب پیراستہ ہوتی
ہے وہ اس بات کو دل سے چاہتا تہا - دو سو تین ایماقات بدخشان - اوسکے ہمراہ تہے
وہ خسرو کا راہبر اور سپہ سالار بنا - راہ مین جو شخص آگے آتا اوسکو لوٹ لیتا - گہوڑا
اور اسباب اوسکا لے لیتا سوداگروں اور مسافرون کا اسباب ان لچوں کا مال تہا - جہان وہ
جاتے وہان عورتوں اور بچونکو ستاتے - خسرو اپنی آنکہوں سے دیکہتا تہا کہ باپ دادا کے
ملک موروثی پر کیا ستم ٹوٹ رہا ہے ان بدبختوں کے افعال ناشائستہ کو دیکہہ کر ایکساعت
مین ہزار بار مرنے کی آرزو کرتا - مگر ان کتوں سے مدارا و مواسا کے سوا کوئی چارہ نہیں رکہتا
تہا - اگر اسکا بخت و اقبال یاور ہوتا تو ندامت و پشیمانی کو دستاویز اپنی بناتا اور بے
دغدغہ خاطر میری ملازمت مین آتا عالم السر ایزد دانا ہے کہ مین اوسکی تقصیرات سے بالکل
درگذر کرتا اور اوس پر اسقدر لطف و شفقت کرتا کہ اوسکے دل مین بال کی برابر تفرقہ اور دغدغہ نہ رہتا
حضرت جنت آشیانی کے واقعہ مین بعض مفسدوں کے فساد سے اوسکے دل میں جو اوس سے
پیدا ہوئے تہے وہ جانتا تہا کہ مجہے وہ معلوم ہین اسلئے میری مہر و شفقت پر اعتماد نہیں
کرتا تہا - میری شاہزادگی میں خسرو کی ماں نے اوسی کے اطوار اور اوضاع کی
ناخوشی سے اور چہوٹے بہائی مادہو سنگہ کے سلوک سے آزردہ ہوکر افیون کہا کر اپنے تئین ہلاک کیا
اوسکی خوبیوں اور نیک ذاتیوں کا کیا بیان کروں عقل اوسکی کامل تہی اخلاص اوس کا
میرے ساتہہ اس درجہ پر تہا کہ وہ ہزار پسر و برادر کو میرے ایک بال پر قربان کرتی تہی -
بار بار اوسنے خسرو کو اخلاص محبت پر دلالت کی جب دیکہا کہ اوس سے کچہہ فائدہ نہیں
اور انجام اسکا نا معلوم ہے کہ کیا ہوگا تو غیرت کے سبب سے کہ طبیعت راجپوتی کو لازم ہے
مرنے کا ارادہ کیا کئی مرتبہ کبہی کبہی اوسکا مزاج شورش میں آ جاتا تہا - یہ شورش موروثی تہی
کہ اوسکے بہائیوں اور باپ دادا میں بہی دیوانگی میں ظاہر ہوتی تہی اور ایک مدت
بعد علاج پذیر ہوئی تہی - جن دنوں میں کہ میں شکار پر متوجہ تہا ۲۶ ذیحجہ سنہ ۱۰۱۳ میں
عین شورش دماغ میں بہت سی افیون کہائی اور تہوڑی دیر میں مرگئی گویا کہ اوسنے

اپنے بیٹے کا حال جو ہونیوالا تھا پہلے سے دیکھ لیا تھا اول میری شادی اوس سے ہوئی تھی خسرو کے پیدا ہونے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جسکو شاہ بیگم کا خطاب دیا گیا۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکتی تھی کہ اوسکے بھائی اور بیٹے میرے ساتھ بدسلوکی کریں پریشان دماغ رہنے لگی اور اسی حال میں اپنی جان پر کھیل گئی کہ اس اندوہ و کلفت سے چھوٹ جائے اسکے مرنے سے میرا حال یہ ہوا کہ حیات و زندگانی کا مزہ کچھ نہ رہا کھانے پینے کو دل نہ چاہتا تھا۔ حضرت والد ماجد کو میرا یہ حال معلوم ہوا تو ایک ایسا نامہ نہایت شفقت و مرحمت سے اس فدوی خاص پاس بھیجا اور خلعت و دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر میرے پاس بھیجے اس عنایت نے میرے سوز و گداز کی آگ پر پانی ڈالا۔ اور میرے اضطراب و اضطرار میں فی الجملہ قرار و آرام ہوا۔ غرض ان مقدمات کے ذکر سے یہ ہے کہ اوسنے زیادہ کیا بے سعادتی ہوگی ہے کہ فرزند اپنی ناخوشی سلوک و اطوار ناپسندیدہ سے مادر کی خودکشی کا سبب ہو اور اپنے باپ سے بغیر کسی سبب و باعث کے محض تصورات و خیالات فاسدہ سے بغاوت و عناد اختیار کرے اور اوسکی دولت ملازمت سے فرار پر قرار اختیار کرے منتقم جبار نے ہر کردار کے لیے اوسکی سزا برابر رکھی ہے اسلئے اوسکے حال کا مآل یہ ہوا کہ بدترین حال سے مقید ہوا اور درجہ اعتماد سے گرکر زندان دائمی میں گرفتار ہوا۔

راہ چو ستانہ زد و ہوشمند ۔۔۔ پائے بدام آرد و سر در کمند

روز سہ شنبہ ہم ذی حجہ کو منزل ہوڈل میں آیا شیخ فرید بخاری کو شجاعوں اور بہادروں کی جماعت کے ساتھ خسرو کے تعاقب میں لشکر کا ہراول بنا کے بھیجا۔ دوست محمد خان کہ میرے ہمرکاب تھا بسبب سابق الخدمت اور ریش سفید ہونے کے قلعہ آگرہ کی محلوں خزانوں کی محافظت کے لیے بھیجا جب آگرہ سے میں آیا تھا تو اعتماد الدولہ اور وزیر الملک کو شہر کی حراست سپرد کی تھی۔ میں نے دوست محمد خان سے کہا کہ میں صوبہ پنجاب کو جاتا ہوں وہ صوبہ اعتماد الدولہ کی دیوانی میں ہے اوسکو میرے پاس بھیجدینا اور حکیم مرزا کے بیٹوں کو قید کر کے محبوس کر دینا اسلئے کہ میرے فرزند صلبی نے یہ معاملہ کیا تو مکرر برادرزادہ

اور محموں نادہ سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ دوست محمد کے جانے کے بعد معز الملک بخشی حوالہ
پلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳۔ روز جمعہ کو دہلی میں آیا۔ دادا کی قبر کی زیارت کو گیا۔ فقرا بہت
روپیہ تقسیم کیا۔ یہاں سے حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کو گیا۔ اور فقیروں اور
درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا۔ ۱۴۔ کو سرائے نرلہ میں گیا جسکو خسرو نے جلا دیا تھا۔ آقا ملا لی میری
خدمت بہت کرتا تھا ہزاری ذات کا اضافہ اوسکے اصل منصب پر کیا تین سو سوار اوسکو دیئے
ایماقات جو میرے ہمرکاب تھے اونمیں سے بعضے خسرو سے اتفاق رکھتے تھے اسلئے کہ مبادا اونکی
خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اونکے کلانتروں کو دو ہزار روپئے دیئے کہ اپنے آدمیوں
میں تقسیم کر دیں اور مراحم جہانگیری کا امیدوار کریں۔ ۱۶۔ کو پانی پت میں آیا۔ یہ منزل
میرے آباے کرام و اجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک و فرخندہ تھی۔ اس شہر میں دو
فتح عظیم حاصل ہوئی ہیں ایک ابراہیم کو بابر نے شکست دی تھی جسکا ذکر تواریخ میں ہے
دوم والد ماجد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تھی جب خسرو دہلی میں پہنچ کر پرگنہ مذکور کی طرف متوجہ ہوا تو
بسبب اتفاق دلاور خان وہاں آیا ہوا تھا۔ وہ جمنا سے اتر کر خود سپاہیانہ و قزاقانہ المغار
کر کے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے۔ انہیں دنوں میں لاہور سے اسی
مقام و منزل میں عبد الرحیم بھی آیا ہوا تھا۔ دلاور خان نے اوسکو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں کو
میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہو کر میرا منتظر رہے۔ وہ گرانبار و
ترسندہ تھا۔ اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوسنے
خطاب ملک انور اوسکا پایا۔ و زبردہ صاحب اختیار ہوا۔ دلاور خان مردانہ لاہور کو گیا
اور راہ میں ہر کسی کو اور ہر طایفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اگر دریون اور سوداگروں
کو خسرو کے خروج کی اطلاع دی۔ بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ راہ سے پرے کنارہ
ہو جاؤ۔ اوسکے بعد دست اندازوں و ظالموں کے ہاتھ سے بندگان خدا امن میں ہوگئے
غالب ظن یہ تھا کہ اگر دہلی میں سید کمال اور پانی پت میں دلاور خان جرأت بہت
کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوسکے ہمراہ کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان

بھوجالی اور خسرو ساتہہ میں آبہا تہا مگر اونکی ہمت نے یاوری کی۔ ثانی الحال ہر ایک نے کسی کسی سے
اپنی تقصیر کی تلافی کی۔ دلاور خان ایلغار کرکے خسرو سے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہونچا اور
ایسی خدمت نمایاں کین کہ پہلے کوتاہی کا تدارک ہوا اور سید کمال نے بھی جنگ خسرو میں
ترددات مردانہ کئے۔ اپنے محل پر بالتفصیل بیان ہونگے۔ ۱۰ ذی الحجہ کرنال میں پہونچ کر
مقام کیا۔ ۱۱ کو شاہ آباد پہنچا۔ یہاں پانی کی قلت تھی مگر بڑا مینہ برسا جس سے لوگوں کا دل
خوش ہوا۔ منزل الوہ میں ابوالنبی اوزبک کو ستاون منصبداروں کے ساتہہ شیخ فرید کی کمک کے
لئے تعین کیا۔ اور چالیس ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے بہیجا۔ سات ہزار روپیہ جمیل بیگ کو دیا۔
کہ وہ ایماقات میں تقسیم کرے۔ میر شریف امین کو دو ہزار روپیہ دئے۔ ۱۳ ماہ مذکور کو خسرو کے
پانچ آدمی پکڑے آئے جنمیں سے دو نے اوسکی نوکری کا اقرار کیا۔ اونکو میں نے ہاتھیوں کے
پیر تلے دلوایا۔ اور تین آدمیوں نے انکار کیا۔ اونکو زیر حوالات تحقیقات کے لئے رکھا۔
۱۴۔ فروری سنہ مرزا حسین ونورالدین قلی کوتوال شہر میں داخل ہوئے۔ ۲۴ فروری کو
دلاور خان کا فرستادہ میرے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ خسرو نے خروج کیا ہے اور لاہور کا
قصد رکہتا ہے حضور خبردار رہیں۔ اسی تاریخ لاہور کے دروازے محفوظ و مضبوط کئے گئے تاریخ
مذکور سے دو روز بعد دلاور خان کے تہوڑے آدمی قلعہ میں داخل ہوئے۔ برج و بارہ کو استحکام
کرنا شروع کیا جہاں شکست سخت تہی اوسکی درست کی۔ قلعہ کے اوپر توپیں اور ضربزنیں
لگائی گئیں جنگ کی تیاری کی گئی۔ بادشاہی آدمی قلعہ کے اندر خدمات پر متعین ہوئے
اور شہر کے آدمیوں نے بہی اخلاص کے ساتہہ مدد اور معاونت کی۔ دو روز کے بعد کہ فی الجملہ
سلسلہ انجام ہوا تہا خسرو آن پہنچا اور ایک منزل میں اترا اور حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کرکے
لڑائی شروع کی جائے اور دروازوں میں ایک دروازہ کے کسی جانب پر آگ لگا دیجاوے اور
اپنے نوکروں کو اوس نے کہا کہ قلعہ کے لے لینے کے بعد میں حکم دونگا کہ سات روز تک شہر کو
وہ لوٹیں اور آدمیوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کریں اوسکے نوکروں نے شہر کے ایک
دروازہ میں آگ لگائی۔ دلاور خان وحسین بیگ دیوان اور نورالدین قلی نے

کوتوال نے دروازہ کے محاذی اندر کی طرف اکیلا در دیوار کھڑی کر لی۔ ان دنوں میں کشمیر کے
تعیناتیوں میں سے سعید خان آب چناب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کر کے لاہور روانہ
ہوا۔ جب آب راوی پر آیا تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا
ہوں۔ اہل قلعہ بس کشتیاں بھیجکر اوسکو مع چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
قلعہ کے نو روز محاصرہ کے بعد خسرو کو خبر ہوئی کہ میں اس کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
تو اوسنے فوج شاہی سے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ ہندوستان کے سواد ہائے اعظم میں
لاہور ہے چھہ سات روز میں خسرو پاس دس بارہ ہزار سوار مستعد جمع ہو گئے
اور اس ارادہ سے کہ میرے آگے کی فوج پر شب خون ماریں حوالی شہر سے چلے
سرائے قاضی میں ۱۶ کو مجھے یہ خبر معلوم ہوئی۔ باوجودیکہ مینہ بہت برستا تھا میں نے
کوچ کا نقارہ بجایا اور سوار ہوا صبح کو سلطان پور میں آیا۔ دوپہر تک سلطان پور
میں رہا حسب اتفاق اس وقت میری اور خسرو کی سپاہ میں مقابلہ و مقاتلہ شروع
ہوا معز الملک طشت بریانی لایا تھا میں منہ میں نوالہ رکھنے کو تھا کہ جنگ کی خبر آئی بس ایک
لقمہ شگون کے لئے کھا کر سوار ہوا اور آدمیوں کے پہنچنے کا اور کمی افواج کا خیال
کچھہ نہیں کیا بہت جلد جنگ کی طرف متوجہ ہوا جلتہ خاصہ کو ہر چند طلب کیا مگر کسی
نے لا کر نہیں دیا۔ ہتیاروں میں سے سوا نیزہ و شمشیر کچھہ اور میرے پاس نہ تھا خدا کے
بھروسہ پر روانہ ہوا۔ اول میرے ساتھہ پچاس سوار تھے اور کسی کو خبر بھی نہ تھی کہ آج جنگ
ہو گی۔ گوبندوال کے پل تک چار پانچ سو گٹے بھلے سوار میرے ساتھہ ہو لئے پل
گذر رہا تھا کہ شمسی توشکچی فتح کی نوید لایا میں نے اس خوشخبری کے لانے کے صلہ میں
خوشخبر خاں کا خطاب اوسکو دیا۔ میر جمال الدین حسین جسکو خسرو کی نصیحت کے لئے بھیجا تھا
ابھی آیا تھا کہ وہ خسرو کے آدمیوں کی کثرت و شوکت اسقدر بیان کرتا تھا کہ ادھر سے
میرے آدمیوں کو خوف ہوتا تھا۔ باوجودیکہ فتح کی خبر متواتر آتی تھی مگر اس سادہ لوح
کو کسی طرح باور نہیں ہوتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ جس لشکر کو میں نے دیکھا ہے وہ کیونکر

شیخ فرید کے لشکر سے شکست پاسکتا ہے کہ جو نہایت قلیل اور بے استعداد ہے جب خسرو کا
سنگہاسن دو خواجہ سرا لائے تو میر کو اسکا یقین ہوا اور اوسنے میرے پاؤں میں سر رکہا
اور کہا کہ اقبال اوسے زیادہ بالاتر و بلند تر نہیں ہوتا شیخ فرید نے مخلصانہ و فدویانہ
سرداری کی سادات بارہ کہ اپنے زمانہ کے شجاع تھے اور ہر معرکہ میں اپنے کار نمایاں
دکہاتے تہے ہراول بنے تہے سیف خان ولد سید محمود خان بارہ سردار قوم خود
تردداتِ مردانہ کرتا تہا ستر زخم اوسکے لگے تھے سید جلال تیر کے لگنے سے مرگیا
سادات بارہ پچاس ساٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے۔ اونہوں نے پانسو و ہزار
ہزار بدخشی سواروں کو زخم لگاکے پارہ پارہ کردیا سید کمال کہ اپنے بہائیوں کی کمک
کو گیا تہا۔ ایماقات کے چارسو آدمیوں کو پایمال کیا اور لشکر شاہی کو غلبہ ہوا خسرو
صندوق جواہر و نفائس کا جو ہمیشہ وہ اپنے پاس رکہتا تہا شاہی لشکر کو ہاتہ آیا +

کہ دانست کہ این کودک خردسال	شود با بزرگان چنیں بدسگال
باول قدح دردے آرد بہ پیش	گداز و شکوہ من و شرم خویش
بسوزاند اورنگ خورشید را	تمنا کند تخت جمشید را

الہ آباد میں مجھے بھی باپ کی مخالفت پر کوتاہ بین دلالت کرتے تہے مگر اصلاً یہ بات
مجھے معقول و مقبول نہیں معلوم ہوتی تہی اور میں یہ بھی جانتا تہا کہ جس دولت کی بنا باپ کی مخالفت
پر ہو وہ پائداری کیا رکھتی ہے۔ ناقص عقلوں کی مشورے میں بیجا نہیں ہوا عقل و دانش
کے ساتھ کام کیا کہ اپنے باپ مرشد و قبلہ و خدائے مجازی کی خدمت میں گیا اور اس نیت
درست کی برکت سے جو مجھے حاصل ہوا وہ حاصل ہوا جس رات کو خسرو بہاگا میں نے راجہ باسو جو
کوہستان لاہور کا معتبر زمیندار ہے رخصت کیا کہ ان حدود میں جہاں خسرو کی خبر و
اثر کو سنے حتی الامکان اوسکے گرفتار کرنے میں سعی کرے مہابت خان و مرزا علی اکبر شاہی
کو ایک انبوہ لشکر کے ساتھ متعین کیا کہ جس طرف خسرو روانہ ہو فوج مذکور اسکا تعاقب کرے
اور میں نے یہ ٹہیرایا کہ اگر خسرو کابل کو جائے تو میں اوسکے پیچھے جاکر پکڑوں اور اگر

ل ہیں وہ توقف نہ کرے اور بدخشان یا اوسکی حدود میں جاسے تو کابل میں مہابت خان
چھوڑکر خود بخیریت واپس آؤں اور بدخشان نہ جانے کا سبب یہ تھا کہ اگر میں وہاں جاتا
خسرو ازبکوں کے پاس چلا جاتا اس میں بادولت کی خفت ہوتی جسوقت لشکر پنجاب
کے لئے روانہ ہوا ہے تو میں نے پندرہ ہزار روپیہ مہابت خان کو بیس ہزار روپیہ حدی کو
دیا تھا کہ راہ میں جس جگہ اوسکی ضرورت ہو خرچ کریں۔ یہ کولا ہو سے ۲ کوس پر منزل
بیان میں لشکر آیا خسرو دریائے چناب کے کنارہ پر آیا شکست کے بعد اوسکے آدمیوں کی
یوں میں اختلاف ہوا۔ افغان اور اہل ہند جو اکثر اوسکے قدیمی رفیق تھے یہ چاہتے
ے کہ ہندوستان کی طرف وہ چلے اور یہاں فساد اور بغاوت کو پھیلائے حسین بیگ
جسکے اہل وعیال و آدمی و خزانہ کابل کی طرف تھا وہ کابل جانے کے لئے کہتا تھا۔
خسرو نے حسین بیگ کی راے پر عمل کیا تو یک قلم ہندوستانی اور افغان اوس سے جدا ہوگئے
ریائے چناب کے شاہ پور کے گھاٹ سے پار جانے کا ارادہ کیا تو کوئی کشتی نہ ملی سودہرہ
روانہ ہوا۔ یہاں گھاٹ پر ایک کشتی بن ملاحوں کی اور دوسری کشتی گھاس و لکڑیوں سے
ہری اوسکے آدمی لائے خسرو کی شکست سے پہلے صوبہ پنجاب کے کل جاگیرداروں اور
ہ داروں وگذربانوں کو حکم ہوا تھا کہ اس قسم کا قضیہ یہاں ہوا ہے وہ خبردار و
ہوشیار رہیں ان تاکیدات کے سبب سے دریاؤں کے گھاٹ بند ہوگئے تھے حسین بیگ
نے چاہا کہ کشتی کے ملاح گھاس اور لکڑی کو بن ملاحوں کی کشتی میں اتار کر خسرو کو پار اوتار دیں
س اثناء میں کمال چودہری سودہرہ کا داماد یہاں آیا۔ اوسنے دیکھا کہ ایک جماعت
رات کو دریا سے پار جانا چاہتی ہے تو اوسنے غل مچا کر ملاحوں سے کہا کہ جہانگیر بادشاہ
کا حکم ہے کہ رات کو اگر انجان آدمی دریا سے گذریں تو اونسے ہوشیار رہنا چاہئے۔ اس
شور وغل سے وہاں آدمی بہت جمع ہوگئے۔ کمال کے داماد نے ملاحوں کے ہاتھ سے
کشتی چلانے کی بلی چھین لی اور کشتی کو چکرایا۔ ہر چند ملاحوں کو روپیہ کا لالچ دیا گیا
مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ ابوالقاسم کہ گجرات میں حوالی چناب میں تھا اوسکو یہ خبر پہنچی

کہ رات کو ایک جماعت آب چناب سے اوترنا چاہتی ہے تو وہ اپنے بیٹوں سمیت یہاں آیا
اب نوبت یہانتک آئی کہ حسین بیگ نے ملاحوں کو تیروں سے پکڑا اور کنارہ پر سے داماد
کمال نے بھی تیراندازی شروع کی۔ چار کوس تک کشتی خود حرہ ہاؤ پر نیچے گئی اور آخر
شب کو ریگ میں پھنس گئی اور کسی کوشش سے آگے نہ کھسکی صبح صادق ہوئی ابو القاسم
و خواجہ خضر خان نے ہلال خان کے اہتمام سے دریا کی جانب غربی کو مستحکم کیا تھا اور جانب
شرقی کو زمینداروں نے مستحکم کیا تھا۔ ہلال خان کو اس حادثہ کے وقوع سے پہلے اس
لشکر کی سزاولی کے لئے بھیجا تھا کہ سعید خان کے ماتحت کشمیر کو جاتا تھا۔ وہ اس نواح
میں عین وقت پر پہنچا۔ اسکا اہتمام ابو القاسم خان تمکین اور خواجہ خضر خان کی جماعت
کے لانے اور خسرو کے گرفتار کرنے میں بڑا دخل رکھتا تھا صبح سہ شنبہ ۲۹ ماہ مذکور
کو آدمیوں نے ہاتھی اور کشتی پر سوار ہو کر خسرو کو گرفتار کیا۔ اور دوسرے روز مجھے اوسکی
خبر ہوئی میں نے امیر الامرا کو خسرو کے لانے کے لئے بھیجا۔ امور سلطنت و ملک اکثر
اپنی رائے اور فہمید سے کرتا ہوں۔ اور دوں کی تدبیروں سے اپنی تدبیر کو اچھا جانتا
ہوں چنانچہ اول کل بندگان مخلص کی صلاح و صوابدید کے برخلاف میں الٰہ آباد سے
باپ کی خدمت میں گیا جس سے دین دنیا کی صلاح حاصل ہوئی اور اسی تدبیر کے سبب
سے میں بادشاہ ہوا۔ دوم خسرو کے تعاقب میں کسی چیز کا ساعت کے مقرر کرنے میں
مقید نہیں ہوا۔ روز پنجشنبہ ۳ محرم ۱۰۱۵ھ کو مرزا کامران کے باغ میں خسرو کو دست بستہ
و پا بزنجیر طرف چپ سے بموجب رسم و تورہ چنگیز خان میرے روبرو لائے حسین بیگ کو
اوسکے داہنی طرف اور عبد الرحیم کو بائیں طرف کھڑا کیا خسرو ان دونو کے درمیان
کھڑا لرزتا اور روتا تھا حسین بیگ اس گمان سے کہ شاید کچھ نفع ہو پریشان باتیں
بناتا تھا جب اوسکی غرض معلوم ہوئی تو اوسکو چپ کیا اور خسرو کو مسلسل حوالات میں
بھیجا اور ان دو مفتریوں کو گاؤ و خر کی کھالوں میں بند کر کے دراز گوش پر الٹا بٹھا کے
شہر میں پھرایا۔ گائے کا پوست بہ نسبت گدھے کے زیادہ جلدی خشک ہو گیا حسین بیگ

چار پہر تک زندہ رہا اور پہر دم گہٹنے سے دم نکل گیا عبدالرحیم خر کے پوست میں تہا خارج سے بہی اوسکو رطوبت پہنچتی تہی وہ زندہ رہا ۔

چلنے کی ساعت نیک نہ آئی تہی چندروز دوشنبہ آخر ذی حجہ سے ۹ محرم مذکور تک مرزا کامراں کے باغ میں توقف کیا۔ پہر وہاں جہاں جنگ ہوئی تہی وہ شیخ فرید کو میں نے عنایت کی اور مرتضےٰ خان کا خطاب والا دیا سلطنت کے نظام و انتظام کے واسطے باغ مذکور سے لیکر شہر تک دورویہ داریں کھڑی کیں اور ایاق کے فتنہ انگیزوں کو کہ اس شورش میں خسرو کے ہمراہ تہے سیاست عبرت گر سے جزا سزا دی ۔ اقبال نامہ میں لکہا ہے کہ خسرو کو ہاتہی پر بٹہایا اور داروں کے درمیان پہرایا کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو اس عقوبت میں دیکہے اور اپنے عمل زشت سے عبرت پکڑے ۔ اوس پر یہ حاشیہ بہی چڑہایا کہ خسرو کو یوں پہرایا کہ چوبدار سے یہ کہلوایا کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازموں کا آداب و تسلیمات قبول کیجے جن امیدواروں نے دولت خواہی کی تہی اونکو ریاست و وجاہت جناب بہت کے درمیان عطا کی اور ہر ایک کو زمین مدد معاش کے طور پر مرحمت کی جبین بیگ جب مرزا شاہرخ کے ہمراہ اس درگاہ میں آیا تہا تو ایک گہوڑا پاس رکہتا تہا مگر رفتہ رفتہ امیر صاحب خزانہ و دفینہ ہو گیا اور ایسی آزادی کرنے لگا ۔ اوسکے مال میں سے سات لاکہہ روپیہ میر محمد باقی کے گہر سے نکلا جو روپیہ اور مخلوق میں اوسنے رکہا ہوگا اور اپنے ساتہہ لیا ہوگا وہ ابہی معلوم نہیں کہ کتنا ہوگا۔

اقبال نامہ جہانگیری میں اس بیان پر اور اضافہ کیا گیا ہے کہ عبدالرحیم کو پوست خر میں بند کیا گیا تہا اور شہر میں پہرایا گیا تہا۔ پوست سگ اوسکو پہنایا گیا تہا اور کوچہ و بازار قسم خیار سے اور مرطوب چیز اوسنے جو کچہہ اوسکو ہاتہہ لگتا وہ کہاتا۔ ایک دن زندہ رہا دوسرے روز اوسکو پوست سے نکالا۔ ایک رات دن میں اوسکے پوست میں کیڑے پڑگئے مگر وہ زندہ رہا۔

اور فوج شاہی کی خبر آئی کہ وہ پیچھے لگی چلی آتی ہے تو اونکو معلوم ہوا کہ ہم نے نہایت حماقت کی کہ کوئی ایسا مقام بہم نہ پہنچایا کہ جس میں امن سے رہیے۔ اس پریشانی میں وہ جنگ پر دل نہاد ہوئے اور اونھوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار سپاہ سے شب خون ماریں +

اس ارادہ سے منگل کو مغرب و عشا کے درمیان لاہور کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا دوسرے دن صبح کو مجھے سرائے قاضی علی میں خبر آئی کہ خسرو محاصرہ چھوڑ کر بیس ہزار اسپاہ کے ساتھ چلا آیا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے سینے میں آگ لگ گئی اور میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں اور کسی مہم پر وہ گیا۔ اسی رات کو گو مینہ بہت برس رہا تھا میں نے خیموں کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔ دریائے گووندوال سے عبور کر کے دیوال میں گیا +

جمعرات کو دوپہر کو شیخ فرید خسرو کی سپاہ کا مزاحم ہوا اور بدنصیب دشمن کے سامنے آیا میں سلطان پور میں تھا اور میرے سامنے کھانے کا طبق آیا تھا اور میں کھانے کو تھا کہ خبر آئی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے شگون کے لئے صرف ایک نوالہ کھایا کہ گھوڑا تیار ہو کر آیا۔ اور میں اوس پر سوار اور اوسکو دوڑایا میں نے سپاہ کو اپنے ساتھ نہیں لیا۔ اگرچہ میں نے اپنا چلتہ خاصہ مانگا مگر کسی نے نہیں دیا میں نے صرف شمشیر اور نیزہ کو لیا اور خدا پر بھروسہ کر کے بہت جلد جنگ گاہ کی طرف چلا میرے پاس دس ہزار سوار تھے میں نے بخشیوں کو حکم دیا کہ وہ اونکو تیار کر کے میرے پیچھے لائیں۔ جب میں گووندوال کے پل پر آیا تو میں نے بیس ہزار آدمی شیخ فرید کی مدد کو بھیجے +

میں نے میر جمال الدین انجو کو خسرو پاس بھیجا کہ اوسکو یہ نصیحت کرے کہ گو تجھکو شیطان نے بہکا کے گمراہ کیا ہے کہ تو باپ سے جنگ کر رہا ہے اگر تو میرے ساتھ باپ پاس چلیگا تو تو اپنے افعال پر اوسکے روبرو ندامت ظاہر کریگا تو وہ تیرے سارے قصور معاف کریگا تو اس جواب دہی سے بچے گا جو خدا کے سامنے باپ کے قتل کرنے کی اور ہزاروں بندگان خدا

[illegible] +

مگر اوسکے فتنہ پرداز اوباش ہمراہیوں نے نہ جانے دیا اور یہ جواب میرے پاس جمال الدین کی زبانی بھیجا کہ اب تیغ زنی کے سوا کوئی اور بات نہیں ہے خدا جس سر کو سلطنت کے لائق جانیگا اوسکے سر پر تاج رکھیگا +

جب میر جمال الدین کی معرفت میرے پاس یہ جواب آیا تو میرے دل میں اس سرکشوں کے لئے ذرا رحم و رافت باقی نہ رہی - مینے شیخ فرید کو حکم بھیجدیا کہ اب جنگ میں درنگ نہ کرے اوسنے حکم آتے ہی سرکشوں پر حملہ کیا - بہادر خان اوزبک نے دس ہزار سپاہ سے عقب پر اور شیخ فرید نے روبرو کی سپاہ پر بیس ہزار لشکر سے حملہ کیا - دو گہنٹے دن چڑہے سے مغرب کے وقت تک لڑائی رہی - خدا کی عنایت سے مجھے فتح ہوئی اور جنگ اور تعاقب میں دشمنوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے +

بہادر خاں وہاں آیا جہاں خسرو گہوڑے سے اوترکر ایک سنگاسن میں اسلئے بیٹہا تہا کہ اس طرح کے ہنگامہ میں کوئی اُسے پہچانیگا نہیں یوں قید سے بچ جائیگا - بہادر خان نے اسے پہچانکر گہیر لیا اور شیخ فرید بھی یہاں آگیا - اب خسرو نے یہ سمجہکر کہ کوئی بہاگنے کی راہ نہیں رہی تو وہ سنگاسن سے باہر آیا اور اوسے شیخ فرید سے کہا کہ اب زبردستی کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی باپ کے قدموں میں گرنے جاتا ہوں + خدا کی قسم کہائی +

میں گوبندوال کے پل کے سر پر اندیشہ کر رہا تہا کہ دیکہئے کیا نتیجہ ہوتا ہے میر جمال الدین مجہی سے کہہ رہا تہا کہ مینے خود خسرو کے لشکر میں پچاس ہزار سپاہ دیکہی ہے اور مجھے شبہ ہے کہ شیخ فرید اُنکو مغلوب کرسکے اوسکی سپاہ اور بہادر خان اوزبک کی سپاہ ملکر بھی دہ ہزار سوار سے زیادہ نہیں ہے - میری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شیخ فرید کی فتح کی اور خسرو کی گرفتاری کی خبر آئی - میر جمیل الدین نے گہوڑے سے اوترکر میرے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اقبال کے اصلی معنی یہی ہیں مگر مجھے ابتک اس خبر کے سچے ہونے میں تامل ہے - ابہی یہ بات پوری کہنے نہ پایا تہا کہ خسرو اور اوسکے خواجہ سرا میرے روبرو آئے اور اونہوں نے میرے سامنے اپنا سر زمین پر رکھا یہ دیکھکر میر کو تعجب ہوا اور اوسنے دوبارہ میرے قدموں پر

سر رکھہ کر کہا کہ یہ اقبال ہی جو خدا نے حضور ہی کو دیا ہے ۔ دونو شیخ فرید اور ابو قاسم تو ز
(بہادر خان) نے اپنی بڑی جانمردی اور بہادری دکہائی تھی اسلئے دونو کو میں نے پنجہزاری
منصب دیا اور اوسکے ساتہہ نقارہ و علم اور اسب مع ساز مرصع اور کمر بند مرصع عنا
کیا اور بہادر خاں کو قندہار کا حاکم مقرر کیا شیخ فرید پہلے دو ہزاری امیر تھا اب میں نے پنجہزاری امیر
کر دیا سیف خان پسر سید محمود عمدہ خدمات بجالایا اور ستر و زخموں سے کم اوسکے نہیں لگے
اور سید جلال الدین کے ایک زخم ایسا لگا کہ وہ چند روز زندہ رہ کر مر گیا ۔

خسرو کے دو سپہ سالار سید حل لول اور اوسکا بہائی نقارہ شاہی کی دہوں دہوں سنتے
ہی لڑائی کے ابتدا میں بہاگے چار سو اویماق لڑائی میں مارے گئے اور سب جگہ سے سات سو
آدمی قید ہو کر میرے روبرو آئے خسرو کا صندوقچہ جس میں دو کروڑ مثقالی اشرفی کے
جواہر تھے بعض آدمیوں کے ہاتہہ میں آگیا مگر یہہ آدمی نہ معلوم ہوئے کہ کون تہے اس پنجشنبہ
کو میں لاہور کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس گنبد میں بیٹھا جو میرے والد ماجد نے اسلئے بنایا تہا
کہ ہاتہیوں کی کشتی کا تماشا دیکہا کرے ۔ یہاں بیٹھہ کر میں نے حکم دیا کہ تیز چوبیں دریا راوی کے
میں گاڑی جائیں ان سات سو مفتریوں کو جو خسرو کے ساتہہ بغاوت کی سازش میں
شریک ہوئے تہے زندہ کہال کھچوائی اس سے زیادہ کوئی عذاب کی تعزیر مجرموں کے لئے نہیں ہے
کہ وہ دیر تک تکلیف میں سسکتے رہیں اسے ایسی عبرت لوگوں کو ہوتی ہے کہ وہ سرکشی کا
خیال اپنے محسن سے نہیں کرتے ہیں ۔ میرا جانا آگرہ میں تھا صلاح دولت یہ نہ تھی کہ میں اپنی
اپنی ابتدا سلطنت میں مدت تک لاہور میں رہوں میں نے لاہور سے آگرہ کی طرف کوچ
کیا اور خسرو کو دلاور خاں کے حوالہ کیا کہ وہ اسکی نگرانی خوب رکھے +

۲۴ صفر کو ۱۰۱۵ھ کو میں دار السلطنت آگرہ میں آیا ۔ کم بخت خسرو نے اپنی بد افعالی کی
ندامت کے سبب سے تین رات دن تک کہایا نہ پیا اور روتا رہا غم و غصہ بہوک پیاس میں گلتا
اوسکو اپنے گناہ کی ندامت ایسی تھی جیسی کہ ولیوں کو ہوتی ہے اوسنے آخر یہ جانا کہ زندہ
رہنے کے لئے کچھہ کہانا ضرور ہے ۔ اگر وہ نہ کہاتا تو تین رات دن تک کہانے سے جو تجربہ

مرجاتا۔ان دونون بیانون کا مقابلہ کرکے دونو توزکون کے اختلاف اور اشتراک کو دیکھو

بادشاہ نہم محرم کو قلعہ لاہور میں آیا۔دولت خواہون کی جماعت نے عرض کیا کہ ان ایام میں صوبہ گجرات و دکن و بنگالہ میں فی الجملہ خلل ہے اگر جانا مصلحت ہے۔یہ تجویز جہانگیر کو اس لئے پسند نہ آئی کہ شاہ بیگ کی عرایض سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قندہار کی طرف قزلباش فساد کرنے والے ہیں چنانچہ حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے اس نواح کے جاگیردار قندہار پر چڑھ آئے اور اوس کا محاصرہ کرلیا۔شاہ بیگ کی ہمت و مردانگی پر شاباش ہے کہ مردانہ پاؤں جماکے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کیا اور خود قلعہ مذکور کے ارک سوم پر اسطرح بیٹھا کہ باہر والے علانیہ اوسکی مجلس دیکھتے تھے۔محاصرہ کے دنون میں کمر نہ باندھی۔سروپا برہنہ مجلس عیش و نشاط کو گرم رکھا اور کوئی روز ایسا نہ ہوتا تھا کہ قلعہ سے باہر لشکر غنیم کی برابر وہ سپاہ نہ بھیجتا اور مردانہ کوشش نہ کرتا لشکر قزلباش نے اوس کا تین طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا —— جب یہ خبر جہانگیر کو لاہور میں پہنچی تو ان حدود میں توقف مناسب جانا۔اور فوراً ایک فوج کلان بسرداری مرزا غازی پنجہزاری بھیجی اور اوسکے ہمراہ اور بڑے بڑے منصبدار اور امیر روانہ کئے اوسکے ہمراہی بقرا خان کو تنتالیس ہزار روپیہ اور قلیچ بیگ کو پندرہ ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے ملا اس خدشہ کے رفع کرنے کے لئے اور کابل کی سیر کے لئے بادشاہ نے لاہور میں توقف کیا +

گوبندوال میں دریاء بیاہ کے کنارہ پر مصار جن رہتا تھا۔اوسنے خسرو کے ماتھے پر زعفران کا قشقہ نیک شگونی کے لئے لگایا اس قصور میں جہانگیر نے اوسکو قتل کیا اور مال اور اسباب و مکان و منازل اوسکے سب ضبط کئے خسرو جب لاہور میں تھا تو راجو اور ابنا نے لوٹ مار مچائی تھی راجو کو دار پر کھینچا اور ابنا سے ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ ڈنڈ لیکر خیرات میں صرف کیا جب خسرو بھاگا تھا تو میں نے یہ قرار دیا تھا کہ جبتک خسرو کو نہیں پکڑ لونگا کہیں توقف نہ کرونگا اور یہ احتمال تھا کہ خسرو ہندوستان کی

پرویز کا آنا +

جانب اپنا رخ پھیریگا - ایسی حالت میں دار الخلافہ آگرہ کا خالی چھوڑنا صلاح ملک داری سے بعید تہا وہ مرکز دولت اور محل سلطنت و مقام نزول سراپردگیان محل مقدس و گنجہائے عالم کا مدفن تہا اسلئے جب مین نے آگرہ سے خسرو کے تعاقب مین توجہ کی تو پرویز کو لکہا کہ تیرے اخلاص و خدمت نے یہ نتیجہ دیا کہ خسرو دولت سے بہاگا اور سعادت تیرے پاس آئی - مین نے اوسکے تعاقب مین ایلغار کیا ہے مہمات رانا کو مقتضائے الحال و اصلاح دولت کسی نوع سے تو فیصلہ کرکے خود جلد آگرہ مین آجا - پائے تخت اور خزانہ تجکو حوالہ کیا اور تجکو خدا کے سپرد کیا پہلے اسکے کہ پرویز پاس یہ حکم پہنچے رانا نے عاجز ہوکر آصف خان پاس آدمی بہیجا کہ مین اپنے کئے سے خجل و نادم ہون - امیدوار ہون کہ تم میرے شفیع ہوکر شہزادہ کو کسی نوع سے اسپر راضی کرلو کہ مین اپنے بیٹے باگھ کو اس پاس بہیجدون - پرویز اس بات پر راضی نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ خود تو میرے پاس آ یا کرن کو بہیج اسی وقت خسرو کی فتنہ انگیزی کی خبر پہنچی وقت کا ملاحظہ کرکے آصف خان اور دولت خان باگھ کے آنے پر راضی ہوگئے اور نواحی منڈل گڈہ میں شہزادہ کی خدمت مین باگھ آیا - پرویز راجہ جگناتھ اور امراء تعیینات کو لشکر میں چھوڑکر خود آصف خان اور چند اور اہل خدمت کے ساتھ آگرہ کو روانہ ہوا - اور باگھ کو درگاہ والا میں بہیجا - جب وہ حوالی آگرہ میں آیا اور فتح اور گرفتاری خسرو کی خبر اوسنے سنی تو دو روز مقام کیا اور اوس پاس میرا حکم پہنچا کہ میری خاطر سب طرف سے جمع ہے بہت جلد میرے پاس آ - وہ نہایت شوق سے ایام برسات میں دور دراز مسافتیں طے کرکے میرے پاس آیا اور مین نے دس ہزاری منصب اور آفتاب گیر اوسکو مرحمت کیا +

دانیال کی اولاد +

دانیال کے فرزندوں کو مقرب خان میرے پاس لایا تین بیٹے اور چار بیٹیاں تہیں بیٹون کے نام طہمورث - بایسنغر - ہوشنگ تہے مین نے اونپر ایسی مرحمت و شفقت کی کہ کسی کو اسکا گمان بہی نہ تہا سب سے بڑے بیٹے طہمورث کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتہہ رہے اور باقی کو مین نے اپنی بہنوں کو سپرد کردیا کہ وہ اونکی خبر گیری کریں +

یہ میرے باپ کا ضابطہ تہا کہ عمدہ خدمات پر دو آدمیوں کو شریک کرکے مقرر کرتا تہا اس سبب سے نہیں کہ بے اعتمادی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ بشریت ہے اور آدمی کوفت و بیماری سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک کو تشویش یا مانع پیش آئے تو دوسرا حاضر ہوتا کہ کام ولایت و مہمات مین بندگان خدا معطل نہ رہیں میں بھی اس ضابطہ کا پابند تہا۔ بندیل کہنڈ میں امچند پسر سندکوار کو جو مدت سے فتنہ انگیزی کرتا تہا عبداللہ خاں نے کالپی سے ایلغار کرکے گرفتار کیا او کالپی میں لایا۔ اور پہر میرے پاس بہیجا میں نے اوسپر ایسی مہربانی کی جسکا خیال بہی اوسکو نہ تہا اور صوبہ بہار کے بڑے زمیندار سنگرام کو جو تین چار ہزار سوارون کی جمعیت رکہتا تہا اپنے او بڑا افساد مچایا تہا جہانگیر قلی نے اوسکو تفنگ سے نابود کیا۔ دلیپ سنگہ ولد رائے رایسنگہ کو نواحی ناگور میں کہ مضافات اجمیر سے ہے زاہد خاں پسر صادق خاں و عبدالرحمن بن شیخ ابوالفضل نے لڑکر شکست عظیم دی اور اوسکے بہت آدمی مارے وہ جنگل میں بہاگ گیا +

بست دوم ذلیقعد ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۷ء کو نوروز ہوا رسم معہود کے موافق جشن ہوا۔ اوس روز عرایض قندہار سے مجھے معلوم کہ لشکر بسر کردگی میرزا غازی ولد میرزا جانی کے شاہ بیگ کی کمک کے لئے تعین ہوا تہا وہ ۱۲ شوال سنہ مذکور کو بلدہ قندہار میں داخل ہوا۔ قزلباشوں نے جب قندہار سے ایک منزل پر اس لشکر شاہی کے آنیکی خبر سنی تو وہ سراسیمہ و پریشان کنارہ آب ہلمند تک ۶۰ کوس بہاگ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ حاکم فراہ اور اس نواحی کی ایک جماعت حکام نے حضرت عرش آشیانی کے مرنے کے بعد یہ خیال کیا تہا کہ اس آشوب میں قندہار آسانی سے ہاتہ آجائیگا بغیر اسکے کہ شاہ عباس کا حکم اُن پاس پہنچے جمعیت کرکے اور ملک سیستان کو اپنے ساتہ متفق کرکے حسین خان حاکم ہرات پاس آدمی بہیجکر اوس سے کمک طلب کی اونے بہی ایک جماعت بہیجی ان سب نے متفق ہوکر چڑہائی کی یہاں کے حاکم شاہ بیگ نے اس خیال سے کہ جنگ و سردار دا اگر شکست ہوگی تو قندہار ہاتہ سے جائیگا قلعگی جنگ سے بہتر جانی اور قلعہ داری کی ٹہیرائی اور تیز رو قاصد میرے پاس بہیجے میں لاہور میں تہا اس خبر

سنتے ہی ایک فوج کلان اور امرا اور منصب داروں کو بسرداری مرزا غازی روانہ کیا پہلے
اسکے کہ مرزا قندہار میں پہنچے شاہ ایران کو خبر ہوئی کہ حاکم فراہ نے مع اس نواح کے
بعض جاگیرداروں کے ولایت قندہار کا قصد کیا ہے اس بات کو نامناسب سمجھکر حسن بیگ
کے ہاتھ ایک فرمان اونکے نام بھیجا کہ قلعہ قندہار کو چھوڑکر اپنے اپنے مقام پر اس سبب سے
چلے جائیں کہ جہانگیر کے سلسلۂ علیہ سے محبت و موالات قدیم سے ہے۔ یہ جماعت پہلے
اسکے کہ حسن بیگ اس پاس پہنچے اور حکم شاہ پہنچائے لشکر شاہی کی خبر سنتے ہی چلے گئے
تھے حسن بیگ ان آدمیوں کو ملامت کرکے میرے پاس لاہور میں آیا اور بیان کیا کہ
یہ جماعت قندہار پر شاہ عباس کے حکم بغیر چڑھ آئی تھی ایسا نہ ہو کہ حضور کی خاطر پر
گرانی ہو۔ اسلئے میں حاضر ہوا ہوں غرض جب قندہار میں لشکر پہنچ گیا تو وہ سردار خان
کے سپرد ہوا۔ اور شاہ بیگ مع لشکر کمک لیکر عازم درگاہ ہوا۔ میرے پیش نہاد ہمت تھا
کہ اپنے آبا و اجداد کے ملک موروثی ولایت ماوراء النہر کو فتح کروں اس لئے میں یہ
چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مفسدوں و متمردوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف کروں اور
اس ملک کو کسی فرزند کو سپرد کرکے خود آراستہ لشکر جرار اور فیلان برق رفتار اور خزانہ
وافر ہمراہ لیکر ولایت موروث کی تسخیر پر متوجہ ہوں۔ اس ارادہ کی وجہ سے پرویز
کو رانا کی دفع کے لئے بھیجا اور خود ملک دکن کی عزیمت رکھتا تھا کہ اس اثناء میں
خسرو نے ایسی حرکت ناشائستہ کی کہ ضرور ہوا کہ اسکا تعاقب کرکے اوسکے فتنے
کو دفع کروں اسی سبب سے پرویز کی مہمات نے صورت پسندیدہ نہ پیدا کی اور مصلحت
وقت پر نظر کرکے رانا کو مہلت دی اور اوسکے ایک بیٹے کو ہمراہ لیکر وہ میرے پاس آنے
کے لئے روانہ ہوا اور لاہور میں ملا جب خسرو کے فساد سے خاطر جمع ہوئی اور قزلباشوں
نے جو قندہار کا محاصرہ کر رکھا تھا اونکی شورش بھی سہل طور پر دفع ہوئی تو دل میں آیا
کہ کابل میں جاکر سیر و شکار کیجئے کہ وہ بھی وطن مالوف کا حکم رکھتا ہے پھر ہندوستان
آئے اور اپنے ارادوں کو قوۃ سے فعل میں لائے ؎

۲ ذی حجہ قلعہ لاہور سے باغ دل آمیز میں کہ راوی کے کنارہ پر ہے منزل گزین ہوا۔
اور چار روز یہاں توقف کیا۔ ۱۹ فروری روز یکشنبہ کو کہ آفتاب کا روز شرف ہے اس
باغ میں بسر کیا اور بعض اپنے بندوں کا اضافہ منصب کیا اور دس ہزار روپیہ حسین بیگ
فرستادہ والیء ایران کو عنایت کئے قلیج خان و میران صدر جہان و میر شریف آملی
کو لاہور میں متعین کیا کہ اتفاق کے ساتھ وہاں مہمات کا انصرام کریں جو پیش آئیں۔
دوشنبہ کو باغ مذکور سے موضع ہری پور میں آیا کہ شہر سے ساڑھے تین کوس ہے
سہ شنبہ کو جہانگیر پور میں آیا یہ موضع میری مقرری شکار گاہوں میں ہے اوسکے حوالی
میں میرے حکم سے آہو کی قبر پر جسکا نام مہس راج تھا مزار بنایا گیا ہے۔ یہ آہو آہوان
جنگ میں اور آہوان صحرائی کے صید میں بے نظیر تھا اور اس مینار پر ملا محمد حسین کشمیری نے
کہ خوش نویسوں میں سرآمد تھا یہ نثر ایک پتھر پر منقش کی ہے کہ درین فضائے دلکش
آہوئے بدام جہاندار خدا آگاہ نور الدین جہانگیر بادشاہ آمدہ در عرض یکماہ از وحشت صحرائی
برآمدہ سرآمد آہوان خاصہ گشت بنا بر ندرت مذکور حکم کردم کہ ہیچکس قصد آہوان این صحرا
نکند و گوشت آنہا بر ہندو و مسلمان حکم گوشت گاؤ و گوشت خوک داشتہ باشد و سنگ قبر
او را بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کنند اور سکندر معین کو کہ پرگنہ مذکور کا جاگیردار
تھا حکم دیا کہ جہانگیر پور میں مستحکم قلعہ بنایا جائے۔ پنجشنبہ ۱۴ کو پرگنہ چند الہ میں منزل
ہوئی۔ روز شنبہ ۱۶ کو ایک منزل درمیان حافظ آباد میں ان منازل میں منزل ہوئی
کہ میر قوام الدین نے وہاں کے کروری سے بنوائی ہیں دو کوچ میں دریائے چناب کے
کنارہ پر پہنچا اور پنجشنبہ ۱۲ ذی حجہ کو اس دریا کے پل سے عبور کر کے پرگنہ گجرات کے
حوالی میں گیا یہاں منزل ہوئی۔ جب والد ماجد کشمیر کو جاتے تھے تو دریا کے کنارہ پر یہ
قلعہ تعمیر کیا تھا۔ گوجروں کا گروہ جو اس نواح میں دزدی اور راہزنی کرتا تھا اس کو
اس قلعہ میں لاکر آباد کیا اس سبب سے کہ وہ گوجروں کا مسکن بنا اسکا نام گجرات رکھ کے
علیحدہ پرگنہ مقرر کیا۔ گوجروں کی قوم کشت و کار کمتر کرتی ہے اکثر شیر و

اپنی اوقات بسر کرتی ہے۔ روز جمعہ کو گجرات سے پانچ کوس پر خواص پورہ میں منزل ہوئی اسکو
خواص خان غلام شیر خان نے آباد کیا تہا۔ اور دو منزل درمیان کے بعد دریائے بہت پر مقام
ہوا۔ اس دن شدت سے ہوا چلی اور کالی گہٹا آسمان پر آئی۔ مینہ اس شدت سے برسا کہ بوڑہے
بوڑہے آدمی کہتے تہے کہ ہم کو ایسا مینہ برسنا یاد نہیں۔ پہر اولے مرغی کے انڈے کی برابر
پڑے۔ پانی کی طغیانی اور بارش کی شدت سے پل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے اہل حرم اور
مقربوں کے ساتہہ کشتی میں عبور کیا کشتیاں کم تہیں میں نے حکم دیا کہ آدمی پہلے کشتیاں
لاکر از سر نو پل باندہیں ایک ہفتہ میں یہ پل بنا اور تمام لشکر بفراغت گذرا۔ کشمیر میں
دریائے بہت کا منبع ایک چشمہ ہے تریاک اسکا نام ہے اور ہندی زبان میں تریاک
سانپ کو کہتے ہیں بظاہر اس مکان میں کوئی مار بزرگ ہوگا۔ اپنے باپ کی حیات میں
دو مرتبہ اس سرچشمہ پر میں گیا تہا۔ شہر کشمیر سے وہ بیس کوس ہے۔ وہ مثمن حوض کی شکل کا
ہے تخمیناً بیس گز سے نیس گز ہوگا۔ اس نواح میں ریاضت مندوں کی عبادت گاہ کے آثار
سنگین حجرے اور غار متعدد موجود ہیں۔ اس سرچشمہ کا پانی نہایت صاف ہے جس کے
عمق کا قیاس نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک خشخاش کا دانہ اس میں ڈالیں تو وہ زمین پر پہنچنے
تک دکھائی دیگا۔ میں نے سُنا تہا کہ چشمہ تہاہ نہیں رکہتا اسلئے میں نے رسی میں پتہر باندہ
کے لٹکایا تو آدمی کے ڈیڑہ قد کے موافق عمق نکلا۔ بعد از جلوس میرے حکم سے اطراف چشمہ
کو پتہر سے بستہ کرکے اوسکی اطراف میں باغ لگائے گئے۔ جو کہ اوسکی جدول بنایا اور دور چشمہ
پر ایوان اور خانے بنائے تہے اس مقام کو ایسا مرتب کردیا کہ ربع مسکون کے سیر کرنیوالے
کہتے ہیں کہ ایسی جگہہ کم نشان ہے شہر سے دو کروہ پر موضع پام یا پم پور میں چشمہ کا پانی پہنچتا
ہے تو زیادہ ہو جاتا ہے اور کشمیر کا زعفران یہیں حاصل ہوتا ہے معلوم نہیں کہ دنیا میں کسی جگہہ
یہاں سے زیادہ زعفران ہوتا ہو۔ ہر سال ہندوستانی پانسو من زعفران پیدا ہوتا ہے
میں اس سرزمین میں اپنے باپ کے ساتہہ موسم گل زعفران میں آیا تہا۔ تمام عالم کے پہولوں
میں اول شاخ بعد ازاں برگ پہر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے

چار انگشت اوسکی ساق نکلتی ہے تو پہول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیاں ہوتی ہیں نکلتا ہے
اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر اوسکے اندر ہوتے ہیں اور ہر۔ از ہی میں ایک پور کی برابر
زعفران بہی ہوتا ہے۔ وہ خشک زمین میں جسکو پانی نہیں دیا جاتا ٹیلوں میں پیدا
ہوتا ہے۔ بعض زعفران زار ایک کوس اور بعض آدہ کوس کے ہوتے ہیں دور سے بہت بڑے
عمدہ نظر آتے ہیں۔ اوسکی بو کی تیزی سے میرے مقربوں کے سر میں درد ہونے لگا باوجودیکہ
مجھے شراب کا نشہ تہا اور شراب کا پیالہ پیتا تہا مجھے بھی درد سر ہوا۔ حیوان صفت کشمیریوں
سے جو زعفران چن رہے تہے میں نے پوچھا کہ تمہارا حال کیا ہے تو معلوم ہوا کہ کبھی عمر بہر
درد سر اونکے تصور میں بہی نہیں آیا۔ اس چشمہ تریاک کے پانی کو کشمیر میں بہت کہتے ہیں
اسکے داہیں باہیں طرف سے ندی نالے ملکر اوسکو دریا بنا دیتے ہیں اور وہ شہر کے عین
وسط میں گذرتا ہے۔ عرض اسکا اکثر جا زیادہ نہیں ہوتا اسکے پانی کو بسبب کثافت
کہاری پن کے کوئی نہیں پیتا سارے کشمیری آب گیر سے جو شہر کے متصل ہے اور اس کا
نام ڈل ہے پانی پیتے ہیں اور آب بہت اس تالاب میں آنکر بارہ مولہ کی راہ سے پگلی
اور دنتور سے پنجاب میں جاتا ہے کشمیر میں حوض خانے اور چشمے بہت ہیں اور سب میں
بہتر آب درہ لار ہے جو موضع شہاب الدین پور میں آب بہت میں ملتا ہے۔ اور یہ موضع
بہی کشمیر کے مشہور مقامات میں دریا بہت کے قریب ہے۔ یہاں سو چنار خوش اندام ایک قطعہ
زمین میں سرسبز و خرم ایک دوسرے کے ہاتہ میں ہاتہ دئے ہوئے کہڑے ہیں اور
اس ساری زمین کو اپنے سایہ سے گہیرے ہوئے ہیں سطح زمین پر سبزہ وسبزہ برگ ہے اوسکے
اوپر فرش بچہانا بیدردی اور بدسلیقگی ہے۔ اس دہ کو سلطان زین العابدین نے آباد
کیا ہے جسنے اس ملک میں باون برس بڑے استقلال سے سلطنت کی ہے اوسکو یہاں
بارو شاہ (بڑا بادشاہ) کہتے ہیں۔ اسکے خوارق عادات کی نقلیں بہت لوگ کرتے ہیں۔
کشمیر میں اوسکی عمارات وعلامات وآثار بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک آب گیر کے درمیان جسکا
نام اولر ہے اور عرض وطول اسکا تین کوس سے زیادہ ہے ایک عمارت زمین لنکا

بنائی ہے اس عمارات کی بنیاد رکھنے میں بڑی کوشش کی گئی ہے اس آب گیر کی عمیق ہے اول
اس میں کشتیوں میں تہہ بہ تہہ پتہر بہر کر ڈالے مگر کچہہ فائدہ نہ ہوا پہر کئی ہزار کشتیاں پتہروں سے
بہر کر اس میں ڈبوئیں اور بہت محنت و جانکاہی سے پانی سے باہر سو گز مربع ایک صفہ بنایا
اور صفہ کے چاروں طرف عمارات بنائیں۔ ایک عبادت کدہ اپنے پروردگار کی پرستش
کے واسطے ترتیب دیا۔ اکثر اوقات کشتی میں بیٹہہ کر وہ یہان آتا اور بیٹھے بہت چلے کہیچتا۔ ایک دن
ایک ناخلف زادہ قتل کے قصد سے عبادت خانہ میں اوسکو تنہا سمجہہ کر شمشیر کشیدہ آیا۔ مگر جب باپ
پر اوسکی نظر پڑی تو صلابت پدری و شکوہ صلاح سے سراسیمہ و مضطرب ہوکر اُلٹا پہرا بعد ایک
لحظہ کے سلطان عبادت خانہ سے نکل کر اوسی بیٹے کے ساتہہ کشتی میں بیٹہہ کر شہر کو روانہ ہوا
اور اثناء راہ میں بیٹے سے کہا کہ عبادت خانہ میں میں اپنی تسبیح بہول آیا ہوں کشتی پر
سوار ہوکر میری تسبیح لے آ۔ بیٹا عبادت خانہ میں آیا تو باپ کو بیٹھے نے دیکہا یہ بے سعادت
از روے شرمندگی باپ کے قدموں پر گرا اور اپنی تقصیر کی عذر خواہی کی غرض اس طرح
کی اوسکی خوارق بہت مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ خلع بدن کا علم اوسکو خوب آتا تہا
(اب ان جہوٹی جہوٹی باتون کو احمقوں کے سوا کون یقین کرتا ہے) چونکہ وہ اپنے بیٹوں
کے اوضاع و اطوار سے جانتا تہا کہ وہ حکومت و ریاست کی طلب میں تعجیل کرتے ہیں
تو اوسنے اونسے کہا کہ مجہے ترک حکومت کیا بلکہ ترک حیات بہت آسان ہے مگر میرے
بعد تم میں سے کوئی کام نہ ہوگا اور تمہاری دولت کو بقا نہ ہوگی۔ اور تہوڑے دنوں
میں اپنے عمل اور نیت کی جزا کو پہنچو گے یہ بات کہہ کر اوسنے کہانا اپنا چہوڑا اور ایک
چلہ اسی طرح گذارا اور اپنی آنکہونکو خواب سے آشنا نہ کیا اور ارباب سلوک و ریاضت کے
ساتہہ عبادت الہی میں مشغول ہوا۔ اور چالیسویں دن ودیعت حیات سپرد کرکے
جوار حق سے پیوستہ ہوا۔ اوسکے تین بیٹے آدم خان۔ حاجی خان۔ بہرام خان آپسمیں
لڑے اور سب غارت ہوئے اور کشمیر کی حکومت جماعت چکان کو ہاتہہ لگی جو اس ملک کے
عوام الناس میں سے تہے اور سپاہی کا پیشہ رکہتے تہے اور بادشاہوں نے اپنی حکومت میں

صفہ مذکور کے تین ضلعوں میں عمارتیں بنائیں لیکن کوئی عمارت زین العابدین کی
عمارت کے استحکام کو نہیں پہنچی تہی کشمیر کی خزان و بہار دونو دیکہنے کے قابل ہیں
مینے فصل خزان دیکہی اوسکا حال جو سنا تہا اوسے بہتر پایا۔ اوسکی فصل بہار نہیں
دیکہی سو امید ہے کہ کسی دن دیکہونگا +

روز دوشنبہ غرہ محرم کو دریاے بہت کے کنارہ سے ایک روز درمیان قلعہ رہتاس
میں آیا جسکو شیر خان نے بنایا ہے۔ اس قلعہ کو ایسی شکستگی زمین میں بنایا ہے کہ
اسسے زیادہ مستحکم جگہ خیال میں نہیں آتی۔ یہ زمین ککرون کی ولایت کے قریب ہے
اور یہ ساری قوم سرکش و متمرد ہے یہ قلعہ خاص اونکی تنبیہ و سرکوبی کے لئے
بنایا گیا ہے کچہہ بنا تہا کہ شیر خان مرگیا۔ اوس کے بیٹے سلیم خان کو اوسکے پورا
بنانے کی توفیق ہوئی۔ قلعہ کے دروازوں کے پتہروں پر قلعہ کی تعمیر کا خرچ کندہ
کیا ہے۔ ۱۶ کروڑ دس لاکہہ دام کسر سے علیحدہ۔ اس عمارت میں خرچ ہوا ہے جو ہندوستان
کے حساب سے چالیس لاکہہ پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے +

سہ شنبہ ۴ کو پانچ کوس چلکر تلہ میں منزل کی تلہ گکہروں کی زبان میں ٹیلہ کو کہتے
ہیں۔ اور وہاں سے بہکرا کی دہ میں آیا۔ اسی جماعت کی زبان میں بہکرا ایک بوٹیہ ہے
جس میں گل سفید بے بو کے ہوتے ہیں تلہ سے بہکرا تک تمام راہ میں ہوخانہ کے درمیان
آیا اوسمیں پانی رواں تہا اور کنیر کے پہول کہ شگوفہ شفتالو کی کلیوں کا عالم دکہاتے
تہے نہایت رنگین و شگفتہ تہے۔ ہندوستان کی زمین میں یہ پہول ہمیشہ شگفتہ و پربار
رہتا ہے اس درخانہ کی اطراف میں وہ کثرت سے تہے کہ میں نے حکم دیا کہ جتنے سوار و پیادے
میرے ہمراہ ہیں اس پہول کے دستے سر پر لگائیں اور جس شخص کے سر پر یہ پہول نہ
ہوں اوسکی دستار اتار لی جائے یوں مجہے ایک عجیب گلزار ہاتہہ لگا۔ روز پنجشنبہ ششم کو
ہتیا میں پہنچکے منزل کی یہاں گل پلاس بہی شگفتہ تہے۔ یہ پہول بہی ہندوستان
کے جنگل سے مخصوص ہے اسمیں بو نہیں ہوتی مگر اسکا رنگ نارنجی آتشی ہوتا ہے

اور جڑ اوسکی کالی ہے اور بوٹہ اسکا گل سرخ کے بوٹہ کی برابر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اوسیر نظر اوٹھانے کو دل نہیں چاہتا ہوا نہایت لطیف تھی اور آفتاب کے نور کا عجاب سحاب تھا اور پھوار پڑتی تہی تو میں نے شراب پی اور شگفتگی اور خوش حالی کے ساتھہ راہ طے کی ۔ اس محل کو ہتیا اس سبب سے کہتے ہیں کہ اوس کو گکھر ہاتھی نے آباد کیا ہے اور اس ملک کو مارگلہ سے ہتیا تک پوٹھوار (پنجوار) کہتے ہیں ۔ ان حدود میں زاغ بہت کم ہوتا ہے ۔ رہتاس سے ہتیا تک لوگ بال کا ملک کہلاتا ہے لوگ مال گکھروں کے ساتھہ خویش وہم جد ہے روز جمعہ ہفتم کو پونے پانچ کوس کوچ کر کے پکہ میں منزل کی ۔ پکہ اوس کو اس سبب سے کہتے ہیں کہ اسمیں پکی اینٹ کی سرائے بنی ہوئی ہے یہ بڑے پر گرد و تنگ منزل تہی راہ کے ناخوش ہونے کے سبب بڑی مشکل سے ارابے منزل پر پہونچے ۔ اس جگہ ریچ کوتس (کہتاساگ) کابل سے لائے تہے اکثر اسمیں سے ضایع ہو گیا ۔ روز شنبہ ہشتم ساڑے چار کوچ کہکے موضع کور میں (کھرا منزل ہوئی ۔ گکھروں کی زبان میں کھر جرا در شکستگی کو کہتے ہیں ۔ اس ولایت میں درخت کم ہیں ۔ روز یکشنبہ نہم کوراول پنڈی سے گذر کر منزل نزول ہوئی اس موضع کو راول ایک ہندو نے آباد کیا تہا اور یہاں کی زبان میں پنڈی دہ کو کہتے ہیں اس منزل سے قریب دہ کے درمیان پانی کی رو جاری تہی ۔ اس کے آگے تال تہا جسمیں رو کا پانی آکر جمع ہوتا تہا سر منزل صفائی سے خالی نہ تہا میں اس جگہ اترا اور گکھروں سے پوچہا کہ اس تال کا عمق کس قدر ہے تو اونہوں نے جواب مشخص نہ دیا اور بیان کیا کہ باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اس پانی میں نہنگ ہوتے ہیں اور جو جانور پانی میں جاتے ہیں زخمی و مجروح باہر نکلتے ہیں اس سبب سے کسی کو اس پانی میں جانے کی جرأت نہیں ہوتی ۔ میں نے حکم دیا کہ ایک گوسفند اس تال میں چہوڑی جائے وہ تمام حوض میں تیر کر باہر نکل آئی پہر میں نے ایک فراش کو تیرنے کا حکم دیا وہ بہی تیر کر سالم نکلا اس سے معلوم ہوا کہ گکھروں نے جو کہا اوسکی کچہہ اصل نہ تہی ۔ اس تال کا عرض ایک تیر اندازی برابر ہوگا ۔ دوشنبہ دہم موضع خربوزہ میں منزل ہوئی پہلے زمانہ میں یہاں گکھروں نے ایک

گنبد بنایا تہا - اور وہاں آنے جانے والون سے باج لیتے تہے - اس گنبد کا اندام خربوزہ سے مشابہت کہتا تہا اسلئے اوسکا نام یہی مشہور ہو گیا - سہ شنبہ یازدہم کو لالا پانی میں اوترے اس منزل میں ایک کوتل ہے جسکا نام مارگلہ ہے - ہندی میں مار کے معنی زدن کے ہیں اور گلہ کے معنی قافلہ کے یہاں قافلے مارے جاتے تہے اسلئے اوسکو مارگلہ کہتے تہے گکہر ونکی ولایت یہان تک ہے - یہ جماعت عجب حیوان صفت ہے ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتی ہے ہرچند میں نے چاہا کہ اسمیں رفع نزاع ہو مگر کچہہ فائدہ نہیں ہوا -

جان جاہل نسبختی ارزانی (جاہل کی جان سختی کے زمانہ میں بڑی سستی ہوتی ہی) روز چہارشنبہ دوازدہم حسن ابدال میں منزل ہوئی - شرق رویہ ایک کوس پر آبشار ہے جسکا پانی بڑی تندی سے گرتا ہے - کابل کی راہ میں اوسکی برابر کوئی آبشار نہیں ہے کشمیر کی راہ میں اس قسم کے دو تین آبشار ہیں - اس آبشار کا جو آب گیر منبع ہے اسکے درمیان راجہ مانسنگہ نے ایک مختصر عمارت بنائی تہی - اس آب گیر میں آدہ آدہ گز لمبی مچہلیاں بہت سی ہیں - اس دلکش مقام میں تین روز توقف ہوا اور اپنے مقربون کے ساتہہ شراب پی اور مچہلی کا شکار کہیلا - اب تک میں نے سفرہ جال جسکو ہندی میں بہنور جال کہتے ہیں دریا میں نہیں لگایا تہا - اسکا لگانا مشکل سے خالی نہیں اسکو میں نے اپنے ہاتہہ سے ڈالا اور دس بارہ مچہلیاں پکڑیں اور پہر اونکی ناک میں موتی ڈال کر چہوڑ دیا - یہاں کے متوطنوں اور مورخون سے حسن ابدال کا حال کچہہ نہ معلوم ہوا - جسنے پوچہا اوسنے مشخص جواب نہیں دیا - یہاں سب سے زیادہ مشہور جگہہ وہ ہے جہاں دامن کوہچہ سے ایک چشمہ جاری ہے اسکا پانی نہایت صاف ہے اور حلاوت و لطافت ایسی رکہتا ہے کہ حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اسپر صادق آتا ہے **بیت**

ورتہ آبش از صفا ریگ شمرد ۔ کور تواند بدل شب شمرد

یہاں خواجہ شمس الدین محمد خانی جو والد بزرگوار کا وزیر تہا صفہ بنایا اور اسکے درمیان ایک حوض بنایا جسمیں چشمہ کا پانی آتا ہے اور زراعات و باغات

میں معروف ہوتا ہے ۔اس صفہ کے کنارہ پر ایک گنبد اپنے مدفن کے لئے بنایا تہا مگر
حسب اتفاق یہ جگہ اوسکو نصیب ہوئی۔ حکیم ابو الفتح گیلانی اور اوسکا بہائی حکیم ہمام
میرے باپکے بڑے مقرب تہے یہاں مدفون ہیں۔ پانزدہم کو امردہی میں منزل ہوئی
یہاں ایک عجب سبزہ زار یکدستی دیکہا جس میں اصلا بلندی اور پستی نہیں اس موضع میں
اور اوسکے حوالی میں سات آٹھ ہزار خانوادہ کھاترا اور دلازاک کے متوطن ہیں وہ طرح طرح کے
فساد و تعدی و رہزنی کرتے ہیں میں نے حکم دیا کہ ان حدود اور اٹک کی سرکار ظفرخان
پسر زین خان کو سپرد ہوا اور جب تک کہ میں کابل سے مراجعت کروں تمام دلازاکون
کو لاہور کی طرف وہ بہیجدے اور کھاتروں کے سرداروں کو پکڑکر محبوس و مقید کرے
روز دوشنبہ ہفتدہم یک منزل درمیان قلعہ اٹک میں دریای نیلاب کے کنارہ پر نزول ہوا
اس منزل میں مہابت خان کو منصب دو ہزار پانصدی ملا۔ یہ قلعہ والد ماجد نے بنوایا تہا
اور خواجہ شمس الدین کے اہتمام سے اوسکی تعمیر تمام ہوئی تہی یہ ایک مستحکم قلعہ ہے۔ دریائے
نیلاب طغیانی پر تھا۔ اٹھارہ کشتیوں کا پل بندہا تو لشکر نے سہولت سے عبور کیا۔ امیرالامرا ایسا
ضعیف اور بیمار تہا کہ میں نے اٹک میں اسکو چہوڑا اور بخشیوں کو حکم دیا کہ کابل کی ولایت
لشکر عظیم کی برداشت نہیں کرسکتی۔ سوائے نزدیکوں اور مقربوں کے کوئی دریا سے عبور
نہ کرے وہ میری معاودت تک اٹک ہی میں رہیں۔ اور چہارشنبہ نوزدہم شاہزادوں اور چند
خاصوں کو ساتھ لیکر جالہ پر سوار ہوکر آب نیلاب سے سلامت گذرا (نیلاب ایک قصبہ تہا جسکے
سبب سے اس دریا کا نام بدل گیا نیلاب اٹک مشہور ہوا) شمال مشرق سے نیچے کی طرف اوسکو
اباسین کہتے ہیں ورکالا باغ سے اٹک تک اوسکو اٹک کہتے ہیں اور اوسکے ہمسایہ کے
ہندو سندہ کہتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے اپنے دہرم شاستر میں بھی نام پڑھا ہے)
اور دریائے کامہ کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ یہ دریا جلال آباد کے نیچے بہتا ہے (دریائے کامہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جلال آباد کے محاذی ایک قلعہ کا نام یہ ہے۔ وہاں دریائے کابل سے
دریا کونیر ملتا ہے) کونیر کو بھی کامہ کہتے ہیں جسکے نیچے کے حصہ کو جہانگیر نے کامہ لکھا ہے

اوسکواب اکثر لنڈی نام لیکے کہتے ہیں پنجکورہ کے ملک سے نکلتی ہے اور تقریباً جنوب میں بگہرا
پیشاور کے سامنے دریا کابل میں ملتی ہے جلال آباد سے پیشاور تک (اوسکو کامہ کہتے
ہیں) اجالہ کو بانس اور خس سے تربیت دیتے ہیں اور اوسکی تہ میں ہوا سے بہری
ہوئی مشکیں باندہتے ہیں اس کو اس ولایت میں اوسکو شال کہتے ہیں جن دریاؤں اور پانیوں
میں پتھر ہوتے انہیں وہ کشتیوں سے زیادہ امین ہوتی ہیں۔ بارہ ہزار روپیہ بشریف
آملی اور اس جماعت کو جو لاہور میں متعین تھے دئے گئے کہ فقرا میں تقسیم کریں۔ اور
عبد الرزاق معموری اور بہاریداس بخشی احدیان کو حکم ہوا کہ جو جماعت ظفرخان کے
ساتھہ چھوڑی گئی ہے اوسکے لئے سامان تیار کرکے روانہ کریں۔ یہاں سے ایک منزل
درمیان سرا بارہ میں منزل ہوئی۔ سرائے بارہ کے مقابل میں آب کامہ کے اس طرف
ایک قلعہ زین خان کوکہ نے اسوقت بنایا تہا کہ وہ یوسف زئی افغانوں کے استیصال کے
واسطے گیا تہا اور اوس کو نوشہر سے موسوم کیا تہا اور اس میں پچاس ہزار روپیہ کے قریب
خرچ ہوا تہا۔ کہتے ہیں حضرت ہمایوں نے اس سرزمین میں گورخر کا شکار کہیلا تہا اور میں نے
اپنے باپ سے سنا کہ اونسے اپنے باپ کے ساتہہ دو تین مرتبہ اس شکار کا تماشا دیکہا تہا۔
روز پنجشنبہ بست و پنجم سرائے دولت آباد میں فروکش ہوا۔ احمد بیگ کابلی جاگیردار
پرشاور یوسف زئی اور غوریہ خیل کے ملکوں کو ساتہہ لیکر میری ملازمت میں آیا احمد بیگ
کی خدمت مستحسن نہیں معلوم ہوئی اوسکو بدل دیا اور شیر خان افغان کو یہ ولایت عنایت کی
چہارشنبہ بست و ششم باغ سردارخان میں کہ حوالی پرشاور میں ہے منزل ہوئی اس
نواح میں جوگیوں کی مشہور معبد گہورکہتری کی سیر اس خیال سے کی کہ شاید کوئی فقیر نظر
آئے کہ اوسکی صحبت سے فیض یاب ہوں مگر فقیر تو مثل عنقا اور کیمیا کا رکہتا ہے۔ ایک گلہ بیگی
بے معرفت نظر آیا جسکے دیکہنے سے تیرگی کے سوا کچہہ نہیں حاصل ہوا۔ روز پنجشنبہ
بست و ہفتم کو جمرود میں نزول ہوا روز جمعہ بست و ہشتم کو کوتل خیبر میں آیا اور علی مسجد
میں منزل ہوئی۔ شنبہ بست و نہم کو کوتل باریج سے گذر کر غریب خانہ میں اترا۔ یکشنبہ دہم

پیساول میں کہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے منزل ہوئی دریا کے اس طرف ایک پہاڑ ہے کہ اصلا درخت و سبزہ وہاں نہیں ہوتا اسلئے اوسکو کوہ بے دولت کہتے ہیں والد ماجد میں نے سنا کہ ایسے پہاڑوں میں معدن طلا ہوتی ہے امیر الامرا کو مالی اور ملکی خدمات سپرد کی نہیں اسکی بیماری کو امتداد ہوا اور اوسکی طبیعت پر نسیان ایسا غالب ہوا کہ جو ایک ساعت میں مذکور ہوتا وہ دوسری ساعت میں بھول جاتا اور روز بروز یہ نسیان زیادہ ہوتا جاتا تھا وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ رود خانہ میں ایک سنگ سفید تھا میں نے حکم دیا کہ اوسکو فیل کی صورت میں تراش کر اوسکی سینہ میں یہ مصرع جو تاریخ ہجری کے مطابق ہے نقش کیا جائے سنگی سفید فیل جہانگیر بادشاہ۔ ۳ صفر کو کلیان پسر راجہ بکرماجیت گجرات سے آیا اور اس حرامزادہ مفسد کے مقدمات غیر مکرر میں نے سنے تھے۔ ایک وہیں سے یہ تھا کہ کسی مسلمانی لولی عورت کو اوسنے اپنے گھر میں ڈال لیا تھا۔ اور اسلئے کہ اس مقدمہ کی شہرت نہو اسکے ماں باپوں کو مار کر اونکو اپنے گھر میں گور میں دفن کر دیا تھا اول اوسکو قید کیا اور تحقیق کے بعد حکم دیا کہ اول اوسکی زبان کاٹی جائے اور دائم الحبس رہے۔ اور سگبانوں اور حلال خوروں کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔ پھر سرخاب میں بعد اسکے جگدلک میں منزل ہوئی۔ یہاں چوب بلوط دیکھی جس سے بہتر کوئی لکڑی جلانے کے لئے نہیں ہوتی آب باریک میں۔ پھر پوربت بادشاہ میں منزلیں ہوئیں اور پھر بگرام میں اس منزل میں ایک ابلق جانور بشکل موش بران جسکو ہندی میں گلہری کہتے ہیں مجھے دکھایا گیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ جس گھر میں یہ جانور ہوتا ہے اوسکے پاس چوہا نہیں پھٹکتا اسلئے اوسکو پیر موشاں کہتے ہیں میں نے ابتک اپنی عمر میں یہ دیکھا نہ تھا مصوروں کو حکم دیا کہ اوسکی شبیہ کھینچیں وہ موسے بہت بڑا ہوتا ہے اور اسکی صورت بلی سے مشابہت رکھتی ہے +

احمد بیگ خان افغان کو بنگش کی تنبیہ تادیب کے لئے تعین کیا اور عبد الرزاق معموری کو جو لشکر میں تھا حکم دیا کہ دھندا اس پسر راجہ بکرماجیت کی تحویلداری میں دو لاکھ روپیہ ہمراہ کر کے لشکر مذکور کی کومکیوں میں تقسیم کرے اور ہزار برقنداز بھی اس لشکر کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے

+ امیر الامرا

+ [illegible]

+ [illegible]

شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابوالفضل کو منصب دو ہزاری ذات اور ہزار و پانصد سوار اور افضل خانی کا خطاب مرحمت ہوا اور پندرہ ہزار روپیہ عرب خان کو دیا گیا او قلعہ پشین کی مرمت کے واسطے بیس ہزار اور اوسکی تحویل میں دیا گیا۔ اور دلاور خان افغان کو سرکار خانپور مرحمت ہوئی شنبہ سیزدہم پل مستان سے باغ شہر آرا تک جہاں پیر لشکر اترا دورویہ فقرا اور محتاجوں پر روپے اٹھنیان چونیان پھیر لگ اوچین باغ مذکور میں داخل ہوا۔ اس باغ کے درمیان ایک چار گز کے قریب عریض جوئے تھی میں نے اپنے ہم سالوں اور ہم سنوں سے کہا کہ اس ندی پر سے پھلانگیں اکثر نہ پھلانگ سکے اوس کے اندر یا کنارہ پر گر پڑے میں بھی پھلانگا۔ مگر حسن چستی و چالاکی سے کہ میں سال کی عمر میں اپنے باپ کے سامنے پھلانگا تھا اب چالیس برس کی عمر میں نہ پھلانگ سکا۔ اسی دن کابل کے سات باغوں میں جو مشہور ہیں پیادہ پا پھرا۔ ایک قطعہ زمین اوس کے مالکوں سے خرید کر کے ایک باغ لگوایا اور اوسکا نام جہاں آرا رکھا اور بارہ آدمیوں کو حکم دیا کہ جبتک میں کابل میں ہوں ہر پنجشنبہ کو ایک ہزار روپیہ فقرا میں تقسیم کیا کریں اور یہ بھی حکم دیا کہ لب کنار جوئے پر جو دو چنار وسط باغ میں واقع ہیں ایک کو فرح بخش اور دوسرے کو سایہ بخش کہا کریں اور سفید سنگ کے پارچہ کو کہ ایک گز طول میں اور پون گز عرض میں ہو تراش کے یہیں اور ایک طرف میرا نام اور صاحب قرانی کا نام اوسپر نقش کریں اور دوسری طرف یہ لکھیں کہ زکات و خراجات کابل را بالتمام بخشیدم ہر کس از اولاد و اعقاب ما خلاف این عمل نماید بغضب و سخط الہی گرفتار آید۔ میرے جلوس تک یہ خراجات معمول و مستمر تھے ہر سال اس وجہ سے بندگان خدا سے بہت روپیہ لیا جاتا تھا میری سلطنت کے زمانہ میں یہ بدعت رفع ہوئی اور میرے آنے سے کابل میں یہ تخفیف اور رفاہیت رعایا کے حال میں ہوئی اور غزنین کے رئیسوں و ملکوں کو خلعت ملے اور اونکے مطالب و مقاصد حسب دلخواہ برآمد ہوئے۔ میں نے حکم دیا کہ سنگ مذکور پر روز پنجشنبہ سیزدہم صفر کندہ کیا جائے کہ یہ شہر کابل میں میرے آنے کی تاریخ تھی اور تاریخ ہجری کے مطابق تھی کابل شہر کے جنوب و سمت

دامن کوہ میں ایک تخت تھا جو تخت شاہ مشہور تھا اوسکے قریب ایک صفہ پتھر میں سے تراش کر بنایا تھا جسپر حضرت فردوس مکانی بیٹھ کر شراب نوشجان کرتے تھے اس سنگ کے ایک گوشہ میں ایک حوض بنایا تھا جس میں دو من ہندوستانی شراب آتی تھی۔ اور دیوار صفہ پر یہہ عبارت کندہ کرائی تھی کہ تخت گاہ بادشاہ عالم پناہ ظہیر الدین محمد بابر ابن عمر شیخ گورگان خلد اللہ ملکہ فی سنہ ۹۱۴ھ میں نے حکم دیا کہ اس صفہ کے برابر ایک اور تخت بنایا جائے جو حوضچہ اسکے کنارہ پر پہلے حوضچہ کی وضع پر بنایا جائے اور میرا نام صاحبقرانی کے نام کے ساتھہ کندہ ہو میں اس تخت پر بیٹھا اور دونو حوضچوں کو شراب سے بہر دیا اور جتنے ملازم میرے ساتھہ آئے سب کو شراب پلائی ایک شاعر نے یہ تاریخ کہی بادشاہ ملاذ ہفت اقلیم اسکو بہی کندہ کرانے کا حکم دیا +

کابل کے احوال دریافت کرنے کے لیئے واقعات بابری میرے مطالعہ میں رہتی تھی وہ سارسوا اور ساڑہے چار جزو حضرت بابر کے دست مبارک کی لکہی ہوئی تہی سو میں نے اپنے ہاتہہ سے ان چار جزوں کو لکہا اور ان اجزاء کے آخر میں ایسی ترکی عبارت لکہی جس سے معلوم ہو کہ میں نے یہ اجزا لکہے ہیں باوجودیکہ میں ہندوستان میں بڑا ہوا ہوں لیکن ترکی زبان بولنے اور لکھنے سے عاری نہیں ہوں +

سوم ربیع الاول کو خیابان میں گھوڑوں پر امیروں اور شاہزادوں کو سوار کر کے گھوڑ دوڑ کرائی اسپ تنگ عربی کہ عادل خان والی بیجاپور نے بہیجا تہا وہ سب گھوڑوں پر سبقت لے گیا ارادہ ہوا کہ شاہ بیگ خان کو کابل سپرد کر کے ہندوستان کو روانہ ہوں۔ راجہ نرسنگہ دیو کی عرضداشت آئی کہ میں نے اپنے برادرزادہ کو کہ فتنہ انگیزی کرتا تہا پکڑ لیا اور اوسکے آدمیوں کو قتل کیا قلعہ گوالیار میں اوسکے قید کرنے کا حکم میں نے دیا +

۱۰ صفر کو میں نے خسرو کو بلا کر اوسکے پانوں سے بیڑیاں اوتروائیں اور شہر آرا باغ کی سیر کی اجازت دی مہر مہدی نے نہ مانا کہ میں اوسکو باغ کی سیر سے محروم کروں خسرو سے اعمال ناشائستہ کمہ طہور میں آئے تھے اور ہر طرح کی عقوبت کا مستحق وہ تہا۔ مگر مہر مہدی نے

واقعات بابری

اجازت نہین دی کہ مین اسکی جانکا قصد کرون باوجودیکہ قانون سلطنت اور طریقہ جہانداری مین ایسے امور مین اجازت
نا پسندیدہ ہے اسکی تقصیر سے چشم پوشی کی اور اوسکو نہایت آسودگی اور رفاہیت مین نگہبانی کی معلوم ہوا کہ اُسنے بعض
ناعاقبت اندیشونکی پاس آدمی بہیجے اور انکو فساد کی اور میرے مارنیکی ترغیب دی اور وعدون کا امیدوار کیا
ایک جماعت تیرہ روزگار کوتاہ فکرنے آپس مین اتفاق کرکے یہ چاہا کہ جب مین کابل مین اور
اوسکی اطراف مین شکار کرنے جاؤن تو وہ میرا شکار کرین مگر اللہ تعالی کا کرم و حفظ
بادشاہون کا حافظ و پاسبان ہوتا ہے اسلئے وہ اس بات کو نہ کرسکے جبدن کہ مین
سرخاب مین میں اُترا تہا اس جماعت مین سے ایک آدمی سر کہولے ہوئے خواجہ
ویسی دیوان شاہزادہ خرم پاس آیا اور اوسنے کہا کہ خسرو کے فساد دینے اکرنے سے
فتح اللہ پسر حکیم ابوالفتح و نورالدین پسر غیاث الدین علی آصفخان و شریف پسر اعتماد الدولہ
پانسو آدمیوں سمیت قریب بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے فرصت طلب قابو مین ہیں
خواجہ ویسی نے اس بات کو سنتے ہی شاہزادہ خرم سے کہا خرم بیتاب ہو کر میرے پاس
دوڑا آیا اور یہ ماجرا سنایا مینے خرم کو دعاے برخورداری دی اور اوسکے درپے ہوا
کہ ان سب کوتاہ اندیشونکو گرفتار کرکے طرح طرح کی عقوبت دون اور سیاست کرون
پہر میرے دل مین آیا کہ مین برسر سفر ہون اور اس گرفتاری سے لشکر کی شورش اور برہم
خوردگی ہوگی اسلئے مینے فساد و فتنے کے سردارون کو حکم دیا کہ گرفتار کئے جائیں
فتح اللہ کو مقید و محبوس کرکے معتمدون کے حوالہ کیا اور نامی بے سعادتوں کو مع تین چار
بڑے سیاہ رویوں کے قتل کرایا +
جہانگیر پاس آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت آئی جس مین جہانگیر قلی خان
کا خط ملفوف تہا ۔ اوسمین لکہا تہا کہ سیوم صفر کو بعد ایک پہر کے قطب الدین خان
بردوان علاقہ بنگالہ مین علی قلی خان استاجلو نے زخمی کیا اور وہ آدہی راتکو
مرگیا اور اوسکے ہمراہیون نے قاتل کو مار ڈالا ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی
مذکور شاہ اسمعیل والی ایران پسر شاہ طہماسپ کا سفرہ چی تہا وہ قندہار کی راہ سے

ہندوستان میں آیا اور ملتان میں خانخانان سے ملا۔ جو ٹھٹہ کی طرف جاتا تھا۔ خانخانان نے اوسکو خانجانہ بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اوسنے ٹھٹہ کی مہم میں خدمات پسندیدہ کیں خانخانان نے مہم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اوسکی حسن خدمات کا ذکر کرکے ایک مناسب منصب اوسکو دلایا۔ اور اوسی زمانہ میں مرزا غیاث الدین بیگ کی بیٹی مہرالنسا کا نکاح اوس سے ہوگیا۔ جب شہنشاہ اکبر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا سلیم نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ ہوا تو اوسکو صوبہ بنگال میں جاگیر دی جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اوسکی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خان کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بناکے رخصت کیا اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو اوسکی بحال خود رہنے دینا ورنہ اوسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں وہ تعلل کرے تو اوسکو سزا دینا۔ اتفاقاً قطب الدین خان اوسکے طرز سلوک اور معاش سے بدظنہ ہوا ہر چند اوسکو بلایا مگر وہ نہ آیا دور دراز کا رعذر کرتا رہا۔ اور نا درست اندیشے کرنے لگا قطب الدین خان نے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس روانہ بھیجدے اگر اوسکے اطوار و خیالات باطل معلوم ہوں تو اوسکو کردار ناہنجار کی سزا دے اس فرمان کے آتے ہی قطب الدین خان بے توقف و تامل جریدہ ایلغار کرکے بردوان میں جو شیر افگن کے تیول میں مقرر تھی پہنچا جب اوسکو قطب الدین خان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اوسکے استقبال کے لئے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا۔ ملاقات کے وقت آدمیوں نے ہجوم کرکے اوسکو گھیر لیا۔ تو اوسنے کہا کہ یہ کیا طرز تو زک اور سلوک کی ہے قطب خان نے آدمیوں کو منع کر دیا اور تنہا اوس سے باتیں کرنے لگا شیر افگن خان اوسکے تیوروں سے پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے اسلئے اوسنے اوس سے پہلے کہ کوئی اسپر وار کرے قطب خان کی پیٹ میں ایسا تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری انتیں اوسکی نکل پڑیں قطب الدین خان دو نوکر

ہاتہوں سے پیٹ پکڑ کر گر جاتا یا کدہر اپنے گہر کو جانے نہ دیتا۔ بیر خان کشمیری نے کہ اوس کے
غلاموں میں تہا اور شجاعت وجلادت رکہتا تہا گہوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی۔
شیر افگن خان نے اوسکے ایک تلوار ماری جسسے اوسکا کام تمام ہوا پیر قطب الدین خان کے
آدمیوں نے گہیر کر اوسکو مار ڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری میں تو یہ حال
لکہا ہے مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہیں وہ آگے ہم لکہینگے کہ وہ پایۂ اعتبار
سے ساقط ہے +

۲۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰۲۰ھ مطابق غرہ ماہ فروردی کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع
رنکتہ میں مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ بر سر راہ واقع تہا میں نے یہ خیال کرکے
کہ اگر اب اوسکی زیارت کو جاتا ہوں تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ میں باپ کی قبر کی
زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تہا۔ اسلئے میں نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں
جاکر وہاں سے زیارت کی نیت کرکے پیادہ پا مقبرہ پر آؤں جو شہر سے ڈہائی کوس ہے۔

۵۔ ذی الحجہ کو میں آگرہ میں اپنی دولت سرا میں کہ قلعہ کے اندر تہی داخل ہوا راہ
میں پانچہزار روپیہ اون فقیروں میں تقسیم کیا جو راہ میں دورویہ کہڑے تہے۔ اسدن راجہ
نرسنگہہ دیو نے ایک سفید چیتہ لاکر پیش کیا۔ اگرچہ چرند و پرند کی انواع حیوانات میں
جنس سفید پیدا ہوتی ہے جسکو طوقان کہتے ہیں لیکن ابتک سفید چیتا نظر نہ آیا تہا۔
اسکے خال کہ سیاہ ہوتے ہیں نیلہ رنگ تہے اور اوسکی سفیدی بہی کچہہ نیلاہٹ رکہتی تہی

۸۔ محرم سنہ ۱۰۲۱ھ جلال الدین مسعود کہ منصب چارصدی ذات کا رکہتا اور مردانگی سے
خالی نہ تہا چند معرکوں میں بڑے کام دکہا چکا تہا مگر خبط سے خالی نہ تہا پچاس یا ساٹہ
برس کی عمر میں مرض اسہال سے مرگیا۔ اوسکی ماں پنیر کی طرح افیون کو ریزہ ریزہ کرکے
اوسکو کہلایا کرتی تہی۔ جب اوسکے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے
تو اوسکی ماں نے نہایت محبت سے اس افیون کو جو روز بیٹے کو کہلاتی اندازہ سے زیادہ
کہلادی جسکے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتہ

سننے مین نہین آئی ہندؤں مین رسم ہے کہ خاوندوں کے مرنے کے بعد عورتین ستی ہوتی ہین وہ خواہ محبت کے سبب سے خواہ باپ کی طرف کی ناموس اور خویشون کی شرم کے سبب سے اپنے تئین جلاتی ہین مگر مسلمانوں اور ہندوؤں کی ماؤں سے ایسے کام ظہور مین نہین آتے - یازدہم ماہ مذکور کو ایک گھوڑا جو سب گھوڑون مین اچھا تھا از روے عنایت راجہ مان سنگھ کو بادشاہ نے مرحمت کیا - وہ اس گھوڑے کے لینے سے ایسا خوش ہوا کہ اگر اسکو بادشاہ ایک مملکت دیتا تو وہ ایسا خوش نہ ہوتا - شانزدہم کو راجہ مانسنگھ کے پسر کلان جگت سنگھ کی بیٹی کی جہانگیر نے درخواست کی تھی اوسکی ساچق مین اسی ہزار روپیہ بھیجا - مقرب خان نے بندر کھنبایت سے پردہ فرنگی ارسال کیا اب تک جہانگیر نے اوسکی برابر فرنگی مصوروں کا کام نہیں دیکھا تھا - چہارم ربیع الاول کو دختر جگت سنگھ داخل محل ہوئی اور حضرت مریم زمانی کے محل مین مجلس عقد نکاح منعقد ہوئی اور راجہ مانسنگھ نے ساٹھہ زنجیر فیل جنمین مین سوا اور جہیزوں کے دیے - چونکہ جہانگیر کو رانا کا رفع دفع کرنا پیش نہاد ہمت تھا اوسنے مہابت خان کو بھیجا - بارہ ہزار سوار کمال کاردیدہ افسرون کے ساتھہ اوسکے ہمراہ کیے سوا اونکے پانسو نفر احدی اور دو ہزار برق انداز پیادہ مع توپخانہ کے جسمین ستر توپ گجنال و شترنال و ساٹھہ زنجیر فیل تھے اس خدمت کے لیے مقرر کیے اور خزانہ سے بیس لاکھہ روپیہ ملنے کا حکم دیا کہ وہ ہمیشہ اوسکے ساتھہ رہے +

خانخانان کہ بادشاہ کا اتالیق تھا وہ یہ نہیں جانتا کہ پانؤں آیا ہون یا سر کے بل مضطربانہ وہ بادشاہ کے قدموں مین گرا - بادشاہ نے اوسکا سر اپنے پاؤں پر سے اوٹھایا اور مرحمت و مہربانی سے اوسکو گلے لگایا اور اوسکے منہ پر بوسہ دیا - اوسنے دو تسبیحین موتیون کی اور چند قطعہ لعل اور زمرد کے پیشکش مین گذرانے جواہر مذکور کی قیمت تین لاکھہ روپیہ تھی اور سوا اسکے ہر جنس اور ہر متاع مین سے بہت کچھہ اوسنے نذر مین دیا باپ کے بعد اوسکے بیٹے آئے کہ اونہوں نے پچیس ہزار روپیے اور خان خانان نے نوتے ہاتھی پیشکش مین دیے - بست و دوم کو آصف خان نے ایک لعل جو

سات ٹانک کا وزن مین تہا بادشاہ کی نذر مین دیا اسکے بہائی ابوالقاسم خان نے بچپتر ہزار روپیہ کو خریدا تہا نہایت خوشرنگ اور خوش اندام تہا لیکن بادشاہ کے نزدیک وہ ساٹھہ ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

اسپ عالی +

ایک مادہ آہو شیردار بادشاہ پاس لائے وہ چار سیر روز دودہ دیتی تھی ایسی ہرنی بادشاہ نے نہ کبھی دیکھی تہی نہ سنی تھی۔ ہرنی کے دودہ کے اور گائے میش کے دودہ کے مزوں میں کچھہ فرق نہ تہا ضیق النفس کے لئے ہرنی کا دودہ مفید ہے۔ راجہ مانسنگہ نے جو لشکر

آہوے شیردار +

دکن کے سرانجام کرنے کی خدمت کے لئے متعین ہوا تہا اپنے وطن جانے کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فیل خاصہ ہشیار مست نام اوسکو عنایت کیا خانخانان متعہد ہوا کہ وہ ولایت نظام الملکیہ کو جسمیں شہنشاہ اکبر کی وفات کے سبب سے بعض فتور آگئے صاف کردونگا اور لکھہ دیا کہ اگر دو سال میں اس خدمت کو میں انصرام نہ دون تو مجرم ٹہیروں مگر شرط یہ ہے کہ سواء اس لشکر کے جو اس صوبہ میں متعین ہے اور بارہ ہزار سوار اور خزانہ سے دس لاکہہ روپیہ عنایت ہو۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ لشکر و خزانہ کا سامان بہت جلد کرکے وہ روانہ کیا جائے +

راجہ مانسنگہ و خانخاناں +

ہندوستان مین خصوصًا ولایت سلہٹ مین کہ توابع بنگالہ سے ہے قدیم رسم چلی آتی تہی کہ رعایا اور آدمی وہاں بعض اپنے بیٹوں کو خواجہ سرا بنا کے مال واجبی کے عوض مین حکام کو دیتے تہے اور اس رسم نے رفتہ رفتہ اور ولایتوں مین بہی سرایت کی تہی ہر سال بہت سے لڑکے ضائع اور مقطوع النسل ہوتے تہے اور اس عمل نے ایک عام رواج پایا تہا۔ ان دنوں مین بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی اس امر قبیح پر قیام و اقدام نہ کرے۔ خردسال خواجہ سراؤں کی خرید و فروخت بالکل موقوف کی جائے۔ اسلام خان اور حکام صوبہ بنگالہ کو فرمان صادر ہوئے کہ جو شخص اس کام کا مرتکب ہو اوسکی تنبیہ و سیاست کریں جس شخص کے پاس خواجہ سرا خردسال ہو اوسکو چہین لین اب تک کسی سلاطین سابق کو یہ توفیق نہیں ہوئی تہی کہ خواجہ سرا کی خرید و فروخت منع ہو گی تو پہر کوئی اس ناخوش فعل کا مرتکب نہین ہوگا۔ اس سبب سے تہوڑے دنون مین یہ مردود رسم برطرف ہو جائیگی۔ اس جرم کے مجرم جب بادشاہ پاس آئے تو اونے بعض نے قیام

خواجہ سرا بنانے کی ممانعت بندی +

کی سنادی ۔

کشن سنگہ کو مہابت خان کے ساتہہ مقرر کیا تہا وہ شاہزادہ خرم کا ماموں تہا اوسنے خدمات پسندیدہ کیں چہتے اناکی لڑائی میں اوسکے پانوں میں برچہہ کا زخم لگا تہا اُسنے مبینامی آدمی قتل کئے تہے اور تین ہزار آدمی اسیر وہ دو ہزاری ذات کے منصب سے اور ہزار سوار کی افسری سے سرافراز ہوا +

جہانگیر پیادہ پا اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اوسنے لکہا ہے کہ اگر ہو سکتا تو میں پلکوں سے اور سر کے بل زیارت کو جاتا ۔ میرے باپنے میری ولادت کے لئے فتحپور سے اجمیر تک جو ایکسو بیس کوس ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت کے لئے پیادہ پا سفر کیا اگر میں اسیر وچشم اس راہ کو طے کروں تو کیا بات ہے ۔ میں اسکی زیارت سے مشرف ہوا ۔ مقبرہ کی عمارت جو تیار ہوئی تہی وہ میری خاطر خواہ نہ تہی مجہے اس عمارت کا ایسا بنوانا منظور تہا کہ عالم کی سیر کرنے والے اوسکی برابر دنیا میں کسی عمارت کا نشان نہ دے سکیں جب اوسکی تعمیر ہو رہی تہی ۔ تو کم بخت خسرو کے سبب سے مجہے لاہور جانا پڑا ۔ بد سلیقہ معماروں نے اوسکو اپنے طور پر بنا دیا ۔ آخر الامر بعض تصرفات اس میں کئے گئے اور سارا روپیہ خرچ ہو گیا تین چار سال اس تعمیر میں صرف ہوئے ۔ میں نے حکم دیا کہ دوبارہ ماہر معمار صاحب توقف اتفاق کر کے بعض جگہوں کو اس نوع پر کہ قرار پائی تہی گرادیں رفتہ رفتہ ایک عمارت عالی سامان پذیر ہوئی اور مقبرہ کے گرد ایک باغ نہایت باصفا لگایا گیا ۔ دروازہ نہایت بلند بنایا گیا جسپر منارے سنگ سفید کے ساختہ وپرداختہ ہوئے مجملاً پندرہ لاکہہ روپیہ اس عمارت میں صرف ہوا ۔ حکیم علی کے گہر میں اس حوض کے تماشے کے لئے بادشاہ گیا کہ جسکی مثل ایک حوض لاہور میں شہنشاہ اکبر کے عہد میں بنایا گیا تہا ۔ حوض چہہ گز در چہہ گز تہا اوسکے پہلو میں ایک خانہ بنایا تہا جو بہت روشن تہا اور اس خانہ کی راہ پانی میں سے تہی اور اس راہ سے پانی گہر میں نہیں جاتا تہا ۔ دس بارہ آدمی اس حوض میں بیٹہہ سکتے تہے نقد وجنس جو کچہہ حکیم علی پاس موجود تہا بادشاہ کو پیشکش میں دیا ۔ اس خانہ کو بادشاہ اور اوسکے مقربوں نے ملاحظہ کیا اور

کو دو ہزاری منصب سے سرفراز کیا مقرب خان نے ایک تصویر بھی جو فرنگیوں سے خریدی
صاحبقران کی شبیہ تھی جس وقت کہ ایلدرم بایزید صاحب قران کے لشکر کے ہاتھ گرفتار
ر ہوا تو استنبول کے نصرانی حاکم نے ایلچی تحفے و ہدیئے دیکر بھیجا اور اطاعت و بندگی
ظاہر کیا۔ اور ایلچی کے ہمراہ مصور بھی بھیجا تھا جسنے تیمور کی شبیہ کھینچی تھی۔ اگر اس دعوی کی
اصل ہوتی تو کوئی چیز اس سے بہتر میرے لئے تحفہ نہ ہوتی۔ مگر یہ تصویر تیمور کی اولاد اور
ر دوں میں سے کسی کی صورت و حلیہ سے مشابہت نہیں رکھتی۔ اس کی بابت بھی تصویر ہونے بہ
ر اطمینان خاطر نہیں ہوا +

چہار دہم ذی الحجہ سنہ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۱۲ء نوروز ہوا جشن معمولی ہوا۔
را نا کا انصرام جیسا کہ ہونا چاہئے تھا مہابت خان سے نہ ہو سکا اسلئے بادشاہ نے اپنے
ی اسکو بلا لیا اور اوسکے بجائے عبد اللہ خان کو سردار لشکر مقرر فرمایا۔ اس سال میں شاہزادہ
پرویز کو صوبہ دکن میں بھیجا اور لشکر دکن کی مدد خرچ کے واسطے بیس لاکھ روپیہ ساتھ کیا اور
ت خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور امیر الامرا اور سرداران سپاہ شاہزادہ کی کومک کے لئے
ر ہوئے۔ بادشاہ سے مکرر عرض کیا گیا کہ شاہزادہ پرویز کے ساتھ جو سپاہ گئی تھی اس
دکن کا کام اچھی طرح نہیں چلتا۔ دکن کے دنیاداروں نے لشکر فراہم کیا ہے اور
عنبر کو اپنا سردار بنایا ہے۔ اور اس سبب سے وہ بیباک پیش قدمی کرتے ہیں اور استقلال اور
تنکیار کا دم بھرتے ہیں بادشاہ نے شاہزادہ کی کومک کے لئے خانخاناں خانجہاں
و ہزار سوار دیگر اور سیف خان بارہہ و حاجی بے اوزبک اسلام اللہ عرب کو دکن روانہ
محمد خان کو حکم دیا کہ عبد اللہ خان کے ساتھ جو بارہ ہزار سوار رانا سے لڑنے گئے ہیں
سے چار ہزار سوار ان کو لیکر نواحی اجین و منڈو میں خانجہان پاس پہنچا دے
ر خود واپس چلا آئے +

عبد اللہ خان کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی کہ کوہستان میں قبضہ جاؤں میں رانا کا
ہاتھی اور چند ہاتھی اور اسباب اسکا چھینا گیا۔ رات ہو گئی تھی اس لئے وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا

اوسکو میں نے تنگ کر رکھا ہے عنقریب وہ گرفتار ہو جائیگا +

روز شنبہ ۲۴ ذی الحجہ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۱ء کو برج حمل میں آفتاب نے قدم رکھا اور پرگنہ باری میں مجلس نوروزی نے بطرز آبائی ترتیب پائی غرائب اتفاقات سے ملا علی احمد مہر کن کی وفات ہے جسکی شرح یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو دہلی کے قوالوں کی ایک جماعت مجلس شاہی میں سرود گاتی تہی اور امیر خسرو کی اس بیت پر کہ ؎

ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

بیدی لحاں برسم تقلید سماع کرتا تہا - بادشاہ نے ملا علی احمد سے پوچھا کہ اس بیت کی حقیقت کیا ہے - اوسنے عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ کی زبانی سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا گوشہ سر پہ کلاہ کج رکھے ہوئے جمنا کے کنارہ پر کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تہے ہندؤں کی عبادت و پرستش کا تماشا دیکھہ رہے تھے حضرت امیر خسرو بھی حاضر تہے شیخ نے اپنے فرمایا کہ اس جماعت کو دیکھتے ہو اور یہ مصرعہ پڑہا کہ ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے - امیر نے بے تامل مصرعہ ثانی پڑہا کہ - من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے ملا مذکور کی زبان پر سمت کج کلاہ کے الفاظ جاری تھے کہ حال اس کا متغیر ہوا اور جان آفرین کو جان سپرد کی +

ایک بیوہ عورت نے مقرب خان کی شکایت کی کہ میری لڑکی کو بندر کھنبایت میں اسکے آدمی بزور پکڑ کے گھر میں لے گئے مدتوں تک اسکو اپنے گھر میں رکھا جب میں نے اپنی لڑکی کو مانگا تو کہہ دیا کہ وہ اپنی اجل موعود سے مرگئی اسلئے بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیقات کی بہت کچھ جستجو کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقرب خاں کے ملازموں میں سے ایک نے یہ تعدی کی تہی اوسکی سیاست بادشاہ نے کی اور مقرب خاں کا نصف منصب کم کیا اور اس ضعیفہ ستم رسیدہ کو مدد معاش اور خرچ راہ کے لئے مرحمت کیا +

۱۹ - ماہ اردی بہشت ۶ جلوس مطابق ۴ صفر ۱۰۲۰ھ کو پٹنہ میں کہ صوبہ بہار کا حاکم ہے ایک امر غریب و حادثہ عجیب واقع ہوا - یہاں کا حاکم صوبہ افضل خان گورکھپور

سے ساٹ کوس پر ہے گیا ہوا تہا یہ پرگنہ اوسکو جاگیر میں تازہ ملا تہا اور وہ قلعہ و شہر
بنارسی اور غیاث زین خانی دیوان صوبہ کو اور منصبداروں کی ایک جماعت کو سپرد
تہا۔ اس گمان سے کہ ان حدود میں غنیم نہیں ہے اونسے قلعہ اور شہر کی حفاظت جیسی کرنی
تہی نہیں کی اتفاقاً اوجینہ کے آدمیوں میں سے ایک مجہول شخص قطب درویشوں کے
میں ولایت اوجینیہ میں آیا کہ نواحی پٹنہ میں واقع ہے اور یہاں کے آدمیوں سے جو
شہور ہیں آشنائی پیدا کی اور اونسے کہا کہ میں خسرو ہوں اور بندی خانہ سے بھاگ کر
ردو میں آیا ہوں اگر تم ہمراہ ہوکر میری امداد کرو تو کام بننے کی صورت میں میری
سلطنت کا مدار تمہارے ہی دم کے لئے ہوگا۔ غرض ایسی ابلہ فریب باتوں سے
مقون کو یقین دلادیا کہ حقیقت میں وہ خسرو ہے۔ کسی وقت میں اوسکی آنکھوں کی
ف پر داغ لگایا گیا تہا اور اوسکے نشان باقی تہے۔ وہ ان گمراہوں کو دکھاتا تہا
ی خانہ میں میری آنکھوں پر کٹوری باندھی گئی تہی۔ یہ نشان اوسکے ہیں غرض اسکی
زویرا ور فریب سے سوار اور پیادوں کی جماعت اس پاس جمع ہوگئی اور یہ خبر سن کر کہ
بر افضل خان نہیں ہے اپنی فوج عظیم سمجھ کر ایلغار کرنے لگے اور اتوار کو دو تین گھنٹے
ہے شہر میں آگئے اور قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا شیخ بنارسی کہ قلعہ میں تہا مضطربانہ قلعہ کے
پر آیا غنیم جلو ریز چلا آتا تہا اوسنے قلعہ کے دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی
اث کو ساتھ لیکر ایک کھڑکی سے دریا کے کنارہ پر آیا اور کشتی لیکر افضل خاں
ملنے کا قصد کیا مفسد قلعہ کے اندر آگئے اور افضل خان کے مال و اسباب اور خزانہ
ا پر متصرف ہوئے اور واقعہ طلب آدمیوں کا مجمع اونکے پاس ہو گیا۔ گورکھپور
ل خان کو یہ خبر پہونچی۔ اور شیخ بنارسی اور غیاث بھی اس پاس پہنچے اور شہر
ئے کہ جو شخص اپنے تئیں خسرو کہتا ہے وہ حقیقت میں خسرو نہیں ہے افضل خاں
ر میں حوالی پٹنہ میں آیا جب مفسدوں کو افضل خان کے آنے کی خبر پہنچی تو قلعہ کو کسی اپنے معتمد کو
کے سوار اور پیادے لیکر چار کوس تک افضل خان سے لڑنے آئے اور دریا پن پن کے کنارے لڑائی کی

ہوئی تا مدت تہوڑی دیر لڑائی رہی آخر کو پریشان ہو کر قطب چند آدمیوں کے ساتہہ قلعہ کی طرف آیا افضل خان بہی
ملازم اور اسکے ہمراہی آیا کہ قلعہ کے دروازہ بند کر لیں کچھ ہمت نہ تہی تو افضل خان کی حویلی میں آیا سہ پہر تک دو حوزد ہوتی رہی
اور تخمیناً تیس آدمی زخم تیر سے ضایع ہوئے غرض جب ہمراہی مارے گئے تو قطب نے عاجز ہو کر
امان طلب کی افضل خان پاس آیا۔ افضل خان نے اس فساد کے مٹانے کے لئے اسی دن اوسکو
مار ڈالا اور جو اوسکے ہمراہی زندہ گرفتار ہوئے تہے اونکو مقید کیا۔ یہ اخبار متواتر بادشاہ
پاس جاتے تہے بادشاہ نے شیخ بنارسی و غیاث زین خانی اور اور منصبداروں کو جنہوں نے
قلعہ کی حفاظت و حراست میں تقصیر کی تہی آگرہ میں طلب کیا اور سب کی داڑہی منڈوائی اور
سر کے بال اترولئے اور چادر اوڑہائی اور گدہے پر بٹہا کر سارے شہر میں آگرہ کے گرد اور
بازاروں میں پہرایا تاکہ اوروں کی تنبیہ اور عبرت کا سبب ہو +

ان دنوں میں پرویز کی اور امرا تعینات دکن کی اور وہاں کے دولت خواہوں کی
عرایض متعاقب ایک دوسرے کے آئیں کہ عادل خان بیجاپوری کی یہ التماس اور استدعا ہے
کہ میر جمال الدین حسین انجو کو پاس بادشاہ بہیجدے جسکے قول و فعل پر دکن کے کل دنیادار پورا
اعتماد رکہتے ہیں تاکہ وہاں کی جماعت سے مل کر تفرقہ اور وحشت کو اونکے دل سے دور کرے
اور وہاں کے معاملہ کو عادل خان کے حسب الاستصواب صورت پذیر کرے۔ عادل خان
نے دولت خواہی و بندگی کا طریقہ اختیار کیا تہا۔ بادشاہ نے میر مذکور کو بہیجدیا وہ برہان پور میں
جا کر وکلائے عادل خان کے ہمراہ بیجاپور گیا۔ اور ۲۲ شعبان کو عادل خان کی
خدمت میں پہنچ گیا +

۱۴ آبان کو خانخانان جہانگیر پاس آیا۔ اوسکے باب میں اکثر دولت خواہوں نے مقدمات
واقع اور غیر واقع اپنی فہمید کے موافق عرضداشت کی تہی اور بادشاہ کی خاطر اوس سے
منحرف ہو گئی تہی۔ اسلئے جو التفات اور عنایت کہ ہمیشہ بادشاہ اور اوسکا باپ اوسپر
کیا کرتا تہا وہ اس بار عمل میں آئی۔ اوپر لکہا ہے کہ خانخانان نے یہ تعہد کیا تہا کہ صوبہ دکن
کی خدمات میں ایک مدت معین میں انصرام کرونگا تو وہ دکن کی مہم عظیم میں سلطان پرویز کی خدمت

با گیا تھا جب خانخان برہان پور میں آیا تو اوسنے ملاحظہ وقت نہ کیا اور اس وقت
رکت نہیں کرنی چاہئے تھی سلطان پرویز کے لشکر کی رسد اور اور ضروریات کا انجام
بالے ور سلطان پرویز کو اوسکے لشکروں کو بالاگھاٹ دکن میں لایا اور رفتہ رفتہ سرداروں
ق اور اور ناصواب رایوں کے اختلاف سے نوبت یہانتک پہونچی کہ غلہ بدشواری
ما اور ایک من غلہ روپیوں کو بھی ہاتھ نہ آتا سپاہ کا سارا کام مختل اور درہم ہوگیا
کام آگے نہ چل سکا اور گھوڑے اور اونٹ اور چارپائے ضائع ہوئے مصلحت
کے سبب سے ایک طرح کی صلح مخالفوں سے کی گئی سلطان پرویز لشکر کو برہانپور میں
یا جب معاملہ خوب نہ ہوا تو یہ تفرقہ اور پریشانی دولت خواہوں کے مجموعہ میں
ن کے نفاق اور بے سرانجامی سے سمجھی گئی - اس باب میں جہانگیر پاس عرض
پہ اس بات کا بادشاہ کو مطلق باور نہ ہوتا تھا مگر پھر بھی اوسکے دل میں خدشہ تھا
ن کی عرضداشت پہنچی کہ خانخانان کے نفاق کے سبب سے یہ ساری پریشانی وقوع میں
بادشاہ اس خدمت کو باستقلال اسکو سپرد کردے یا اوسکو اپنے پاس بلائے
داختہ و پرداختہ کو اس خدمت پر متعین کرے اور بیس ہزار سوار بندہ کی کمک کے
ن مشخص کئے جائیں تاکہ دو سال میں تمام ولایت شاہی کو کہ غنیم کے تصرف میں ہے
ہوں اور قلعہ قندہار اور سرحد کے اور قلعے تصرف میں لاؤں اور ولایت بیجاپور
رو سہ کا ضمیمہ بناؤں اور اگر اس خدمت کو مدت مذکور میں انصرام کو نہ پہنچاؤں
کورنش سے محروم کیا جاؤں اور اپنا منہ بندگان حضور کو نہ دکھلاؤں - چونکہ
ن ور سرداروں کے درمیان یہ حالت ہوگئی تھی - اسلئے خانخان کا وہاں رکھنا
اسب جانا - خانجہان کو سرداری تفویض کی اور خانخانان کو بلا لیا - بالفعل
یہ بادشاہ کی بے توجہی اور بے التفاتی کرنے کی یہ وجہ تھی - آئندہ جو بادشاہ کی توجہ
ہی خانخانان پر ہوئی وہ اپنے محل پر بیان ہوگی +
امنے کیشوداس کو سلطان پرویز کے پاس سے بلایا تو شہزادہ نے کیشوداس سے کہا کہ

تو میری طرف سے بادشاہ سے عرض کرتا کہ میں اُس خداے حجازی کی خدمت میں اپنی جان وحیات
کے فدا کرنے کا خواہاں ہوں کیشوداس کا عدم و وجود کیا ہے کہ اوس کے بھیجنے میں
ایستادگی کروں حضور جو ہر تقریب میں میری اعتباری اور اعتمادی خدمتگاروں کو
طلب کرتے ہیں وہ اوروں کی ناامیدی اور شکست خاطر کا سبب ہوتا ہے اور جناب قبلہ کی
بے عنایتی پر محمول ہوتا ہے +

جب قلعہ احمد نگر جہانگیر کے بھائی دانیال مرحوم کی سعی سے بادشاہی تصرف میں آیا
تھا اور بہلول والی جب سے احمد نگر فتح ہوا تھا نظام الملک قلعہ گوالیار میں مقید تھا تو ملک عنبر
نے نظام الملک کے سلسلہ سے ایک لڑکے کی قرابت کی نسبت قرار دیکر اوسکو نظام الملک بنایا
تاکہ لوگ اوسکی حکومت دل وجان سے قبول کریں اور خود اپنے تئیں پیشوا بنایا اوسنے مغلوں کو
کئی دفعہ شکست بھی دی اور کوہستان دولت آباد کے نیچے کھرکی کو نظام کا دار السلطنت بنایا -

تاریخ حال تک احمد نگر کی حفظ وحراست خواجہ بیگ مرزا صفوی کو سپرد تھی جو شاہ طہماسپ
کے خویشوں میں تھا جب دکنیوں نے بہت شورش برپا کی تو اونہوں نے قلعہ مذکور کا محاصرہ
کیا اوسنے لوازم جانسپاری او قلعہ داری میں تقصیر نہیں کی باوجودیکہ برہان پور میں خانخاناں
و امرا و سردار جمع ہوئے تھے اور پرویز کی ملازمت میں دکنیوں کی رفع دفع میں مصروف
تھے لیکن آپس کے اختلاف اور امرا کے نفاق سے اور رسد وغلہ کی بے سرانجامی سے
لشکر گراں کو جس میں بڑے بڑے کاموں کی صلاحیت تھی نامناسب راہوں اور پہاڑوں
اور صعب کتلوں میں لے گئے اور تھوڑے دنوں میں پریشان و بے سامان کر دیا جب نوبت
یہاں تک پہنچی کہ غلہ کی تنگی سے جان کو نان کے عوض میں بیچنے لگے تو بے علاج مقصد
نہ حاصل کرکے پھر آئے - قلعہ احمد نگر کا لشکر جسکو اس لشکر کی امداد کی امید تھی اس خبر کو سنکر
بے دل و بے پا ہوا اور ایک بارگی جوش میں بھرا - اور چاہنے لگا کہ قلعہ سے نکل آئے خواجہ بیگ
مرزا کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوسنے اوس سبکے دلاسا دینے میں ہر چند کوشش کی
مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا - آخر الامر قول و قرار کرکے وہ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر قلعہ سے باہر آیا

اور برہانپور میں آنکر شاہزادہ کی ملازمت کی جب اوسکے آنے کی عرض بادشاہ پاس آئی تو معلوم ہوا کہ اوسنے تردد اور نمک حلالی میں تقصیر نہیں کی بادشاہ نے اوسکو پنجہزاری ذات کے منصب پر جاگیر و تنخواہ کا اضافہ کیا۔

ملک دکن کی تسخیر کے لئے جو لشکر پرویز کی سرداری و سرکردگی میں اور خانخاناں کی سربراہی میں امرائے کلان مثل راجہ مانسنگہ و خانجہان و آصف خان و امیرالامرا کی ہمراہی میں بھیجا گیا تھا اوسکی مہمات کا حال یہ ہوا کہ آدھی راہ سے پھر کر وہ برہانپور میں آگیا اور سب بندگان معتمد اور راست گفتار و واقعہ نویسوں نے درگاہ میں عرائض بادشاہ پاس بھیجیں کہ اگرچہ اس لشکر کی برہم خوردگی اور خرابی کے بہت سے سبب و جہتیں ہیں لیکن سچ اسباب اوسکے یہ ہیں امرا کی بے اتفاقی اور بالتخصیص خانخاناں کا نفاق اس سبب سے بادشاہ کے دل میں آیا کہ خان اعظم کو تازہ زور لشکر کے ساتھ بھیجا چاہئے تاکہ بعض نالایق امور و ناشائستگیوں کی تلافی و تدارک کیا جائے جو امرا کے نفاق سے وقوع میں آئی ہیں خانعالم اور فرید خان برلاس و یوسف خان ولد حسین خان تکریہ اور علی خان نیازی و باز بہادر قلماق اور اور منصبدار اور دس ہزار سوار اوس کی ہمراہی کے لئے متعین ہوئے اور سواران احدیوں کے جو لشکر میں تھے دو ہزار احدی اور ہمراہ گئے کل بارہ ہزار سوار اور تیس لاکھ روپیہ کا خزانہ اور چند حلقہ فیل ہمراہ ہوئے غرض خان اعظم اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور اوسکو پانچ لاکھ روپیہ امداد خرچ کے لئے عنایت ہوا مہابت خان کو کہ چار ہزاری ذات کا منصب اور تین ہزار سوار رکھتا تھا پانسو سوار اور دیکر اوسکو حکم شاہی ہوا کہ اس لشکر کو اور خان اعظم کو برہانپور پہنچا دے اور لشکر کی برہم خوردگی کی حقیقت دریافت کرے اور خان اعظم کی سرداری کا حکم اس حدود کے امرا کو پہنچا دے اور سب کو اوس کے ساتھ متفق و یک جہت کرا دے اور وہاں کے لشکر کا سامان دیکھے اور مہمات ضروری کے نظام اور انتظام کے بعد خانخاناں کو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس آ گئے +

۹ - محرم سنہ ۱۷ کو نوروز ہوا اور حسب دستور اسکا جشن ہوا ۱۱

ضوابط جہانگیری

جہانگیر نے بار بار سنا تھا کہ سرحد کے امرا بعض مقدمات کو اونسے مناسبت نہیں
قوت سے فعل میں لاتے ہیں اور تورہ اور ضوابط کا ملاحظہ نہیں کرتے اونسے بخشیوں
حکم دیا کہ امرائے سرحد کے نام فرمان صادر ہو کہ آئندہ وہ ان امور کے مرتکب نہ ہوں جو با
کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اول جھروکہ میں نہ بیٹھیں۔ دوم جو امیر و سردار اونکے کمکی ہیں
تکلیف چوکی اور تسلیم کی نہ دیں۔ سوم ہاتھی نہ لڑائیں۔ چہارم سیاست میں اندھا نہ کریں
ناک کان کاٹیں۔ پنجم کسی کو زبردستی مسلمان نہ کریں۔ ششم نوکروں کو خطاب نہ
ہفتم نوکران شاہی سے کورنش و تسلیم نہ کرائیں۔ ہشتم اہل نغمہ کی چوکیاں جو در
میں معمول ہیں نہ مقرر کریں۔ نہم۔ باہر جانے کے وقت نقارہ نہ بجوائیں۔ دہم جب
نوکران شاہی اور اپنے نوکروں کو گھوڑا ہاتھی دیں تو باگ اور کجک اونکے کندہ
رکھکر و تسلیم نہ کرائیں۔ یازدہم۔ سواری میں ملازمان بادشاہی کو اپنی جلو میں
نہ لے جائیں۔ دوازدہم۔ اگر نوکران شاہی کو کوئی سند دیں یا حکم لکھیں تو کاغذ پر
مہر نہ کریں۔ یہ ضوابط آئین جہانگیری مشہور ہوئے اور اونپر عمل ہوا۔

نکاح جہانگیر و نورجہاں

اسی سال کے وقائع عظیم میں سے جہانگیر اور نورجہان کا نکاح ہے جسکو ایک
آسمانی اور نیرنگ فلکی سمجھکے یادگار روزگار بناتے ہیں۔ خافی خاں لکھتا ہے ا
کو مولف جہانگیر نامہ نے پاس ادب کرکے کوتاہ قلمی کی اور اس ترانہ کو مختلف پردوں
قانون بجایا ہے۔ مستند کتابوں سے جو اوسکی تحقیق قریب بصدق ہے لکھی جاتی۔
محمد خان تکلو حاکم خراسان کا وزیر خواجہ محمد شریف طہرانی تھا۔ وہ محمد خان کے
بعد طہماسپ شاہ ایران پاس چلا گیا۔ شاہ ایران نے اوسکو یزد کی وزارت تفویض
یہ خواجہ شریف وہ امیر ہے کہ جب ہمایوں ایران کو گیا ہے تو اوسکی مہمانداری او
و تکریم کے احکام اسی کے نام شاہ ایران نے صادر کئے تھے۔ اوسکے دو بیٹے آقا
مرزا غیاث بیگ تھے۔ مرزا غیاث بیگ کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے
وہ شاہ طہماسپ کے عہد میں خراسان کی حکومت رکھتا تھا۔ وہ سرکار شاہ کا باقی د

اور صدمات اور حوادث روزگار سے ایسا تنگ ہوا کہ وطن سے دل برداشتہ ہوا معاش کی
تلاش میں وطن سے نکلا دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ساتھ تھے کہ وہ قافلہ ہند کے ہمراہ
اکبر کے عہد میں ہندوستان کا عازم ہوا۔ راہ میں ایک اور حادثہ اسیر واقع ہوا کہ جو
کچھہ اس پاس تھا یا نہ تھا راہ کے درمیان لٹ گیا اور ایسا پریشان حال ہوا کہ پانچ چھہ
آدمیوں کے درمیان بار برداری اور سواری کے لئے دو اونٹ اس پاس تھے کہ اونپر باری
باری سے سوار ہوتے تھے۔ بیوی حاملہ تھی زیادہ تر اوسکی سواری میں رعایت کی جاتی تھی
جب قندہار کے قریب وہ آیا تو لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بے سامانی میں جنگل میں اُن ماں باپوں کے
ہاں بچہ کا ہونا جو ہمیشہ محلوں میں پانوں پہیلا کے سوئے ہوں کیسی سخت آفت و مصیبت
تھی۔ بچہ کا ساتھہ لے چلنا پہاڑ تھا اور سامان تو درکنار زچہ کے لئے کھانے پینے کا سامان
ہونا بھی دشوار تھا۔ کمال عسرت و تعب و مشقت راہ سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ
اسقدر نہ تھا کہ وہ بچہ کی غذا کے لئے کفایت کرتا۔ رات بھر ماں باپ روتے رہے
باپ نے اپنی حالت کو سوچا اور وہ بولا کہ خدا پر توکل کر کے اس بچہ کو یہیں چھوڑ دو۔ ہر چند
ماں کی مامتا بچہ کے چھوڑنے سے بھڑکتی تھی۔ مگر کچھہ بن نہ آئی تو کلیجہ پر پتھر رکھا اور اپنے کلیجہ
کے ٹکڑے کو ایک پارچہ میں لپیٹ کر حافظ برحق کو سپرد کیا اور رات کے وقت قافلہ میں
ڈالدیا یہ ایک رات کی جان جنگل میں پڑی روتی تھی اور انگلیاں چوستی تھی جب قافلہ
چلا اور ملک مسعود قافلہ سالار کے ایک نوکر کے کان میں بچہ کے رونے کی آواز آئی تو وہ
اس بچہ کو اوٹھاکر قافلہ سالار پاس لایا۔ فوراً اس چاند کے ٹکڑے کو دیکھتے ہی قافلہ سالار
کے دل میں خدا نے محبت ایسی پیدا کر دی تھی اوسکی پرورش پر وہ متوجہ ہوا۔ اسکو کوئی اوسکی
اولاد نہ تھی۔ اوسکو اپنا فرزند بنایا اور اس سبب سے کہ قافلہ ہندوستان کے برخلاف قافلہ
ایران میں عورتیں کمتر ہوتی ہیں اس جنگل بیاباں میں حیران تھا کہ اوسکو کہاں سے دودھ پلانیوالی پیدا کریں اوسکی تلاش
ہوئی تو اس بچہ کی ماں کو کوئی اور عورت دودھ پلانیوالی نہ ملی۔ اوسکو اعزاز کے ساتھہ قافلہ سالار نے
طلب کیا اوسکے گھر کے ہر ایک آدمی کے واسطے سواری اور اسباب کی مدد اور اون کے

احترام میں کوشش کی اور نیک انجام وعدوں سے اونکو خوش کیا اور بڑے آدمیوں کے گھ
دستور کے موافق بچہ کو دایہ کے حوالہ کیا - اور اوسکے مناسب حال کھانے پینے
مہیا کر دیا خدا نے اس مصیبت میں یہ دستگیری کی کہ لڑکی کی لڑکی ہاتھہ آئی اور ر
بہی آسرا ہوا سواری بہی ملی غرض اس نیک اختر کے پیدا ہونے سے نحوست
نے مرزا غیاث بیگ کے حسب نسب کا حال دریافت کیا اور اوسکی لیاقت پر
تو بہت افسوس کیا اور اپنے کارخانہ میں اوسکو دخل دیا جب ملک مسعود فتحپ
شہنشاہ اکبر کی خدمت میں آیا اور اوسنے اپنے ارمغان پیش کئے تو شہنشاہ اکبر
کر ابکی دفعہ کیا ہے کہ ہماری سرکار کے قابل کوئی تحفہ تو نہیں لایا تو ملک مسعود نے
کہ ہم کرباس فروشوں پاس کونسا تحفہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حضور کی درگاہ کے لایق
اس سفر میں دو تین جواہر جاندار بے بہا لایا ہوں اگر نظر تربیت سے حضور اونکو ملا
تو ابتک ایران اور توران سے بادشاہان سلف کے لئے کوئی تحفہ ایسا نہیں آیا -
اوسنے غیاث بیگ کو مع اوسکے بیٹے ابوالحسن کے بادشاہ کی خدمت میں بہیجا وہ باد
ملازموں کے زمرہ میں داخل ہوا - بادشاہ سے مرزا نے اپنے دلواجان خواج
کی خدمات کا استحقاق جتایا جو اوسنے ہمایون کی ہجرت میں کیں تہیں خود بہی
تہا شکستہ خط کا خوشنویس - خوش بیان شاعر و منشی تہا بیوتات کا دیوان
خدمات شاہی سے جو وقت بچتا اوسکو شعر و سخن میں صرف کرتا - اہل خدمت
کے ساتہہ اسکا سلوک اس مرتبہ پر تہا کہ جو صاحب غرض اسکے گہر آتا آزردہ خا
مگر رشوت ستانی میں دلیر و بیباک تہا غرض اپنے جوہر ذاتی کے سبب مراتب
عزت و جاہ میں بڑہتا گیا - قافلہ سالار کی بیوی کو محل میں جانے کی اجازت
ہمراہ مرزا غیاث کی بی بی محل میں آمد و رفت کرتی تہی جشن کے د
میں بیگموں اور اور محل کی عورت خادموں کا مجرا ہوتا تہا اور اونکی عزت
جاتی تہی - نقد و جنس لیر اونکو دئے جاتے تہے مرزا غیاث کی بی بی

سال تہا محل مین ایک شاہزادی سے اوسکا بہنا پا ہو گیا۔ اوسکی لڑکی جسکا نام مہرالنسا
نور جہان خطاب تہا جوانی ہو گئی تھی اور حسن خداداد قیامت کا بہر اسپر ادا و انداز غضب کا۔
سب محل کی عورتین دیکہہ کر کہتی ہین کہ معلوم نہین یہ آفت روزگار کس کو اپنے دام مین گرفتار
کریگی گاہ گاہ شاہزادہ سلیم کی نگاہ بہی اوسپر پڑتی تھی اور میل خاطر اوسکی طرف زیادہ ہوتا جاتا
تہا اوسنے چہیڑ چہاڑ کرنی شروع کی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شاہزادہ نشہ کے عالم مین مینا بازار مین
ادہر سے جاتا تہا اودہر سے مہرالنسا (نورجہان) اپنی البیلی چال سے چلی جاتی تہی شاہزادہ کے ہاتہہ
مین دو کبوتر تہے اوسنے مہرالنسا سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لیجیو ہم پہول توڑینگا اوسنے
کبوتر ہاتہہ سے لے لئے شہزادہ پہول توڑنے لگا۔ اتفاقاً ایک کبوتر پہڑک کر ہاتہہ سے اوڑ گیا۔
جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر ندارد تہا۔ اوسنے پوچہا کہ میرا کبوتر کیا ہوا اوسنے کہا
کہ صاحب عالم کبوتر اوڑ گیا۔ شاہزادہ نے کہا کہ کس طرح اوڑا۔ اوسنے دوسرا کبوتر اوڑا کر دکہا دیا
کہ اس طرح۔ اس بہولے پن کی ادا نے عشق کے تخم پر اور نمک چہڑکا۔ جب ان کوان چہیڑ
چہاڑون کی خبر ہوئی تو اوسنے بیٹی کا محل میں لیجانا چہوڑ دیا اور جس بیگم سے بہنا پا تہا
شکایت کی۔ اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اوسکی شکایت کی۔ بادشاہ نے بیٹے کو بلا کر بہت
سمجہایا کہ شہزادون کو پہلے مالسون کی بہو بیٹیون سے چہیڑ چہاڑ کرنی نہایت نامناسب ہے
اور مہرالنسا کے ولیون کو کہلا بہیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی سے کر دین اور شاہزادہ سے
اوسکو الگ تہلگ رکہین مرزا غیاث نے عرض کیا کہ ہم بندون کو خانہ زادون کے باب
مین کیا اختیار ہے علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمعیل ثانی کا تربیت یافتہ تہا اور نعمت خانہ
شاہ ایران کا داروغہ۔ وہ بادشاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان مین
خانخانان کی خدمت مین آیا وہ جہان سپاہی کا طلب صاحب جوہر تہا خانخانان اوسکے
حال پر متوجہ ہوا۔ اور غائبانہ ملازمان شاہی کے زمرہ میں داخل کیا۔ اوسنے خانخانان
کے ساتہہ ٹہٹہ کی لڑائی میں کارہائے نمایان کئے۔ خانخانان نے اوسکو بادشاہ کے روبرو
کیا۔ بادشاہ نے اوسکی وجاہت دیکہہ کر ایک عمدہ عہدہ دیدیا۔ اور مہرالنسا کی شادی

ہوتے کردی۔ اور بنگال میں بردوان اوسکی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اب آگے قصہ
کی جہوٹی داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ اگرچہ شہنشاہ اکبر نے اس حرکت سے عشق
پہ خاک ڈالی مگر وہ اندر ہی اندر سلگا کی۔ مہم رانا میں شاہزادہ کی خدمت میں چند روز
رہا اور پہر اپنی جاگیر میں چلا گیا جب شاہزادہ سلیم بادشاہ جہانگیر ہوا تو پہر عشق کا
علی قلی کو کسی بہانہ سے بلا بہیجا اور اوسکی جان لینے کا ارادہ یوں کیا کہ کوئی الزام
نہ آئے۔ ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ اوسکو اس شیر نے ہٹا کر بہگا دیا۔ پہر ایک
تنہا لڑا دیا اوسکو اوسنے مار ڈالا۔ تو اوسکو شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ جب وارنہ
رازدار کی زبانی اپنا مطلب کہلایا مگر اس غیرت مند کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ نوکر
بادشاہی کو طلاق دی اور اپنی جاگیر بردوان میں جا بیٹہا۔ خافی خان لکہتا ہے
اپنے کوکہ قطب الدین خان کو جسکو وہ اپنے بہائی سے زیادہ عزیز جانتا تہا بنگالہ
رخصت کرتے وقت۔ شیر افگن خان کے باب میں چند کلمے کہے شیر افگن خان کو اپنے
نوشتے سے از روے قیاس کہ بوے عشق و مشک پنہاں نمی ماند اطلاع ہوئی اسی دن
مارنے واقعہ نگار سے کہا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہوں اور منصب خطاب ہر سیاق
چہوڑ دیا جب قطب الدین خان بنگالہ میں پہنچا تو شیر افگن خان کی طلب میں مکرر
نوشتے بہیجے مگر اوسنے اپنے آنے میں تعلل و تجاہل کیا یہاں تک کہ قطب الدین خان
کی تقریب بنا کے شیر افگن خان کی جاگیر میں آیا اور ملاقات کا پیغام بہیجا شیر افگن
کے نیچے بکتر و شمشیر حمائل کرکے چند معدود آدمیوں کے ساتہ قطب الدین خان سے
ملاقات اور احوال پرسی کے بعد قطب الدین خان نے ملائم زبان سے وہ پیغام
کی طبیعت کو ناملائم ہوتے تہے ادا کئے مگر اوس کو وہ ملائم خاطر نہ معلوم ہوے
سخنہاے کنایہ آمیز اور پند و نصایح فساد انگیز بادشاہ کے حکم اطاعت کے باب میں
توضیح میں قلم کو رنج نہ دینا اولی ہے۔ یہ بہادر شیر دل ان باتوں کا متحمل نہ ہوا
جان لیا کہ سوا مرنے اور مارنے کے آبرو کے ساتہ جان بچانا محال ہے نیمچہ

حمائل تہا کہینچکر قطب الدین خان کے پیٹ میں مارا کر تمام انتڑیان گہوڑے سے نیچے گر چلی ستا تہا
گروہ باہر بہاگے کہ مقتول کے ہمراہیوں میں سے ایک کشمیری نے اسپر شمشیر کا زخم لگایا شیر افگن نے
زخم کاری کہا کر اس کشمیری کو مار ڈالا تو قطب الدین خان کے ملازم یہ دیکہتے ہی اوسپر ٹوٹ پڑے
اور اس تن تنہا جوانمرد کو اونہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - ایک روایت یہ بہی ہے کہ اگرچہ
شیر افگن خان کے زخم ہلے کاری جان ستان لگے تہے مگر یہ شیر نیم جان غیرت کی تقویت سے
زن و خوشدامن کے مارنے کے لئے گہوڑا دوڑا کر انبوہ سے نکلا اور گہر کے دروازہ تک زندہ پہنچا
مہر النسا کی ماں عاقل و ہوشیار تہی اوسنے یہ دیکہہ کر کہ شیر افگن خان تو مرتا ہی ہے وہ
ناحق خون زن و مادر زن اپنی گردن پر کیوں لے دروازہ بند کر دیا اور ادہر اودہر یہ اڑا دی
ہیئی کہ مہر النسا اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر کنوئے مین ڈوب مری - اب شیر افگن خان کے
گہر میں آنے سے فائدہ کیا ہے باہر اپنے زخموں کا علاج کرنا چاہئے - شیر افگن یہ بیوی کا
حال سنکر دنیا سے چل بسا - اگر یہ روایت سچ ہو تو اچہا ہوا یہ مظلوم مرا بیوی کو مار کر ظالم نہ مرا
شیر افگن خان کا ایک قصور یہ تہا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تہا - اب اس سے بڑہکر یہ ہوا کہ اونے
بادشاہ کے اس کوکہ کو مار ڈالا جو اوسکو نہایت عزیز تہا اسلئے وہ بادشاہی مجرم ٹہیرا - سارا
گہر بار ضبط ہوا - مہر النسا بہی قید ہو کر بادشاہ پاس بہیجی گئی - اب تو حجاب بہی درمیان نہ رہا
اور کہلم کہلا بادشاہ نے نکاح کا پیغام دیا تو مہر النسا کی آنکہوں میں آنسو بہر آئے اوسنے جوانمردی
اور استقلال سے یہ جواب دیا کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکہنا
وفاداری سے دور ہے اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکہا تہا سو ہو گذرا - اس بیکس بیوہ
پر رحم فرمائیے - اور اوس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیے - اس جواب کو سن کر بادشاہ کے
دل بہی اوس سے اچاٹ ہو گیا - غضب سے محبت بدل گئی اور کنیزان مغضوبہ میں داخل کر
اوسکو سلطان سلیمہ بیگم مادر نسبتی کے سپرد کیا - ایکدو سال عاشق و معشوق کی ناخوشی و
ناکامی میں گذرے - پہر عشق کی دبی آگ سلگی - مہر النسا بہی آخر کو سمجہ گئی - اور سمجہ گئی کہ
مسند شاہی پر کیوں نہ خاک ڈالوں - یہ باتیں سب غلط ہیں ہمنے آخر میں حمائل جہانگیر کے

باب میں عقلاً و نقلاً غلط ثابت کر دیا ہے) حکم شرع کے موافق دونو کا آپس میں نکاح ہوا اور
ملوکانہ ہوا اول مہرالنسا کو بادشاہ نے نور محل کا اور پھر نور جہان بادشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اگر
بادشاہ کی بی بیان بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہیں مگر نور جہان کے آگے سب
چراغ گل تہا رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوسکے ہاتہہ اور اختیار میں آگئی خلوت
جلوت میں اوسی کا جلوہ تہا امورات سلطنت میں جو اختیارات اوسکو حاصل ہوئے وہ
کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہیں ہوئے اوسکے نام کا سکا لگا

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور — بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر

اوس کی مہر میں یہ سجا کھدا +

در جہان گشت بفضل الہ — ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ

خطبہ میں اوسکا نام نہیں پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی اور عدالت کے سوا اور سارے کاروبار
ملکی ومالی میں بادشاہ کی جگہہ وہ کارفرما ہوئی۔ بادشاہ کسی امر میں اوسکو جدا نہ کرتا تہا جب
دربار میں بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی بیٹہہ پر ہاتہہ رکہہ کر تکیہ بیٹہتی جب ہاتہی پر یا
سوار ہوتا تو پس پردہ وہ بہی سوار ہوتی۔ نور جہان عجب سلیقہ کی عورت تہی عقل کے
زیور حسن سے آراستہ تہی۔ اوس نے چند روز میں بادشاہ کو ایسا غلام بنالیا کہ وہ کہتا
کہ میں سلطنت کو نور جہان کے ہاتہہ دو شراب کی پیالوں اور ایک سیخ کباب پر بیچ
اس عاقلہ اور فیض رسان عورت نے زنان ہند کے اقسام زیور و لباس وضع کئے جو
بادشاہی اور امراء مغلیہ میں ابتک رواج رکہتے ہیں۔ یور و پیرایہ سابق کہ بہت بدنما
منسوخ ہوگئے مگر بعض بلاد دو دستان میں شیخ زادون اور افاغنہ میں باقی رہے۔ چاندنی
نقش الامرین عجب فرش عیب پوش نامردون کے گہر کا اور فرش گرد پوش دولتمندون کا
اور چاندنی راتون میں اوسکا لطف نور کہتا ہے اس کا وضع کیا ہوا ہے غرض وہ
بیو پشتاک بنانے میں ہشیار۔ گہر کی آرائشون میں نئی نئی ایجاد کرتی ملبوس کو اوسنے بنایا
یا ہاتہہ زیور کو ایک پیرایہ میں پیراستہ کیا۔ توزک جہانگیری میں گلاب کا عطر ایجاد

اوسکی ماں کا ایجاد لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ مورخوں کو کیوں نورجہاں کے ایجاد کا شبہ اوسپر ہوا ہے۔ بہاری باڈ کہ بادشاہ اور کارخانہ کے نام سے موسوم ہے اور ہلکا بادلہ کہ جسے مفلسوں کے ہاں دولہا اور دولہن کے خلعت پندرہ بیس روپے میں تیار ہوجاتے ہیں اوسنے اپنی دانائی سے اپنے نام پر نور محلی وضع کیا ہے غرض ایسکے تصرفات جو بشادی گدا کے کام میں آتے ہیں اور زیادہ لکھنے فضول معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر ہندوستان کے زیورات کو اوسنے موزوں کی ہے۔ اسقدر فیض رسان تھی کہ ہر سال بے سروسامان مغلوں کی جماعت کو اونکی ولایت میں اور مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف میں روانہ کر بھیجتی تھی اور کئی ہزار بے پدر دختروں اور بیکسوں اور بے نواؤں کو جہیز کا سامان اور اور خرچ اپنی سرکار سے دیتی تھی اور کدخدا کرتی تھی۔ اوسکو گھر کے کاموں میں ایسا سلیقہ تھا کہ عرائض کے زربفت کے خریطے جو آتے تھے اونکو جوڑ کر ہاتھیوں کی جھولیں بنا لی۔ گھوڑے پر سوار خوب ہوتی تھی۔ شکار ایسا کھیلتی تھی کہ ایکدفعہ شیر کو مارا تو ایک ظریف نے یہ شعر کہا کہ

نورجہاں گرچہ بصورت زن است　　در صف مردان زن شیر افگن است

کہتے ہیں کہ اوسکی طبیعت موزون تھی اور مخفی تخلص کرتی تھی اور لطائف و ظرائف میں بلبل ہزارداستان تھی۔ حاضر جوابی میں اوسکا جواب نہ تھا۔ شرفا کی مجلسوں میں اوسکی حاضر جوابی کی آجتک نقلیں ہوا کرتی ہیں۔ ایکدن بادشاہ نے چاند دیکھا اور نورجہاں کی طرف مخاطب ہو کر یہ مصرعہ پڑھا ع ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد + تو نورجہاں نے بدیہہ یہ مصرعہ پڑھا کہ کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد + وہ شاعروں کی قدردان تھی ایکدن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ میں ملک الشعرا تھا یہ کہا کہ ہماری مدح میں آپنے کچھہ نہ فرمایا۔ آملی نے جواب دیا کہ جبتک کسی کو دیکھا نہ ہو اوسکی مدح کوئی کیا کرے تو اوسکے جواب میں یہ شعر پڑھے ؎

بلبل از چمن نگذرد گر در چمن بیند مرا　　بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہان شدم چون بوی گل در برگ گل　　میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پہ یہ شعر بدیہہ کہا +

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر — شدہ است قطرہ خون منت گریبان گیر

یہ اشعار بہی بیگم کی تصنیف سے ہیں ۔

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم — بندہ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما — ہول ہجران گذراندیم قیامت معلوم

اس نور جہاں کے سبب سے جہانگیر کو اسکا باپ مرزا غیاث معتمد الدولہ جیسا عاقل فرزانہ اور اوسکا بڑا بھائی ابو الحسن جیسا جوانمرد فرزانہ ہاتھ آیا۔ اوسنے جہانگیر کے مزاج کی اصلاح بہت کردی۔ اوسنے اپنی فہم و فراست سے ساری اوسکی خودپسندی و ستم شعاری اور خودپرستی خداناترسی دور کردی۔ شراب کا نام رام رنگی رکھہ کر جو دن رات بادشاہ رنگ لیاں کرتا تہا وہ سب موقوف کرادیں فقط رات کو بادشاہ شراب پیتا اور دن کو اپنا کام ہوشیاری اور عدالت سے کرتا۔ کوی بہکی بات نہ کہتا۔ غرض نور جہاں گو علامہ زماں گذری ہے۔ مگر اوسکے بس میں جو بادشاہ آگیا تہا اوسکے بعض بُرے نتیجے پیدا ہوئے۔ اوسنے اپنی بیٹی کو جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی شہریار پسر خورد جہانگیر بادشاہ سے بیاہا تہا۔ عورتوں کو اپنی لڑکیوں کے سبب سے جو محبت داماد کے ساتھہ ہوتی ہے اور اونکی غرض آلود حسد سے جیسے شیر مردوں کو لغزش ہوتی ہے شہریار کی برتری کے لئے شاہزادہ خرم جیسے لائق فرزند کو بے اعتبار کرنا چاہا جسکا بیان آگے آئیگا۔ باوجود دانائی اور عقل کے اس درہم اندازی میں اوسنے مآل کار پر نظر نہ کی کہ اوس سے سلطنت اور ملک و مال و بادشاہ و رعایا کے حال میں کیا خلل پیدا ہوگئے ہیں وہ ہندوستان کے زنبورخانہ کو شورش میں لائی اور مہابت خاں کو جو اوسکے بہائی سے دینی و ملکی نزاع رکہتا تہا قوی کیا ان سب باتوں کا بیان آگے آئیگا +

دوم ماہ صفر ۱۰۳۵ھ کو سردار احداد نے سُنا کہ خاندوراں خان کابل سے چلا گیا ہے کوئی سردار صاحب مقدار وہاں نہیں ہے اور معز الملک چند ملازموں کے ساتھہ کابل میں ہے تو اوسنے اس فرصت کو غنیمت گنا۔ بہت سے سوار اور پیادے لیکر بے خبر کابل میں آیا۔ معز الملک نے اپنی قوت و حالت کے

کو اندازہ کے موافق تردد کیا اور کابلیون اور متوطنون و سکنہ شہر نے خصوصاً کل قزلباشون کی جماعت نے کوچون کو کوچہ بند کیا۔ اپنے گہرون کو مضبوط و مستحکم کیا۔ افغانون نے اپنے کوٹھون اور گہرون پر سے تیر و تفنگ چلاکر روشنائیون کی جمع کثیر کو قتل کیا۔ بارکی جو اونکا معتبر سردار تہا کشتہ ہوا اس حادثہ کے واقع ہونے سے اونہون نے سوچا کہ مبادا اطراف و جوانب سے آدمی جمع ہوکر باہر جانیکی راہ اونپر نہ بند کریں وہ پریشان و ہراسان ہوکر باہر چلے گئے۔ قریب اسی نفر کے انمین مارے گئے۔ دو سو گہوڑے اونکے پکڑے گئے اور وہ اس مہلکہ جان سے باہر چلے گئے۔ ناد علی میدانی لہوگرہ میں اوسی دن اس خبر کو سنکر شہر میں سہ پہر کو آگیا۔ اور دشمنون کے تعاقب میں دوڑا۔ مگر فاصلہ بہت ہوگیا تہا اسلئے کچھہ کام نہ کرسکا واپس چلا آیا۔ اس جلدی آنیکے سبب سے اور معز الملک کی حسن کارگزاری کی وجہ سے اضافہ منصب اونکا کیا گیا۔ اور قلیچ خان کابل بہیجا گیا کہ وہ احداد کے فساد کو رفع دفع کرے +

نوروز ہفتم +

نوروز ہفتم ۷ محرم ۱۰۲۱ھ (۲۱ - مارچ ۱۶۱۲ء) کو واقع ہوا حسب دستور جشن نوروزی ہوا

حاکم بنگالہ

۲۹ محرم کو اسلام خان حاکم بنگالہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ عثمان افغان کے فساد سے بنگالہ پاک ہوا جہانگیر لکہتا ہے کہ پہلے اسکے کہ حقیقت جنگ مرقوم کرون خصوصیات بنگالہ کی چند سطریں لکہتا ہون اقلیم دوم میں بنگالہ کا ملک نہایت وسیع ہے طول اسکا بندر چاٹگام سے گڈہی تک چار سو پچاس کوس کا ہے اور اوسکا عرض کوہ بہار شمالی سے سرکار مدارن تک دو سو بیس کوس ہے جمع اوسکی تخمیناً ساٹہہ کروڑ دام (ڈیڑہ کروڑ روپیہ) ہے یہان کے حکام سابق ہمیشہ بیس ہزار سوار اور ایک لاکہہ پیادہ اور ایک ہزار ہاتہی اور چار پانچ ہزار کشتیان نوارہ جنگی وغیرہ کی رکہتے تہے۔ یہ ملک میرے باپ کے عہد میں فتح ہوگیا تہا جب میں بادشاہ ہوا تو سال اول میں میں نے راجہ مان سنگہ کو جو اس ملک میں حکومت و دارائی کرتا تہا اپنے پاس بلالیا اور اوس کی جگہ اپنے کوکہ قطب الدین خان کو بہیجدیا جسکو ابتدا ہی میں شیر افگن خان نے مار ڈالا اور خود مارا گیا۔ تو جہانگیر قلی خان کو بہار کا صاحب صوبہ جاگیر دار تہا

بسبب قرب جوار کے پنجہزاری ذات و سوار کا منصب دیکر بہیجا کہ بنگالہ میں جاکر اسکا متصرف ہوا ور اسلام خان کو کہ دار الخلافہ آگرہ میں تہا فرمان بہیجا کہ صوبہ بہار پر متوجہ ہو اور اس ولایت کو اپنی جاگیر سمجہے جب جہانگیر قلی کی حکومت داری پر تہوڑی مدت گذری تو بیمار رہ کر وہ مرگیا تو میں نے اسلام خان کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کو افضل خان کے سپرد کرکے خود بہت جلد بنگالہ جائے اس خدمت بزرگ پر مقرر کرنے پر اکثر بندگان درگاہ اعتراض کرتے تہے کہ وہ خرد سال و رکم تجربہ ہے لیکن جوہر ذاتی اور استعداد فطری اوس کی منظور نظر حق بین تہی اسکو مین نے اس خدمت کیلئے اختیار کیا بحسب اتفاق اس ولایت کی مہمات کو اس روش سے انجام دیا کہ جب سے یہ ملک تصرف میں آیا تہا ابتک کسی کو اس طرح کام کا انجام دینا میسر نہیں ہوا تہا۔ اوسکے کار ہا نمایان میں ایک کام عثمان افغان کا رفع کرنا تہا کہ وہ کئی دفعہ میرے والد کی افواج سے مقابلہ و مقاتلہ کرچکا تھا اور وہ رفع نہ ہوا تہا ان دنوں میں اسلام خان نے ڈہاکہ کو اپنا محل نزول بنایا اور اس نواح کے زمینداروں کے رفع دفع کو پیش نہاد ہمت کیا اوسکے دل میں آیا کہ عثمان خان کے سر پر فوج کو بہیجنا چاہئے اگر وہ دولت خواہی اور بندگی کو اختیار کرے اسے بہتر کیا ہے ورنہ دوسرے طریقہ سے اوسکے متمردوں کو سزا دیکر نیست و نابود وہ کرے۔ ابہی اسلام خان پاس شجاعت خان آیا تہا اوسکو سردار کیا او رکشور خان اور افتخار خان و سید آدم بارہ و شیخ اچہے برادر زادہ مقرب خان و معتمد خان و پسران معظم خان و اہتمام خان اور امیروں کو اوسکے ہمراہ کیا اور ایک اپنی جماعت کو بہی ساتہ کیا۔ نیک ساعت میں ان سب کو روانہ کیا۔ میر قاسم پسر مرزا مراد کو میر بخشی اور واقعہ نویس مقرر کیا اور چند زمیندار بہی رہنمونی کے لئے ساتہ کئے جب لشکر عثمان کے قلعہ و زمین کے حوالی کے نزدیک آیا تو مردم زبان دان اوسکی نصیحت کے لئے بہیجے گئے کہ وہ دولت خواہی کو اختیار کرکے سرکشی و طغیان کے طریقہ سے راہ صواب پر آئے ۔ وہ غرور کے سبب سے اس تمام ملک کی تسخیر کا داعیہ رکہتا تہا اوسنے اصلاح بات کو نہ سنا جدال و قتال کے لئے مستعد ہوا

ظن غالب تہا کہ فتح ہوتی عبداللہ خان جب گجرات میں سے گذرا اور غنیم کی ولایت میں آیا تو اسکا عقیدہ نہ ہوا کہ قاصدون کو بہیجکر دوسری فوج کو اپنی خبر کرتا اور قرارداد کے موجب اپنی حرکت کا موازنہ دوسری فوج کی حرکت سے ایسا کرتا کہ روز اور وقت معین پر غنیم کو گھیرتا - بلکہ اپنی قوت اور قدرت پر تکیہ کرکے اس بات کو خاطر میں لایا کہ خان جہان کی رفاقت بغیر اس مہم میں وسکے ہی نام پر فتح ہو اور بادشاہ کے حکم و تدبیر کے خلاف نہ برہان پور کے سردارون اور سپاہ کو طلب کیا نہ اونکو اپنی خبر بہیجی - یہ قصد کیا کہ نظام الملکی ملک کی تسخیر کا نقارہ اوسکے نام پر بلند آوازہ ہو - گیارہ ہزار سوار جنمیں اکثر بہادر رزم آزما تھے اور ہر ایک جماعہ دار اپنے کو شیر سمجھتا تہا اوسکے پاس تھے - وہ ایسے لشکر سے ملک عنبر کے استیصال کے درپے ہوا - ملک عنبر کو عبداللہ خان کی خبر پہنچی کہ فی الواقع وہ سپہ سالار فتح نصیب نامدار کہا جاتا ہے اوسکی قوت کو جانچکر لشکر بہیجا اور بہیجدیا - اور توپ خانہ عظیم اوسکے ساتھ کیا - اس دیار میں بہ نسبت ہندوستان کے کہ نواح فرنگ کے قرب جوار کے سبب سے مصالح توپ و تفنگ نے زیادہ رواج پایا تہا - اسلئے ملک عنبر کا توپخانہ بادشاہ کے توپخانہ سے بہتر تہا اور کئی ہزار بان آتش فشان عبداللہ خان کے مقابلہ میں تعین کئے - قزاق پیشہ دکنی (مرہٹے) یکہ تاز خوش اسپہ بادشاہی فوج سے لڑنے کو آگے بڑہے اور آٹھ چار یا پانچ کوس کے فاصلہ پر بے خبر کبھی مارنے لگے اور عبداللہ خان کی فوج کے اطراف کے لوٹنے میں مصروف ہوئے - اور دکنیون کے قواعد کے موافق جنگ صف نہیں کرتے اور جنگ بگریز اور قزاقی کرتے تھے اکثر اوقات لشکر شاہی کے داہنے بائیں طرف بے خبر آکر دست نمایان کرتے چارپائے کبھی جہان ہاتھ لگتے چہین کر لے جاتے اور بہت آدمی قتل کر جاتے اور کوچ کے وقت شتر بار بقطار قطار اونکے ہاتھ آتے لشکر شاہی کے زن و مرد کے ناک کان کاٹ کر لے جاتے - روز بروز ملک عنبر کے لشکر کا غلبہ ہوتا جاتا اور مور و ملخ کی طرح جمع ہوکر قوت پکڑتے جاتے تھے - یہانتک اس لوٹ مار میں نوبت پہنچی کہ عبداللہ خان کا نصف لشکر تلف ہو گیا اور کوئی جنگ صف نہ ہوئی - زیادہ تر آدمیوں نے گوشہ و کنار سے فرار اختیار کیا - کوئی دن نہ ہوتا تہا کہ ملک عنبر کی کمک نہ پہنچتی ہو اور وہ فوج شاہی کو

ایک زخم تازہ نہ پہنچاتی ہو عبداللہ خان نے عاجز ہوکر ہمراہیون سے صلاح کار پوچھی
ہمراہیون نے مصلحت بتلائی کہ احمد آباد کی طرف سے مراجعت کرکے دوبارہ لشکر متعد جمعیت
اور توپخانہ سنگین اور فیلان جنگی کے ساتھ آئیں اور تلافی کریں۔ اسلئے ناچار فرار
کو قرار دیا۔ اور لشکر ہراول جو دولت آباد کے قریب پہنچ گیا تہا وہ پہر آیا۔ دکنیون کے
تعاقب کرنے کا خیال لشکر شاہی کے دلون میں تہا اسلئے علی مردان کہ مشہور صفدر تہا شائستہ
فوج کے ساتھ ہنداول بنایا گیا۔ دہنی سمت طرف سے فوج فوج آکر زور کرتی تہی مگر جب علی مردان
خان کی فوج اونکے مقابل آتی تو وہ فرار کرتے پہر بے خبر دوسری طرف سے نمودار ہوتے
اور گاہ و بیگاہ غافل دنا گاہ پہیر پر تاخت کرکے غارت کرتے اور مقابلہ میں لشکر پر کار تنگ
کرتے۔ اور اندہیری راتون میں دہنی بائیں طرف سے بے شمار بان مارتے آخرکار دس بارہ
ہزار سوارون نے علی مردان خان کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ علی مردان خان نے تردد نمایان
کیا اوسکے زخم کاری لگے اور زندہ دستگیر ہوا۔ مرہٹے ملک عنبر پاس اوسکو لے گئے۔ ملک
عنبر نے اوسکو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کیا اور جراح اوسکے علاج کے واسطے معین کئے
مگر زخم اچھے نہوئے چند روز میں وہ مرگیا کہتے ہیں اوسکے سامنے ایک شخص نے کہا کہ فتح
آسمانی ہست تو اوس بہادر نے جواب دیا کہ فتح آسمانی ہست مگر میدان از ماست۔ مخالفون
نے سرحد بالاگہات تک لشکر شاہی کا تعاقب کیا اور بہت شوخیان کرکے پہر گئے۔ اگرچہ موجب
حکم کے سرداران برہان پور عبداللہ خان کے روانہ ہونے کی خبر برار سے سنکر دولت آباد کے
عازم ہوئے تہے مگر حسد کے مارے وہ بہی عبداللہ خان کی رفاقت سے راضی نہ تہے اور عبداللہ
خان نے بہی اونکو خبر نہ کی تہی تو وہ کوچ مقام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے تہے اونہون نے
یہ خبر سنکر مراجعت کی اور عادل پور میں شاہزادہ پرویز پاس چلے گئے۔ عبداللہ خان گجرات چلا گیا
بادشاہ کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے کہ اگر دو طرف سے سردار اتفاق سے بے نفاق
کو کار فرما ہوسکتے تو غلب تہا کہ کام دلخواہ ہو جاتا لیکن نوکرون کے رشک اور عدم اتفاق سے
نتیجہ برعکس ظہور میں آیا جب بادشاہ پاس یہ خبر آگرہ میں آئی تو اوسکی طبیعت میں ایک شورش

نالہ کی زمین جو بالکل دلدل و جہلہ تھی جنگ کی جگہ قرار دی۔ روز یکشنبہ ۹ محرم کو شجاعت
ن نے جنگ کی ساعت مقرر کی اور فوجون کو اپنے اپنے مقام و جا پر بھیجدیا کر آمادہ جنگ
ں۔ عثمان کا ارادہ اس روز لڑنے کا نہ تھا۔ مگر جب اوسنے دیکھا کہ لشکر شاہی آگیا تو سخت
ی ہوئی۔ عثمان زخمی ہوا اور اس زخمی ہونے پر دو پہر تک اوسنے ہنگامہ جنگ گرم رکھا
، برادر عثمان و عزیز اسکا بیٹا اور اوسکے خویش و نزدیک عثمان کے زخمی ہونے پر مطلع
ئے تو انکے دل مین آیا کہ عثمان اس زخم سے زندہ نہیں رہے گا۔ اگر ہم شکستہ و ریختہ
ے قلعہ میں جائیں تو ایک آدمی زندہ نہیں پہونچ سکے گا۔ اسی جگہ رہیں اور آخر شب کو
ت میں قلعہ میں اپنے تئیں پہنچائیں۔ آدہی رات گے عثمان مر گیا تیسری پہر اوسکو
ں جسم بے جان کو اوٹھا کر وہ نے گئے اور اوسکے ساتھ کا اسباب چہوڑ گئے اور قلعہ مین
گئے۔ شجاعت خان کو اسکی اطلاع ہوئی۔ صبح کو صلاح کی گئی کہ تعاقب کرنا چاہیئے
دشمنون میں سے کسی کو نہیں چہوڑنا چاہیئے۔ مگر سپاہیوں کی ماندگی اور
ن کے کفن و دفن اور مجروحون اور زخمیون کی غمخواری کے سبب سے آگے جانے
ہے ہٹنے میں متردد تھے۔ اس حالت میں عبدالسلام خان تین سو سوار اور چار سو توپچی
ر آگیا۔ اب اس تازہ زور سپاہ کے آنے سے تعاقب کا ارادہ مصمم ہوا اور آگے بڑھے
ن کے بعد ولی اسکا قایم مقام ہوا تھا جب اوسکو یہ خبر ہوئی کہ شجاعت خان ایک
ازہ زور کے ساتھ چلا آتا ہے تو اوسنے شجاعت خان سے رجوع کی اور آدمی بھیجکر
م دیا کہ جو شخص فتنہ و فساد کا باعث تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور جو ہماری جماعت
رہی ہے اس میں اور آپ میں نسبت بندگی اور مسلمانی کے درمیان ہے اگر قول
آپ پاس آنکر بندگی اختیار کرین۔ شجاعت خان نے بمقتضائے وقت و مصلحت
ت قبول کیا۔ دوسرے روز ولی اور عثمان کے بیٹے اور بہائی اور خویش سب شجاعت خان
ئے اور وہ ہاتھی پیش کئے۔ شجاعت خان ولی اور سب کو جہانگیر نگر میں ۶ صفر کو
م خان پاس لایا۔ اسلام خان اس نیکخدمتی کے عوض میں منصب شش ہزاری ذات

سرافراز ہوا اور شجاعت خان کو رستم زمان کا خطاب ملا -

۱۶ - ماہ فروردی کو مقرب خان کہ محرم قدیم الخدمت تھا بندر کھمبایت سے چند عجیب و غریب جانور لایا کہ بادشاہ نے ابتک نہ دیکھے تھے بلکہ اونکا نام تک بھی کوئی نہیں جانتا تھا بابر بادشاہ نے اپنے واقعات میں بعض جانوروں کی صورت و شکلیں لکھی ہیں لیکن مصوروں کو حکم نہیں دیا کہ اونکی صورت کی تصویر کھینچیں - یہ جانور بادشاہ کو عجیب معلوم ہوئے اسلئے اونکا حال بھی لکھا اور جہانگیر نامہ میں اونکی تصویریں بھی مصوروں سے کھچوائیں تاکہ حیرت جو سننے سے ہوتی ہے وہ دیکھنے سے اور زیادہ ہو - دلیپ کا باپ بیر راے سنگھ مر گیا تھا اوس کے ماتھے پر بادشاہ نے ٹیکہ اپنے ہاتھ سے لگایا اور جاگیر باپ کے وطن میں عنایت کی - لکھمی چند راجہ کمایوں کہ کوہستان کے راجاؤں میں سب سے بڑا تھا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا - اوسنے اسپان گوٹ اور جانوران شکاری اور نافہ مشک اور آہوئے مشک کے پوست جنہیں نافہ بندھا اور کھانڈے اور کٹاریں نذر میں دیں - کہتے ہیں کہ اس راجہ کے ملک میں معدن طلا ہے +

۱۰۲۱ھ میں عثمان کے شکست پانے اور مارے جانے سے بنگالہ کا ہنگامہ خاتمہ پر پہنچا اس کامیابی سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی دکن کی شکست سے ناخوشی ہوئی - جہانگیر نے یہ قرار دیا تھا کہ وہ تمام شاہی صوبجو دکن کے ہمسایہ میں ہیں ایک ہی دفعہ متفق ہو کر دکن پر حملہ کریں تاکہ اس مہم میں جو نقصان سرداروں کے نفاق اور بے پروائی سے ہوتے ہیں اونکی مکافات ہوجائے - اوسنے یہ تجویز کی تھی کہ عبداللہ خان حاکم گجرات ناسک و ترنبک کی راہ سے مع لشکر گجرات اور امرا کے جو اوسکے ساتھ معین کئے گئے ہیں روانہ ہو اور یہ فوج سرداران معتبر و امرا کار طلب مثل راجہ رامداس و خان عالم و سیف خان و علی مردان بہادر و ظفر خان سے آراستہ تھی اور اوسکی تعداد دس ہزار سے گذر کر چودہ ہزار ہو گئی تھی اور جانب برار سے یہ مقرر تھا کہ راجہ مانسنگھ و خانجہان و امیر الامرا اور بہت سے سردار متوجہ ہوں اور یہ دونو فوجیں اپنے کوچ و مقام سے ایک دوسرے کو خبردار کرتی رہیں تاکہ تاریخ معین پر دونو جانب سے غنیم کو گھیر لیں اگر یہ ضابطہ ملحوظ رہتا اور دل متفق ہوتے اور غرضیں دامنگیر نہ ہوتیں تو

شہزادہ خرم اور رانا کی اطاعت +

مہابت خان جو خان اعظم اور اوسکے بیٹے عبد اللہ خان کو لینے گیا تھا اونکو لایا خان اعظم کو آصف خان کے حوالہ کیا کہ اسکو قلعہ گوالیار میں نگاہ رکھے۔ اس قلعہ میں بھیجنے سے غرض یہ تھی کہ بادشاہ رانا میں سبب خسرو کی رشتہ مندی کے وہ نفاق و فساد نہ پیدا کرے۔ اسنے بیٹے نے حکم دیا کہ اونکو قلعہ میں بطریق بندیون کے نہ رکہیں بلکہ اسباب رخت و آسودگی اور کہانے پینے کا سامان اوسکے واسطے مہیا رہیں بہمن کے مہینے میں خوشخبریان متواتر آئیں اول خبر یہ تہی کہ رانا امر سنگہ نے اطاعت و بندگی درگاہ والا کی اختیار کی۔ اس مقدمہ کی کیفیت یہ ہے کہ عبد اللہ خان صوبہ دار احمد آباد کے نام فرمان بتاکید صادر ہوا کہ خود اپنی تعیناتی شاہزادہ خرم پاس پہنچائے اور دکھن کے بعض کومکیوں کو حکم صادر ہوا کہ شائستہ فوج کے ساتھہ شاہزادہ کے لشکر سے ملیں کل بیس ہزار سوار شاہزادہ کی ہمراہی کے واسطے تعین ہوگئے۔ شاہزادہ خرم جب رانا کے تعلقہ میں داخل ہوا تو اوسنے اپنے بخشی محمد تقی جس کا آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا پانچہزار سواروں کے ساتھہ بطریق ہراول رخصت کیا اور حکم دیا کہ جس جگہ مالک رانا کا کوئی قصبہ معمورہ ہو اوسکو تاخت و تاراج کرے اور بت خانون کو جہان پائے مسمار کرے اور خود سب جگہ رانا کے مقبوضات کے استیصال میں کوشش کرے اونکی جگہ اپنے آدمی مقرر کرے اور پہاڑو نپر جو مخالفوں کا جائے پناہ ہے لشکر کو لے جائے رانا کی جائے حاکم نشین اودے پور تہا۔ اس شہر کو رانا سانگا کے بیٹے اودے سنگہہ نے ایک قلب مکان میں آباد کیا تہا جسکے تین طرف پہاڑ واقع تہے اور دو تالاب اوس کے متصل بنائے تہے اور جب سے چتور کو چھین لیا تہا تبھی سے یہان سکونت رکھتا تہا۔ اب وہ اسے چھوڑکر دشوار گذار پہاڑ [illegible] چلا گیا تہا۔ شہزادہ خود اودے پور میں آیا اور اطراف ملک میں [illegible] بندوبست ورسد کے بہیجنے کے [illegible] محمد تقی بخشی کی سخت کارزار [illegible] راجپوت ایسے جان توڑکر جم [illegible] ارشد نے اکثر اوقات کوہ نورد فوج کو [illegible]

سا تھ لشکر ہراول کی فوج شاہی پر شب خون مارا۔ اس شب کو بہی محمد تقی اور اوس کے ہمراہیوں نے راجپوتونکا خوب دلیری سے مقابلہ کیا۔ بہت راجپوت کشتہ اور زخمی ہو گئے۔ اس ہنگامہ میں عبد اللہ خان فیروز جنگ و دلاور خان کاکر کو مکی احمد آباد سے پہنچ گئے اور لشکر اسلام کو تقویت ہوئی۔ آب و ہوا کی ناموافقت سے لشکر کے بہت سے آدمی اور تامی نوکر تلف و بیمار ہو گئے باوجود اسکے شاہزادہ خرم نے رانا اور اوسکے کارپردازوں اور سرداروں کو ایسا تنگ کیا کہ رانا نے عجز کا پیغام دیا اور امان کی التماس کی اور سوب کرن اپنے خالو کو بہیجکر شفیع جرائم بنایا اور بعدہ رانا برخلاف اپنے آبا و اجداد کے طریقے کے کہ ہرگز بادشاہ و بادشاہزادہ کی ملازمت نہیں کرتے تہے خود آیا اور سات ہاتہی پیشکش کے ساتہہ نذر دیے۔ شاہزادہ نے خلعت و شمشیر مرصع و دو فیل اور پچاس گہوڑے اوسکو دیے اور ایک سو بیس خلعت اوسکے ہمراہیون کو عنایت کیے اور اوسکو اپنے گہر رخصت کیا۔ پہر رانا نے اپنے بیٹے راناکرن صاحب ٹیکہ کو شاہزادہ کی ہمرکاب بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ بادشاہ پاس جب شہزادہ آیا تو اوسکے منصب دوازدہ ہزاری پر شش ہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ ہوا۔ اور بادشاہ نے کرن پر جو کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ تہا کوہستان مین اوسکی زندگی بسر ہوئی تہی روز بروز زیادہ عنایت کی اور اوسکو نور جہان نے بہی خلعت دیا۔ اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہی فوج کو اودے پور کی لڑائی میں دکن کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی اور بادشاہ کو اس کامیابی سے بڑی خرمی اسلیئے ہوئی کہ وہ اوسکے لاڈلے بیٹے خرم کے سبب سے حاصل ہوئی۔ یہ کامیابی صرف اسی کی سعی سے ہوئی۔ خان اعظم تو اس پاس سے چلا آیا تہا۔ اس سبب سے خرم کی قدر و منزلت میں بڑی ترقی ہوئی۔ وہ اپنے دادا جان کی تدبیر ملکی بہولا نہیں جب رانا اطاعت کے لئے آیا تو اوسکو گلے لگایا اور اپنی برابر بٹہلایا اور شہنشاہ اکبر کے عہد سے جو ملک فتح ہوا تہا وہ اوسکو دیدیا اور جہانگیر بہی اپنے باپ کی تدبیر ملکی نہیں بہولا تہا کہ جہانتک ممکن ہو قدیم خانوادے خراب نہوں۔ پہلی خوشخبری تو یہ تہی

ن اور ارادہ کیا کہ خود دکن جاکر دشمنون کی بیخ کنی کرے مگر اوسکے ملازم ارادہ کے مانع ہوئے
الحسن نے عرض کیا کہ اس دکن کی مہمات کو جیسا کہ خانخانان سمجہا ہے ایسا کوئی نہیں سمجہا
بہیجنا چاہیئے کہ اس بگڑے ہوے کام کو سنوارے اور دولت خواہون نے بھی یہ رائے دی
خانخانان کو اور خواجہ ابوالحسن کو مہم دکن پر تعین و مقرر کیا۔ دکھنیون نے امرا و دتحفون
کی باتیں کرنی شروع کین۔ عادل خان والی بیجاپور نے دولت خواہی کا طریقہ اختیار
کہ اگر مہم دکن کا اہتمام میرے سپرد ہو تو بادشاہ کا گیا ہوا ملک پہر دلا دون۔
لیے اس امر کا فیصلہ خود نہیں کیا بلکہ خانخانان کو اوسے سپرد کر دیا۔
واں نوروز ۲۶ محرم ۱۰۲۲ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۳ء کو واقع ہوا جشن برسی دہوم دہام
۔ جہانگیر لکہتا ہے کہ مین ۲ شعبان ۱۰۲۲ھ کو آگرہ سے اس نیت سے چلا کہ اول اجمیر مین
ین الدین چشتی کے روضہ کی زیارت کرون جو جلوس کے بعد مجھے میسر نہین ہوئی
رانا امرسنگہ کو رفع دفع کرون۔ پہلے لکہا گیا ہے کہ مہم رانا ناتمام رہی تھی۔ اب یہ
دل مین آیا کہ آگرہ مین مجھے کچھہ کام نہین ہے اور مجھے یقین تہا کہ جب تک مین خود
دنگا کوئی صورت نہ ہوگی ساعت مقررہ مین قلعہ آگرہ سے باہر آکر باغ دہرہ مین آیا۔
ورز دسہرہ کا جشن کیا۔ دستور معمول کے موافق ہاتھی گھوڑے آراستہ پیراستہ ہوکر
نظر سے گذرے۔ پانچوین شوال کو اجمیر مین داخل ہونے کا ارادہ کیا صبح کو قلعہ و
روضہ کی نظر آئیں تو ایک کوس کے قریب پیدل چلا۔ شہر مین داخل ہوکر روضہ کی زیارت
ت کی۔ میرے دل مین آیا کہ اجمیر مین توقف کرکے اپنے بیٹے بابا خرم کو آگے مہم رانا
ن۔ ۶ دی کو اوسکو رخصت کیا۔ خان اعظم کو اوسکے ساتہہ تعین کیا۔ بارہ ہزار
وسکے ہمراہ کیے۔ فدائی خان کو بخشیگری کی خدمت دی۔ خان اعظم نے خود
ت کی تہی کہ شاہزادہ خرم اس خدمت پر مامور ہو باوجود یکہ شاہزادہ نے
ے اوسکی دلجوئی کی مگر اوسکے ساتہہ اوسنے موافقت نکی شیوہ ناستودہ عمل مین
مقدمہ مین نے سنا تو ابراہیم حسین بلے اپنے معتمد خدمتگار کو اوسکے پاس بہیجا

وہ لطف آمیز مہر انگیز پیغام کو دے کہ جس وقت تو برہان پور میں تھا تو آرزو ئیں کرکے اس خدمت کے لیے مجھسے التماس کرتا تھا اور اس خدمت کو تو سعادت دارین جانتا تھا اور مجالس و محافل مین مذکور کرتا تھا کہ اس عزیمت میں اگر کشتہ ہونگا تو شہید ہونگا۔ اگر غالب آؤنگا تو غازی کہلاؤنگا تو تجھے یہ خدمت تفویض ہوئی تھی تو بیجانہ کی جو مدد اور کمک چاہی تہی اوسکا سرانجام کیا گیا بعد ازاں تو نے لکھا کہ جب تک میں ان حدود میں نہیں آؤنگا اس مہم کا فیصلہ ہونا اشکال سے خالی نہیں تیری ہی صلاح سے میں اجمیر میں آیا۔ اب تو نے عرایض مین معقول وجوہ بیان کرکے شاہزادہ کی استدعا کی غرض تمام مقدمات تیری راے اور تدبیر کے موافق عمل میں آئے۔ اب باعث کیا ہے کہ یکبارگی معرکہ سے اپنے پانوُن کو باہر نکالتا ہے اور ناسازگاری کرتا ہے اس مدت میں با خرم کو کبھی اپنے سے جدا نہیں کیا تھا محض تیری کاردانی کے اعتماد پر اوس کو بھیجا ہے تو تجھے چاہیئے کہ نیک خواہی اور نیک اندیشی کا طریقہ منظور و مرعی رکھے۔ رات دن فرزند سعادتمند کی خدمت سے غافل نہ ہووے اگر ان باتون کے خلاف عمل کرے گا اور اپنی قرارداد سے باہر قدم رکھے گا۔ تو سمجھ لے کہ کیا نقصان کریگا۔ ابراہیم حسین نے جاکر یہ باتیں خان اعظم کو سمجھائیں مگر اسکا نتیجہ اصلا کچھ نہ ہوا۔ اور اپنے فعل پر مصر رہا جب بابا خرم نے دیکھا کہ اسکا یہان ہونا کام میں مخل ہوتا ہے اوسکو نگاہداشت میں رکھے عرضداشت کی کہ یہان اسکا ہونا کسی طرح لایق نہیں ہے اور محض اس سبب سے کہ خسرو سے نسبت رشتہ رکھتا ہے کارشکنی مین کوشش کرتا ہے میں نے مہابت خان کو حکم دیا کہ جاکر اوسکو اودیپور سے لے آئے محمد تقی دیوان بیوتات کو تعین کیا کہ اودیپور میں جاکر اوسکے فرزندون اور متعلقین کو اجمیر میں پہنچا دے۔ ۱۲ کو فرزند بابا خرم کی عرضداشت آئی کہ فیل عالم گمان جس پر رانا کو نازش تھی اور سترہ فیلوں کے ساتھ ہمارے ہاتھ آیا ہے اور عنقریب انکا صاحب بھی گرفتار ہوگا۔

و صفر ۱۰۲۳ھ کو نوروز ہوا اور جشن رسم مقررہ کے موافق کیا گیا۔ اس مہینے کی ۱۵

ین ہوئی اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ بہادر کے مرنے کی خبر آئی جو ولایت گجرات
تھا سلور فتنہ و فساد کا مایہ تھا وہ اجل طبعی سے مرگیا۔
خبری پرتگیزون کی شکست کی تہی اسکی تفصیل یہ ہے کہ گوا کے فرنگیوں اہل پرتگیزون نے
کے چار جہاز اجنبی کہ بندر سورت کے جہازات مقررہ میں سے تھی حوالی بندر میں
لئے اور مسلمانون کی جماعت کثیر کو اسیر کرکے اسکا مال متاع سب چہین لیا۔
و یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ یہ بندر مقرب خان کے سپرد تہا اوسکو تدارک اور تلافی
مت کیا۔ اب پرتگیزون (وائسرائے) قلعہ و بندر سورت کی تسخیر کا سامان بہم پہنچا
سکے فتح کرنے کو آئے تھے۔ بندر مذکور میں پرتگیزون اور انگریزون کے درمیان لڑائی
بندر میں انگریز پناہ کے لئے آئے تھے انگریزون نے اپنی آتشبازی سے
کے اکثر جہاز جلا دئے ناچار تاب مقاومت نہ لا کے اور گریزان ہوئے۔ اور شاہ گجرات
مقرب خان پاس آدمی بہیجکر صلح کے خواہان ہوئے۔ اور اظہار کیا کہ ہم صلح کے لئے
نہ جنگ کے قصد سے انگریزون نے یہ لڑائی کہڑی کردی + یہ خبر آئی کہ چند راجپوتون
دینیکا قصد کیا تہا وہ گہات لگا کے عنبر تک پہنچ گئے ایک راجپوت نے اوسکو ایک ناقص زخم لگایا عنبر نے
اوسے مار ڈالا۔ اور عنبر کو اوسکے گہر لیگئے۔ اوسکے مرنے میں کچہہ رہا تہا افسوس کہ کام نہ
ہی۔ بادشاہ اس سال میں درد سر وتپ میں مبتلا ہوا تہا۔ نورجہان بیگم نے مسیحائی کی
ب کی کمی اور غذا کی سادگی سے کردیا جب بادشاہ کو صحت کامل ہوئی تو جیسا وہ
غذا و حلقہ بگوش خواجہ بزرگوار تہا اور اونکو اپنی ہستی کا سبب سمجہتا تہا ایسے ہی ظاہر
اپنے دونوں کان چہدوا کے ہر کان میں ایک ایک مروارید ڈالا۔ اوسکے بندگان مخلص
کی تقلید کی انکو ۳۰۰ دانے مروارید قیمتی جنہیں سرہندوں کے عنایت کئے۔ اس سال
شاہزادہ خرم کے خالو کشن سنگہ کا مارا جانا ہے۔ اس حال کی تفصیل یہ ہے کہ
کا وکیل گوبند داس تہا اوسنے راجہ کے برادرزادہ کو بسبب نزاع دنیوی مار ڈالا
برادرزادہ کا چچا چاہتا تہا کہ مقتول کے عوض میں وکیل سے قصاص لیا جائے دیکہا کہ جہانگیر

بہت محبت رکھتا تھا۔ اس قتل کے بعد سکو یون ہی ٹالنا چاہتا تھا۔ کشن سنگھ مع اپنے برادرزادہ کرن کے راجپوتون کی ایک جماعت لیکر گوبند داس کے گھر پر چڑھ گیا۔ وہ سورج سنگھ کی بنا پر رہتا تھا۔ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا۔ گوبند داس کی جستجو مین کشن سنگھ تھا کہ وہ اس ہنگامہ ہجوم مین غیر معلوم کشتہ ہوا۔ سورج سنگھ اس غوغا سے خبردار ہوا اور ننگی تلوار لیکر باہر آیا اور راجپوتون کی جماعت ساتھ لیکر کشن سنگھ اور کرن اور ایک جمع کثیر کو مار ڈالا۔ کشن سنگھ کے آدمی جو بچے تھے وہ لڑتے ہوئے مکان سے باہر آئے اور استغاثہ کرتے ہوئے بارگاہ شاہی کو روانہ ہوئے۔ اس جماعت کا تعاقب راجہ سورج سنگھ نے کیا اور دولتخانہ کے دروازہ پہ آیا اور جھروکہ کے نیچے ایک فتنہ و غوغائے عظیم برپا ہوا اور اس میدان مین بادشاہ کے روبرو چند راجپوت کشتہ ہوئے اور بہت کوشش سے یہ فساد دور ہوا۔

۲۸ صفر ۱۰۲۶ھ حضرت نیّر اعظم نے برج حوت سے شرف خانہ حمل میں نزول فرمایا جشن نوروز اور آئین بندی نے بدستور سابق ترتیب پائی۔ رانا کرن منصب پنجہزاری ذات و سوار سے سرافراز ہوا۔ ایک تسبیح خند مروارید و زمرد کی جس کے بیچ میں لعل تھا اور ہندو اوس کو سمرن کہتے ہیں اوسکو عنایت کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ

۲۵ دی کو شاہزادہ خرم کے تلادان کا دن تھا۔ اوس کی عمر اس سن مین ۲۴ سال کی تھی بیاہ شادیان بھی ہو چکی تہیں اور صاحب اولاد تھا۔ اوس نے کبھی شراب نہ پی تھی۔ آج اوسکے وزن کی مجلس تھی مین نے کہا کہ بابا تو صاحب اولاد ہوا ہے۔ بادشاہ اور بادشاہزادے شراب پیتے ہیں آج تیرے وزن کا جشن ہے تجھکو شراب پلاتا ہون اور اجازت دیتا ہون کہ جشن کے دنون میں اور ایام نوروز میں و بزرگ مجلسون میں شراب پیا کر مگر اعتدال کے ساتھ۔ اتنی شراب پینی کہ عقل کو زائل کرے دانشمندون نے روا نہیں رکھی۔ اوس کے پینے سے غرض فقط نفع و فائدہ ہو۔ بوعلی کہ طبقہ حکما اور اطبا کا بزرگ ہے اوسنے یہ رباعی لکھی ہے

مے دشمن مست و دوست ہشیار ست	اندک تریاق و بیش زہر مار است
در بسیارش مضرت اندک نیست	در اندک او منفعت بسیار است

بہت مبالغہ کرکے شاہزادہ خرم کو شراب پلائی یعنی پندرہ برس کی عمر تک شراب نہیں پی تھی
لیکن ایام طفولیت میں دو تین مرتبہ والدہ و اور اناؤں نے ادرا اطفال کے علاج کی تقریب
کرکے میرے والد بزرگوار سے عرق طلب کرکے بقدر ایک تولہ کے گلاب و آب میں ملا کر کھانسی
دور کرنے کے لئے مجھے پلایا تھا۔ ان دنوں میں کہ والد بزرگوار کا لشکر افغان یوسف زئی کے
دفع کرنے کے لئے گیا تہا۔ تو قلعہ اٹک میں کہ آب نیلاب کے کنارہ پر واقع ہے میں ٹھیرا
ایک دن شکار کھیلنے سے بہت تھک گیا تو استاد شاہ قلی توپچی نادری نے کہ میرے عم
بزرگوار مرزا حکیم کے ہاں وہ سرا پا رنج پہچان تھا کہا کہ شراب کا ایک پیالہ نوشجان فرمایئے
تو ماندگی اور کسالت سب دور ہو جائے گی چونکہ ایام جوانی تھی ایسے امور کی طرف طبیعت
مائل تھی محمود آبدار کو حکم دیا کہ حکیم علی کے گھر میں جا کر شربت کیف ناک لائے۔ حکیم نے
میٹھی شراب زرد بقدر ایک پیالہ کے چھوٹے شیشہ میں بھیجی اوس کو میں نے پیا اوسکی کیفیت
خوش معلوم ہوئی اوسکے بعد شراب پینی شروع کی روز بروز بڑھائی یہاں تک کہ پھر شراب
انگوری نشہ کی کیفیت نہیں پیدا کرتی تھی عرق پینا شروع کیا رفتہ رفتہ نو برس کی مدت میں
عرق دو آتشہ کے بیس پیالے پینے لگا چودہ پیالے دن کو پیتا اور باقی رات کو اس شراب کا
وزن چھ سیر ہندوستانی ہوتا تھا اور میری خوراک نان و قریب کے ساتھ ایک مرغ تھی اس حال
میں کسیکی قدرت نہ تھی کہ مجھے منع کرتا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ اوسکے خمار میں مجھے بہت رعشہ
ہوتا اور ہاتھ کے لرزنے سے اپنا پیالہ آپ نہیں تھام سکتا تھا اور لوگ اوسکو پلاتے تھے
جب یہ حال ہوا تو میں نے حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح کو جو والد بزرگوار کا مقرب تھا طلب کیا
اور اپنے حال سے اطلاع دی اوسنے کمال اخلاص اور نہایت دلسوزی سے۔ بے حجابانہ
کہا کہ صاحب عالم اگر اس روش سے عرق کو نوشجان فرمائینگے تو چھ مہینے بعد وہ حال ہو جائیگا
کہ علاج پذیر نہیں ہوگا اوسکی بات خیر اندیشی سے خالی نہ تھی جان شیریں عزیز ہوتی ہے
اوسکی بات نے مجھ میں اثر کیا او میں نے اوس تاریخ سے شراب کم کرنی شروع کی فلونیا
(افیون و بھنگ) زیادہ کی جتنی شراب کم کرتا فلونیا زیادہ کرتا۔ میں نے حکم دیا کہ عرق کو

شراب انگوری سے ممزوج کریں چنانچہ دو حصہ شراب انگوری اور ایک حصہ عرق ہوتا تھا
کم کرتا جاتا تھا سات سال تک کہ چھ پیالہ پیتا تھا اور ہر پیالہ کا وزن سوا اٹھارہ مثقال ہو
اب پندرہ برس ہوئے کہ اتنی شراب پیتا ہون اوسے نہ زیادہ ہو نہ کم اور رات کو پیتا ہو
روز پنجشنبہ جو میرے جلوس کا دن ہے اور شب جمعہ کہ ایام ہفتہ میں شب ہا متبرک سے ہے
بعد متبرک اوسکے آگے آتا ہے ان دونون کا لحاظ کرکے جب دن ختم ہوتا تو شراب
مجھے یہ خوش نہیں معلوم ہوتا کہ اس شب کو غفلت میں گذارون اور منعم حقیقی کے شکر
تقصیر کرون اور روز پنجشنبہ و روز یکشنبہ کو گوشت نہیں کھاتا پنجشنبہ میرے جلوس کا
اور روز یکشنبہ پدر بزرگوار کی ولادت کا دن ہے وہ اس دن کی بڑی تعظیم کر
اور اوسکو عزیز رکھتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا اب میری
چھیالیس سال چار ماہ شمسی کی اور ۴۷ سال نو ماہ قمری کی ہے۔ آٹھ رتی افیون پا
گھڑی دن چڑھے اور چھ رتی پہر رات گئے کھاتا ہون +

اس سال ممالک محروسہ کی اطراف سے فتح فیروزی اور ظفر بہروزی کی خبرین آئیں
اول احداد افغان کا قضیہ ہے کہ مدت دراز سے کوہستان کابل میں سرکشی و فتنہ انگیزی
کرتا تھا اور اس سرحد کے بہت افغان اس پاس جمع ہو گئے تھے۔ والد بزرگوار کے
زمانے سے حال تک کہ میرے جلوس کا دسوان سال ہے ہمیشہ افواج اوسکے سر پر بھیجی جاتی
رفتہ رفتہ وہ شکستین کھاتا اور پریشانیان اوٹھاتا۔ اوسکی فوج کا ایک حصہ کشتہ ہوتا اور
حصہ متفرق ہوتا چرخی میں کہ اوسکے اعتماد کا محل تھا ایک مدت تک پناہ میں رہا۔ اوس کے
اطراف کو خان دوران خان نے محاصرہ کیا اور رو و آمد و برآمد کی راہیں بند کین جب اون کے
پاس حیوانات کے لئے گھاس اور خوراک نہ رہی تو راتون کو اپنے مویشی کو پہاڑ کی تراین
میں چراتا تھا احداد بھی اسلئے آتا تھا کہ اور آدمی اوسکی ہمراہی کرین خان دوران خان
یہ خبر پہونچی تو سرداروں کی ایک جماعت کو اور بہت سے آدمیون کو ایک معین شب بعجلت
گرد والی چرخی میں جا کمین میں بیٹھیں یہ جماعت جا کر رات کو نہایت گمنام ہون میں پنہان

اوسدن کو خانِ دوران خان نے اس طرف سواری کی بسبب مخالفت اپنے حیوانات کو چرانے لائے اور احداد اپنی جماعت کے ساتھ کمین گاہوں سے نکلا کر یکبارگی ایک گروہ آگے سے ظاہر ہوئی جب اوسکی خبر اوس نے لگائی تو معلوم ہوا کہ خانِ دوران خان ہے تو اوسنے متلاشی و مضطرب ہوکر بازگشت کا ارادہ کیا۔ خان مذکور کے قراولون نے بھی خبر کی یہان احداد نوخان احداد کے پاس گیا۔ اور جو آدمی کہ کمینگاہ میں تھے اونکو بھی سرراہ لیکر حملہ آور ہوا۔ دو پہر تک بسبب قلبی و شکستگی جا اور بسیاری جنگل معرکہ جنگ قائم رہا۔ اخرالامر افغانون کو شکست ہوئی۔ پہاڑون میں و گھسے۔ اونکے تین سو کے قریب کام کے آدمی مارے گئے اور سو آدمی قید ہوگئے۔ احداد دو بار اس اپنے تکلم جا میں نہ جاسکا بالضرورت قندہار کی جانب گیا۔ افواج شاہی نے چرخی میں افغانون کے مقامون میں جاکر آگ لگا جلادیا اور بیخ و بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔

تال کا کریہ کے کنارہ پر ایک سنیاسی فقیرانہ مکان میں رہتا تھا طائفہ ہنود کے فرقہ ملحوظ میں سے تھا۔ بادشاہ ہمیشہ درویشون کی صحبت کی طرف راغب تھا وہ بے تکلف اوسکی ملاقات کو گیا اور بہت دیر تک اوس کے پاس بیٹھا رہا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگاہی و معقولیت سے خالی نہیں ہے اور اپنے آئین کے موافق مقدمات صوفیہ سے خوب واقف ہے اور ظاہر اپنا اہل فقر و تجرید کے موافق بنا رکھا ہے اور طلب و خواہش سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اس سنیاسی سے بہتر کوئی ابتک اس طائفہ میں میں نے نہیں دیکھا۔

بادشاہ نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم سے فرمایا کہ جو تو چاہے مانگ میں تجھے دونگا اور اوسکو قرآن کی قسم دی کہ مجھ سے تو کیا مانگتا ہے اوسنے عرض کیا کہ حضور نے مصحف کی قسم دی ہے وہی مجھے عنایت کیجئے۔ اوسکی تلاوت کا ثواب حضرت کو پہنچیگا۔ بادشاہ نے مصحف یاقوت کے ہاتھ کا لکھا ہوا جو نفائس روزگار سے تھا سید کو عنایت کیا اور اوسکی پشت پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلان مقام میں سید محمد مذکور کو یہ قرآن مرحمت کیا اور اوسکو حکم دیا کہ مصحف کی پشت پر عبارت میری بے تکلف و تفنن سے خالی روزمرات بحنت مو و ۱۱ کا لفظ [illegible]

اور تحت اللفظ معنی پر ایک حرف زیادہ نہ کرے اور اصلاح شرح و لبط و شان نزول کا مقید نہ ہو اور جب تمام ہو جائے تو اپنے فرزند کے ہاتھ بھیجدے۔

دوسری خبر خانخانان کے بیٹے شہنواز خان کی فتح اور عنبر کی شکست عظیم کی ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جن دنوں میں خانخانان کی طرف سے شہنواز خان بالاپور برار میں سردار فوج تہا۔ تو یاقوت خان و آدم خان اور ایک جماعت امراء دکن کی اور جادو رای اور بابو کانتیہ ملک عنبر سے رنجیدہ اور برگشتہ ہو کر شہنواز خان پاس آئے شہنواز خان اونکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور ان بے ہمتوں کے مزید اعتبار کے لئے اور دور و نزدیک کے فدویوں کے کان میں مژدہ تقویت کے پہنچانے کے لئے اوسنے شادیانے بجوانے کا حکم دیا عنبر سے لڑنے کے لئے لشکر و توپخانہ لیکر سوار ہوا محمل داراب خان و یاقوت خان و آتش خان و دلاور خان کو امراے نظام الملکی کی ایک جماعت کے ساتھہ اور خانہ زادان رزم افروز اور توپخانہ دشمن سوز کو بطریق براول عنبر کی اُس فوج کے مقابلہ کے لئے بہیجا جو محالات میں مور و ملخ کی طرح پراگندہ تھی۔ اور پرگنات بادشاہی سے تحصیل زر کر رہی تھی دکنی سب طرف سے فراہم ہو کر بادشاہی لشکر سے لڑنے میں مصروف ہوئے اور مقابلہ و مقاتلہ کر کے ہی دکن کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس خبر کے سُننے سے عنبر کے سینہ و جگر میں غیرت کی آگ روشن ہوئی۔ وہ خود بڑی شان و دبدبے سے لشکر آراستہ اور فیلان جنگی اور توپخانہ آتش بار اور پیادے بیشمار لیکر دولت آباد سے شہنواز خان کی فوج سے مقابلہ کرنے کے قصد سے آیا۔ ان دونو لشکروں میں چہہ کروہ کا فاصلہ تہا اور ایک نالہ اونکے درمیان حائل تھا۔ دکھنیوں کے پیکار کے اطوار سے یاقوت خان خوب آگاہ تہا اوس نے پیش آہنگی کر کے میدان جنگ کی جائے سو راہ نالہ گچ گل اور لا کے کم عرض کی قرار دی اور برقنداز و تیر انداز و بہادر ولاور نالہ کے رو برو اطراف پر مقرر کئے اور اونکے عقب میں جابجا فوج کو بیگی کی جماعت مقرر کی کہ وہ گولہائے سوزان اور بانہاء آتش فشان اور شمشیر ہائے جان ستان سے اپنے لشکر کی پشت گرمی اور دشمن کے لشکر کی برہم زدگی کریں دکھنیوں نے بہم

دور وزمیں اپنی فوج و توپخانہ کی آزمائش کی اور فیلان مست اور جوانان جنگ پرست کو آگاہ
کیا۔ تیسرے روز نالہ پر لڑائی شروع ہوئی ضرب گولہ و تفنگ و صدمہ بان اور تیر سے
دکہنیون کے بہت سے سردار اپنے سرو پا ہوئے نشیب و فراز اور تنگی راہ سے اور دلدل اہل فوج
کا کام ایسا تنگ ہوا کہ بہت سے سوار اور پیادے ایک دوسرے پر قطار بر قطار گرتے تھے
جو پانی میں پھنس جاتے تھے انکی اجل کے سوا کوئی دستگیری نہ کرتا تہا۔ جو گھوڑا
دلدل میں پھنستا تھا اسکا راکب خلاصی کو عطیہ الہی جانتا تہا۔ جو تیر کہتی اور تازی گھوڑون کے
لگتا تہا وہ چکر کھا کر چار پا ہوتا تہا اور اپنے سوار دو پا کو نیچے ملتا تہا۔ جو فوج دشمن
کی کمک کو عقب سے آتی تھی وہ آگے کی فوج کی ناکامی کو ملاحظہ کرکے پہر جاتی تھی۔ باوجود
فوج مردون و نیم جان زندون کو روندتی ہوئی نالہ پر آئی۔ عنبر اپنے دلاورون کو لیکر
بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور ایسا لڑا کہ ایک دفعہ لشکر شاہی میں زلزلہ
اوسنے ڈالدیا اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کی فتح نمایان ہزیمت بنجائے۔ مگر
شہ نواز خان اور یاقوت خان سیل روان کی طرح عنبر کے مقابلہ میں آئے۔ وہ رستمانہ
کام کئے کہ عنبر کو ناچار فرار دولت آباد تک اختیار کرنا پڑا۔ بہت ہاتھی و گھوڑے اور
بن لسواونٹ بان اور کارخانجات کے بار سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے
بادشاہی لشکر نے کھڑکی تک جواب اورنگ آباد کہلاتا ہے تعاقب کیا۔ تین روز تک
اسکو خوب لوٹا اور غارت کیا اور پھر امن دیا۔ بعض سببوں سے بادشاہی لشکر نے مراجعت کی
شہ نواز خان و یاقوت خان مع کل امیرون کے عنایت شاہی کے مورد ہوئے

تیسری خبر ولایت کوکرہ کی فتح اور کان الماس ہاتھ آنے کی تہی ابراہیم خان
حسن سعی سے یہ فتح حاصل ہوئی تہی۔ یہ کوکرہ صوبہ بہار و پٹنہ کے توابع سے ہے
میں ایک رودخانہ جاری ہے جسمیں سے ایک روش خاص سے الماس نکال لیتے ہیں اور نکالنے
طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت نے جو اس کام میں مشغول رہتی ہے
تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جن دنون میں گردابون و آب کند دون میں پانی

جس جگہ طلب مین الماس ہاتہہ آتا ہو اوسپر بہت ریزہ پرند جانور پشہ کی قسم کے جسکو ہندی مین جہینگا
کہتے ہین ڈہیرون جمع ہو جاتے ہین رود خانہ کے طول مین جہانتک جا سکتے ہین دیکہہ بہال کر
وہ لوگ گڑہاؤن (جن سوراخون میں پانی رہتا ہے) کے اطراف کو سنگ مین (اونکے گرد پتہر لگاتے ہین)
کرتے ہین پہر بیل (کدال) اور کلندان (پہاوڑے) سے گڑہاؤن کو گز ڈیڑہ گز نیچے لے جا کر
اونکے گرد کہودتے ہین جو سنگ ریگ ریزہ نکلتے ہین اونمین تلاش کرکے چہوٹے بڑے الماس
نکال لیتے ہین کبہی ایسا ہوتا ہے کہ بایجہ الماس ایسا ہاتہہ لگ جاتا ہے کہ ایک لاکہہ روپیہ اوسکی
قیمت ہوتی ہے پاس ولایت اور اس رود خانہ پر ایک ہندو زمیندار مدجن سال متصرف
تہا ہر چند صوبہ بہار کے حکام اوسپر فوج کشی کرتے تہے مگر بسبب اوسکے استحکام اور جنگلوں کی
کثرت کے دو تین الماس لیکر قناعت کرتے تہے اور اوسکو اپنے حال پر چہوڑ دیتے تہے جب
صوبہ مذکور میں ظفر خان کی جگہ ابراہیم خان مقرر ہوا تو جہانگیر نے رخصت کے وقت اوس سے
کہا کہ اس زمین کو مدجن سال کے تصرف سے نکالنا چاہیئے ابراہیم خان بمجرد اوس ولایت
میں آنے کے جمعیت کے ساتہہ زمینداروں کے سر پر چڑہا اوہنون نے بدستور سابق آدمی
بہیجکر چند الماس دانون اور چند ہاتہیوں کے دینے پر عہد و پیمان کرنا چاہا مگر خان مذکور
اوسپر راضی نہ ہوا۔ تیز و تند اوسکی ولایت میں آیا پہلے اسکے کہ مدجن سال اپنی جمعیت جمع کرے
راہبرون کو پیدا کیا اور ایلغار کرکے بے خبر کوہ و درہ کو کہ اوسکا مسکن تہا محاصرہ کر لیا اور
مدجن سال کے تفحص میں آدمیون کو بہیجا تو اوس کو ایک غار مین چند عورتون کے ساتہہ
پایا جنمین سے ایک اوسکی مان تہی اور دوسری اوسکے باپ کی بیویوں میں سے تہی اونکو
اور اوسکے بہائیوں میں سے ایک بہائی کو پکڑ لیا۔ اور تلاشی لیکر ہیرے جو اوس کے پاس تہے
ہاتہہ لگے اور تیئیس ہاتہی بہی ہاتہہ لگے اس خدمت کی جلدو میں ابراہیم خان کا منصب
چہار ہزاری ذات و سوار مرحمت ہوا۔ اس زمانہ سے یہ ملک اور رود خانہ بادشاہی تصرف
مین ہے اور اس رود خانہ میں لوگ کام کرکے جتنے الماس نکالتے ہین بادشاہ پاس بہیجتے
ہین۔ ایک الماس کلان ایسا بہیجا گیا جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تہی اسکے احتمال ہو

سی طرح یہ کار جاری رہا تو جواہر خانہ خاصہ میں الماس نہایت عمدہ جمع ہو جائینگے ۔

ارہوان نوروز اول ربیع الاول [illegible] مطابق ار مارچ [illegible] حسب معمول جشن ہو ۔

۔ بادشاہ پاس احمد نگر کے واقعہ نگار کی عرضداشت آئی کہ عبد اللہ خان

ارنے روید اد واقعی لکھنے پر خانہ زاد کو گھر سے پیادہ نہایت خفت کے ساتھ ہالیا اور نہایت

کی بادشاہ کا حکم ہوا کہ دیانت خان جاکر عبد اللہ خان کو پیدل شہر سے نکالے اور

پر سوار کرکے لائے عبد اللہ خان کو یہ خبر پہلے معلوم ہوئی تو احمد آباد سے وہ پیادہ پا

وانہ ہوا ۔ دیانت خان سے رستہ میں ملا وہ ہمراہ اوس کو گھوڑے پر سوار کرکے بادشا

ربرو لایا ۔ بادشاہ نے اوسکو بے منصب کیا اور مجرا ممنوع فرمایا پھر مرزا خدم کی سفارش سے

معاف ہو گیا ۔

وبا

اس سال میں بلکہ پہلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام مین وبائے عظیم پھیلی پرگنات

اسکا ظہور ہوا رفتہ رفتہ شہر لاہور مین سرایت کی ۔ اس وبا سے بہت ہندو مسلمان تلف

پھر وہ سرہند میں آئی اور میان دوآب مین دہلی اور اوسکے اطراف تک پہونچی ۔

دہات اور قریات کو اوسنے معدوم کیا ۔ ابتدا میں گھر میں ایک چوہا نکلتا ۔ وہ سوراخ

ہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر پٹک پٹک کر مرجاتا ۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ

بار چھوڑ صحرا و جنگل میں چلے جاتے تو ان کی جان سلامت رہتی اور نہیں تھوڑے

ں تمام آدمی اس دیہ کے صحرائے عدم میں چلے جاتے ۔ اگر کوئی میت یا اوسکے مال کو

گاتا تو جان بر نہ ہوتا ۔ اس وبا کا اثر ہنود پر زیادہ تھا ۔ لاہور کے گھرون مین دس دس

یس آدمی مرجاتے اونکی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلہ کو چھوڑ دیتے گھر کے گھر

ے بھرے پڑے مقفل رہتے ۔ جان کے خوف سے کوئی اونکے گرد نہ جاتا کفن دفن

ت نہ تھی مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا پرسہ ماتم کی رسم متروک تھی ۔ کاشمیر میں

کی شدت عظیم ہوئی یہانتک نوبت گئی کہ ایک عزیز مرگیا تھا اوس کو ایک درویش نے

پر غسل دیا تھا ۔ دوسرے روز درویش مرگیا ۔ بس کاس غسال نیا تھا اوسکو جس کپڑے سے

کھایا وہ مر گئی اور جن کتوں نے اس گائے کا گوشت کھایا وہ وہیں ڈھیر رہے غرض ہندوستان کا کوئی ملک اس وبا سے خالی نہیں ہا جہانگیر لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیوں کی زبانی اور تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس مرض نے کبھی اس ولایت میں بتاریخ نہیں دکھایا اس کا سبب دانا حکیموں سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے اور برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے بعض نے یہ کہا کہ خشکی و کمی بارش کے سبب سے ہوا میں عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ حادثہ پیدا ہوا ہے بعض نے اور امور پر حوالہ کیا العلم عند اللہ تقدیرات الٰہی پر گردن رکھنی چاہیئے ؎ چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرمان را +

کوتوالی کے چبوترہ کے حوالی میں خزانہ شاہی تھا اوس میں سے چوروں نے روپیہ چرا لیا چند روز کے بعد سات چور پکڑے آئے ان چوروں کا سرغنہ نول تھا وہ بھی گرفتار ہوا اور کچھ مسروقہ روپیہ بھی ہاتھ آیا بادشاہ کے دل میں آیا کہ جیسے ان نے چوری میں بڑی دلیری کی ہے اونکو بڑی سزا دینی چاہیئے ہر ایک کی سیاست خاص کی گئی نول کو ہاتھی کے پاؤں تلے ڈالنے کا حکم ہوا نول نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں فیل سے جنگ کروں بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا ایک فیل بدست آیا بادشاہ نے نول کو خنجر دیکر اوسکے روبرو کیا چند مرتبہ فیل نے اوسکو گرایا مگر ہر مرتبہ اس متہور بیباک نے باوجودیکہ وہ اپنے رفیقوں کی سیاست دیکھ چکا اپنے پاؤں جماکر سونڈ میں ایسے مردانہ خنجر لگائے کہ ہاتھی نے اوسپر حملہ کرنے سے منہ پھیر لیا جب بادشاہ نے اوسکی یہ دلیری و مردانگی مشاہدہ کی تو حکم دیا کہ اوسکے احوال سے خبردار رہیں تھوڑے دنوں بعد وہ اپنی بدذاتی اور دون طبعی کے سبب سے اپنی جگہ پر بھاگ گیا۔ یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی اوسکو گرفتار کرا کے پھانسی دیدی سعدی نے سچ کہا ہے کہ ؎

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود		گرچہ با آدمی بزرگ شود	

روز سہ شنبہ غرہ ذیقعدہ کو اجمیر میں بادشاہ فرنگی رتھ میں سوار ہو کر نکلا جسمیں چار گھوڑے جتے ہوئے تھے اوسنے حکم دیا کہ اکثر امرا رتھ پر سوار ہو کر میرے ہمراہ ہوں شام کو موضع دیورائی تک کہ پونے دو کوس چل کر آیا اہل ہند نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ بادشاہ اور بزرگ ملک گیری

[illegible] + خزانہ شاہی میں چوری اور چور کی دلیری +

شرق کو جائیں تو فیل دندان دار پر سوار ہون اور اگر مغرب کی جانب تو اسپ یک رنگ
ر شمال کی جانب تو پالکی اور سنگھاسن مین سوار اگر جانب جنوب مین تو رتھہ مین سوار
جہانگیر دو دن کم تین سال اجمیر مین رہا - جہانگیر لکھتا ہے کہ اجمیر اقلیم دوم مین ہے
ریب اعتدال ہے مشرق مین دار الخلافہ آگرہ و شمال مین قصبات دہلی جنوب
ہ گجرات ، مغرب میں صوبہ ملتان و دیبال پور - یہ ولایت ساری ریگستان ہے - اس
ن بدشواری پانی نکلتا ہے - کشت کار کا مدار بارش اور زمین پر ہے - اوس کے
ن میں اعتدال ہوتا ہے اوسکا تابستان آگرہ سے ملائم ہے - اس صوبہ سے ۸۶ ہزار سوار
لاکھہ چار ہزار پیادے راجپوت کارزار کے وقت نکلتے ہیں +
شاہ اجمیر سے منزل بمنزل مالوہ کو چلا - راہ مین شکار کھیلتا - کشتیان اوس کے
چھکڑون مین لد کر چلتی تہین جہان کہین تال جہیل دریا آتا تو ان کشتیون مین بیٹھ کر
ندروں کا شکار کھیلتا جب راہ مین وہ ادے پور کی منزل مین آیا تو رانا اوسکی ملاقات
نذر دی خلعت پایا - قلعہ نتھنبور مین بادشاہ نے قیدیون کو جو مدت سے مقید تھے
- بادشاہ مالوہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ مالوہ اقلیم دوم سے ہے اس صوبہ کی درازی ما
نتہا سے ولایت بانسوالہ تک ۲۴۵ کوس اور عرض اسکا پرگنہ چندیری سے پرگنہ
ل ۲۳۰ کوس اوسکے مشرق مین ولایت ماندو و شمال مین قلعہ ترور جنوب مین
بگلانہ غرب میں صوبہ گجرات و اجمیر - یہ ولایت نہایت پر آب و خوش ہوا ہے
یا سوا نہرون و ندیون و چشمون کے اسمیں جاری ہیں - دریا یہ ہیں - گوداوری
لی سند - نیرا - نربدا - ہوا اسکی اعتدال کے قریب ہے - اس ولایت کی زمین اپنی
ی کی نسبت بلند ہے قصبہ دہار میں کہ اس ملک کا مشہور مقام ہے تاک مین دو دو فالکر
ہ سکی کشاورز دہقان بے سلاح نہیں ہوتے - اس ولایت کی جمع ۲۴ کرور [illegible] لاکھہ
اور اس ولایت مین کام کے وقت نو ہزار تین سو سوار اور چار لاکھہ ستر ہزار تین سو
ایک سو زنجیر فیل کے ساتھہ نکلتے ہیں +

جہانگیر بادشاہ مالوہ کا حال لکھتا ہے +

اجمیر سے مانڈو ۹۶ کوس ہے اس فاصلہ کو بادشاہ نے چار ماہ دو روز میں طے کیا ۴۰ ہم کوچ اور
۸۰ مقام ان چہالیس کوچون میں بسبب اتفاق ایسی دلکش جگہون میں منازل ہوئیں جو
تالابون اور ندیون اور نہرون کے کنارہ پر واقع ہوتیں ان مین درخت سبزہ کثرت سے
ہوتے خشخاش زار کہلے ہوتے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ کوچ و مقام میں شکار نہ ہوتا مگر اس
سفر میں فراخنان نہ ہوا یہ معلوم ہوتا تہا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ میں گیا۔ مانڈو کا حال
بادشاہ لکہتا ہے کہ مالوہ کی سرکارون میں مانڈو مشہور سرکار ہے اوسکی جمع ایک کروڑ اور
لاکہ دام ہے۔ مدتون تک سلاطین کا تخت گاہ رہا ہے۔ سلاطین قدیم کی بہت سی عمارتیں
برپا و ہر جا ہیں اون مین ابتک کچہہ نقصان نہیں ہوا۔ ۲۴ کو مین ان عمارتون کی سیر کو گیا
اول جامع مسجد میں گیا سلطان ہوشنگ غوری نے اوسکو تعمیر کیا تہا گو اوسکی تعمیر پر ایک سو اسّی
سال گذر گئے ہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی راج اوسکو بنا کے اٹھے ہیں۔ یہ عمارت بڑی عالی
ہے ساری تراشیدہ سنگون کی بنی ہے۔ پہر حکام خلجیہ کے مقبرہ مین گیا وہان روسیاہ ابد و ازل
نصیر الدین ابن غیاث الدین کی قبر بہی تہی یہ مشہور ہے کہ اس بے سعادت نے اپنے باپ غیاث الدین
کو جو اسّی سال کا بوڑہا تہا مارنے کے لئے دو دفعہ زہر دیا۔ باپ پاس زہر مہرہ تہا اوس سے
اوس نے دفع کیا تیسری مرتبہ شربت کا پیالہ زہر سے ملا ہوا اپنے ہاتہہ سے باپ کو دیا اور کہا
کہ اس کو آپ پیجئے۔ جب باپ نے دیکہا کہ بیٹا میرا مرنا ہی چاہتا ہے تو اول مہرہ کو اپنے بازو
سے کہول کر اوس کے آگے ڈالدیا اور خالق بے نیاز کی درگاہ میں نیاز کے ساتہہ
زبان پر لایا کہ اے خدا میری عمر اب اسّی سال کی ہوئی اور اس مدت کو میں نے دولت و عشرت
و کامرانی سے گذارا کہ کسی بادشاہ نے ایسی زندگی نہ بسر کی ہوگی اب میرا بازپسین کا زمانہ ہے
امیدوار ہون کہ نصیر سے میرے خون کا مواخذہ تو نہ کرے اور میری موت کو اجل مقدر پر حمل
کرکے اسکا بازخواست نہ کرے۔ یہ کلمات کہہ کر اس شربت کے پیالہ کو بالکل پی گیا اور جان آفرین
کو جان سپرد کی +

مشہور ہے کہ جب شیر خان افغان اپنے ایام حکومت و سلطنت میں یہان آیا تا جو

ان طبعی سکے اوسنے اپنے ہمراہیوں کی جماعت کو حکم دیا کہ نصیر کی قبر پر لکڑیاں ماریں
بھی حسب او سکی قبر پر گیا تو کئی لاتیں اوسکی قبر پر ماریں اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ وہ
اس قبر پر لاتیں لگائیں مگر میری خاطر کو اوس سے تسکین نہیں ہوئی تو مین نے حکم دیا کہ
کی قبر کو پہاڑ کر اوسکے ناپاک اجزا کو آگ مین ڈال دین لیکن پھر مجھے یہ خیال آیا کہ آتش
الٰہی ہے ایک نور ہے حیف ہے کہ اسکا جسم کثیف اس جوہر لطیف کے ساتھ آلودہ ہوے
دا اس جلانے سے اوسکے عذاب مین تخفیف ہو اسلئے مین نے حکم دیا کہ اس کے خوشنو
تحوانون کو مع اجزاء خاک شدہ کے دریاء نربدا مین بہا دین ایام حیات مین طبیعت میں
رت غالب تھی ہمیشہ پانی میں پڑا رہتا تھا اب ایک سو تئیس برس بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ
بس اجزاء فرسودہ بھی پانی میں مل گئے۔

کہتے ہیں کہ شکارگاہ قدیم مین بادشاہ کے ہمراہ نورمحل ہمراہ تھی قراول احاطہ بارہ میں ایک
کی ہیکل شیر گھیر کر لائے تھے۔ بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تھا وہ استراحت مین تھا بندوق
مہ فتیلہ سوختہ کے ساتھ مسند خاص پاس رکھی ہوئی تھی۔ دو محل مع دو تین خواص کے برسم
ستارون کے بادشاہ کی اطراف مین متمکن ہوئی تھیں اس اثنا میں بارہ سے شیر دہاڑتا ہوا
ہر آیا۔ زمانہ قدیم میں اس بات کی بڑی تعمیل ہوتی تھی کہ سلاطین ہندوستان کی پردگیان
اور پرستاران خاص سواری اسپ و تیر و تفنگ اندازی میں مشق کیا کرین نورجہان
مشق سے عاری تھی۔ جونہی شیر دوسرے محل کلان کی نظر میں آیا تو اوس نے بندوق جما
کی پیشانی پر گولی ماری کہ شیر گونج کر ایک نیزہ اچھل پڑا اور زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ
کے دہاڑنے اور بندوق کی آواز سے جاگا اور شیر کو پڑا ہوا دیکھا اور رانی کو دیکھا کہ خوشی
سی بندوق ہاتھ مین لئے ہوئے ہے اور نورمحل لرزان و ترسان گریزان ہے بادشاہ
ن کو آفرین کر کے گلے لگایا اور اوسپر مہربانی زیادہ کرنی شروع کی اور نورجہان کو
نیچ کی اور اوسپر توجہ کم کی۔ والدۂ نورجہان فراست و عقل مین عورتون میں ممتاز تھی
بیٹے تدبیر و تنبیہ سے ایک تقریب میں کہا کہ حضرت امیرالمومنین مرتضیٰ علی کا قول ہے کہ

بعض صفات حمیدہ ایسی ہیں کہ وہ مردون کے لئے نیک شمار کی جاتی ہیں اور اونمین اونکی
تعریف ہوتی ہے لیکن عورتون کے باب مین عیب گنتے ہین یہ صفات شجاعت وسخاوت
کی ہیں غرض تہ بات جہانگیر کی خاطر نشان کی تو وہ بدستور سابق نورجہاں پر مہربان ہو
اور اوس روز سے نورجہان نے غیرت کے سبب سے بندوق کا استعمال کیا اور تہوڑے
دنوں میں اوسکی مشق کرلی - آگے اسکے عنقریب [illegible] کا بیان آئے گا -

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے دل مین آیا کہ ابتدا ء سن تمیز سے ابتک جو شکار کئے ہیں اونکو
کیا جانے اسلئے واقعہ نویسوں و مشرفان شکار و قراولان حلہ وفعلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ
کرکے ہر جنس کے جانور جتنے شکار ہوئے ہیں اونکی مجموعہ کا حال مجھے سنائین تو اونہوں
مجھے بتلایا کہ میری بارہ برس کی عمر ۹۸۸ھ مین تہی اس سال ۱۰۲۶ھ مین پچاس برس
عمر ہے اس مدت مین میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے ہیں اور اُن مین سے ۱۶۷۰
خود بندوق وغیرہ سے مینے مارے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے +

شیر	۸۶	ریچھ چیتہ - لومڑی - اودبلاؤ کفتار	۸۹
جہاگوزن	۳۵	سیاہ ہرن چکارہ جبیل - بزکوہی وغیرہ	۷۰
نیل گائے	۹	قوچ وآہوے سرخہ	۱۵
بھیڑئے	۶۴	گاؤمیش صحرائی	۳۶
سور	۹۰	رنگ	۲۶
قوچ کوہی	۲۲	ارغلی	۳۲
گورخر	۶	خرگوش	۲۳
	۳۱۲		۵۹۱

کل میزان چوپایون کے شکار کی ۳۲۰۳

کبوتر	۱۰۳۴۸	کرٹر	۳	جگر	۴	غلیواز چند قوطان موش خور	۹
ابابیل	۴۱	کنجشک	۴۱	الو	۳۹	مرغابی	۱۰
زاغ	۳۲۷۶						
	۱۳۶۶۵	میزان کل	۱۳۹۵۴	گرمچھہ	۱۰	میزان کل	۱۶۹۶۷

برہاتہی کا شکار کبہی نہیں کہیلا نہ اوسکو اکی جانورون کے مارنے کا شوق ہوا۔
۔ بادشاہ کے حسب لخواہ پروینر سے لشکر دکن کی سرگرمی نہو سکی تو ہو سکو الہ آباد کا صوبہ کیا
زادہ خرم کو اوسکی جگہ مقرر کیا اور اوسکی پشت گرمی کے لئے خود مالوہ کا قصد کیا جسکا او
ہوا۔ شاہزادہ خرم نے آب نربدا پر پہنچنے سے پہلے غلامی افضل خان و راجہ بکرماجیت
امام الملکی و عادل خانی وکلاء کے ساتہہ جو اس پاس حاضر تہے ملک عنبر و عادل خان پاس
بن سفارت بہیجا اور اونکو فرمان لکہا جسمین تہدید و وعدہ وعید کئے اور یہ اشعار لکہے کہ

یکے نور صلح و یکے نار جنگ	دو شعلہ زنگ شمع دارم بچنگ
ولے نار جنگم بود خانہ سوز	بود نور صبح شبستان فروز

م دیا کہ اول عادل خان پاس دونو جا مین عادل خان نے کہیجو آئے اطاعت قبول کی
بعض محال جو بادشاہی لشکر سے اوسکے ملازمون نے چہین لئے تہے واپس حوالہ
ے کا وعدہ کیا اور عنبر کو بہی حکم کی انقیاد کے باب مین جیسا کہ لکہنا چاہئے تہا اوسنے
۔ اسی سال میں یہ خبر بہی آئی تہی کہ قدم بیگانہ نیگانہ افریدی افغان جو دولتخواہ
ابندار تہا اور کتل خیبر کی راہداری اسے تعلق رہتی تہی تہوڑے توہم سے اوسنے
عت کے دائرہ سے باہر قدم رکہا اور فساد کے لئے سر اوٹہایا اور ہر تہانے میں اپنی
ست کو بہیجا۔ جہان وہ خود اور اوسکے آدمی گئے سرہان کے آدمیون کو غفلت کے
سبب قتل و غارت کیا ایک خلق کثیر کو اوسنے ضایع کیا۔ اس بے عقل افغان کے سبب سے
ستان افغان کے درمیان ایک دنگہ مچ گیا۔ اس افغان کا بہائی ہارون اور بیٹا جلالہ دونو
شاہ کے پاس تہے اونکو بادشاہ نے قلعہ گوالیار مین محبوس کیا اور افغانان بیگانہ نکالنے
عبد السبحان برادر خان عالم کو ایک تہانہ مین مار ڈالا۔ خان عالم کو اس قضیہ کے
نے کا حکم ہوا۔
۲۱۔ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۷ء کو نوروز کا معمولی جشن ہوا۔ شاہزادہ
ہ نے باپ کو لکہا کہ سفر کے سبب نذر کا سامان نہو سکا اسلئے نذر معاف کی جاوے۔ اسلئے

بادشاہ نے جشن کی معمولی نذرین خرم کو اور امرا کو معاف کر دین +

جہانگیر لکھتا ہے کہ اکثر طبیعتون اور مزاجون میں تنباکو کا استعمال فساد ب
اسلیئے مین نے حکم دیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے اور میرے بھائی
عباس نے بھی تنباکو کے ضررون پر مطلع ہو کر ایران میں حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنبا
نہ کرے خان عالم جو میرا ایلچی شاہ ایران پاس موجود تھا وہ تنباکو کے استعمال
پر بے اختیار تھا علی سلطان ایلچی شاہ ایران نے اپنے بادشاہ پاس عرضداشت
خان عالم تنباکو کے بدون ایک دم نہین رہ سکتا تو اوسکی عرضداشت پر بادشاہ نے

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو   من از شمع وفا روشن کنم بازار تنباکو

اس بیت کے جواب میں خان عالم نے یہ شعر لکھ کر بھیجا +

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو   ز لطف شاہ عادل گرم شد بازار

ہندوستان میں امریکہ سے تنباکو آیا تھا۔ اطبا نے اوسکے احوال کی تشخیص
اوسکی دودکشی بطور معہود بعض امراض کے لئے مناسب جانی۔ رفتہ رفتہ وہ
طبائع کا مرغوب ہوا اور اوسکا بیج جو ممالک ہند میں بویا گیا تو اس قدر پید
حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہوا۔ عہد جہانگیری میں اوسکا زیادہ رواج
دودکشی کے آرزومند بہت آدمی ہو گئے۔ اور سب ماکولات و مشروبات پر اوس
اور مہمانون کے لئے ماحضر اور اخلاصمندون کا بہترین تحفہ بنا۔ اور اوس
ایسی عادت ہو گئی کہ اوسکا طالب کھانے کو ترک کر دے مگر تنباکو چھوڑنا
بہت دشوار ہو۔ جتنا وہ تلخ زیادہ ہوا اتنا ہی وہ طالبوں کے مذاق میں
اور نرخ اوسکا گران تر ہو سے

بسیار کسیکہ خواہش از دل جان   کمیاب کسے بود کہ او را کم

اوسکے نفع و ضرر ایسے مشہور ہیں کہ بیان کی حاجت نہین وہ انسان کی ہود
آگ لگاتا ہے سیر المتاخرین نے یہ غلط لکھا ہے اس حکم کے بعد حقہ پیتا جہانگ

نورجہان کا شیروں کا شکار کرنا +

دکن کے بادشاہوں [illegible]

بجہہ اور سزا دیتا ۔

قراولون نے چار شیرون کو گہیر اتہا۔ میں اپنے محل کے ساتہہ شکار پہ متوجہ ہوا
ب شیر نظر آئے تو نورجہان نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں شیرون کو بندوقون سے مارون
ں نے کہا کہ اچہا اوسنے دو شیرون کو بندوق سے مارا اور باقی دو میں سے ہر ایک کو دو دو
مار کر نیچے گرایا۔ ایک پلک مارنے میں اِن چارون شیرون کا قالب جان سے خالی کیا۔ ایسی
ک اندازی اب تک دیکہنے میں نہیں آئی تہی کہ ہاتہی کے اوپر سے عماری کے اندر سے چہہ تیر پہینکے
بن سے ایک خطا نہ کرے۔ چار درندون کو ہلنے اور لوٹنے کی فرصت نہ دی۔ اِس کمانداری
جلدو میں ایک ہزار اشرفی نثار کی اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکہہ روپیہ کی
ر جہان کو مرحمت کی +

شروع سال میں سید عبداللہ خان بارہ شاہزادہ خرم کی عرضداشت لیکر بادشاہ کی
مت میں آیا اوسمیں لکہا تہا کہ عادل خان وعنبر اور دکن کے اور سرکشون نے اطاعت وعبودیت
یتار کی اور اپنی تقصیرات کے عذر قبول کرنے کی استدعا کی اور احمد نگر اور اون قلعوں کی
یان جنپر عنبر متصرف تہا ملازمان شاہی کو حوالہ کیں۔ اور جو ولایت کہ ہاتہہ سے
ں گئی تہی وہ اولیائے دولت کے تصرف میں آئی۔ مفسد جو اسقدر سنگسار کا دم بہرتے تہے عجز
ز سے انکسار اظہار کر کے باج سپار اور خراج گزار ہوئے جہانگیر یہہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا
ر شادیانے کے نقارے بجوائے۔ سید عبداللہ خان کو سیف خان کا خطاب دیا اور شاہزادہ
لئے ایک لعل بے بہا بہجوایا۔ اور عادل خان کے نام فرمان جاری کیا جسمیں یہہ شعر
نگیر نے اپنا طبع زاد لکہا تہا ؎

شدی از التماس شاہ خرم   بفرزندی ما مشہور عالم

فرمان کے آنے پر عادل خان نے افضل خان اور بکرماجیت کے ہاتہہ ڈیڑہ لاکہہ ہن اور دو لاکہہ روپیہ
جواہر اور پچاس ہاتہی اور پچاس گہوڑے عراقی و عربی کل نقد و جنس پندرہ لاکہہ روپیہ کی
ں کش بہیجی۔ اور سفیرون کو دو لاکہہ روپیے دئے۔ قطب الملک نے بہی اسیقدر روپیہ کی

پیشکش بھی۔ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیشکشیں آئیں کہ کبھی پہلے اب تک کسی
بادشاہ پاس نہیں آئی تھیں +

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی بالکل خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و
احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو سپرد ہوئی۔ اور اوس کے بیٹے شہنواز خان جو
حقیقت میں جوان خانخانان تھا بارہ ہزار سواروں کے ساتھ ولایت مفتوحہ بالاگھاٹ
نظام الملکی کے انتظام و ضبط کے لیے مقرر ہوا اور ہر جا و ہر محل میں جاگیر پر معتبر آدمی مقرر کئے گئے
غرض جیسا انکا بندوبست مہمات کا لائق اور مناسب تھا کیا گیا۔ جسقدر لشکر شاہزادہ خرم پاس
تھا اوس میں سے تیس ہزار سوار و سات ہزار پیادے برق انداز یہاں انتظام کے لیے معین کئے
گئے اور باقی سپاہ پچیس ہزار سوار دو ہزار توپچی ہمراہ لیکر شہزادہ بادشاہ سے ملنے گیا
۱۱ شوال سنہ ۱۰۲۶ کو بادشاہ کی خدمت میں وہ حاضر ہوا۔ آداب کورنش و زمین بوس کے بعد
اسکو بادشاہ نے جھروکہ پر طلب کیا اور غایت محبت و شوق سے بے اختیار اپنی جگہ سے
اٹھکر اوس کو گلے لگایا جسقدر ادب اور فروتنی میں زیادہ مبالغہ کرتا تھا بادشاہ اتنا ہی
زیادہ اوس پر عنایت و شفقت کرتا تھا۔ باپ نے بیٹے کو اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ شہزادہ نے
ہزار اشرفی و ہزار روپیہ بطور نذر کے اور ہزار روپیہ برسم تصدق کے پیش کیا۔ چونکہ وقت
اسکا مقتضی نہ تھا کہ وہ اپنی ساری پیشکش و بر دکھاتا فقط فیل سرناک کو کہ عادل خان کے
فیلوں کی پیشکش کا سرحلقہ تھا اور صندوقچہ جواہر نفیس کو اوس وقت نذر میں گذرانا۔
بعد اسکے بخشیوں کو حکم ہوا کہ امرا جو شاہزادہ کے ساتھ آئے ہیں بہ ترتیب منصب ملازمت
میں آئیں۔ اول خان جہاں نے سعادت ملازمت سے سرافرازی پائی اوس کو بادشاہ نے
اوپر بلا کر قدمبوسی کی دولت سے ممتاز کیا۔ ہزار مہر و ہزار روپیہ و صندوقچہ جواہر اور مرصع آلات
سے بھرا ہوا پیشکش میں دیا۔ اسکی پیشکش سے بادشاہ نے پینتالیس ہزار روپیہ کی قیمت
کی چیزیں پسند کیں۔ بعد ازان عبداللہ خان آستانبوس ہوا سو مہر نذر دیں پھر مہابت خان
زمین بوس ہوا سو مہر و ہزار روپیہ نذر کیا۔ اور ایک گرہ جواہر و مرصع آلات کی پیشکش

ی قیمت ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تھے ازانجملہ ایک لعل گیارہ مثقال کا تہا وہ ایک بیچی
ں بیچنے لایا تھا دو لاکھ روپیہ قیمت مانگتا تہا۔ اور جوہری اوسکی اسی ہزار قیمت
واسطے اوسکا سودا نہ بنا۔ اولٹا لے گیا جب وہ برہانپور مین آیا تو مہابت خان نے
ہا ایک لاکھ روپیہ کو خریدا۔ بعد ازان راجہ بہار سنگہ نے ملازمت کی ہزار روپیہ اور
ے جواہر مرصع آلات پیشکش میں گذرانے ایسے ہی داراب خان پسر خانخانان و
ان برادر عبداللہ خان و شجاعت خان عرب و دیانت خان و شہباز خان و معتمد خان
دا و دارام کہ نظام الملکی سرداروں میں معتمد تھا اور شاہزادہ خرم کے قول پر آیا تھا
دلت خواہوں کی سلک مین منتظم ہوا تھا اور امرا بہ ترتیب منصب ملازمت کی
ان عادل خان کے وکلا زمین بوس ہوئے پہلے اس سے شاہزادہ خرم کو فتح رانا کی
نصب بست ہزاری و دہ ہزار سوار مرحمت ہوا تہا اور جب دکن کی تسخیر کیلئے روانہ
خطاب شاہی سے مخصوص ہوا اب اس شائستہ خدمت کے جلدو میں منصب
اری و بیس ہزار سوار اور خطاب شاہجہان عنایت ہوا۔ اور حکم ہوا کہ تخت کے
ب ایک صندلی بچھائی جایا کرے اوسپر وہ بیٹھا کرے۔ اسی شہزادہ کے حال پر
ں عنایت ہوئی خاندان تیموریہ میں یہ رسم پہلے نہ ہوئی تھی اور پچاس ہزار
ت عنایت ہوا۔ نورجہان نے بھی شاہجہان کی فتح کا جشن کیا اور تین لاکھ روپیہ
لہ شاہجہان نے دو لاکھ روپیہ کی پیشکش اپنی والدہ نورجہان کو دی اور ساٹھ ہزار
اور ماؤں کو نذر کیا اور اوسکی نذروں میں سے بیس لاکھ روپیہ کی نذریں قبول
غرض بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اوسکا نذروں میں خرچ ہوا۔
جہانگیر نے سنا تھا کہ خلفاء بنی عباس بغدادی کبوتروں کو نامہ بری سکھاتے تو بادشاہ
کبوتربازوں کو حکم دیا کہ کبوتروں کو یہ کام سکھائیں ان کبوتربازوں نے چند جوڑے
آموختہ کئے کہ اول روز میں مانڈو سے وہ پرواز کرتے اگر بارش کی کثرت ہوتی تو
میں اور نہیں ڈیڑھ پہر میں اور اگر ہوا صاف ہوتی تو اکثر ایک پہر میں اور بعض

چار گھڑی میں برہان پور میں پہنچ جاتے +

جب شہنواز خان عنبر سے لڑنے گیا ہے تو آدم خان حبشی و جادو رائے و بابو رائے کانیٹہ
و داارام اور چند اور امراء نظام الملکی ملک عنبر سے جدا ہو کر شہنواز خان پاس آئے تہے
عنبر کی شکست کے بعد عادل خان کی ملامتون سے اور ملک عنبر کے فریب سے اونہون نے
بادشاہ کی دولتخواہی ترک کی۔ عنبر نے آدم خان سے قران کی قسم کہا کر اوس کو دہوکہ دیا
اور فریب سے پکڑ کر قلعہ دولت آباد میں محبوس کیا۔ اور پہر مار ڈالا۔ بابو رائے کانیٹہ اور اودارام
عادل خان کی سرحد میں گئے۔ عادل خان نے اونکو اپنے ملک میں راہ نہ دی چند روز کے بعد
بابو رائے کانیٹہ کو ایک دوست نے فریب سے پکڑ کر مار ڈالا۔ عنبر نے اودارام پر اپنا لشکر بہیجا اور اودارام
اوسکو شکست دی اور وہ مع اہل و عیال شاہجہان پاس چلا آیا۔ بڑا منصب پایا +

جہانگیر نے اپنی مدت عمر میں فیل کا شکار نہیں کیا تہا اور اوسکو ولایت گجرات کے دیکہنے
اور دریائے شور کے تماشے کا بڑا شوق تہا اور قراولون نے جا کر فیلہائے صحرائی کو دیکہہ کر
شکار کی جگہ قرار دی تہی تو اوسکے دل میں آیا کہ احمد آباد کی سیر اور سمندر کا تماشا دیکہے اور
مراجعت کے وقت کہ ہوا گرم ہوگی اور فیل کے شکار کا موسم ہوگا۔ اس شکار کو کر کے دار الخلافہ
میں آئے۔ وہ مانڈو سے ماہ آبان میں صوبہ گجرات کو چلا۔ منزل بہ منزل طے کر کے یکم دی کو
تال جہسود (جہنود) میں پہنچا۔ اس منزل میں رائے مان سردار پیادہ ہائے خدمتی روہو
مچہلی کا شکار کر کے لایا۔ بادشاہ کو مچہلی کا گوشت بہت پسند تہا خصوصاً روہو مچہلی کا کہ
ہندوستان میں سب قسم کی مچہلیون میں بہتر ہے۔ اور گیارہ مہینے سے باوجود تلاش کے
اوسکو یہ مچہلی بہی ہاتہہ نہ آئی تہی اوسے کہا کر وہ بہت خوش ہوا۔ اور رائے مان کو ایک گہوڑا
انعام دیا اگرچہ گجرات کی حدود داہاد (داہاد اصل میں دوحد ہے جہان سے مالوہ و گجرات کی راہیں جدا ہوتی
ہیں) سے شروع ہوتی ہے مگر کل چیزون میں صریح اختلاف ظاہر ہوتا ہے صحرا اور
زمین اور ——— ہے آدمیون کی وضع ہی نرالی ہے زبانین ہی کچہہ اور ہیں جدا
میں جنگل نظر آتے ہیں انہیں درخت میوہ دار مثل انبہ و کہرنی و تمر ہندی کے لگے ہین

کھنبایت کی وجہ تسمیہ

ت کی محافظت کا مدار زقوم کی خار پر ہے۔ مزارعین اپنے مزرعہ کے گرد زقوم لگاتے ہیں
قطعہ زمین کو جدا کرتے ہیں اور درمیان میں آمد و رفت کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں
ملک ریگستان ہے۔ تھوڑی آمد و رفت و ازدحام سے اسقدر گرد و غبار اڑتا ہے کہ آدمی
کل سے نظر آتا ہے۔ اسلئے بادشاہ نے کہا کہ احمد آباد کا نام اب گرد آباد رکھنا چاہیئے
ہانگیر لکھتا ہے کہ ساحل دریائے شور پر میں آیا۔ کھنبایت بڑا پرانا بندرگاہ ہے
کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال اسکی بنا پر گذرے گئے ہیں۔ ابتدا میں اسکا نام ترنباوتی تھا
راجہ ترنبک کنوار حکومت کرتا تھا۔ اگر راجہ کے باب میں جو برہمن کتھا لکھاتے
لکھی جائے تطول ہو اسلئے مجملاً یہ بیان ہے کہ جب وسکے پوتے پڑوتے راجہ
ن پر ریاست کی نوبت آئی تو قضاء آسمانی سے اس شہر پر ایک بلا نازل ہوئی
باد و خاک کا طوفان اٹھا کہ تمام عمارات اور منازل شہر خاک کے نیچے چھپ گئیں اور
ن کی حیات کی بنیاد زیر و زبر ہوئی اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے ایک
بت کی پرستش راجہ کرتا تھا راجہ کو اس حادثہ کے آنے کی   اطلاع دی تھی راجہ مع
عیال کے جہاز میں چلا آیا تھا اور اس بت کو مع ستون کے ساتھ لایا تھا۔ اتفاقاً جہاز بھی طوفان
شکستہ ہوا مگر راجہ کی زندگی کی باقی تھی اس ستون کے ذریعہ سے اوسکی کشتی وجود ساحل
سلامت پر پہونچی اوسنے پھر اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ستون کو آبادانی کی علامت
اور آدمیوں کے جمع ہونے کے لئے کھڑا کیا۔ ہندی زبان میں ستون کو کھنبہ و
تنبہ کہتے ہیں اس نسبت سے تھنبت نگری اور کھنبا وتی اوسکو کہنے لگے۔ بار اجہ
مناسبت سے ترنباوتی کہتے ہوں۔ کھنباوتی کثرت استعمال سے کھنبایت ہوگیا —
ہندوستان کے بڑے بندروں میں سے وہ ہے اور دریاء عمان کے جوروں میں سے ایک
واقع ہے۔ اس جور کا عرض سات کوس اور طول قریب چالیس کوس کے تخمیناً
میں جہاز نہیں آتا۔ بندر گوگہ میں کہ کھنبایت کے توابع میں سے ہے اور سمندر
نزدیک ہے۔ جہاز لنگر ڈالتے ہیں اور وہاں سے اسباب کو غرابوں میں بھر کر بندر کھنبایت میں

لاتے ہین اوراس طرح جہازون مین اسباب لادنے کے لیئے غرابون مین اسباب لیجاتے اور
بادشاہ کے آنے سے چند غراب بنادر فرنگ سے کھنبایت مین آئے تہے اور خرید و فروخت
کرتے تھے اور مراجعت کرنیکو تھے یکشنبہ کو وہ سب غرابون کو آراستہ کرکے
بادشاہ کے روبرو لائے اور رخصت لیکر اپنے مقصد پر متوجہ ہوئے ۔ بادشاہ نے
خود ایک غراب مین بیٹھکر ... سمندر کی سیر کی +

سلاطین گجرات کے زمانہ مین اس بندر کا تمغا بہت تہا اور اب شاہ جہانگیر کا
حکم تہا کہ چالیسوین حصہ سے زیادہ تمغا نہ لیا جائے اور بنادر مین دسوان اور آٹھوان حصہ
لیتے تہے اور تجار اور آنے جانے والون کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تہے اور
مراجعت کرتے تہے جدہ کہ بندر مکہ ہے چوتہائی لیتے تہے بلکہ اوس سے زیادہ اس پر
قیاس کرنا چاہیئے کہ حکام سابق کے زمانہ مین بنادر گجرات سے کسقدر روپیہ لیا جاتا تھا
اب جہانگیر نے کل ممالک محروسہ کا تمغا کہ حساب سے باہر ہے معاف کردیا اور اس کی قلمرو
مین تمغا کا نام مٹ گیا +

ان دنون مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر و روپیہ آدہا سکہ ٹنکہ طلا نقرہ جاری کیا جائے
ٹنکہ طلائی کی ایک طرف لفظ جہانگیر شاہی سنہ ۱۰۲۷ اور دوسری جانب ضرب کھنبایت سنہ ۱۲
جلوس منقش ہوا اور سکہ ٹنکہ نقرہ کی ایک رخ پر ٹنکہ کے درمیان مین لفظ جہانگیر شاہی
سنہ ۱۰۲۷ اور دور پر یہ مصرع ۔ بزد این سکہ زد شاہ جہانگیر ظفر پرتو ۔ اور دوسرے رخ پر
ٹنکہ کے درمیان ضرب کھنبایت ۔ سنہ ۱۲ جلوس اور دور مین مصرع دوم ۔ پس از فتح دکن آمد
چو در گجرات از مانڈو + کسی عہد مین ٹنکہ سوا تانبے کے سکہ نہ ہوا ۔ طلا و نقرہ کا ٹنکہ جہانگیر
کا اختراع تھا نام اوسکا ٹنکہ جہانگیری تھا ۔ اب بادشاہ احمد آباد کی طرف چلا راہ مین
بادشاہ نے دیکھا کہ اہل گجرات کا قاعدہ ہے کہ وہ دیواریں بنادیتے ہیں کہ بوجھ اوٹھانے
والے تھک جاتے ہیں تو اسپر اپنا بوجھ دوسرے کی مدد بغیر رکھہ دیتے ہیں اور اوٹھا لیتے ہین
بادشاہ کو اہل گجرات اس طرح دیوار بنانا بہت خوش معلوم ہوا اوس نے سارے بڑے

ہرون میں اس قسم کی دیواریں بادشاہ کی طرف سے بنانے کا حکم دیدیا چنانچہ
ے ابتک آگرہ میں موجود ہیں۔ دو سلو نکو کا ڈ کر ایک بڑی سل کمہ دیتے ہین بادشاہ
ے کھنبایت جس راہ سے لیا وہ ۱۲۴ کوس تھی ۴۸ کوچ اور ۴۰ مقام کئے اور اور کھنبایت
دن وہ رہا اور کھنبایت سے احمد آباد ۱۱ کوس کی پانچ کوچ چھ مقام میں طے کئے مجملاً
رہ کا بیان یہ ہے کہ ماندو سے کھنبایت تک اور کھنبایت احمد آباد تک ۱۴۵ کوس
بندرہ روز میں طے کئے ۵۳ کوچ ۴۱ مقام۔
نگیر لکھتا ہے کہ احمد آباد کی تعریف جیسی سنی تھی ویسا اوسکو نہ دیکھا اگرچہ بازاروں
ے عریض و وسیع ہیں لیکن دکانیں وسعت بازار کی مناسبت سے نہیں بنائیں عمارتیں
ب لکڑی کی ہیں دکانوں کے ستون پتلے۔ کوچہ و بازار پر گرد و غبار عمارات
خراب و ویران ۔

فتح کھندرہ +

رم خان ولد معظم خان صاحب صوبہ اڑیسہ کی عرضی آئی کہ اوسنے ولایت کھندرہ کو
ر وہان کا راجہ نراج چندرہ بھاگ گیا۔ خانزادون میں مکرم خان لائق عنایت ہے
سکے منصب کا اضافہ ہوا اور سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار ہوا نقارہ و اسپ و خلعت
فراز ہوا ولایت اڑیسا و رگولکنڈہ کے درمیان دو زمیندار تھے۔ ایک راجہ کھندرہ
ہ مہندرو۔ ولایت کھندرہ تو خود بادشاہی ملازمون کے تصرف مین آئی امید ہے
ہندرہ بھی قبضہ شاہی مین آجائے۔

سیوڑون کا اخراج +

سیوڑون کا گروہ اکثر بلاد ہند مین ہوتا ہے خصوصاً ملک گجرات میں جہان سود
. فروخت کا مدار بنیون پر ہے اور وہ ان سیوڑون کے بڑے معتقد ہوتے ہیں
ن سیوڑے بہت رہتے ہیں بتخانون کے سوا بنیون نے مکان اونکے رہنے
بت کرنے کے واسطے بنا دئے ہیں یہ مکان حقیقت میں دار الفساد ہیں ہنود
اپنے زن و دختر کو بھیجتے ہیں اصلاً حیا و ناموس کا پاس نہیں کرتے بادشاہ
یہ حکم مین ہوا کہ جہان اوسکی قلمرو میں سیوڑہ ہو اوسکو خارج کردین +

جب دریاؤ بہی کے کنارہ پر بادشاہ کی منزل ہوئی تو زمیندار جام زمین بوس ہوا اسکا نام جسا تہا اور اسکا لقب جام تہا جو شخص جانشین ہوتا ہے اوس کو جام کہتے ہیں ملک گجرات کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے بلکہ ہندوستان کے نامی راجاؤں میں سے ہے اسکا ملک دریا شور سے ملا ہوا ہے پانچ چہہ ہزار سوار ہمیشہ اپنے پاس رکہتا ہے اور کار کے وقت دس بارہ ہزار سوار جمع کرلیتا ہے - اوسکی ولایت مین گہوڑے اچہے ہوتے ہین اسپ کبہی دو ہزار روپیہ تک فروخت ہوتا ہے - بادشاہ نے جو جہانگیر نامہ لکہا تہا اوسکی نسبت حکم ہوا کہ ایک جلد اوسکی بنائی جائے کہ وہ بندہ ہائے خاص کو مرحمت ہو -

جہانگیر لکہتا ہے کہ اتوار کی رات ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۷ کو مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۱۸ع کو حضرت نیر اعظم جو عالم کا عطیہ بخش ہے برج حمل میں آیا - اور نیاز مند درگاہ الہی کا تیرہوان سال سنہ جلوس اور اکیاوان سال عمر کا شروع ہوا -

میر جملہ عرف میر محمد امین اول دفعہ عراق سے آیا تہا تو قطب الملک گلکنڈہ کا ملازم ہوا تہا اعتبار پیدا کرکے صاحب اختیار سلطنت ہو گیا تہا - مگر جب اوسکے بعد اسکا برادرزادہ سلطان محمد بادشاہ ہوا میر جملہ کی اوس سے موافقت نہ ہوئی وہ عادل خان بیجاپور یا پاس گیا تو وہان بہی حسب دلخواہ صحبت گرم نہ ہوئی - ایران چلا گیا - باوجودیکہ جواہر اور اور تحائف ہندوستان سے قیمتی ایک لاکہہ روپیہ کے شاہ عباس کی نذر میں دئے مگر بادشاہ کی طرف سے کوئی نفع ایسا نہیں حاصل ہوا کہ اسے آبرو حاصل ہوتی اسلئے وہ جہانگیر کے پاس چلا آیا - پچاس ہزار روپیہ کی قیمتی پیشکش دی بادشاہ نے اوس پر بہت عنایت کی -

بادشاہ موضع سلجار امین آیا جہان سے شکارگاہ ڈیڑہ کوس ہے دوسرے روز وہ اپنے بندہائے خاص کے ساتہہ شکار فیل پر متوجہ ہوا - ہاتہون کی چراگاہ کوہستان میں واقع ہے اور اس مین فراز و نشیب بہت ہیں - اسمین پیادہ چلنا مشکل ہے پہلے سوارون اور پیادون نے جنگل کو گہیرا اور جنگل کے باہر ایک درخت پر بادشاہ کے

ے لئے ایک تخت چوبی بچھایا۔ اور اوس کے اطراف مین چند دختون پر اور میرون
نمین بنائے۔ دو فیل نر و مادہ مستحکم کمندون کے ساتھہ رکھے گئے اور بہت سی مادہ فیل آہلوم
ت اور ہر فیل پر دو نفر فیل بان قوم جرکہ کے مقرر تھے۔ قوم جرکہ کے ساتھہ ہاتھی کا
وص ہے۔ یہ مقرر ہوا تھا کہ فیلہا صحرائی کو جنگل کے اطراف سے بادشاہ کے
کار کا تماشا دیکھہ۔ اتفاق سے جسوقت اطراف سے جنگل میں آئے درختونکی انبوہی اور زمین کی
پتی کی کثرت سے سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا اور قمرغہ کی ترتیب جا نہ رہی جنگلی ہاتھی سیمہ
دور تھے اور اس جانب میں دو سن بارہ نر مادہ آگئے خوف یہ تہا کہ جنگل سے باہر نہ نکل جائیں خانگی
آگے جاکر اونکو باندہ لیا مگر بہت ہاتھی ہاتھہ نہ آئے۔ صرف دو نفیس ہاتھی ہندی مین آئے
وبصورت اور اصیل تھے جیسے کہ وہی ہاتھی رہتے ہیں اوسکو ر شس پہاڑی یعنی کوہ کشتی ...
ان ہاتھیوں کے نام بادشاہ نے راون سروباون سر رکھے جو دیوؤں کے نام ہیں
شاہ شکار گاہ سے احمدآباد میں پھر آیا۔ گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے
نت بہت اوٹھائی تھی اور آگرہ تک جانے میں بھی مسافت بعید طے کرنی پڑتی
نے اسلئے ارادہ کیا کہ موسم گرما میں آگرہ نہ جاؤن۔ اوسنے ملک گجرات کی
بہت تعریف سنی تھی اور احمدآباد کی برشکال بڑی شہرت رکھتی تھی اور آگرہ
پھیلی ہوئی تھی اور بہت آدمی مرتے تھے اسلئے وہ احمدآباد میں آیا۔ یہاں ان
گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے آدمیون مین بیماری پھیل رہی تھی
شہر و لشکر میں بہت تھوڑے آدمی تھے جو دو تین روز اس بلا میں مبتلا نہ ہوے
ب محرق ہوتی تھی یا اعضا میں درد ہوتا تہا اور دو تین دن یہ مرض بہت آزار
حت کے بعد ضعف و سستی کا اثر باقی رہتا تہا۔ مگر جانون کی خیر تھی بہت
رتے تھے۔ گجرات کی آب ہوا کا قوام بگڑا ہوا تھا اسلئے بادشاہ یہاں آنے
ن تہا۔ بادشاہ بیمار ہوا تو اوسنے کہا کہ مین حیرت میں ہون کہ بانی شہر نے کیا
طافت اس سرزمین بے فیض میں دیکھی تھی کہ یہاں شہر آباد کیا ہوا اسکی

احمدآباد میں بادشاہ کا دوبارہ آنا اور بیمار ہونا

سموم زمین اوسکی کم آبی سے رنگ بوم اور گرد و غبار اس حد پر جسکا بیان پہلے ہوا۔ پانی نہایت
ناگوار۔ رود خانہ کہ کنار شہر پر واقع ہے برسات کے سوا ہمیشہ خشک رہتا ہے۔
کنوئیں اکثر کھاری و تلخ سوا شہر میں جو تالاب ہیں وہ دھوبیون کے صابن سے جھاگ
بنے ہوئے ہیں۔ جو لوگ صاحب مقدور ہیں۔ اونہون نے گھرون میں برکہ بنا رکھے ہیں برسات
کا پانی اس میں بہرتے ہیں اور اسکو سال بہر تک پیتے ہیں۔ ایسے پانی کی مضرتیں
ظاہر ہیں کہ جسکو ہوا لگے نہ بخارات نکلنے کی جگہہ ملے۔ شہر کے باہر نہ جائے سبزہ و
ریاحین کے گرد تمام زقوم زار ہے جو ہوا زقوم زار پر چلے اسکا فیض معلوم ع نہد
اسے مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم + پہلے مین نے اسکا نام گرد آباد رکھا تھا۔ اب مین
جانتا کہ کوہستان نام رکھون یا بیمارستان یا زقوم زار یا جہنم آباد۔ اس مین یہ سب
صفات ہین۔ اگر برسات کا موسم مانع نہ ہوتا تو اس محنت سرا میں ایک روز توقف نہ کرتا
اور سلیمان کی طرح ہوا میں اڑ جاتا اور اپنے آدمیون کو رنج و محنت سے خلاص دیتا
اس شہر کے آدمی نہایت ضعیف دل و عاجز ہیں اس احتیاط کے سبب کہ مبادا کہیں
اہل زور و تعدی و ستم کرکے خانہ ملکی میں ابتر پڑیں اور فقرا اور مساکین کے احوال سے
مزاحم ہون اور قاضی اور میر عدل و نیکی رود یدگی کے سبب مداہنت کرین اور دار
ستم پیشون کو ستم سے باز نہ رکھ سکیں جس روز سے اس شہر میں بادشاہ آیا باوجود شدت
و حرارت ہوا کے ہر روز دو پہر کی عبادت سے فارغ ہو کر جھروکہ میں کہ دریا کی طرف
ہے تین گھنٹہ بیٹھتا۔ اسکے سامنے کوئی در و دیوار ویسا دل و چوبدار حائل
و مانع نہ تھا۔ وہ بمقتضائے عدالت دادخواہون کی فریاد سنتا ستم پیشون
جرائم و تقصیرات کے موافق سزا دیتا ایام ضعف و درد و الم مین بھی ہر روز بدستور
جھروکہ مین اگرچہ تن آسانی کو اپنے اوپر حرام کرتا۔

بہر نگہبانی خلق خدا — شب نکنم دیدہ بخواب آشنا
از پئے آسودگی جملہ تن — رنج پسندم بہ تن خویشتن

جہانگیر لکہتا ہے کہ کرم الہی سے عادت ایسی ہوئی ہے کہ رات مین قریب گہنٹہ سے زیادہ سونے وقت خواب تاراج نہیں کرتا اس میں دو فائدے منظور تھے ایک تو کہ ملک سے آگاہی ہو - دوم بیدار دلی یاد حق میں ہو حیف ہی کہ یہ عمر چند روزہ غفلت میں کیسے ایک خواب گران آگے آنے والا ہے جسمین بیداری خواب میں بھی نہیں پہونچیگا ایک لحہ بھی یاد حق سے غافل ہونا نہیں چاہئے - باش بیدار کہ خواب عجیبے در پیش است

اسی دن شاہجہان کو بھی تپ آئی دس روز تک اوسنے اوسکی کوفت اوٹہائی اس قدر ضعیف ہوگیا کہ ایک مہینے کا بیمار معلوم ہونے لگا - خافی خان لکہتا ہے کہ کہ احمد آباد مین بادشاہ بیمار رہا - اسلئے اوسنے اوسکی یہ خاک اوڑائی ورنہ احمد آباد ایسا شہر ہے کہ صاحب طبع و باسلیقہ کے نزدیک ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں فقط شاہجہان آباد کے بعد ہی اور کوئی اور معمورہ اوسکے مقابل کا نہیں ہے خصوصًا و فور طرز سے اکثر اشیائے ماکولات و فواکہ بہم پہونچتے ہیں بلاد ایران و توران و امصار جہان کے یہان کے انواع اقسام امتعۂ نفیسہ و تحفہ غریبہ فخر رکہتے ہیں - یہان ہر سال تجار لاکھون روپیون کی ہر ایک جنس ادنی و اعلی خرید کرتے ہیں اور ہفت اقلیم کی اطراف و اکناف سے آجاتے ہیں - یہان خربوزہ سات مہینے بکتا ہے -

احمد بیگ خان کابلی کہ کشمیر کی حکومت پر سرافرازی رکھتا تہا اوسنے تعہد کیا تہا کہ دو سال کے عرصہ میں ولایت تبت و کشتوار کو میں فتح کر دونگا - یہ وعدہ اسکا منقضی ہوا اور اس خدمت کا انصرام نہ ہوا اسلئے اوسکو بادشاہ نے معزول کیا اعتقاد خان کو کشمیر کا صاحب صوبہ بنایا اوسنے خط تعہد لکہدیا کہ دو سال مین تبت و کشتوار فتح کر دونگا -

جہانگیر لکہتا ہے کہ پہلے سکون مین ایک طرف میرا نام اور دوسری طرف ٹکسال کا مقام و ماہ و سنہ جلوس نقش ہوتا تہا - ان دنون میں مجہے یہ سوجہی کہ پہلے کسی کو نہ سوجہی تہی کہ بجائے ماہ کے اس برج آسمانی کی صورت منقش ہوا کرے جو اوس مہینہ [illegible]

بیچ سے تیار ہوا و یکے اوپر پرہ کی شکل اور جو اُردوی بہشت میں تیار ہوا وہ بدر نور کی شکل اور اسطرح جیسے
ماہ میں جسکے نیار ہوا سطرح کی صورت اوسپر منقش ہو جسمیں نیر اعظم ظاہر ہو ـ
جہانگیر لکہتا ہے کہ میرے سر میں درد ہوا ۔ اور آخر کو تپ آنے لگی شراب معتاد بہی نہ پی آدہی رات
کو خمار کا آزار جسکی تکلیف پر اور زیادہ ہوا صبح تک بستر پر تڑپتا رہا دوسرے دن آخر روز میں
تپ میں تخفیف ہوئی حکیموں سے پوچھ کر دو ثلث معتاد شراب پی ـ اطبا نے مونگ کا پانی
اسپغول پینے کی تاکید کی مگر میں نے نہیں پی ۔ اور میں نے کہا کہ جبسے مجہے شعور ہوا ہے مجہے یاد نہیں
کہ میں نے ایسے شوربے پیئے ہوں امید ہے کہ اسکے بعد بہی اوسکے پینے کی حاجت نہ ہو
کہا میرے روبرو لائے طبیعت نے رغبت نہ کی مجملا تین روز و دو شب فاقہ ہوا اگرچہ تپ ایک
رات دن آئی تہی مگر ضعف و بیطاقتی اس حد پر تہی گویا کہ میں مدتوں سے مرض سے فارغ
تہا ـ اشتہا مطلق نہیں رہی تہی اور طعام پر رغبت نہ ہوتی تہی ـ
سپہ سالار اتالیق خانخانان نے اس مشہور مصرع پر غزل کہی ـ بہر یک گل زحمت صد خار
می باید کشید + اور بادشاہ نے یہ مطلع بدیہہ کہا ؎

ساغر مے بر رخ گلزار مے باید کشید ابر بسیار است مے بسیار مے باید کشید

یہ اتفاق کی بات ہے کہ یہ اوپر کا مصرعہ جامی کا بطور ضرب المثل کے زبان زد خلایق ہے ـ ابوالحسن
مصور نے جسکا خطاب نادر الزمان تہا جہانگیر کی مجلس جلوس کی تصویر جہانگیر نامہ کے
دیباچہ میں کھینچکر پیش کی ـ بادشاہ نے اوسکی بڑی تحسین اور آفرین کی ـ جہانگیر لکہتا ہے
کہ ذوق تصویر و مہارت میری اس درجہ پر میرے پہنچی تہی کہ گذشتہ و حال کے مصوران استادوں
کے کام جو میرے سامنے آتے تہے بغیر اسکے کہ مصور کا نام مذکور ہو میں فوراً دیکہتے ہی بتا دیتا
تہا کہ یہ کام فلان مصور کا ہے ـ بلکہ اگر کوئی مجلس ہوتی جسمیں چند چہرے ہوتے اور ہر ایک
چہرہ ایک استاد کا کہنچا ہوا ہوتا تو میں بتا دیتا کہ ہر چہرہ کس مصور کا بنایا ہوا
ہے اور اگر ایک صورت میں چشم و ابرو کوئی دوسرا مصور بنا دیتا تو میں سمجہہ جاتا کہ اصل چہرہ
کس نے بنایا ہے اور چشم و ابرو کس نے بنائے ہیں ـ

خانخانان نے ایک فوج بسرکردگی اپنے بیٹے امیر اسد کے گونڈوانہ میں اس غرض سے بھیجی کہ خاندیس کے زمیندار ببچو پاس جو ایک کان الماس ہے اوسپر تصرف کرے۔ زمیندار نے لشکر شاہی کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر دیکھا کان الماس حوالہ کی دار وغہ بادشاہی وہان مقرر ہوا یہان کا الماس اصالت و نفاست میں ساری قسم کے الماسون مین امتیاز رکھتا ہے اور جوہریون کے نزدیک وہ نہایت معتبر اور نیکا اندام و بہتر تر و برتر ہوتا ہے۔ دوسری کان کوکرہ میں ملک بہار کے اندر ہے جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے کہ وہان ندی مین سے ہیرا نکلتا ہے۔ سوم کرناتک کی ولایت میں قطب الملک کی سرحد سے بچاس کوس پر الماس کی چار کانیں زمینداروں کے تصرف مین ہیں الماس وہان کا اکثر بخچہ ہوتا ہے۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ جہانگیر نامہ میں وقائع دوازدہ سالہ لکھے گئے ہیں تو مین نے کتاب خانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ ان دوازدہ سالہ احوال کو یک جلد مین کر کے نسخہا متعدد ترتیب و کر بندہا خاص کو میں عنایت کرون اور کل بلاد مین بھیجون کہ ارباب دولت و اصحاب سعادت دستور العمل روزگار بنائیں۔ ایک واقعہ نویس جہانگیر نامہ تمام لکھکر اور جلد بند ہو کر میرے روبرو لایا۔ وہ اول نسخہ تھا جو ترتیب ہوا تھا اوسکو مین نے اپنے بیٹے شاہجہان کو دیا میں اسکو ساری چیزون کے لئے تمام بیٹون میں مقدم جانتا تھا۔ اور پشت کتاب پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلان مقام میں اپنے فرزند کو یہ جہانگیر نامہ عنایت کیا امید ہے کہ اوسکے مطالب دریافت کی توفیق اسکو ہوگی جس سے رضا جوئی خلایق اور دعا گوئی خلق اوسکو نصیب ہو جیو۔ بعد اس کے جو دو جہانگیر نامہ مرتب ہوئے انمین سے ایک اعتماد الملکی اعتماد خان کو اور دوسرا آصفخان کے فرزند کو عنایت ہوئے۔

سبحان قلی قراول پسر حاجی جمال بلوچ کا تھا کہ وہ اکبر بادشاہ کے عمدہ قراولون میں تھا شہنشاہ اکبر کی وفات کے ہنگامہ میں اسلام خان کا نوکر وہ ہو گیا اوسنے عثمان افغان کے بہکانے سے اسلام خان کے قتل کی سازش کی۔ اسلام خان کو یہ حال معلوم ہو گیا اوسنے

اس تک جرم کو محبوس و مقید کرکے بادشاہ پاس بہیجدیا۔ اوسکے رشتہ دار بہت سے نوکر تہے اونکی سفارش سے اور بلیح خان قراول کی ضمانت دینے سے وہ قراولون میں بہرتی ہوگیا۔ مگر وہ بے سبب بہاگ گیا۔ بڑی مشکل سے وہ مقید و سلسل ہوکر بادشاہ پاس آیا اونے اوس کے حکم قتل دیا۔ بسبب غضب جسقدر جلد ممکن تہا اوسکو سیاست گاہ میں لے گیا اور قتل کیا۔ کچہہ دیر کے بعد مقربین کی سفارش سے بادشاہ نے جان بخشی کی اور صرف پاؤن کاٹنے کا حکم دیا۔ مجرم حکم پہنچنے سے پہلے قتل ہوچکا تہا۔ اگرچہ یہ خون گرفتہ قتل کا مستحق تہا مگر بادشاہ کو اسکے مارے جانے سے بڑی ندامت ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ آیندہ اگر کسی شخص کے قتل کا حکم دیا جائے اوس کو باوجود تاکید اور مبالغہ کے آفتاب کے غروب ہونے تک نگاہ رکہو اور مار و نہیں اگر اوسوقت تک حکم نجات نہ پہونچے تو ضرور اوسکو قتل کرو۔

دولت خانہ خاص میں بازار لگتا تہا اسکا دستور یہ تہا کہ حسب الحکم صحن دولت خانہ میں شہر کے اہل بازار و اہل حرفہ دکانین آراستہ کرتے تہے جواہر و مرصع آلات و انواع اقمشہ و اقسام امتعہ جو کچہہ بازارون میں فروخت ہوتا تہا بادشاہ کے روبرو لاتے تہے جہانگیر نے حکم دیا کہ یہ بازار رات کو لگا کرے اور بہت سی فانوسیں دکانون کے روبرو رکہی جایا کرین جس سے خوب عجوبہ ہوا اور بادشاہ خود دکانون پر جائے اور جو چاہے خرید لائے یہ بہی جہانگیر کا ایجاد تہا۔ جہانگیر لکہتا ہے کہ دوم رمضان ۱۰۲۰ھ کو احمدآباد سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ اوسی روز جشن وزن شمسی منعقد ہوا۔ سنہ شمسی کے حساب سے میری عمر کا پچاسوان سال شروع ہوا ضابطہ مقررہ کے موافق طلا اور اجناس سے وزن ہوا۔ موتی اور سونے کے پہول نثار کئے۔ روز جمعہ ۱۲ رمضان کو حکم دیا کہ کل مشایخ و ارباب سعادت کہ شہر میں توطن رکہتے ہیں حاضر ہون کہ میرے سامنے روزہ افطار کرین۔ تین راتیں اس وتیرہ پر گذرین ہر رات کو آخر مجلس تک کہڑا ہو کر زبان حال سے میں یہ کہتا تہا +

خداوندگارا تو نگر توئی	توانا و درویش پرور توئی

بازار رات کا ایجاد +

روزہ افطار کرنا +

نہ کشور کشائم نفرمان دہم	یکے از گدایان این درگہم
تو بر خیر و نیکی دہم دسترس	وگرنہ چہ خیر آید از من بکس
منم بندگان را خداوندگار	خداوند را بندۂ حق گذار

جو فقیر نہیں آئے تہے وہ مدد معاش کے خواستگار تہے مین نے اونکے استحقاق کو موافق ہر ایک کو زمین اور خرچ مرحمت کیا۔

شراب کم کرنا

جہانگیر لکہتا ہے کہ اس ملک گجرات کی آب و ہوا مجہے ناساز گار تہی حکما نے یہ صلاح بتلائی کہ معتاد پیالہ میں کچہہ کم کرنا چاہئے اونکی صوابدید سے مین نے شراب کا پیالہ کم کیا یعنی ایک ہفتہ میں بقدر ایک پیالہ کے شراب کم کی اول ہر شب کو چہہ پیالے پیتا تہا اور ہر پیالہ مین ساڑہے سات تولہ شراب ہوتی تہی کل شراب ۴۵ تولہ ہوئی یہ معتاد شراب ممزوج کی تہی۔ اب چہہ پیالہ پیتا ہوں اور ہر پیالہ مین چہہ تولہ تین ماشہ شراب ہوتی ہے۔ کل شراب ساڑہے سینتیس تولہ ہوئی۔

شکار سے توبہ کرنا۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ بدایع وقایع میں ہے کہ اب سے سترہ برس پہلے الہ آباد میں مین نے اپنا خدا سے عہد کیا تہا کہ جب میری عمر کے سالوں کی تعداد پچاس ہو گی تو مین شکار اور تیر و بندوق کو ترک کر کے کسی جاندار کو اپنے ہاتہہ سے آزردہ نہ کرون گا۔ مقرب خان جو میرا منظور نظر تہا اس میری نیت پر آگاہ تہا۔ القصہ اس تاریخ مین میری عمر سن مذکور مین پہنچی یہ پچاسوین سال کا آغاز ہے۔ ایکدن کثرت درد بخار سے میرا دم گہٹا بہت تکلیف ہوئی اس حال مین الہام غیبی سے مجہے اپنا عہد جو خدا سے کیا تہا یاد آیا اور عزیمت سابق نے میرے دل مین تصمیم پائی۔ اور مین نے یہ قرار دیا کہ جب پچاسوان سال در مدت وعدہ آخر ہو تو خدا تعالیٰ کی توفیق سے اپنے والد بزرگوار عرش آشیانی کی زیارت سے مشرف ہون اور اونکی باطن قدسی سے استمداد ہمت کر کے اس شغل سے باز آؤن۔ اس خیال کے آنے سے کلفت اور گرانی جو تہی رفع ہوئی اپنے تئین خوشوقت اور توانا پایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

چہ خوش گفت ہمت فردوسی پاکزاد	کہ رحمت بر آن تربت پاک باد

میا زار موری کہ دانہ کش است — کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

جہانگیر نے لکہا ہے جب شاہجہان کے بیٹے شجاع کو ام الصبیان ہوئی اور کسی علاج
آرام نہ ہوا تو مینے اوسکی سلامتی کے لئے نیت کی کہ آیندہ کسی جاندار کو آزار نہ پہنچا
اور شجاع اچہا ہوگیا ۔ عادل خان نے شاہجہان کے ذریعہ سے جہانگیر کی شبیہ کی درخواست
کی تہی ۔ جہانگیر نے ایک لعل گران بہا و لعل خاصہ کے ساتہہ مشار الیہ کو اپنی شبیہ عنایت
اور فرمان جاری کیا کہ نظام الملک و قطب الملک کے ملک میں سے جو جگہ تصرف میں
وہ اوسکو انعام دیجاتی ہے اور جب وہ کمک اور مدد چاہے شہنواز خان اوسکی کمک کے واسطے فوج
پہلے زمانہ مین نظام الملک حکام دکن میں کلان ترین تہا اور سب اوسکی کلانی کو منظور
کرتے تہے اور برادر مہین جانتے تہے ان دنوں میں عادل خان خدمات شائستہ کا
ہوا اور اوسکو خطاب الافرزندی ملا ہے اوسکو تمام ملک دکن کی سرداری و سر
اور اس شبیہ کے لئے یہ رباعی خاص اپنے خط سے بادشاہ نے لکہی ۔

اے سوے تو دایم نظر رحمت ما — آسودہ نشین بسایۂ دولت ما
سوے تو شبیہ خویش کردیم روان — تا معنی ما بہ بینی از صورت ما

بادشاہ کے عبور کرنے کے لئے جو پل دریا پر خواجہ ابو الحسن میر بخشی کے اہتمام سے
مضبوط بنایا گیا اور بادشاہ نے اسکے دیکہنے کیلئے ہاتہی اور تین ہتنیاں اوسکے استحکام کے امتحان
کے لئے بہیجیں ان سب نے اوسکے اوپر سے عبور کیا اور وہ پل اپنی جگہ سے نہ ہلا ۔

۱۰ ذیقعدہ کو بادشاہ کی منزل رام گڈہ تہی ۔ اس سے چند شب پہلے طلوع آفتاب سے
تین گہڑی پہلے کرۂ ہوا میں بخار دخانی عمود کی شکل میں پیدا ہوا ۔ ہر شب کو اپنے
پہلے کی بہ نسبت پہلی شب کے وہ ظاہر ہوتا تہا ۔ اوسنے اپنی شکل بالکل حربہ کی دکہائی ا
دونوں سرے باریک تہے اور کمر اوسکی موٹی اور خمدار مانند دہرہ پشت بجانب جنوب
سوئے شمال اور بعد طلوع آفتاب سے ایک پہر پہلے نمودار ہوتا تہا ۔
منجموں اور اختر شناسوں نے اسکا قد و قامت اصطرلاب سے ناپا تو باختلاف منظر آدہ

اور فلک اعظم کے ساتھہ متحرک ہی اور اپنی حرکت خاصہ بھی فلک اعظم کی سمت حرکت میں رکھتا ہے
چنانچہ اول وہ برج عقرب مین ظاہر ہوا تہا پہر وہ میزان مین پہنچا۔ عرض کی جنوب کی جانب
مین زیادہ حرکت رکھتا ہے فن نجوم کے جاننے والون نے اپنی کتابون میں اس قسم کی
اجرام فلکی کا نام حربہ رکھا ہی اور لکہا ہے کہ اسکا ظہور منعف ملوک عرب استیلاء دشمنان ملوک
عرب پر دلالت کرتا ہے و العلم عند اللہ تاریخ مذکور سے سولہ راتون کے بعد جہان وہ
ظاہر ہوا تھا اسی سمت مین ایک ستارہ نمودار ہوا کہ اوسکا سر روشن نہا اور دو تین گز
اوسکی دم دراز معلوم ہوتی تہی مگر اوسکی دم میں اصلا روشنی اور درخشندگی نہ تھی ترک
اقبال نامہ مین تو اوسکی تاثیرات یہ لکھی ہین کہ یہ اوسکی نحوست تھی کہ تمام ہندوستان کے
ملک مین ایسی وبا پھیلی کہ کبھی پہلے زمانہ مین نہ پھیلی تھی۔ ہندوؤں کی معتبر کتابون مین کبھی ایسی وبا
کا بیان نہیں ہے اس کے طلوع سے ایک سال پہلے یہ وبا آئی تھی اور آٹھہ برس تک ملک میں
پھیلی رہی اس مدار ستارہ کے ظہور ہی کا نتیجہ یہ تھا کہ جہانگیر اور شاہجہان کے درمیان آٹھہ
سات برس تک نا اتفاقی رہی کیسی خونریزی اور خاندانون کی بربادی ہوئی۔ اسی زمانہ میں
بہادر خان حاکم قندھار کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قندھار اور اوسکی نواح میں چوہون کی
ایسی کثرت ہوئی کہ اس ولایت کے کل محصولات و غلات مزروعی و سرد خشکی کو انہون
نے ضایع کر دیا چنانچہ چوتھائی محصول شاید وصول ہوا ہو۔ ایسے ہی فالیزوں اور باغات
کا نشان نہیں چھوڑا چند مدت کے بعد وہ آوارہ اور معدوم ہو گئے۔ اب شائستہ
ملکون میں ایسی تاثیرات کواکب کو مطلق نہیں مانتے اور ماننے والون پر ہنستے ہیں
جہانگیر لکھتا ہی کہ اثناء راہ میں جوار کے کھیت پر میرا گذر ہوا ہر تنہ میں ایک
خوشہ لگا ہوا تھا مگر ایک درخت ایسا نظر آیا کہ بارہ خوشے لگے ہوئے تھے کہ اس
حال میں مجھے بادشاہ اور باغبان کی حکایت یاد آئی کہ سلاطین میں سے ایک گرم ہوا میں
ایک باغ کے دروازہ پر پہنچا۔ وہان ایک بڈھا باغبان دیکھا کہ دروازہ پر کھڑا ہے
اسے پوچھا کہ اس باغ میں انار ہے اوسنے کہا کہ ہے سلطان نے فرمایا کہ آب انار

بادشاہ اور باغبان کی حکایت

کا ایک قدح لاؤ۔ باغبان نے اپنی لڑکی کو اشارہ کیا وہ جمال صورت و حسن سیرت
رکھتی وہ فی الحال ایک قدح آب انار سے بھرا ہوا لے آئی اور چند تنکے او
اوپر ڈال لائی سلطان نے اوسکے ہاتھ سے قدح لیا اور لڑکی سے پوچھا کہ ان
تنکے اوپر ڈالنے سے کیا تیرا مطلب تھا دختر نے زبان فصیح اور ادائے ملیح سے عرض
کیا کہ ایسی گرم ہوا مین کہ حضور چلنے سے پسینہ مین غرق ہو رہے ہیں پانی ایک دم
پینا حکمت کی منافی ہے اسلئے احتیاطاً پانی کے اوپر تنکے ڈال دئے تا کہ آپ آ
سے اوسکو نوش جان فرمائیں سلطان کو یہ حسن ادا اوسکی نہایت خوش آئی اور او
دل میں آیا کہ اپنے محل کے خادموں مین داخل کر دون پھر اوس نے باغبان س
پوچھا کہ اس باغ کا حاصل تجھے کیا ملتا ہے اوسنے کہا کہ تین سو دینار۔ بادشاہ نے کہ
دیوان کو کیا دیتا ہے اوسنے جواب دیا کہ سلطان سر درختی کا محصول کچھ نہیں لیتا
بلکہ زراعت کا دسوان حصہ لیتا ہے سلطان کے دل میں آیا کہ میری مملکت مین باغ
اور درخت بیشمار ہیں۔ اگر باغ کا محصول بھی دسوان حصہ لون تو بہت روپیہ مجھے
اور رعیت کا نقصان بھی کچھ نہ ہوگا۔ اب میں حکم دونگا کہ باغات سے محصول لیا جائے
اوسنے کہا کہ آب انار اور لاؤ دختر گئی اور بہت دیر کے بعد آئی اور آب انار کا قدح لا
سلطان نے کہا کہ اوس دفعہ تو جو گئی تھی جلدی آئی تھی اور زیادہ آب انار لائی تھی ا
بہت انتظار دکھایا۔ اور کمتر لائی۔ دختر نے کہا کہ اوس دفعہ تو ایک انار کے پانی سے
بھر گیا تھا اب کی دفعہ پانچ چھ انار مین نے نچوڑے تو بھی اس قدر آب انار نہ نکلا سلطا
حیرت ہوئی تو باغبان نے بھی کہا کہ محصول کی برکت بادشاہ کی نیک نیت پر موقوف
ہوتی ہے میں ایسا جانتا ہون کہ آپ بادشاہ ہیں جس وقت باغ کے حاصل کو مجھ سے
تو آپ کی نیت کچھ اور ہوگئی میوہ سے برکت دور ہوئی سلطان متاثر ہوا ا
فکر کو دل سے نکالا لہذا اوس دختر سے کہا کہ ایک دفعہ اور آب انار کا قدح لاؤ وہ پھر گئی او
سے قدح لبالب بھر لے آئی اور خندان و شادان بادشاہ کے ہاتھ میں دیا باد

باغبان کی فراست پر صورت حال بیان کرکے آفرین کی اور اس دختر کی خواستگاری کی یہ داستان صفحہ روزگار پر اس سلطان کی یادگار رہی القصہ ان امور معنی آثار کا ظہور نیت صاف کے ثمرات اور نیک نیت کے آثار ہیں جسوقت سلاطین معدلت آئین کی ہمت و نیت آسودگی خلق و رفاہیت رعایا پر ہوتی ہے تو خیرات و محصول زراعت و باغات کا ظہور مستبعد نہیں ہے بحمد اللہ کہ میرے زمانہ مین سردرختی کا محصول ایک حبہ وایک دام خزانہ عامرہ میں داخل اور دیوان اعلیٰ مین واصل نہیں ہوتا بلکہ حکم ہے کہ جو شخص زمین مزروعی مین باغ لگائے تو حاصل اسکا معاف کیا جائے۔ خدا میری نیت بخیر کو ہمیشہ برقرار رکھے۔

جو نیت بخیر است وحیزم دہی

راجہ باسو کے چند بیٹے تھے۔ اگرچہ سورج مل بڑا بیٹا تھا اوسکی بد اندیشی و فتنہ جوئی کے سبب سے باپ اسکو ہمیشہ محبوس رکھتا تھا اسے مارا اور آزردہ خاطری وہ مرگیا۔ جہانگیر نے راجہ باسو کی خدمات پر نظر کرکے اور کسی اور فرزند کے رشید اور قابل نہ ہونے کے سبب سے سورج مل کو راجگی کے خطاب اور منصب دو ہزاری سے سرافراز کرکے باپ کی جگہہ مقرر کردیا۔ جب سنہ ۱۱ جلوس مین مرتضیٰ خان فتح کانگڑہ کی خدمت پر مامور ہوا تو راجہ سورج مل جو اس کوہستان مین عمدہ زمیندار تھا اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا تو اوسنے بظاہر خدمات و دولت خواہی کا تعہد کیا جب مرتضیٰ خان نے محاصرہ کرکے اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ تو سورج مل نے صورت حال دریافت کرکے جانا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوگا تو مرتضیٰ خان کے آدمیون سے اوسنے بگاڑی اور امداد اور اعانت کی جگہہ مخالفت و مخاصمت کرنے لگا مرتضیٰ خان نے اوسکی شکایت کی عرضیان بادشاہ پاس بھیجیں راجہ نے شاہجہان سے فریاد شروع کی کہ مرتضیٰ خان ارباب غرض کی تحریک سے میرے برباد کرنے کے درپے ہوا اور عصیان اور بغی سے متہم کیا۔ اب میری نجات کا سبب اور حیات کا باعث ہوجیے اور اپنے پاس بلا بھیجئے شاہجہان نے باپ سے یہ حال عرض کیا اوسنے مرتضیٰ خان کو بلا لیا۔ انہیں دنون مین مرتضیٰ خان مرگیا۔ اور قلعہ کانگڑہ کی فتح میں جب تک التوا رہا کہ دوسرا سردار بھیجا جائے سورج مل کو بلا کر

شاہجہان کی خدمت مین دکن بھیجا جب مہم دکن سے انفراغ ہوا تو اوسنے شاہجہان سے
عرض کیا کہ مین کانگڑہ کی فتح کا ذمہ دار ہوتا ہون۔ شاہجہان نے اوسکو اور اوسکے ساتھ
راے تقی کو ایک شائستہ فوج کے ساتھہ روانہ کیا جب سورج مل کا مقصد حاصل ہوا تو اوس نے
راے تقی کے ساتھہ بھی خصومت اور بہانہ جوئی اختیار کی اور مکرر اوسکی شکایت کی عرضداشتیں
بھیجیں اور صاف لکھہ دیا کہ میری اسکے ساتھہ نہیں بنیگی۔ اور اس خدمت کا اوس سے سرانجام نہ
ہوگا دوسرا اسپر مقرر کیا جاے کہ یہ قلعہ جلدی فتح ہوجاوے۔ راے تقی کو بھی بادشاہ نے بلا لیا۔
راجہ بکرماجیت ایک تازہ زور فوج کے ساتھہ بھیجا راجہ نے جب جانا کہ بکرماجیت کے آگے
حیلہ وتزویر سے کام نہیں چلیگا تو اوسنے یہ شرارت کی کہ ملازمان شاہی کو اس بہانہ سے
رخصت دیدی کہ وہ مدت سے اس مہم میں لگے ہوئے ہین اور بے سامان ہین اب وہ اپنی
جاگیر مین جاکر بکرماجیت کے آنے تک اپنا سامان درست کرلیں اس سبب سے دولتخواہوں کی
جمعیت مین تفرقہ پڑگیا اور اکثر آدمی محال جاگیر مین چلے گئے اور بڑے آدمی جب تھوڑے
رہ گئے تو بغاوت وفساد کے آثار ظاہر کئے سیفی خان بارہ اپنے بھائیون سمیت اسنے لڑا ا
جان دیدی بعضون کے زخم کاری لگے اونکو سورجمل میدان جنگ سے پکڑکر اپنے گھر لیگیا
ایک جماعت نے بھاگ کر جان بچائی۔ راجہ نے دامن کوہ کے پرگنات پر تعدی اور تصرف
جب راجہ بکرماجیت لشکر کے ساتھہ ان حدود مین آگیا تو سورج مل نے کچھہ دنون یاوہ درائی
سے بسر کرنی چاہی مگر بکرماجیت اوسکی باتون مین نہ آیا۔ اوسنے جرأت اور ہمت ایسی کی کہ
سورج مل سب بھولا نہ وہ جنگ مردانہ نہ قلعہ داری کی تھوڑی سی زد وخورد مین بہت
آدمیون کو مرواکے آوارہ ہوگیا اور قلعہ مواد شہر جو اوسکے اعتضاد قوی تھے بے محنت وتعب مفتوح
ہوگئے اور اسکا ملک جسمین اوسکے باپ دادا حکومت کرتے تھے پامال لشکر شاہی ہوا اور
اگرچہ وہ نوردہ ہوا۔ بکرماجیت اوسکے پیچھے پڑا۔ بادشاہ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا تو حکم
کہ قلعہ وعمارت جو اوسکی اور اوسکے باپ کی ساختہ وپرداختہ ہو خراب بیخ سے اکھاڑ دی جاے
اور کوئی نشان اونکا باقی نہ رہے۔ بادشاہ نے اوسکے بھائی جگت سنگہ کو جو بنگال مین اد

خدمت پر تہا با اگر سوج مل کی جگہہ مقرر کر دیا
دو شنبہ ۳ دی کو بادشاہ قلعہ تھنبور کی سیر کو گیا - دو کوہ ایک دوسرے کی برابر ہین ایک کو رن کہتے ہین دوسرے کو تھنبور - تھنبور پر قلعہ بنا ہوا ہے - ان دونوں اسمون کو ترکیب دیکر رن تھنبور اسکا نام رکھا گیا ہے اگرچہ قلعہ نہایت مستحکم ہے اور اس مین پانی بہت ہی لیکن کوہ رن بھی بڑا مستحکم ہے اور ایسے موقع پر واقع ہے کہ اوسکی طرف سے قلعہ فتح ہو سکتا ہے - چنانچہ اکبر نے اسی طرف سے اسکو فتح کیا تھا - اس حصار مین ہندوں کی روش کے مکان بے ہوا اور کم فضا تھے وہ بادشاہ کے دلنشین نہ ہوئے اسلئے اسمین ٹھیرا نہیں - اس قلعہ مین جو مجرم قیدی تھے اونکو بادشاہ نے بلایا - ہر ایک کی جمعیت حال اور حقیقت احوال دریافت کر کے بمقتضائے عدالت حکم فرمایا کہ سوا خونی قیدیون کے اور ان قیدیون کے جنکی خلاصی سے ملک مین فساد اور آشوب ہو سب چھوڑ دئے جائین اور ہر قیدی کو اوسکے حسب حال خرچ اور خلعت عنایت کیا -
بادشاہ جب سے کہ اپنی دار الخلافہ آگرہ سے فتح رانا اور تسخیر ملک دکن کے لیے گیا تھا پانچ سال اور چار ماہ بعد فتحپور مین آیا - اور ۸ - دی کی تاریخ منجمون نے آگرہ مین داخل ہونے کے لئے تجویز کی -
دولتخواہون کی عرائض سے مکرر یہ معلوم ہوا کہ شہر آگرہ مین مرض طاعون شائع ہے - چنانچہ ہر روز سو آدمیون سے کچھہ کم وبیش یون مرجاتے ہیں کہ اونکی بغل کے نیچے یا کش ران میں یا تہ گلو مین دانہ نکلتا ہے - اس وبا کو یہ تیسرا سال ہے کہ موسم زمستان میں اوسکا طغیان ہوتا ہے اور تابستان کے شروع مین معدوم ہوتی ہے - اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تین سال مین کل قصبات و قریات نواحی آگرہ مین اس وبانے سرایت کی ہے مگر فتحپور مین اصلا اسکا اثر ظاہر نہیں ہوا - فتح پور سے آمان آباد ڈہائی کوس ہے - وہان کے آدمیون نے اس وبا کے خوف سے ترک وطن کیا ہے اور اور مواضع مین چلے گئے ہین - ناگزیر حزم و احتیاط کی مراعات کو ضروریات سے سمجھہ کر مقرر ہوا کہ اس ساعت مسعود مین مبارکی اور فرخی کے ساتھہ

فتحپور مین نزول ہوا اور بعد از تخفیف بیماری دار الخلافہ مین نیک ساعت مین داخل ہو
آصف خان کی بیٹی نے جو عبد اللہ خان امیر خان اعظم کی اہل خانہ ہے وہ ایک نقل عجیب و
غریب بیان کرتی ہے جو بالکل سچ ہے - وہ کہتی ہے کہ ایک دن صحن خانہ مین ایک
چوہا نظر آیا کہ افتان خیزان بطور مستان ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تہا کہ کہان جاتا
ہون مین نے ایک لونڈی سے کہہ کر اسکی دم پکڑ کے بلی کے آگے ڈلوا دیا - بلی نے شوق سے
جا کر چوہے کو منہ مین لیا اور فی الفور اوسے چھوڑ کر بھاگی اور مرنے کے قریب ہو گئی
تریاق فاروق دینے کے لئے جو اوسکا منہ کہولا تو اوسکے تالو اور زبان دو نو سیاہ نظر آئے
تین روز تک اوسکا حال تباہ رہا چوتھے روز ذرہ ہوش مین آئی - پھر اس لونڈی کے
دانہ طاعون ظاہر ہوا اور سوزش اور درد کی شدت سے ایک دم آرام نہ لیتی تہی - رنگ اسکا
متغیر ہوا زردی سے سیاہی کی طرف مائل ہوا اور تپ محرق ہوئی دوسرے روز مر گئی - اور
اس روش سے سات آٹھ آدمی وہان ضایع ہوئے - اور کئی ایک بیمار ہوئے - اس گھر سے
جدا ہو کر باغ مین گئے جو بیمار تھے وہ یہان مر گئے - پھر کسی کو دانہ نہیں نکلا محض آٹھ
نو روز مین ستر آدمی راہ عدم کے مسافر ہوئے - جنکے دانہ نکلا ہوا ہوتا اگر اوسکو کوئی
پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اوس مین یہ بیماری اثر کرتی آخر کو تو یہ انتہا کو پہنچا
کہ کوئی شخص اوسکے گرد نہ پھرتا +

چودھوان نوروز ربیع الاول ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۱۹ع کو واقع ہوا - اس
جشن کا انصرام شاہجہان نے کیا اور ایک لاکھ روپیے کے جواہر سوائے نقد و جنس کے
پیشکش مین دئیے - ان دنون مین شہنواز خان کی بہار جوانی پر صرصر اجل آئی - داراب خان
اسکا بہائی اوسکے منصب پر مقرر ہوا - یہ دونو بیٹے خانخانان کے ہیں - شاہزادہ پرویز بھی
الہ آباد سے اپنے باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا - خاندوران خان نے کبرسن کے سبب سے
استعفا دیا - چھ ہزار روپیہ کی جاگیر پرگنہ خوشاب اوسکو ملی -
بادشاہ نے پہلے آگرہ سے دریاے اٹک تک اور آگرہ سے بنگالہ تک دو طرفہ سڑک پر درخت

سڑکوں پر درخت لگانا اور سراؤں کا بنوانا

لگوائے تھے اور خیابان ترتیب دینے کا حکم دیا تھا۔ ان دنون مین حکم صادر کیا کہ آگرہ سے لاہور تک ہر کوس پر ایک میل (منارہ) بنا دیں کہ وہ کوس کی علامت ہو اور ہر تین کوس پر ایک کنوان بنائین کہ مسافرونکو آمد و رفت مین آرام ملے و تشنگی اور تابش آفتاب سے محنت و صعوبت نہ پہنچے اور درخت لگانے کا حکم زمینداروں کو دیا گیا جہان محال خالصہ تھے وہان سرائے بنانے کا حکم دیا اور امرا کو حکم دیا کہ اونکے متعلقہ محال جاگیر مین مکان سرا بنانے کے قابل ہو وہان سرائے پختہ و مسجد و چاہ بنائیں کہ مسافرون اور سپاہیوں کو آرام پہنچائیں۔ اکثر عمدہ جاگیرداروں نے بادشاہ کے اشارہ کے اور باہم ہم چشمی کے سبب چار یا پانچ کوس کے اندر ایک سرا بنا دی۔ دیکھو کہ اس زمانہ میں نیت انام امور اخروی کے اجرا مین متصرف تھی جس سے خیر و برکت تھی۔ مگر پھر ایک زمانہ اوسکے خلاف آیا کہ ابنائے روزگار کا حال یہ ہو گیا کہ ساری بنائے دولت کے انہدام کرنے میں اور ایک دوسرے کی آبرو برباد کرنے میں ہمت لگانے لگے۔ ارباب مکنت و ثروت نے خیر و احسان کے ابواب کو ارباب حاجت کے منہ پر اس مرتبہ مسدود کیا کہ وہ کل نعمتہائے الٰہی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور محتاجون کی دل خراشی کے لئے تیشہ بنتے ہیں تمام اشجار میوہ دار کہ باغات اور راہ کے سایہ افگن درختون کو جو پہلے نیک فرجام آدمیون نے پرورش کئے تھے اور مسافرونکو آرام دیتے تھے اور قصبات و دیہات اور آبادیون کی حوالی کو زینت دیتے تھے حکام بد عاقبت اُنکے ظلم کی شر سے اور لشکریون کے ارہ ستم سے سب کے سب عمارت و مطبخ اور چار پائیون کے کام میں آ گئے اکثر راہ کے اطراف پران درختوں کا نشان نہیں رہا ایسی ہی سرا و مقبرون و مساجد کو جو مرمت طلب تھیں اونکے سنگ و خشت کو اپنے حمام و عمارت جدید میں جو ظلم و رشوت لیکر بنائیں خرچ کیا۔

[illegible]

اسی سال میں بادشاہ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اثنا و راہ میں متھرا میں آیا۔ یہان جا کر بندرابن کے بت خانون کی سیر کی۔ اُنکی نسبت وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ والد ماجد کے عہد میں اچھوت امیرون نے عمارات اپنی طرز پر بنائیں اور باہر بہت تکلفات کو خرچ کیا مگر اندر

اونکے چمگادڑون اور ابابیلون نے اسقدر گھر بنائے ہیں کہ اون کی بد بو سے ایکدم نجات نہیں ہوتی ؎

از برون چون گور کافر پر حلل — در درون قہر خداے عز و جل

قراولون نے خبر دی کہ یہان شیر قریب ہے کہ رعایا کو آزار اور آسیب پہنچاتا ہے بادشاہ نے ہاتھیون کو بھیجکر اوسکو گھروایا اہل محل کے ساتھ سوار ہوا چونکہ بادشاہ نے عہد کیا تھا کہ کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزار نہین پہنچاؤن گا۔ نورجہاں بیگم سے کہا کہ بندوق لگاؤ۔ ہاتھی کو شیر کی بو سے قرار نہ تھا۔ مگر بیگم نے ایک ہی تیر میں شیر کا کام تمام کیا۔ جب بادشاہ اوجین میں گیا تھا تو وہ گسائیں جدروپ جاکر ملا تھا جسکا حال وہ یہ لکھتا ہے کہ مین نے بہت دفعہ سنا تھا کہ ایک سنیاسی مرتاض جدروپ نام بہت برسون سے شہر اجین کے نزدیک گوشۂ صحرا مین آبادانی سے دور معبود حقیقی کی پرستش مین متوجہ ومشغول رہتا ہے۔ مجھے اسکے ملنے کا شوق تھا مین کشتی سے اوتر کر بون کوس پیادہ اوسکی ملاقات کو گیا وہان مینے دیکھا کہ وہ ایک بھٹ میں رہتا ہے جسکا طول ساڑھے پانچ گرہ اور عرض ساڑھے تین گرہ تھا وہ بہت ضعیف جثہ تھا نہایت تکلیف سے اس بھٹ میں وہ جا سکتا تھا اسکا طول وعرض اتنا ہی تھا جسمیں یہ سما سکتا تھا نہ اس میں بوریا تھا نہ فرش کاہی تھا اس سوراخ تنگ و تیرہ میں گذر کرتا تھا۔ ایام زمستان اور ہواے سرد میں باوجودیکہ محض برہنہ رہتا تھا اور صرف لنگوٹی باندھتا تھا مگر کبھی آگ نہیں جلاتا تھا جیسا کہ مولانا روم نے کسی درویش کی زبان سے یہ شعر کہا ہے۔

پوششم بار گوز تاب آفتاب — شب نہالی ولحاف از ماہتاب

اسکے محل سکونت کے قریب ایک تال تھا ہر روز دو دفعہ جاکر غسل کرتا تھا اور شہر اجین مین ایک دفعہ جاتا تھا۔ سات برہمنون کے گھر اس نے چن لئے تھے وہ صاحب فرزند تھے اور اونکی درویشی وقناعت کا اعتقاد اوسکو تھا اونہیں سے تین کے گھر جاتا بشرطیکہ اونکے گھرون میں کوئی آفت وولادت نہ واقع ہوتی اور زن حائضہ ہوتی کھانے کے

پانچ لقمے وہ اوسکے لئے تیار رکھتے بطریق گدائی کف دست پر رکھ کر نگل جاتا چبا تا نہیں تا ذائقہ سے ادراک لذت نہ ہو۔ اسکی زیست و زندگانی کا طریق یہ تھا وہ آدمیون کی ملاقات کا خواہان نہیں تھا بلکہ اس کی شہرت ایسی تھی کہ آدمی اوسکی زیارت کو جاتے تھے وہ دانش سے خالی نہ تھا۔ علم بیدانت کو کہ علم تصوف ہے خوب جانتا تھا چہ گوئی اوسکی صحبت میں ہا خوب باتیں کیں گسائیں جدروپ یہاں شہر امین آیا ہوا تہا۔ بادشاہ لکہتا ہے کہ مین بے تکلف اوسکے گوشہ تنہائی میں گیا۔ اور سخنان بلند درمیان مین آئیں حق جل و علے نے اوسکو عجیب توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی و فطرت بلند و مدرکہ تند کے ساتہہ دانش خداداد جمع ہے اور تعلقات سے اوسکا دل آزاد ہے عالم پر اور ما فیہا پر لات مارتا ہے اور گوشہ تجرید مین مستغنی و بے نیاز بیٹہا ہے۔ اسباب دنیا میں سے اوسکے پاس آدہ گز کرباس کی لنگوٹی ستر عورت کے لیے ہے اور ایک مٹی کا برتن ہے جس سے پانی پیتا ہے سرمستان اور تابستان و برسات مین عریان و سر و پا برہنہ بسر کرتا ہے اور ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکے اندر جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ طفل شیر خوارہ زحمت سے جاسکتا ہے۔ یہ حکیم سنائی کی دو تین بیتیں اوسکے حسب حال ہیں ؎

داشت لقمان یکی کریچے تنگ	چون گلوگاہ نائے و سینہ چنگ
بوالفضولے سوال کرد از وے	چیست ایجا یمشش بدست و پے
با دم گرم و چشم گریان پیر	گفت ہذا لمن یموت کثیر

اسکے پاس پہر ملاقات کو گیا اور رخصت ہوا۔ اسکی جدائی میرے دل کو ناگوار ہوئی

حضرت اکبر کے عہد میں سیر کا وزن ۳۰ دام تہا میں نے اس ضابطہ کے خلاف سیر کے وزن کو نہ بدلا اور ۳۰ دام ہی رہنے دیا۔ گسائیں جدروپ نے کسی تقریب میں مجھسے کہا کہ کتاب بید میں جسمیں ہمارے احکام دین تحریر ہیں سیر کا وزن ۳۶ دام لکہا ہے چونکہ آپ کے احکام اتفاقات غیبی سے ہماری کتاب کے مطابق ہوتے ہیں اگر سیر کے وزن ۳۶ دام مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا اسلئے مین نے حکم دیا کہ تمام میرے ممالک محروسہ مین سیر کا وزن

گسائیں جدروپ سے دوبارہ ملاقات +

وزن سیر

۴۷ دام مقرر ہو۔
یہ بھی ایک روایت ہی کہ خسرو کی آنکھوں میں سلائی باپنے پھرائی تھی مگر پھر بلطف پدری کسی عمدہ حکیم سے اوسکی آنکھوں کا علاج کرایا جس سے ایک آنکھ بالکل اچھی ہوگئی اور دوسری آنکھ میں کچھ نقص رہا جعلی خسرو جو افغانستان میں پیدا ہوا تھا اوسنے اپنی آنکھوں نشان کوڑیاں لگنے کے لوگوں کو دکھائے تھے۔خسرو کی قید پر مدت گذر گئی تھی اسلئے باپنے اوس کو محبوس کرنا اور سعادت خدمت سے محروم کرنا اپنی مرحمت سے بعید جانا۔اوسکے جرائم معاف کرکے اوسکو بلایا اور کورنش کا حکم دیا۔
بادشاہ منزل بمنزل دہلی میں آیا اول اپنے فرزندوں اور محلوں کو لے کر حضرت ہمایوں کی قبر پر گیا اور پھر سلطان المشایخ نظام الدین کے روضہ پر آیا۔پھر سلیم گڈہ میں اپنے دولتخانہ میں گیا۔پرگنہ پالم میں شکار کھیلنے گیا۔چودہ روز میں ۲۲۶ ہرن شکار کئے حضرت اکبر کا ارشاد تھا کہ ہرن کو جو چیتے کے منہ سے چھٹائیں گو اوسپر کوئی چیتے کا آسیب زخم نہ پہنچا ہو مگر وہ زندہ نہیں رہتا جہانگیر نے بھی اسکا تجربہ کیا تو یہ بات صحیح معلوم ہوئی۔
آغائی آغایان ۳۳ سال سے میری خدمت گذارتی تھی اور اب بڑی بڑھیا ہوگئی تھی ساتھ رہنے میں اوسے تکلیف ہوتی تھی اسلئے اوسنے دہلی میں رہنے کی درخواست کی بادشاہ نے منظور کی اوسنے یہاں ایک باغ و سرائے و مقبرہ بنوایا۔حاکم شہر کو حکم دیا کہ اوسکی ایسی خدمت گذاری کرے کہ کسی طرح کی اوسکو تکلیف نہ ہو۔
یہاں شیخ عبدالحق دہلوی کہ اہل فضل و ارباب سعادت میں سے تھے بادشاہ کی خدمت میں آئے ایک کتاب اونہوں نے بڑی محنت سے تصنیف کی تھی اس میں مشایخ ہند کا احوال لکھا تھا وہ کتاب مجھے دکھائی مدت سے وہ دہلی میں توکل و تجرید میں زندگی بسر کرتے ہیں خلقت اونکو بزرگ جانتی ہے۔اونکی صحبت سے ذوق نہیں ہے مینے اونپر طرح طرح کی مرحمت و دلنوازی کرکے رخصت کیا۔
دہلی سے پرگنہ کرانہ میں گیا یہاں مقرب خان کا باغ دیکھا جس میں پستہ کا درخت

سبز تھا۔ یہ میوہ اِس ملک میں نہیں ہوتا۔ اور درخت گرم سیری آگی سرو سہی تھے۔ اور تین سو سرد کے درخت تھے۔ پنجم دی کو اکبرپور کے مقام میں کشتی سے اترا اور خشکی میں کوچ کیا آگرہ سے منزلِ مذکور تک کہ پرگنہ ٹوڑیہ سے دو کوس ہے ۱۲۴ کروہ براہ دریا کہ اکثر روہ براہ خشکی ہے ۲۴ کوچ اور ۷ مقام میں طے کئے اوسکو سلاو ایک ہفتہ شہر دہلی میں رہا اور مابدہ دو روز حویلی پالم مین شکار کھیلا کل ۱۰ روز ہوئے +

بادشاہ نے ایران کو عالم خان کو سفیر بنا کے بھیجا تھا جب وسکے نزدیک آنے کی خبر پہنچی تو اوسکو عطر جہانگیری بھیجا۔ اور یہ مطلع لکھا ؎

بسویت فرستادہ ام بوئے خویش که آرم ترا زود تر سوے خویش

باغ کلانورمین خان عالم آیا۔ وہ نفائس و نوادر روزگار سے یہ تحفہ لایا کہ صاحبقران اور تقمیش خان کی مجلس صف جنگ کی تصویر تھی اس میں امیر تیمور کی اور اوسکی اولاد امجاد اور امراء عظام کی تصویریں تھیں جو اس جنگ میں اوسکے ہمراہ تھے اور ہر صورت پر یہ لکھا تھا کہ کسکی شبیہ ہے اسمیں دو سو چالیس تصویریں تھیں اور مصور نے اپنا نام خلیل مرزا شاہرخی لکھا تھا اوسکا کام نہایت پختہ اور اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اگر مصور کا نام نہ لکھا ہوتا تو یہ معلوم ہوتا بہزاد نے اس مجلس کی تصویر بنائی ہے۔

چونکہ وسعت کشمیر اسقدر نہیں ہے کہ اوسکا محصول اس جماعت کے لئے کافی ہو جو موکب اقبال کے ہمراہ رہتی ہے اور میرے آنے کی خبر سے غلات و حبوبات کا نرخ بھی بڑھ جاتا ہے میں نے عامہ خلایق کی رفاہیت کے لئے حکم دیا کہ جو لازم ہمرکاب ہیں وہ اپنے آدمیوں کا سامان کریں اور چند ضروری آدمیوں کو ہمراہ لے چلیں اور باقی کو اپنی جاگیروں میں رخصت کریں اور ایسے ہی چارپایوں اور شاگرد پیشہ کی تخفیف کے لئے تاکید کی

شاہجہان بھی لاہور آنکر باپ پاس آیا۔ طالب آملی کو خطاب ملک الشعرا کا ملا۔ اوسکے سخن کا رتبہ سب سے بڑھا ہوا تھا۔

میں نے سنا کہ لاہور میں میاں شیخ محمد میر ایک درویش سندی الاصل ہیں نہایت فاضل و

مرتاض و مبارک نفس و صاحب حال گوشۂ عزلت و توکل میں منزوی ہیں فقر سے غنی اور دنیا
مستغنی میری خاطر حق طلب کو اونکی ملاقات بغیر قرار نہ تھا میرا لاہو جانا مشکل تھا مین نے رقعہ
اونکی خدمت میں بھیجا اور اپنا شوق باطنی ظاہر کیا - یہ عزیز باوجود کبر سن اور ضعف اعضا
کے تصدیعہ کرکے تشریف لایا مین بہت دیر تک تنہا بیٹھکر اونسے باتیں کین سچ ہے
وہ ایک ذات شریف ہے اور اس عہد میں نہایت غنیمت ہے ہمانے اونسے حقایق و معارف
کی باتین بہت سی سُنین ایک پوست آہو انکو نذر دیا - اگرچہ اور دیتا تو نہیں لیتے -
الہ داد پسر جلالہ جو لشکر سے بھاگ گیا تھا اوسکی خطا ئین اعتماد الدولہ کی سفارش
سے معاف ہوئیں - نور الدین قلی کی عرضداشت آئی کہ میں نے طرہ گریوہ کو
حتی الامکان اصلاح کرکے ہموار کیا تھا مگر چند شب وزیہان ایسی بارندگی ہوئی کہ تین گز کوتل کے اوپر برف پڑا
۲۴ کو اسفندارند کو دریا بہت سے عبور کیا - اگرچہ اس مین پانی کمر تک تھا مگر ایسا تند جاتا تھا
کہ آدمیونکو اوسمین تکلیف ہوتی تھی اسلیئے دو سو ہاتھیون کو گھاٹ پر مقرر کیا کہ اونسے
اسباب اوتار دین اور آدمی جو ضعیف ہونیوالے ہون اون کو بھی سوار کرلین تاکہ کسی آدمی
کو گزند جانی اور مالی نہ پہنچے - منزل بمنزل چلکر ۲۸ اسفندارند کو حسن ابدال میں پہنچا -
اکبر پور سے مین کشتی سے اترا تھا وہان سے حسن ابدال تک ۸۷ کروہ مسافت ہے
اوسکو ۹ دن مین ۲۴ کوچ اور ۳ مقامون مین طے کیا - اس منزل میں چشمہ آب
اور ایک آبشار و حوض نہایت لطافت رکھتا ہے - ۳ دن کو یہان مقام کیا - ۱۶ روز پنجشنبہ
کو جشن وزن قمری ہوا میرا باونوان سال بحساب قمری سالون کے شروع ہوا اس
منزل سے آگے پہاڑ و کوتل و نشیب و فراز بہت تھے ایک دفعہ بادشاہ کے سارے لشکر کا
گذرنا اونسے دشوار تھا اسلیئے مقرر ہوا کہ بیگمون کے ساتھ حضرت مریم مکانی توقف کریں
اور آسودگی کیساتھ تشریف لائیں مدار الملک اعتماد الدولہ الخاقانی و صادق خان بخشی و
ارادت خان میر سامان عملہ بیوتات و کارخانجات کئی دفعہ میں عبور کرین رستم میرزا
صفوی و خان اعظم اور ایک ورنوکرون کی جماعت کو حکم دیا کہ راہ پونچھ سے آئیں

جینداب نے پسند کے خاص خاص منگاروان کے ساتھ، اور روز جمعہ کو ساڑھے تین کوس کوچ
بموضع سلطان پور میں آیا۔ اس تاریخ میں رانا امر سنگھ کے مرنے کی خبر آئی کہ و
بے پور میں اجل طبعی سے راہ عدم کا مسافر ہوا۔ جگت سنگھ نبیرہ اور بھیم پسر اس کا
ماہ کی ملازمت میں تھے اونکو خلعت دیا گیا۔ اور حکم ہوا کہ راجہ کشنداس فرمان
ت افزائی کے خطاب کا اور خلعت و اسپ و فیل خاصہ کنور کرن کے لئے لے جائے اور
یت و تہنیت کی مراسم بجا لائے۔ اس ملک کے آدمیون کی زبانی سنا کہ غیر ایام برسات
لا اصلا اثر ابر و صاعقہ کا نہیں ہوتا۔ اس پہاڑ سے صدا سے ابر کی مانند آواز آتی
سلئے اسکو کوہ گرج کہتے ہیں۔ ایک دو سال کے بعد ایسی صدا ظاہر ہوتی ہے۔
برس ہوئے کہ یہان قلعہ کوہ پر قلعہ سری ہوت بنایا گیا جب سے اس آواز کا آنا موقوف
اب اس قلعہ کو گند گڈھ کہتے ہیں اب اس کا نام گرج کوئی نہیں جانتا مگر لوگ
ہیں پہلے اسکو لوگ گنج گڈھ کہتے تھے ظاہر اگنج گڈھ معلوم ہوتا ہے جو پہاڑ کی بزرگی
ندشر کے نہ ہونے کے سبب رکھا گیا تھا مگر کسی شہنشاہ نے اسکا گنجا ہن مٹانے
لئے گنڈ گڈھ رکھ دیا۔ گنڈ ساگر کی گھاٹیون میں کہتے ہیں کہ راجہ رسالو نے کوئی
س غار میں بند کیا تھا اوسکی یہ آواز آتی تھی۔ وہ راجہ سالباہن کا بیٹا تھا جسنے
میں عثمان کھاتور کے پاس ایک بلند مقام بنایا تھا روز سہ شنبہ ۲ کو ساڑھے
کوس کوچ کر کے موضع سنجی میں آیا۔ اس منزل سے پرگنہ ہزارا قارلغ میں گذرا
اس پرگنہ کا نام ہزارا مغل کی مشہور قوم کے نام کے سبب سے ہے یہان کوئی مغل نہیں
تھا اس ضلع کی شادابی اور گیہون مشہور ہیں چنانچہ یہان یہ شعر مشہور ہے
ہزارا کنکا بھلیان بھی بھوب گائیں سور سکیسر تی گھوڑ بھلے ہنو بدو آب تی دھان
ہزارا کا گیہون بھلا ہے دمنی کی گائیں خوب ہیں۔ سکیسر کے (کہسار) کے گھوڑے بھلے ہیں
ہشت نگر کے چاول اچھے ہیں۔
یکشنبہ نوزدہم کو پونے چار کوس چلکر موضع نوشہرہ میں منزل ہوئی جو دمنتور کا داخل ہے

یہان جہانتک نظر کام کرتی تھی گل تمل کنول ۔ قطعہ گل سرشت بسبزہ زارون مین شگفتہ
اور نہایت خوش نظر آتے تھے ۔ روز دوشنبہ ساڑھے تین کوس چلکر موضع سلہتر مین
ورود ہوا۔ یہان نیابت خان نے پیشکش مین جواہر و مرصع آلات موازی ساٹھہ ہزار
روپیہ کا دیا۔ اس سرزمین مین ایک پھول دیکھا کہ سرخ آتشین تھا اور گل خطمی کی برابر تھا انار
مین تھا۔ مگر اسے چھوٹے چھوٹے جنگل بہت پاس پاس ایک جگہہ کھلے ہوئے ۔ دور سے یہ
معلوم ہوتے تھے کہ ایک پھول ہی اسکا درخت مذرد آلو کی برابر تھا۔ اس دامن کوہ مین
خودرو بہت تھا اور نہایت خوشبودار رنگ اوسکا بنفشہ سے کمتر تھا۔ سہ شنبہ بست و یکم
تین کوس طی کرکے موضع مال کلی مین آیا۔ آج مہابت خان کو بنگش رخصت کیا اور اسے
فیل خاصہ خلعت مع پوستین مرحمت ہوا۔ آج آخر منزل تک بارش رہی ۔ شب پنجشنبہ کو
۲۳ کو مینہ برسا سحر کے وقت برف پڑی اکثر راہ بند ہوگئی اور بارش کے سبب اوپین پھسلن
ہوگئی ۔ وبلا چار پایہ جہان گرا وہان سے پھر نہ اوٹھا پچیس ہاتھی سرکار خاصہ کے تصدق ہوگئے
بارش کے سبب سے دو روز مقام ہوا۔ روز پنجشنبہ بست سوم کو سلطان حسین زمیندار
پکلی زمین بوس ہوا۔ یہ جگہ ملک پکلی مین داخل ہے ۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ حضرت والد ماجد
کا یہان گذر ہوا تہا تو برف برسی تھی اور اب بھی برسی کئی سال سے یہان برف نہین پڑی تھی
بلکہ مینہ بھی کم برسا تھا۔ روز جمعہ بست چہارم چار کوس طی کرکے موضع سواد نگر محل نزول اجلال ہوا
اس راہ مین چمپہ بہت تھا۔ بہت زرد آلو اور شفتالو کے درختون مین شگوفہ لگے ہوئے تھے
صنوبر کے درخت مثل سرو کے دیدہ کو زیب دیتے تھے ۔ اور شنبہ بست و پنجم ساڑھے تین کوس
کے قریب چلکر پکلی کے باہر لشکر نے آراستگی پائی ۔ روز یکشنبہ بست و ششم کو کبک کے شکار
کے لئے سوار ہوا۔ آخر دن کو سلطان حسین مرزا کی درخواست سے اوسکے گھر گیا۔ اور امثال و
امیرون مین اسکا درجہ بڑھایا ۔ والد ماجد بھی اسکے گھر گئے تھے ۔ گھوڑے و خنجر و باز و جرہ پیشکش
مین دئے ۔ اسپ و خنجر تو اسی کو دیدیئے ۔ باز و جرہ کو حکم دیا کہ پٹیان باندہ کے [illegible]
سرکار پکلی ۳۵ کوس طول مین ۲۵ کوس عرض مین ہے ۔ شرق رویہ کوہستان کشمیر ہے اور مغرب

سمت مین اٹک بنارس سے (یہان قریب بنارس ایک چھوٹا سا گانون اب بھی ہے)
جانب شمال میں گنور جانب جنوب مین گگھر واقع ہے۔ جب صاحب قران امیر تیمور ہندوستان کو
فتح کرکے ملک توران کو گیا تھا تو ایک طائفہ کو جو اوسکے ہمراہ تھے ان حدود کو مرحمت کیا
تھا وہ کہتے ہیں کہ ہماری ذات قارلغ ہے لیکن وہ شخص نہیں جانتے کہ اسوقت مین اونکے
شمے کون تھے اور اونکا نام کیا تھا۔ بالفعل وہ لاہوری محض ہیں اور انھین کی زبان بولتے
ہیں۔ دھنتور کے آدمیون پر بھی یہی قیاس کرنا چاہئے۔ والد ماجد کے عہد مین دھنتور کا زمیندار
شاہرخ تھا۔ اب اسکا بیٹا بہادر زمیندار ہے۔ اگرچہ سب آپس مین خویشی و پیوند کی نسبت
رکھتے ہیں لیکن ہمیشہ سرحد پر حدود کی بابت نزاع کرنا اونکو لازمی ہے وہ ہمیشہ میرے ماتحت
رہے ہیں سلطان محمود پدر سلطان حسین و شاہرخ دونو میری شاہزادگی کے وقت میں میری
ملازمت کے لئے آئے تھے سلطان حسین کی عمر ستر برس کی ہے اوسکے قوائے ظاہری
میں اصلا فتور نہیں آیا اور سواری کی تاب وطاقت رکھتا ہے اس ملک مین نان برنج
سے بوزہ بناتے ہیں اوسکو سیر کہتے ہیں وہ بوزہ سے بہت تیز ہوتا ہے۔ یہان کے آدمیون
کی خوراک کا مدار سیر ہے جتنی وہ کہنہ ہوتی ہے اتنی بہتر ہوتی ہے۔ مٹکون میں سیر کو بھرتے
ہیں اور اون کا منہ خوب محکم باندہ کر دو تین سال تک گھر مین رکھتے ہیں بعد ازان خم سے
زلال کو نکال لیتے ہیں اوسکو اچھی کہتے ہین۔ اچھی دو سالہ بھی ہوتی ہے اور اوس سے
پہلے کی بھی جسقدر پرانی ہو اوتنی ہی اچھی ہوتی ہے اقل مدت اوسکی ایک سال ہے سلطان
اسکے پیالے کے پیالے پیتا تھا سلطان حسین بھی پیتا تھا میرے لئے لایا مین نے بھی
امتحانًا اوسے پیا اسکا لذت مشتہی ہے مگر تلخی سے خالی نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس میں
تھوڑی سی بھنگ بھی لوگ ملاتے ہین اسکے خمار کا غلبہ ہوتا ہے اگرچہ وہ شراب نہین ہے
مگر بالضرور شراب کا بدل ہوسکتی ہے۔ یہان میوے زردآلو و شفتالو و امرود بغیر پرورش کے
خود رو ہوتے ہیں۔ یہان کشمیر کی روش پر خانہ و منازل چوب سے بناتے ہیں گھوڑے
اونٹ گائے بھینس پالتے ہین بز اور مرغ بہت ہیں استر یہان چھوٹی ہوتی ہے

بار گران اوسیدہ نہین لا سکتا معلوم ہوا کہ آگے چند منزل تک ایسی بستی نہیں ہے کہ وہان
غلہ ایسا ملے کہ لشکر کو کفایت کرے حکم ہوا پیش خانہ بقدر احتیاج مختصر او سکار خانجات
ضروری ہمراہ ہون۔ ہاتھیون کی تخفیف ہوا و تین چار روز کا آذوقہ ہمراہ ہو چند ملازم
ساتھہ ہون باقی آدمی بسرکردگی خواجہ ابوالحسن بخشی کے چند منزل پیچھے آئین۔ کمال
تاکید و احتیاط سے سات سو زنجیر فیل پیش خانہ کے کارخانہ جات کے لیئے مقرر تھے۔
بہادر دھنتوری لشکر بنگش کا کمکی مقرر ہوا۔ اور یکشنبہ بست و نہم سوا پانچ کوس چلکر
تمین سکھہ کے رودخانہ سے عبور کرکے منزل ہوئی تمین سکھہ شمال سے جنوب کی جانب بہتی
ہے اور یہ ندی کوہ واروکے درمیان سے نکلتی ہے جو بدخشان و تبت کے درمیان ہے
یہان ندی کی دو شاخین ہوئی ہیں اس سبب سے لشکر کے عبور کرنے کے لیئے لکڑی کے
دو پل باندھے گئے ایک اگر دوسرا چودہ گز طول میں تھا عرض مین ہر ایک پانچ گز تھا
اس ملک میں پل بنانے کا طریق یہ ہے کہ بڑے درختون کو جیسے کہ بڑا اور تازہ ہیں پانی کے
اوپر ڈالتے ہین اور اسکے دونون سرون کو پتھرونسے باندہ کر استحکام دیتے ہیں اور اوپر لکڑیون
کے موٹے تختے بچھا کر میخ و طناب سے قوی اور مضبوط کرتے ہین تھوڑی مرمت سے ایسا پل
سالہاسال : برقرار رہتا ہے۔ ہاتھیوں کو پایاب و تار اور سوار و پیادے پل پر سے اترے
سلطان محمود نے اس رودخانہ کا نام تمین سکھہ یعنی راحت چشم رکھا۔ روز پنجشنبہ سی ام کو سارھے
تین کوس کے قریب چلکر کشن گنگا کے کنارہ پر منزل ہوئی اس راہ مین ایک کوتل واقع ہے اوسکا
ارتفاع نہایت بلند ڈیڑہ کوس اور سر نشیب ڈیڑہ کوس ہے اور اس کوتل کو بیم درنگ کہتے
ہین وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کشمیری زبان مین روئی کو بیم کہتے ہیں۔ حکام کشمیر نے داروغہ مقرر کیا
تھا کہ روئی پر معتاد محصول لے یہان متاع لینے مین درنگ ہوتی تھی اسلئے اُس کا نام
بیم درنگ مشہور ہو گیا پل سے گذر کر ایک آبشار آتا ہے نہایت لطیف و صاف ہے
مین نے لب آب و سایہ درخت میں پیالے معتاد پیئے شام کو منزل پر پہنچا اس رودخانہ
پر تھوڑی منزل پل تھا اس کا طول ۵۴ درعہ اور عرض ڈیڑہ درعہ تھا کہ پیادونکا گذر ہو سکتا تھا

الہ داد کا باغی ہونا۔

ں کے محاذی دوسرا پل باندھا گیا ۔ یہ ۵ ذرعہ طول میں اور تین ذرعہ عرض بہت پانی عمیق
تھا۔ ہاتھیوں کو ننگا اس دریا سے عبور کرایا اور پیادے اور سوارون کو پل پر سے
باپ کے حکم سے دریا کے مشرق میں پہاڑ پر ایک پختہ سرا پتھر و چونے کی نہایت مستحکم
ی تھی۔ رود خانہ کشن گنگا جنوب کی طرف سے آتا ہے شمال کی جانب بہتا ہے
خا ہے وہ شمال جنوب کی طرف بہتا ہے) دریاء بہت سمت شرق سے آتا ہے اور
نگا سے مل کر شمال میں جاری ہوتا ہے (آب بہت کچھ شمال کا رخ لیتا ہے لیکن
ن گنگا میں مل جاتا ہے تو وہ جنوب کو بہتا ہے)

ں سال کے واقعات یہ بھی ہیں کہ الہ داد خان پسر جلال افغان باغی ہوا ۔ مہابت خان
کے انتظام اور افغانون کے استیصال کے لئے اجازت ملی تھی اس گمان سے کہ
بادشاہ نے مراحم و نوازش کی تھیں اونکے عوض میں وہ کوئی خدمت کریگا
خان نے اوسکے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ اِن کا فرنعمتون حق
ن کی سرشت میں نفاق و بد اندیشی داخل ہے اسلئے حزم و احتیاط کی وجہ سے یہ
الہ اپنے فرزند و برادر درگاہ میں بطریق یرغمال بھیجدے کہ وہ بادشاہ کے
یں ہیں جب اوسکے پسر و برادر درگاہ شاہی میں آئے تو اونکی تسلی و دلاسے
سطے ترحم اور نوازش و مہر کی گئیں۔ لیکن

ت کسے را کہ بافتند سیاہ — باب زمزم و کوثر سفید نہ تواں کرد
نج سے کہ الہ داد اس سرزمین میں گیا بے دولتی اور حق ناشناسی اوس کے احوال سے
ئی مہابت خان نے نظام کار کے لئے سررشتہ مدارا کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور ایک
ٹے کو سردار بنا کے افغانون کے سر پر بھیجا اور الہ داد کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر اوسکی
اور نفاق کے سبب سے اس یورش نے خاطر خواہ سرانجام نہ پایا اور بے حصول مقصود
کرنی پڑی۔ الہ داد کے دل میں توہم پیدا ہوا کہ کہیں مہابت خان مجھ سے
کر کے پاداش کردار میں گرفتار کرے اسلئے اوسنے پردہ (آزرم) کو اوٹھا کر

بغاوت و حرام نمکی جو ابتک وہ پوشیدہ رکھتا تھا بے اختیار ظاہر کیا جب بادشاہ کو
اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے حکم دیا کہ اوسکے بھائی اور بیٹے کو قلعہ گوالیار میں مقید کریں۔ ایک
سال بعد الہداد ندامت زدہ بادشاہ پاس حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا
اور بدستور سابق دو ہزاری الصدی اور بارہ سو سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ نے سنا کہ سرہند
(سرہند) میں شیخ احمد ایک مکار نے مکر و فریب کا جال بچھا کر بہت ظاہر پرست بے معنی کو اپنا
شکار کیا ہے ہر شہر و دیار میں اپنے مریدونکو جو دکان آرائی کا آئین اور معرفت فروشی و
مردم فریبی میں اوروں سے زیادہ پختہ تھے خلیفہ نام رکھکر بھیجا ہے اور اپنے مریدوں و معتقدوں
کے لیے مزخرفات لکھکر ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مکتوبات رکھا ہے اور اسمیں جہلات
اور بہت مقدمات لاطائل مرقوم کئے ہیں کہ زندقہ و کفر پر منجر ہوتے ہیں ایک مکتوب میں وہ
لکھتا ہے کہ اثناء سلوک میں مقام ذی النورین پر میرا گذر ہوا وہ نہایت عالی و خوش و مصفا
تھا وہاں سے گذر کر میں مقام فاروق میں آیا۔ اور مقام فاروق سے مقام صدیق پر عبور کیا
اور ہر مقام کی تعریف جو اوسکے لایق تھی لکھی۔ اور وہان سے مقام محبوبیت میں واصل ہوا
ایک ایسا مقام مشاہدہ کیا کہ نہایت منور و ملون تھا انواع انوار و الوان ایسے مجھہ میں
منعکس ہوئے تھے یعنی (استغفر اللہ) مقام خلفاء سے گذر کر عالی مرتبت پر پہنچا اور اور
گستاخیاں کیں جنکا لکھنا طول سے خالی نہیں اور ادب سے دور ہے اسلئے بادشاہ نے حکم دیا
کہ عدالت میں وہ حاضر ہو حسب الحکم حاضر ہوا جو کچھہ بادشاہ نے اوس سے پوچھا اسکا معقول
جواب دے سکا باوجود عدم خرد و دانش کے نہایت مغرور و خود پسند تھا اسلئے بادشاہ
نے اوس کو زندان ادب میں قلعہ گوالیار میں محبوس کیا کہ اوس کی شوریدگی مزاج اور
آشفتگی دماغ قدرے تسکین پائے اور عوام کی شورش بھی فرو ہو پھر بادشاہ نے اوسکو
ایک سال بعد چھوڑ دیا خلعت و ہزار روپیہ دیا اسنے عرض کیا کہ حضور کی یہ تنبیہ و تادیب
درحقیقت میرے لئے ایک ہدایت تھی۔ امان اللہ پسر مہابت خان نے لڑکر احداد کی
فوج کو شکست دی اور بہت افغانوں کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے شمشیر خاصہ اوسکو عنایت کی

اسلام خان صوبہ دار بنگالہ کا مرنا +

جہانگیر لکھتا ہے کہ جب اجمیر میں مجھے کچھ تکسر ضعف ہوا تو اسنے پہلے یہ خبر ناخوش ولایت بنگالہ مین پہنچی۔ ایکدن اسلام خان خلوت مین بیٹھا تھا کہ عالم غیب سے اوسکو دکھائی دیا کہ میری طبیعت مین گرانی ہے جسکا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی کسی نہایت عزیز چیز کو فدا کرے اولٰ اوسنے اپنے فرزند ہوشنگ کے فدا کرنے کا قصد کیا مگر کم عمری اور رحم پدری کے سبب سے اوسکو چھوڑکر خود اپنے تئین فدا کیا۔ خدا نے اوسکی دعا قبول کی کہ مین اچھا ہو گیا وہ مرض سے آناً فاناً میں مر گیا +

جشن نوروز +

۱۵ ربیع الاول ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۲۰ء کو نیر اعظم مراد بخش عالم برج حمل میں آیا جشن معمولی ہوا۔ روز یکشنبہ سوم فروردی کو ساڑھے چار کوس طے کرکے مہوران میں نزول ہوا۔ شب جمعہ کو بارہ مولہ کے سوداگر بادشاہ کی خدمت مین آئے۔ بادشاہ نے اُنسے بارہ مولہ کی وجہ تسمیہ پوچھی۔ اونھون نے کہا کہ باراہ زبان سنسکرت میں خوک کو او مولہ مقام کو کہتے ہیں یعنے جائے باراہ ہندوں کے مذہب میں اوتارون میں خوک بھی داخل ہے۔ باراہ مولہ کثرت استعمال سے بارہ مولہ ہو گیا۔ بادشاہ بھولباس سے آگے چلا تھا کہ برف و باران نے اوسے گھیر لیا وہ اوسکے آسیب سے بچنے کے لئے معتمد خان مصنف اقبال نامہ کے خیمہ مین گیا اور اوسمین مع اہل محل کے ایک رات دن رہا۔ معتمد خان کہیں اور تھا وہ نہایت شوق و ذوق سے پیادہ دو گھنٹے ڈھائی کوس مسافت طے کرکے آیا اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا ؎

آمد حبیا لم نیم شب جان دادم گشتم خجل   خجلت بود درویش را ناگہ چو مہمان در رسد

جو کچھ اوسکی بساط مین نقد و جنس ناطق و صامت تھا تفصیل لکھکے برسم پا انداز پیش کیا بادشاہ نے سب اوسکو بخش دیا۔ اور فرمایا کہ متاع دنیا ہمارے چشم ہمت میں ہیچ معلوم ہوتی ہے ہم جوہر اخلاص کو گران بہا سے خریدتے ہیں اس اتفاق کو اصل اخلاص و تائیدات طالع سے سمجھنا چاہیئے کہ جیسا بادشاہ اہل حرم کے ساتھ غبان روز اوسکے گھر مین راحت و آرام سے رہا کشمیر کی سرحد مین داخل ہوا۔ بادشاہ منزلین طے کرتا ہوا جب شہاب الدین پور

ہیں آیا تو دلاور خان کا کر حاکم کشمیر کشتوار سے اس منزل سے بادشاہ پاس آیا کشتوار کشمیر کی جنوبی سمت میں ہے معمورہ کشمیر سے منزل اُنکہ تک حاکم نشین کشتوار ہے۔ اور کشمیر سے ساٹھ کوس کی مسافت رکھتا ہے۔ دہم شہریور ۱۶ سنہ جلوس کو دلاور خان دس ہزار جنگی سواروں اور پیادوں کو لیکر فتح کشتوار کے ارادہ سے سوار ہوا اور اپنے بیٹے حسن کو گرد علی میر بحر کے ساتھ شہر کی محافظت اور سرحدونکی حراست کے لئے مقرر کیا چونکہ گوہر چک اور ایبہ چک ورہتنا کشمیر کا دعوی رکھتے تھے اوکشتوار اور اوسکی نواح مین پڑے پہرتے تہے۔ دلاور خان نے اپنے بھائیون میں سے ہیبت کو دلسیو کے مقام مین کہ کوتل پیر پنجال کے متصل واقع ہے احتیاط کے لئے چہوڑا اور منزل مذکور سے افواج کو تقسیم کیا خود سنگین پور کی راہ پر فوج لیکر دوڑا اور اپنے بیٹے جلال کو نصر اللہ عرب و علی ملک کشمیری کو اور ایک اور جماعت بندہائے جہانگیری کو دوسری راہ پر تعین کیا اور اپنے بڑے بیٹے جمال کو جوانان کار طلب کے ساتھ ہراول فوج بنایا۔ اور دو اور فوجین دست چپ و دست راست کو مقرر کیں۔ گھوڑون کے جانے کی راہ نہ تھی اسلئے چند گھوڑے پاس رکھے باقی کشمیر واپس بھیجے۔ جوان کمر بستہ پیادہ کوہ پر چڑھے اور مخالفوں سے لڑتے لڑتے نرکوٹ تک پہونچے۔ یہ جگہ غنیم کی محکم تھی۔ جلال و جمال کی فوجیں مختلف راہون سے آنکر مل گئیں مخالفون میں تاب مقاومت نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی بہادر جان نثار بہت نشیب و فراز طے کرکے دریا مرو تک گئے۔ آب مذکور کے کنارہ پر آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اور ایبہ چک مارا گیا اسکے مرنے سے راجہ بے دست و دل ہوکر بھاگ گیا اور بھندر کوٹ مین توقف کیا۔ اور لشکر شاہی سے دریا کے پار اترنے پر بیس رات دن لڑائی رہی اور دشمنون نے خوب مقابلہ و مقاتلہ کیا جب دلاور خان گھاٹون کا اور آذوقہ کا خاطر خواہ انتظام کرکے آیا تو راجہ نے حیلہ بازی اور روباہ بازی سے دلاور خان سے التماس کی کہ مین اپنے بھائی کو مع پیشکش کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون اور جب میرا گناہ معاف ہو جائیگا امید و ہراس میری خاطر سے زائل ہو جائیگا تو مین خود ہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا

دلاور خان نے اوسکی فریب آمیز باتون پر کچھہ خیال نہیں کیا۔ راجہ کے فرستادون کو بے حصول
مقصود واپس کیا اور دلاوری و شناوری سے دریاے ذخار سے پار ہوا اور مخالفون سے
سخت جنگ کر کے مخالف پل توڑ کر بھاگ گئے۔ بادشاہی ملازمون نے پھر پل کو باندہا اور
باقی لشکر نے عبور کیا اور بھندر کوٹ میں لشکر شاہی آراستہ ہوا اور آب مذکور سے دریاے
چناب تک کہ مخالفون کا اعتصام قوی تھا دو تیر انداز مسافت تھی۔ اور آب چناب کے
کنارہ پر ایک اونچا پہاڑ تھا۔ اس آب سے عبور دشوار تھا۔ پیادون کی آمد و رفت کے لئے
دو موٹے رستے اس طرح لگائے کہ اونکا ایک سرا قلعہ کوہ سے مستحکم کیا اور دوسرا سرا
دریا کے اس طرف مضبوط باندہا اور ان دو رسون کے درمیان ایک ایک ہاتھہ کے
فاصلہ سے چوبیں لگائیں اور دو اور رستے پہلے رسون سے ایک گز اونچے لگائے کہ پیادے
ان چوبیوں پر پاؤں رکھیں اور دونوں ہاتھوں کو اوپر کے رسون کو باندھیں تاکہ دریا سے
گذر ہو۔ اسکو کوہستانیوں کی اصطلاح مین رم پہ کہتے ہیں جہاں رم پہ باندہنے کا
مظنہ ہوسکتا تھا وہان بندوقچی اور تیر انداز کام کے ادمیون سے استحکام دیکر خاطر جمع
کی۔ دلاور خان جانے نبا کر اپنے آدمیون کو اونپر بٹھا کے چاہتا تھا کہ دریا سے پار ہو پہنچے
لیکن پانی میں ایسی تندی و شورش تھی کہ جالہ سیل فنا میں آگیا اور ۲۸ آدمی بحر عدم میں
غرق ہوئے۔ اور دس آدمی شناوری کی یاوری سے سلامت آئے۔ اور دو آدمی دریا کے
پار جا کر مخالفون کے ہاتھہ میں اسیر ہوئے۔ غرض دلاور خان چار مہینے دس دن تک بھندر کوٹ
مین سعی کرتا رہا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ ایک میندار نے راہ بری کی اور ایک جگہ سے جہان
مخالفون کو رم پہ باندہنے کا گمان بھی نہ تھا وہ دو سو بادشاہی سپاہیون کو لے گیا اور بے خبر
راجہ کے سر پر جا پہونچے۔ مخالف خواب و بیداری کے درمیان سراسیمہ نکلے اور قتل ہوئے
ایک سپاہی راجہ کو تلوار مارنا چاہتا تھا کہ اوسنے فریاد کر کے کہا کہ میں راجہ ہون مجھے دلاور خان
پاس لے چلو اونھون نے اوس کو اسیر کیا۔ کشتواڑ میں جو و عدس و ماش وا[ ]ڑ و بہت ہوتے
ہیں یہاں رسم نہیں کہ راجہ خراج لے ہر خانہ سے سال میں شش ہنسی کہ چار روپیہ کی برابر

ہوتی ہیں لیتا ہے۔ صات سو راجپوت توپچی قدیم سے نوکر ہیں اونکی تنخواہ میں زعفران کر رکھا ہے جو ایک من یعنے دو سیر خریدار کے ہاتھ چار روپیہ کو بکتا ہے۔ راجہ کا کل حاصل ڈنڈ پر موقوف ہے۔ ذراسی تقصیر پر بہت روپیہ ڈنڈ میں لے لیتا ہے جس کسی کو کہ متمول اور صاحب جمعیت دیکھتا ہے بہانہ بناکے کل روپیہ اوس کا لے لیتا ہے۔ ہمہ جہت تخمیناً ایک لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے۔

حسن ابدال سے کشمیر تک جہانگیر نامہ سے بادشاہ آباد ۷۵ کوس کی مسافت تھی جسکو بادشاہ نے ۱۹ کوچ اور ۶ مقام کرکے ۲۵ روز میں طے کیا۔ دارالخلافہ آگرہ سے کشمیر تک تین سو چھتیس کوس مسافت ایک سو دو کوچ اور ترسیٹھ مقام میں طے کی خشکی کی راہ جو متعارف ہے تین سو چار اور آدہ کوس ہے۔

+ مسافت کشمیر

سہ شنبہ دوازدہم کو دلاور خان حسب الحکم راجہ کشتوار کو مسلسل حضور میں لایا راجہ کی شکل وجاہت سے خالی نہیں تھی کوشش اسکی اہل ہند کی روش پر تھی۔ برخلاف اور زمینداروں کے وہ دونو زبانیں ہندی و کشمیری جانتا تھا۔ وہ شہری معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ باوجود گناہ و تقصیر کے اگر وہ اپنے فرزندون کو بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کرے تو حبس و قید سے نجات پاے۔ اور آسودہ و فارغ البال زندگی بسر کرے اور نہیں تو ہندوستان کے کسی قلعہ میں حبس دوام میں رہے گا۔ راجہ نے عرض کیا کہ میں اہل وعیال و فرزندون کو بادشاہ کی ملازمت میں لاتا ہون امیدوار مرحمت شاہی ہون جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا۔

+ راجہ کشتواڑ کا بادشاہ کے پاس آنا

جہانگیر لکھتا ہے کہ کشمیر اقلیم چہارم میں ہے عرض اسکا خط استوا سے ۳۵ درجہ اور طول اسکا جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ۔ اس ملک میں قدیم سے راجہ حکومت کرتے تھے اونکی حکومت کی مدت چار ہزار سال ہے انکا حال اور اسامی تاریخ راجہ ترنگ میں کہ والد ماجد کے حکم سے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہے بہ تفصیل مرقوم ہے ۷۱۲ھ میں اس ملک نے نور اسلام سے روشنی پائی ہے۔ ۳۲ مسلمان بادشاہ ہوئے ۲۸۲ برس اس ملک کی حکومت کی سنہ ۹۹۴ھ میں والد ماجد نے اوسکو فتح کیا اور اس تاریخ سے ابتک ۳۵ سال ہوئے ہمارے قبضہ میں ملک کشمیر

گوتل بھولباس سے نیچے تک ۶۵ کوس جہانگیری ہے۔ عرض ہیں ۲۰ کوس سے زیادہ نہیں ہے اور دس
کوس سے کم نہیں ہے۔ شیخ ابو الفضل نے اکبر نامہ میں تخمیناً لکھا ہے کہ اس ملک کا طول دریائے کشن گنگا
سے نیچے تک ۱۲۰ کوس ہے اور عرض دس کوس سے کم اور پچیس کوس سے زیادہ نہیں ہے میں نے احتیاط اور
اعتماد کے لئے ایک معتمد کاروان جماعت کو مقرر فرمایا کہ طول و عرض کی پیمایش کریں تا کہ
قرار واقعی حقیقت لکھی جائے شیخ نے ۱۲۰ کروہ جہاں لکھے تھے وہ پیمایش میں ۶۷ کروہ
ہوئے یہ امر مقرر ہے کہ ہر ملک کی حد اس جا سے شروع ہوتی ہے کہ اس ملک کی زبان وہاں کے
باشندے بولتے ہوں۔ اسلئے بھولباس سے گیارہ کوس ہے کشن گنگا سے اِس طرف ہی کشمیر کی
سرحد مقرر ہوئی۔ اس حساب سے ۵۶ کروہ ہوتے ہیں اور عرض ہیں ۷ کروہ سے زیادہ فرق نہیں
معلوم ہوا۔ اور ہمارے زمانے کے عہد میں ہر کوس پانچہزار فرع ہے اور ہر فرع دو شرعی ذرع کا
ہے اور ہر فرع میں ۲۴ انگشت ہوتے ہیں اور جہاں کوس یا گز کا ذکر ہوتا ہے اس سے مراد
اسی معمولی گز اور کوس سے ہوتی ہے۔ شہر کا نام سری نگر ہے اور اوسکی آبادی کے اندر
دریا بہت گذرتا ہے اور اوس کے سرچشمہ کو ویرناگ کہتے ہیں وہ شہر سے چودہ کوس پر جنوب میں
واقع ہے میں نے اس چشمہ کے اوپر ایک عمارت اور باغ ترتیب دیا ہے۔ شہر میں چار پل سنگ و
چوب کے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہیں۔ آدمی اوپر سے آتے جاتے ہیں اس ملک کی اصطلاح میں پل کو
کدل کہتے ہیں۔ شہر میں ۷۹۵ھ میں ایک مسجد نہایت عالی سلطان سکندر نے بنائی تھی ایک مدت
کے بعد وہ جل گئی تو پھر اوسکو سلطان حسین نے بنایا۔ ابھی وہ تمام نہ ہوئی کہ وہ خود تمام ہو گیا۔
۹۰۹ھ میں ابراہیم ماگری وزیر سلطان حسین کے زمانہ میں تمام ہوئی حکام کشمیر کی سب سے زیادہ
عمدہ یادگار یہی مسجد ہے آدمی کی آمد و رفت اور غلہ و ہیمہ کی نقل و تحویل کشتی پر ہوتی ہے
شہر و پرگنوں میں ۵۷۰۰ کشتیاں ہیں ۷۴۰۰ ملاح کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اسکے دو حصے کئے
ہیں۔ بالائے آب کو امراج کہتے ہیں اور پایان آب کو کامراج ضبط و داد و ستد زر و سیم کی
رسم جزوی سی ہے سائر جہات و نقد و جنس کا حساب خروار شالی سے ہوتا ہے ہر خروار
۳ سیر وزن حال ہے کشمیری دو سیر کو ایک من کہتے ہیں چار من یعنی آٹھ سیر کو ایک ترک کہتے ہیں

ولایت کشمیر کی جمع ۳۰ لاکھ ۶۳ ہزار و پچاس خروار و یازدہ ترک ہے کہ بحساب نقدی ۷ کروڑ
۴۶ لاکھ ۷۰ ہزار دام ہوتے ہیں ضابطہ حال کے موافق وہ آٹھ ہزار و پانسو سوار کی جگہ ہے کشمیر میں درآمد
کی راہ متعدد ہے اگر کوئی شخص کشمیر کی بہار دیکھنی چاہے تو وہ منحصر راہ پگلی پر ہے اور راہیں اس موسم میں
برف سے بھری ہوتی ہیں بھمبر کی راہ نزدیک ہے۔ کشمیر کی تعریف و توصیف لکھنے کے لئے
دفتر چاہیے اسلئے اُسکے اوضاع اور خصوصیات کا مجمل بیان ہوتا ہے کشمیر ایک باغ ہے ہمیشہ
بہار یا قلعہ ہے آہنین حصار بادشاہوں کے لئے ایک گلشن عشرت افزا ہے درویشوں کے لئے
ایک خلوتکدہ دلکشا چمن خوش۔ آبشار دل کش۔ آبہائے رواں شرح و بیان سے زیادہ
اور چشمہ سار حساب و شمار سے باہر۔ جہانتک نظر جاتی ہے آب رواں و
سبزہ ہی نظر آتا ہے۔ گل سرخ و بنفشہ و نرگس خودرو و صحرا صحرا انواع گل و اقسام ریاحین اسقدر
زیادہ ہیں کہ شمار میں آئیں۔ بہار میں کوہ و دشت اقسام شگوفہ سے مالا مال در و دیوار اور صحن
و بام گھروں کے مشعل لالہ سے بزم افروز اور جلکہائے سطح و سہ برگہ کا کیا بیان ہو۔ کشمیر میں
لکڑی کے مکانات یک منزلہ اور دو منزلہ و سہ منزلہ و چہار منزلہ بناتے ہیں اور کوٹھوں کو خاک سے پُر
کرکے پیاز لالہ کو سال بسال لگاتے ہیں موسم بہار میں وہ کھلتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے
نادر العصر استاد منصور نے جو پھولوں کی تصویریں کھینچی ہیں وہ سو سے زیادہ ہیں۔
اقبالنامہ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ اس ملک کا محصول برنج و زعفران ہے
زیادہ تر آدمیوں کی غذا برنج گندہ یعنی بھات ہے۔ چنا وہاں اول سال خوب پیدا ہوتا ہے
لیکن اگر اُسکو دوسرے سال بوئیں تو چھوٹا اور کم حاصل ہوتا ہے اور پھر اگر تیسرے سال بوئیں
تو مونگ کی برابر پیدا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں یہاں بڑا گھوڑا اور گاؤ و گاومیش کمیاب تھے
تازہ طعام کھانے کا رواج بہت کم ہے جو صبح پکاتے ہیں وہ شام کو کھاتے ہیں جو شام کو
پکاتے ہیں وہ صبح کو کھاتے ہیں طعام میں نمک ڈالنے کا رواج اس قدر کم ہے کہ عورتوں اور
مردوں کے چہرہ میں نمک کا اثر نہیں ہے۔ عورت و مرد کا ملبوسات پشمینہ متعارف پٹو
ہے اس پٹو کو کشمیری کہتے ہیں کہ اگر ہم نہ پہنیں تو ہوا کا اثر جسم پر ایسا ہوتا ہے کہ کھانا نہیں ہضم

اوس پٹو کا ایک کرتہ عورتین تین چار سال تک پہنتی ہیں اور کبھی اوس کو دھلواتی نہین۔ پٹو کا کرتہ جو وہ پہنتی ہیں بدن پر میٹ میٹ کر اُتر جاتا ہے مگر اسپر کوئی شوب نہیں پڑتا۔ غرض اس کرتہ کو برہمنوں کے زنار کی طرح کبھی جدا نہیں کرتیں باوجودیکہ پانی کی یہ کثرت ہے کہ ہر محلہ مین نہر جاری ہے مگر عورت مرد بہت کم ایسے ہوتے ہین کہ غسل جنابت بھی کرین عورتوں کا لباس ایسا کثیف ہوتا ہے کہ جب اونکے وضیع و شریف کہیں جاتے ہوں اور کوئی آدمی تازہ وارد اونکے پہلو سے گذرے تو اوسکو بڑی نفرت ہوتی ہے اکثر جہانگیر کہا کرتا تہا کہ کشمیر میری قلمرو مین بہشت روے زمین ہے اور اکثر ہر سال کشمیر کی سیر کو جایا کرتا تہا۔ ایکدن کشمیر کے بازار مین گذر ہوا۔ ہاتھی پر سوار تہا۔ ہاتھی کے دونوطرف کشمیرنین کھڑی دعائین دیتی تہین اُنکی کپڑون کی بو بادشاہ کی ناک مین گئی جسّے اوسکو بڑی نفرت ہوئی پوچھا کہ یہ کاہے کی بو آتی ہے تو ایک گستاخ امیر نے جو بادشاہ پر مورچھل جھل رہا تھا عرض کیا کہ حضور کے بہشت روئے زمین کی حورون کی بو آتی ہے اگرچہ اس گل زمین کے آدمی جدت فہم و ذکا و جوہر شرارت سے آراستہ ہیں لیکن روز ازل سے اُنکی سرشت کا خمیر شرارت سے مخمر ہوا ہے کہ کشمیری بے پیری ضرب المثل خاص و عام ہے۔ جو تاریخ مین اُنکا حال پہلے زمانہ مین خاندان سلاطین کی نسبت اور آپسمین جو کچھ فساد و عناد کے شعلے اوٹھاتے تھے وہی زمانہ حال میں مشاہدہ میں آتا ہے اور جسکو اس طائفہ سے سروکار ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس گروہ میں شرارت و مروت و غیرت کسقدر ہے۔ مگر ہر قوم میں نیک و بد ہوتے ہیں بطریق ندرت انمیں بھی کوئی اچھا ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کشمیر کی تعریف مین ہجو ملیح کی ہے رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند ۔۔۔ بسے سال و مہ در سفر بودہ اند
بتعریف کشمیر و کشمیریان ۔۔۔ بہشتے پر از دوزخی دیدہ اند

کشمیری سر گھٹواتے ہیں اور گول پگڑی پہنتے ہین۔ ازار پہننا عیب جانتے ہین کرتہ دراز و فراخ سر سے پا تک پہنتے ہیں اور کمر باندھتے ہیں +

اقبال نامہ مین لکھا ہے بمر شہنشاہ اکبر کے عہد میں کشمیر کا حاکم مرزا حیدر تھا اوسکے زمانے میں اسپ کلان کی سواری نے اور بناے عمارت دل نشین نے اور اکثر وضع معقول نے شہر میں رواج پایا اشجار میوہ دار کے پیوند لگانے کا رواج نہ کشمیر مین تھا نہ ہندوستان مین محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر نے اکبر کے عہد میں اسکا رواج دیا اول کابل سے شاہ آلو کو منگا کر پیوند دیا تو یہان کی آب ہوا کے موافق وہ ہوا اس زمانہ سے اوسکا رواج پھیلا اور سال بسال کل بلاد ہندوستان مین اس پیوند سے میوون کی شادابی بڑھتی جاتی ہے لیکن اب تک آم کے درخت میں پیوند نہیں لگا۔

اس ملک کے آدمی سوداگر اور اہل حرفہ اکثر سُنی ہیں سپاہی شیعہ امامیہ ہیں ایک گروہ نور بخشی ہے جسکی نسبت مرزا حیدر نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ کشمیری تمام حنفی مذہب تھے فتح شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شمس الدین طالش عراق سے آیا اور اوسنے اپنے تئیں میر محمد نوربخش سے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف کو لایا۔ اس مذہب کا نام نوربخش رکھا اور طرح طرح کا کفر و زندقہ ظاہر کیا اور ایک کتاب فقہ کی جسکا نام حوطہ تھا اسکا رواج دیا وہ اہل سنت و جماعت و شیعہ کے کسی مذہب کے موافق نہ تھی جو آدمی یہ مذہب رکھتے وہ سب اصحاب ثلاثہ و حضرت عائشہ کو جو شعار روافض کا ہے تبرا بھیجنا لازم جانتے ہیں۔ اور شیعہ کے عقیدہ کے برخلاف میر سید نوربخش کو صاحب الزمان و مہدی موعود جانتے ہیں اور شیعہ کے بالعکس وہ اکابر اولیاء کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سنی مذہب سمجھتے ہین۔ کل عبادات و معاملات میں اس قبیل کے تصرفات کئے ہیں کہ تفرقہ عظیم ہو گیا ہے اور اپنے مذہب کو نوربخشی کہتے ہیں ان اوراق کے مسودے (مرزا حیدر) نے بدخشان میں اوسکے مشائخین کی جماعت کو دیکھا ہے وہ درس علوم میں میرے ساتھ شریک تھی سب شریعت ظاہری سے آراستہ سنن نبوی سے پیراستہ تھے بالتمام اہل سنت و جماعت سے موافق و متفق تھے چنانچہ امیر سید محمد نوربخش کے بیٹوں مین سے ایک نے مجھے ایک رسالہ اسکا دکھایا۔ ایک بات اسمین خوب لکھی تھی کہ سلاطین و امرا و جہال گمان کہتے ہیں کہ سلطنت صوری طہارت و تقوی

کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہ محض غلط ہے اسواسطے کہ اعظم انبیا و رسل باوجود نبوت کے سلطنت کرتے تھے اور اسمیں انہون نے مساعی محمود کئیں مثل یوسف و سلیمان و داؤد و موسیٰ و آنحضرت رسالت پناہ مقصود یہ ہے کہ کشمیر کے فرقہ مذہب نوربخشی کے برخلاف وہ تھے اور بعض اہل سنت و جماعت کے موافق فقیر نے کتاب احوط جو اسوقت کشمیر مین مشہور تھی ہندوستان کے علما پاس بھیجا اونہون نے اس کتاب کی پشت پر یہ فتویٰ لکھا +

فتویٰ علماے ہندوستان بر کتاب احوط نوربخشیہ

یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ہِیَ اس کتاب کو بہت تعمق سے مطالعہ کیا گیا تو اوسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ صاحب اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا سنت مشہورہ سے اجتناب قبول کیا تھا وہ اہل سنت و جماعت کا عقید نہ تھا اور دعویٰ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَیْنِ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلًا فِی الْفُرُوْعِ سُنَنَ الشَّرِیْعَۃِ اَعْمَلُ بِہٖ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِہٖ مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ وَّنُقْصَانٍ وَّثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ مِنْ بَیْنِ ہٰؤُلَاءِ الْاُمَمِ وَکَافَّۃِ اَہْلِ الْعَالَمِ بِالْیَقِیْنِ۔ کاذب تھا اور زندقہ و سفسطہ کے مذہب کا مائل۔ اس قسم کی کتاب کا مٹا دینا اور عالم سے اسکا معدوم کرنا ان آدمیون پر جو اسپر قادر ہون موجبات و فرائض سے ہے اور اس مذہب کا قلع و قمع ضروریات دین سے اور اس دین کے عاملون کا اور اس مذہب کے معتقدون کا اور اس کتاب کا قلع و قمع فرض ہے جو اس مذہب کے مقر ہون اور مذہب باطل سے نہ پھرین تو اونکے شر کا مسلمانون کے سر سے دفع کرنا سیاست و قتل کے ساتھ واجب ہے اور اگر وہ تائب ہون اور اس مذہب کو ترک کرین تو اونکو حکم دیں کہ مذہب حضرت ابی حنیفہ کہ جنکی شان میں حضرت رسالت پناہ نے سراج الٰہی فرمایا ہے قبول کرین جب یہ نوشتہ میرے پاس پہنچا تو مردم کشمیر مذہب میں ارتداد کی طرف میل رکھتے تھے بن طوعاً و کرہاً مذہب حق میں اونکو لایا۔ اور بہت آدمیون کو قتل کیا۔ ایک جماعت نے تصوف میں بنا دلی اور اپنا نام صوفی رکھا لیکن نہ وہ صوفی صافی ہیں نہ زندیقی بلکہ ملحدی مذہب رکھتے ہین چند آدمیون

گمراہ کرتے ہین حرام وحلال کی مطلق خبر نہیں ملتے بسبب بیداری و کم خوری کو تقویٰ و
طہارت جانتے ہیں جو کچھہ ہاتھہ لگے وہ کھاجاتے ہیں اور لے لیتے اور شرہ و حرص
بہت رکھتے ہیں اور ہمیشہ خوابون کی تعبیر دیتے ہیں اور اپنی کرامات کا اظہار اس طرح
کرتے ہیں کہ اس سال مین یہ ہوگا اور وہ ہوگا ۔ مغیبات آیندہ وگذشتہ کے اخبار مین
مشغول رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں اور اس رسوائی سے چلے بیٹھے ہیں
اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم ومکروہ جانتے ہین اور بے شریعت راہ طریقت پر چلتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ اہل طریقت کو شریعت سے کچھہ کام نہین غرض اس طرح کے ملاحدہ وزنادقہ
ادہر کم دیکھنے مین نہیں آتے جیسا ذکر کیا نعوذ باللہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالیٰ کل اہل اسلام کو اس
نوع کی آفات وبلیات سے اپنی عصمت کی پناہ میں مصؤن ومحفوظ رکھے بحق محمد واٰلہ اسکے
پہلے کشمیر میں کافرون کا فرقۂ آفتاب پرست تھا جسکو شماسین کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے
ہستی نور ہے ۔ آفتاب ہماری عقیدت کی صفائی کے سبب ہے ۔ اور ہمارا وجود اوس کے
نورانیت کی وجہ سے ہے اگر ہم اپنے عقیدت کو مکدر کرین توآفتاب کا وجود نہ رہے اور
اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اٹھالے تو پھر ہستی نہ رہے ہم اوسکے ساتھہ موجود ہین اسکا
وجود ہمارے بغیر نہیں ہے اور ہمارا وجود اس کے بغیر نہیں ہے جسوقت وہ ہوتاہے تو ہمارا
احوال اوسپر ظاہر ہوتا ہے ہم کو سوا نیک کام کے اور کار روا نہیں ہے جب رات ہوتی ہے وہ
ہم کو نہیں دیکھتا اور ہمارے حال سے واقف نہیں ہوتا جو چاہیں کریں اوسپر مواخذہ نہیں ہوتا
فرقۂ شماسین نے بموجب لقب تنزل من السماء شمس الدین لقب رکھاہے مردم کشمیر نے
اوسکو غلط کرکے مخفف کیاہے اور شمس الدین کا شماس بنایا ہے مؤلف صاحب گذشتہ کی
تحقیق یہ ہے کہ اس ملک کی کل رعایا حنفی مذہب ہے اور اوسکے اکثر سپاہی شیعہ ہیں اور یہان کے
اکثر نوربخشی ہیں اور تبت کو ملک کے بادشاہ کو کہ کشمیر کے ہمسایہ میں ہے کشمیر کے سپاہیون کی
محافظت وآمیزش سے توقع میں ایسا غلو ہے کہ اگر کوئی بیگانہ وہان شہر مین وارد ہو وہ جب تک
بھیجے تو شہر مین رہنے دیتے ہیں ــــــــ ایک فقیر وبکا طائفہ ہے اوسکو ریشی کہتے ہیں

اگرچہ علم و معرفت نہین رکھتے لیکن بے صاختگی و ظاہر آرائی سے زندگی بسر کرتے ہین وہ کسی کو برا نہین کہتے - زبان خواہش و پائے طلب کو کوتاہ رکھتے ہین گوشت نہین کھاتے اور عورت نہین کرتے اور جنگلون مین میوہ دار درخت اس نیت سے لگاتے ہین کہ آدمی اون سے بہرہ ور ہون - اور خود اوسے متمتع نہین ہوتے - قریب دو ہزار کے ایسے آدمی ہونگے - برہمنون کی ایک جماعت جو قدیم سے اس ملک مین رہتی تھی اور اب بھی رہتی ہے تمام کشمیریون میں انکے اور مسلمانون کے تکلم مین تمیز نہین ہو سکتی لیکن اونکی کتابین زبان سنسکرت مین ہیں وہ اونکو پڑہتے ہین اور جو بت پرستی کی شرائط ہین اونکو ادا کرتے ہیں - بت خانے جو ظہور اسلام سے پہلے بنے ہوئے ہین سب جا ہیں اور اونکی عمارتین سنگین ہیں بنیاد سے لیکر چھت تک تیس تیس چالیس چالیس من کے پتھر لگے ہوئے ہین شہر کے متصل ایک کوہچہ ہے اوس کو کوہ ماران یا ہری پربت کہتے ہین سمت شرقی مین کوہ ڈل ہے جہان والد ماجد نے ایک قلعہ سنگ و آہک کا بنوایا تھا جو اب بن کر تیار ہو گیا ہے - مین نے یہان ایک باغ لگایا جس کا نور افزا نام رکھا -

شاہزادہ شجاع کھیلتے کھیلتے ایک دریچہ سے سر کے بل گرا - اتفاق کی بات ہے کہ پلاس و نمدون کے فرش لپیٹے ہوئے دیوار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور فراش اونکے متصل بیٹھا تھا شہزادہ کا سر پلاس پر لگا اور پانون فراش کی پیٹھ اور کندھے پر زمین سے لگے - ہر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت - جوتک رائے جوتشی نے پہلے لکھ دیا تھا کہ شہزادہ پر تین چار مہینے سخت ہیں وہ کسی مرتفع جا سے گرے مگر اوسکی حیات پر کوئی آسیب نہ پہونچے -

جب محصول کی اوگاہی کا وقت آیا مہابت خان نے لشکر متعین کیا کہ کوہستان مین جا کر افغانون کی زراعت کو کھائین اور تاخت و تاراج و مار دھاڑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین جب لشکر شاہی پائے کوتل میں آیا تو سر کوتل پر ہجوم کرکے اوس کو مستحکم کیا - جلال خان جو مرد کار دیدہ و بہت محنت کشیدہ تھا اوس نے صلاح وقت اس مین دیکھی کہ دو تین روز توقف کیا جائے - افغان جو چند روز کا آذوقہ پیٹھ پر لاد کے لائے ہین وہ ختم ہو جائیگا

ار خدا نخواستہ ویران ہو جائینگے اس وقت سہولیت کے ساتھہ ہمارے آدمی اس گریوہ دشوار سے گذر ینگے اور جب ہم اس کوتل سے گذر جائین گے تو افغان کچھہ نہیں کر سکین گے اور ہم اونکو خوب مالش دینگے - مگر عزت خان ایک شعلہ تھا رزم افروز اور برق تھی خرمن سوز اسنے جلال خان کی صوابدید پر کچھہ خیال نہ کیا - برہنہ چند سادات بارھہ کو لیکر چلا - افغانون نے جو کثرت سے تھے اوسے گھیر لیا اور اوس کو مع رفقا کے ہلاک کیا - افغانون نے پہاڑ ون کی چوٹیون پر سے پتھر اور تیر مار کر کے بادشاہی جوانون کو مارا اور اس لڑائی مین جلال خان مسعود اور بعض اور سردار مارے گئے - سپاہ شاہی کو یہ صدمہ پہونچا - مہابت خان نے تازہ فوج روانہ کی - تھانونکو از سر نو مستحکم کیا اور افغانون کو خوب مارا دھاڑا -

۲۷ شہریور روز جمعہ کو جہانگیر ویرناگ کے سرچشمہ دریائے بھت کی سیر کو سوار ہوا - پانچ کوس کشتی مین گیا - موضع پان پور کے باہر اُترا اس روز بادشاہ پاس کشتوار سے یہ ناخوش خبر آئی کہ جب دلاور خان کشتوار کو فتح کر کے بادشاہ پاس آیا تو اوسنے نصر اللہ عرب کو اور چند منصبداروں کو وہان کی محافظت کے لئے مقرر کیا تھا - اس عرب نے اپنی راے مین دو خطائین کین ایک یہ کہ وہان کے زمینداروں اور رعایا کو تنگ کیا اور نا ملائم سلوک کیا -
دوم جو جماعت اوسکی کمک کے لئے مقرر تھی اوسنے اپنے اضافہ منصب کی طمع میں رخصت طلب کی کہ بادشاہ پاس جاکر اپنا مقصد حاصل کریں - اوس نے اکثر آدمیون کو رخصت دیدی اسلئے جمعیت اسکی کم ہو گئی - زمیندار اسے جلے ہوئے شورش کی گھات مین بیٹھے تھے اونہون نے اطراف سے ہجوم کر کے پل کو جس پر کہ عبور لشکر و کمک منحصر تھی جلا دیا اور فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکایا - نصر اللہ نے دو تین روز متحصن ہو کر ہزار جانفشانی سے اپنی حفاظت کی مگر آذوقہ پاس نہ تھا اور راہ بند تھی - اپنا مرنا ٹھان کر مردانہ دشمنون سے لڑا اور جان دیدی جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو اوسنے جلال خان پسر دلاور خان کو سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا اور راجہ سنگرام زمیندار جمو کو حکم دیا کہ وہ جمو کی راہ جائے امید ہے کہ دشمنون کو جلد اپنے کام کی سزا ملے -

دوشنبہ ۵ محرم کو فتح کانگڑہ کا مژدہ بادشاہ نے سُنا جسکا حال بادشاہ یہ لکھتا ہے کہ کانگڑہ ایک قدیمی قلعہ شمال رویہ لاہور کے کوہستان میں واقع ہے ابتدا سے استحکام و دشوار کشائی و متانت و محکمی میں معروف و مشہور ہے۔ ولایت پنجاب کے زمینداروں کا اعتقاد ہے کہ یہ قلعہ کسی غیر قوم کے ہاتھ میں نہیں گیا اور کسی بیگانہ نے اسپر غلبہ نہیں پایا اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ اس زمانہ سے کہ ہندوستان میں صیت اسلام و آوازہ دین مستقیم محمدی بلند ہوا سلاطین والا شکوہ میں سے کسی کو فتح کرنا نصیب نہ ہوا۔ سلطان فیروز شاہ اس قلعہ کی تسخیر میں مصروف ہوا اور مدتوں تک محاصرہ رکھا مگر جب اُسکو معلوم ہوا کہ قلعہ کا استحکام اس حد پر ہے کہ جب تک اہل قلعہ کے پاس قلعہ داری کا سامان اور آذوقہ ہے اوسکی تسخیر میں ظفر نہیں حاصل ہو سکتی۔ باوجود شوکت و استعداد کام و ناکام فقط راجہ کی ملازمت کرنے سے خوش ہو گیا اور محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔

جب میں تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام غزاؤں میں کہ اپنے ذمہ لازم جانتا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھی اول بیٹے مرتضےٰ کو ایک بہادر فوج کے ساتھ اس قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ مرگیا۔ بعد ازاں جوہر مل (جو ہڑمل) پسر راجہ باسو نے اس خدمت کا تعہد کیا اوسکو لشکر کا سردار بنا کے بھیجا مگر اوس نے بدی و بغی و کافر نعمتی کی جس سے تفرقہ عظیم نے لشکر میں راہ پائی اور تسخیر قلعہ میں توقف ہوا لیکن تھوڑی مدت میں وہ مرگیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان دنوں شاہزادہ خرم نے اس خدمت کا تعہد کیا اور اپنے ملازم سندر رائے رایان کو بہت سامان دیکے بھیجا اور بہت سے امراے شاہی کو اوسکی کمک کے لئے اجازت ملی۔ سندر نے زمینداروں میں سے ایک پر فوج بھیجکر لڑائی شروع کی اور احتیاط کچھ نہیں کی بغیر اسکے کہ راہ برآمد کو استحکام دے اور سرکوبوں پر قبضہ کرے پہاڑوں کی تنگنایوں میں آ کر بے صرفہ جنگ کی جسکے سبب بعض نامی سرداروں کی جانیں گئیں۔ ۲۴ شوال ۱۰۲۹ کو لشکر نے دور قلعہ کو گھیر لیا مورچلوں کو قسمت کیا۔ داخل و مخارج قلعہ کو نظر احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ آذوقہ کی آمد و شد کی راہ کو مسدود کیا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ کو تنگ کیا جب اُن پاس وہ غلہ جو غذا بن سکے نہ رہا تو اونہوں نے اور خشک غلے کھائیں

جوش دیکھ کھائے جس سے اونکی نوبت ہلاکت پر آئی اور کسی راہ سے امید نجات نہ رہی تو ناگزیر امان مانگ کر قلعہ کو حوالہ کیا۔ دوشنبہ غرہ محرم ۱۳ سنہ میں یہ فتح ایسی حاصل ہوئی کہ پہلے کسی بادشاہ کو نہیں ہوئی۔

۲۷ مہر الٰہی روز دوشنبہ کو بادشاہ ہندوستان کی طرف چلا۔ زعفران کے پھول کھل رہے تھے۔ بادشاہ سواد شہر سے کوچ کرکے موضع پنپر (پام پور) میں آیا۔ تمام ملک کشمیر میں سوا اس گانوں کے کہیں زعفران نہیں ہوتا۔ یہاں جہانتک نظر جاتی تھی پھول کھلے ہوئے تھے اوسکی نسیم دماغوں کو معطر کرتی تھی۔ زعفران کا منہ زمین سے پیوستہ ہوتا ہے اسکے پھول کی پانچ پتیاں بنفشہ رنگ کی ہوتی ہیں اور گل چنبیہ کی برابر ہوتا ہے اسکے درمیان میں تین شاخیں زعفران کی ہوتی ہیں یہ معمولی سالوں میں ۴۰۰ من یعنی ۳۲۰۰ خراسانی من پیدا ہوتا ہے نصف حصہ خالصہ یعنی بادشاہ کا حصہ ہوتا ہے اور نصف حصہ رعایا کا۔ ایک سیر دس روپیہ کو خرید و فروخت ہوتا ہے کبھی کبھی یہ نرخ کم و زیادہ ہوتا ہے یہ دستور ہے کہ گل زعفران کو تول کر کاریگر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور زعفران اسمیں سے نکال لیتے ہیں اس کا وزن پھولوں کی چوتھائی وزن کی برابر ہوتا ہے۔ وہ اسکو بادشاہی ملازموں کو دیتے ہیں اور اپنی اجرت میں اُتنے زعفران کے وزن کی برابر نمک لیتے ہیں کاشمیر میں نمک نہیں ہوتا۔ ہندوستان سے لیجاتے ہیں۔

بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ کشمیر سے انتہاء کوہستان تک ہر منزل میں بادشاہ اور اوسکے اہل حرم کے لئے ایک عمارت عالیشان تیار کی جائے کہ سرما اور برف میں خیموں میں گذارا نہیں ہوسکتا تھا معماران چابکدست اور کارداران باوقوف نے مصالح کی گردآوری اور اونکی تیاری میں سعی کی۔ یہ عمارات تھوڑے دنوں میں تیار ہوگئیں۔ بادشاہ نے ایک باغ بنوایا تھا اسمیں ایک تصویر خانہ بنوایا جسمیں سب سے اوپر شبیہ بادشاہ کے دادا اور باپ کی تھی پھر خود شاہ کی اور اوسکے مقابل شاہ عباس کی پھر اوسکے بعد مرزا کامران و مرزا محمد حکیم و شاہ مراد و سلطان دانیال اور دوسرے درجہ میں امرا اور بندہائے خاص کی شبیہ درخانہ

باہر اطراف میں منازل راہ کشمیر کی اس ترتیب کہ آمد و شد ہوئی اور اوسکی تاریخ مجلس شاہان سلیمان حشم تھی ہیرا پور سے کرم کالہ تک راہ دو زمینداروں جہدی نایک و حسین نایک کے قبضہ مین ہے یہ دو نو بھائی اگرچہ بظاہر مدارا رکھتے ہیں لیکن باطن مین نہایت عداوت +

پنجشنبہ ہفتم کو موضع ٹھٹہ مین بادشاہ آیا - اس منزل سے آگے ہوا اور زبان و لباس وحیوانات اور مخصوصات ولایت گرمسیر میں بڑا تفاوت معلوم ہوتا ہے یہان کے آدمی فارسی اور ہندی دونو زبانین بولتے ہیں اصل زبان اونکی ہندی ہے - قرب جوار کے سبب سے کشمیری زبان بھی سیکھ لی ہے غرض یہان سے ہند مین داخلہ شروع ہوتا ہے - یہان کی عورتین پشمینہ کا لباس نہیں پہنتین - ہند کی عورتوں کی طرح لباس اور ناک مین نتھہ پہنتی ہیں - روز جمعہ ہشتم راجوری میں محل نزول ہوا - پہلے زمانہ مین یہان کے باشندے ہندو تھے - یہان کے زمینداروں کو راجہ کہتے تھے سلطان فیروز نے اونکو مسلمان کیا مگر باوجود اسکے وہ اپنے تئیں راجہ ہی کہتے تھے اور ہندو پنے کی رسمیں انمیں جاری تھیں جیسے کہ ہندؤن کی عورتیں اپنے مردہ خاوندون کے ساتھ ستی ہو جاتی تھین یہان عورتین اپنے مردہ خاوندون کے ساتھ قبر میں زندہ دفن ہوتی تھین سوا اسکے بے بضاعت آدمی اپنی لڑکیون کا دم گھونٹ کر مار ڈالتے تھے اور ہندؤن سے پیوند خویشی کرتے تھے - لڑکی دیتے تھے اور لیتے تھے - لینا تو خوب تھا مگر دینا نعوذ باللہ - بادشاہ نے فرمان دیا کہ پھر یہ باتیں نہونی پائیں اور جو کوئی ان کاموں کا مرتکب ہو اسکی سیاست کی جائے -

سپہ سالار خان خانان اور تمام دولتخواہون کی عرائض سے معلوم ہوا عنبر نے پھر سر اوٹھایا اور اس سبب سے کہ بادشاہ ولایت دور دست میں چلا گیا ہے وہ عہد و پیمان جو بادشاہ سے کئے تھے توڑ ڈالے اور بادشاہی ملک پر دست درازی کی - خانخانان نے خزانہ مانگا تھا اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ بیس لاکھ روپیہ آگرہ سے متصدی بھیجدین - اسکے سامنے یہ خبر بھی آئی کہ تھانون کو اوٹھا چھوڑ کر داراب خان پاس جمع ہوئے ہیں اور بارگی (مرہٹے) لشکر شاہی کے گرد صف بستہ پھرتے ہیں خنجر خان احمد نگر میں متحصن ہوا

دو تین دفعہ دکنیون سے لڑا اور ہر بار دکنیون کو شکست دی - اور داراب خان دکنیون کی
بنگاہ پر چھاپہ مارکر فتحیاب ہوا اور بنگاہ کو لوٹکر اپنے لشکرگاہ مین آیا لشکر مین غلہ کی بڑی عسرت
تھی اسلئے وہ گریوہ دھنگرہ سے پایان گھاٹ مین آئے کہ غلہ سہولیت سے حاصل ہو
تاکہ زیربالاپور مین لشکر آیا - یہان بھی دشمنون نے پیچھا نہ چھوڑا - راجہ نرسنگہ دیو نے غنیم
پر حملہ کیا اور بہت آدمیونکو قتل کیا حبشی منصور کو زندہ گرفتار کرکے قتل کیا - بادشاہ کشمیر میں
سیر وشکار مین مصروف تھا +

مقصد یان ممالک جنوبی کی متواتر عرائض آئین کہ بادشاہ مرکز خلافت سے زیادہ دور ہوگیا
ہے - دکن کے دنیاداروں نے نقض عہد کیا اور فتنہ و فساد اوٹھایا اور اپنی حد سے
پانوں باہر رکھکر احمدنگر و برار کے مقامات پر متصرف ہوئے ہیں چنانچہ مکرر عرائض آئین کہ اب
دکنیون کا مدار کار تاخت و تاراج و آگ لگانے اور زراعت کے ضایع کرنے پر ہے -
اول مرتبہ یہ ہے کہ حضور نے ممالک جنوبی کی تسخیر کے لئے سفر کیا تھا اور شاہزادہ خرم کو سرداری لشکر
پر سرفراز کیا تھا جب برہانپور مین وہ آیا تو گریزت و حیلہ سازی سے کہ اونکی ذات فتنہ سر
کو لازم ہے اوسکو شفیع بنا کے ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا تھا اور پیش کش مین نقد و جنس
بادشاہ پاس بھیجا تھا اور تعہد کیا تھا کہ بعد اسکے سر رشتہ بندگی کو ہاتھ سے نہ دیں گے
اور حد ادب سے پاؤن باہر نہ رکھینگے اسکا بیان پہلے ہو چکا ہے شاہ کے کہنے سے قلعہ
شادی آباد مندو میں بادشاہ نے قیام کیا اور اوسکی استشفاع سے اونکی تضرع و زاری پر
خیال کرکے اونکی بخشایش کی اب وہان نقض عہد کرکے شہرہ بشی کی اور شیوہ اطاعت و
بندگی سے انحراف کیا اسلئے بادشاہ نے پہر شاہجہان کو سپاہ کی سرکردگی پر تعین کیا - لیکن
مہم کانگڑہ اسکے سپرد تھی اور اکثر کارآمدنی آدمی اس خدمت میں بھیجے گئے تھے اسلئے اس کام
مین چند روز التوا ہوا اب ان دنون میں عرائض پے در پے آئین کہ غنیم قوی ہوگیا ہے
ساٹھہ ہزار سوار اوس پاس جمع ہیں زیادہ تر ملک بادشاہی پر متصرف ہوگیا ہے اور ہر جگہ
سے تھانہ کو اوٹھاکر ہکر مین جمع ہوئے ہیں تین مہینے سے مخالفون سے رزم و پیکار ہورہا ہے

حالات دکن شاہجہان کا دکن میں جانا +

تین بڑی لڑائیان ہوئین ہر دفعہ بادشاہی لشکر کو غلبہ ہا لیکن کسی راہ سے غلہ و آذوقہ لشکر مین نہ پہنچ سکا اور لشکرگاہ کے گرد تاخت و تاراج دشمن مصروف رہا عسرت غلہ کی کوئی انتہا باقی نہین رہی ہی - چارپائے مر گئے یا دبلے ہو گئے - ناگزیر بالاگھاٹ سے اُترکر بالاپور مین توقف کیا تو دشمن تعاقب مین اور دلیر ہو کر حوالی بالاپور مین آیا - قزاقی اور بگی گری مین مشغول ہوا بادشاہی چھہ سات ہزار سوار تھے - جنگ عظیم ہوئی اور اونکا بنگاہ تاراج ہوا بہت سے قتل و اسیر ہوئے لیکن جب لشکر شاہی پھرا تو پھر دشمنون نے اطراف سے لشکر شاہی پر ہجوم کیا اور لڑتے ہوئے لشکر شاہی پر آگئے - جانبین سے قریب ایک ہزار آدمیون کے قتل ہوئے - اس حملہ کے بعد بالاپور مین چار مہینے توقف ہوا جب عسرت غلہ نہایت کو پہنچی تو صلاح توقف مین نہ دیکھی - برہان پور مین لشکر شاہی آیا لشکر کے پیچھے دشمن آئے - برہانپور کا انہون نے محاصرہ کیا چھہ مہینہ تک برہانپور کو وہ گھیرے رہے اور برار اور خاندیس کے اکثر حصہ پر وہ متصرف ہوئے اور محصول کو تحصیل کیا - لشکر نے بہت محنت و تکلیف اوٹھائی تھی چوپایون مین جان نہ تھی لشکر شاہی شہر سے باہر نکل کر دشمنون کو تنبیہ نہیں کر سکتا - اور اس سبب سے دشمن کا غرور اور پندار بڑھتا جاتا تھا - اس حال مین بادشاہ آگرہ مین آگیا اور کانگڑہ فتح ہو گیا - چہارم دی مہینے کو شاہجہان کو دکن رخصت کیا - بادشاہ نے حکم دیدیا کہ ملک دکن کی تسخیر کے بعد وہ دو کروڑ دام ولایت مفتوحہ سے اپنے انعام مین لے کر متصرف ہو - ۶۵۰ منصبدار - ایک ہزار احدی و ایک ہزار برق انداز رومی اور ایک ہزار توپچی پیادے و توپخانے و ہاتھی سوار اٹھتیس ہزار سوارون کے جو اسکے ساتھ تھے اوسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے اور ایک کروڑ روپیہ مدد خرچ کے لئے مقرر ہوا - اس اثنا مین بادشاہ نے دارالخلافہ کی طرف کوچ کیا - بادشاہ نے یہ سفر دارالسلطنت لاہور سے دارالخلافہ آگرہ تک دو ماہ دس روز مین ۴۹ کوچون اور ۱۲ مقامون مین ختم کیا - ہر روز شکار کھیلا -

روز دوشنبہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۰۳۰ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۲۱ء کو نوروز ہوا -

ایک عجیب واقعہ ہے کہ پرگنہ جالندہر کے ایک موضع مین صبح کے وقت مشرق کی جانب مین ایک غوغا عظیم و مہیب ایسا اٹھا کہ قریب تھا لوگون کی جان نکل جائے اس شور و شغب مین

آسمان پر سے ایک ٹکڑی زمین پر آئی خلقت کو یہ گمان ہوا کہ آسمان سے آگ برستی ہے تھوڑا
لحظہ کے یہ شورش موقوف ہوئی اور لوگوں کا ہول گیا۔ اس قطعہ زمین پر محمد سعید عامل پرگنہ گ
اور وہان دیکھا کہ بارہ گز زمین طول اور عرض مین اس قدر جل گئی تھی کہ سبزہ و گیاہ کا نشا
باقی نہیں رہا تھا مگر حرارت و تفسیدگی ہنوز باقی تھی۔ اوسنے اس زمین کو کھدوایا جسقدر او
زیادہ کھودتے تھے اوسی قدر حرارت اور تپش زیادہ ظاہر ہوتی تھی یہانتک کہ ایک پارچہ آہن
نمودار ہوا۔ وہ اتنا گرم تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی آگ کی بھٹی سے نکلا ہے کچھہ دیر کے
ٹھنڈا ہوا وہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا گیا۔ بادشاہ نے اوسے تلوایا تو ۱۴۰ تولہ وزن مین ہوا
داؤد کو حکم ہوا کہ اسکی شمشیر و خنجر و کارد بنا کر لائے۔ اوسنے عرض کیا کہ وہ پتک (ہتوڑے)
نیچے نہیں ٹھیرتا۔ ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے تو بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ اس مین اور قسم کا لوہا ملا
عمل کر اوسنے تین حصے آہن برق اور ایک حصہ اور لوہا ملایا اور دو شمشیر اور ایک کارد اور ایک
خنجر بنا کے لایا شمشیر یمانی کی طرح یہ شمشیر خم ہوتی تھی اور اصل شمشیرون کی برابر کاٹ کرتی
شعلہ برق شاہی اوسکی تاریخ ہوئی۔ بعض آدمیون کا گمان یہ ہے کہ داؤد نے کسی اور
کی یہ چیزین بنا دین +

خبر آئی کہ دکنیون کی فوج نے دریاے نربدا سے عبور کیا اور ملک مالوہ میں داخل ہوئی
تاخت و تاراج کی خرابی پھیلائی۔ اونھون نے سنا کہ شاہجہان کی سپاہ قریب آگئی ہے اور اوسنے خواجہ
کو پانچہزار سوارون کے ساتھہ اونکی تنبیہ کے لیے بطریق ہراول بھیجا ہے تو وہ بھاگ گئے۔ ابو الحسن
باشندہ کوب اونکے تعاقب مین دریاے نربدا سے پار گیا اور بادشاہی آدمیون کے ہاتھہ غنیمت
قیدی زیادہ ہاتھہ لگے۔ جہانگیر نے شاہجہان کو چوبیس برس کے عمر جشن وزن سالگرہ میں
بہ تکلف شراب پلائی تھی جیسے کہ بابر بادشاہ نے رانا سانگا کی لڑائی مین شراب اور منہیات
توبہ کی تھی اسطرح شاہجہان نے اکتیسوین سال کی عمر میں دکن کی فتح کے لئے خدا سے
کہ پھر وہ شراب سے لب آلودہ نہ ہوگا اور اوسنے شراب کے ظروف طلائی توڑ ڈالے اور اونکو مست
کو دیدیا اور آب چنبل مین جسکے کنارہ پر وہ اترا ہوا تھا شراب کو ڈلوا دیا +

حبذا شاہے کہ در عہد شباب　　شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب

اگر سلاطین سلف کے حال دیکھئے تو تعجب ہوتا ہے کہ شاہجہان نے باوجود نشۂ جوانی و دریافت کامرانی و دستگاہ عیش و خمار روز جزا کے اندیشہ سے سرمایہ نقد نشاط کو چھوڑ دیا

اب شاہجہان کا خیمہ شادی آباد کے قلعہ مانڈو مین آیا۔ خانخانان و داراب خان اور سپہ سالاران دکھن کی عرضداشت آئی کہ دکھن کی سپاہ ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے اور اوسکے سردار عمدہ ہیں اور وہ برہان پور کے حوالی میں بطریق محاصرہ پھر رہی ہے اس عرضداشت پر بعض مقربون نے عرض کیا کہ اکثر کمکی اور جمعیت بادشاہی اور مردم سرکاری سرانجام سفر کے لئے پیچھے رہ گئے ہیں حوالی قلعہ میں چند روز دریا کے اس طرف توقف کرنا چاہئے لیکن شاہجہان نے کچھ نہ سنا اور سولہ ہزار سوار جو اس پاس حاضر تھے اُن کو لیکر آب نربدہ سے عبور کیا اور دریا کے کنارہ پر عبد اللہ خان جو عمدہ کمکی تھا دو ہزار سوارون کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا شاہجہان نے فوج بندی کی ترتیب دی عبد اللہ خان کو اور دلاورون کے ساتھ ہراول بنایا اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابو الحسن کو جرنغار قرار دیا۔ دریا کے کنارہ سے برہان پور تک چار روز کی راہ ہے اور دکھنیون کی ایک تاخت سے زیادہ نہیں ہے شب خون کے لئے احتیاط کی گئی جب لشکر شاہی برہان پور کے قریب آیا تو خانخانان و داراب خان اور منصبداران متعینان شاہجہان کی خدمت میں آئے اور اونھون نے عرض کیا کہ باوجود لشکر کے جانے کے دکنی پانچ چار کوس برہان پور سے پھیلے ہوئے ہیں اور شوخیان کرتے ہیں صلاح دولت یہ ہے کہ غنیم زیادہ قوی ہوگیا ہے اور اوسکی کومکی فوجیں آگئی ہیں برسات میں دو مہینے باقی ہیں فی الحال فوج دکھن کو آگے سے ہٹا کر اور آب پورنا سے پار ہو کر اطراف کی فوجوں کے جمع ہونے تک اور تین مہینے برسات کی مدت گذرنے تک آب پورنا پر کہ برہان پور سے دو پندرہ کوس ہے چھاونی ڈال کر توقف کرنا چاہیے جب بارش کی تخفیف ہو تو مخالفون کے ملک میں

داخل ہو کر اونکی تنبیہ کرنی چاہیئے شاہجہان نے اسکا جواب دیا کہ تمہارے نزدیک جو نیک صلاح تھی وہ تمنے عرض کی ہم جس بات کو نیک جانینگے اُسپر عمل کرینگے۔ اِس کے بعد بخشیون اور دیوانون کو حکم دیا کہ ان منصبداروں کو جنکی جاگیرین دکنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہیں اور وہ متعین آدمی کہ دو روست جاگیر رکھتے ہین از روئے سر رشتہ دفتر بغیر اسکے کہ متصدیون کی مطلوبہ اسناد تیار ہون اور اونکی طرف رجوع کی جائے اُنکو خزانہ سے جو ہمراہ ہے اور جہان زر سرکار ہو وہان واقف کار سزاول مقرر کرکے ارباب طلب کو شش ماہہ تنخواہ دیدیں اور محصلون کو متعین کرین کہ اسب و باربردار و یراق جس پاس نہ ہو وہ اس کو خریدکر کے موجود کرے خود بدولت عشاء کی نماز تک سپاہ کی حال کی پرداخت مین متوجہ رہے تین روز مین چالیس لاکھ روپیہ سپاہ کو تقسیم کیا اور تیس ہزار سوارون کو پانچ نامدار تجربہ کار کارزار دیدہ مین تقسیم کیا تین فوجین بسرکردگی عبد اللہ خان و دارا بخان و خواجہ ابو الحسن امراے بادشاہی کو اور دو فوجیں بسرداری نامجی بکرماجیت و راجہ بھیم اپنے عمدہ نوکرون کے سپرد کیں۔ شاہزادہ کی سرکار مین جو سات ہزار سوار تھے اونکا اور اپنی تمام فوج کا اہتمام راجہ بکرماجیت کے حوالہ کیا اور پھر سب داراب خان کو محکوم کیا جنگ دکھن مین تمام شورش و یورش چنداول پر عقب میں ہوتی ہے اسلئے شاہجہان نے حکم دیا کہ ان پانچ فوج کے سردارون مین نوبت بہ نوبت ہر ایک ایک دن چنداولی کیا کرے سب سردارون کو اسپ و فیل و جواہر و خلعت فاخرہ دیکر خوش دل کیا اور دکنیون کی تنبیہ و تادیب کے لئے رخصت کیا جب سپاہ نے برہان پور سے چار پانچ کوس پر آب تپتی سے عبور کیا تو دوسرے تیسرے کوچ مین یاقوت خان حبشی نے جو عنبر کا نامدار سپہ سالار تھا وہ بھاری فوج جنگی لیکر ناگہان چنداول پر جھپٹا۔ اُس دن چنداول مین خواجہ ابو الحسن کی باری تھی۔ دکنیون نے ایسی جرات کی کہ لشکر شاہی مین تزلزل آگیا۔ باوجودیکہ دکنیون کا لشکر شاہی سے سہ چند تھا مگر خواجہ ابو الحسن نے ایسی استقامت سے رزم کی کہ پانچ سو دکنی مارے گئے اور بہت سے زخمی و اسیر ہوئے اور یاقوت خان بھاگ گیا۔ بادشاہی آدمیون کو غنیمت و افر ہاتھ آئی خواجہ ابو الحسن کے ہمراہیون میں لشکر شاہی نے ہمدردی بیگانگان

اور شیر بہادر زخمی ہوئے۔ دکنیون کے تعاقب مین لشکر شاہی نے آب پورنا سے عبور کیا
جو برہانپور سے چودہ پندرہ کوس کی فاصلہ پر ہے۔ اور بلکاپور کے نزدیک نزول کیا۔ ابھی
لشکر کی بعض بہیر راہ مین تھی۔ اسداراب خان اور راجہ بکرماجیت ترتیب فوج کے لئے
اُترنے کے واسطے اطراف لشکر مین پھرتے تھے کہ دلاور خان و آتش خان نظام الملکی
چودہ پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ بے خبر آن پہونچے ایک طرف سے بان مارنے اور
دوسری طرف سے بہیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے اور اونھون نے آشوب و غلغلہ عظیم ڈالا
شاہی سپاہ نے تردد نمایان کیا۔ زد و خورد مین طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے
اور دکنیون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر پھر اونھون نے بہیر کے کمرگاہ پر دوبارہ حملہ کرکے
ایک جماعت کو مار ڈالا اور دست اندازی کی اور بھاگ گئے۔ پھر لشکر شاہی گھاٹ دیولگانو کی بلندی
پر آیا اور ملک نظام الملک مین داخل ہوا۔ اور ملک کی تاخت و تاراج شروع کی۔ ملک عنبر کے
سردارون مثل یاقوت خان و دلاور خان حبشی و آتش خان و جادو راؤ اور بیننگ راؤ و
ساہوجی بھوسلہ وغیرہ نے اتفاق کرکے ایک فوج کو بادشاہی سرفوجون کے مقابل مین
سیلاب بلا کی طرح بھیجا اور ایک فوج نے اطراف لشکر کو گھیر کر بان مارنے شروع کئے۔ راجہ
بکرماجیت کی استقامت نے اُنکی سید صلابت خان و سید علی و سید مظفر بارہ نے راجہ بکرماجیت کی مدد مین مستانہ کارزار
کی۔ یہ سب سادات بارہ مین سے تھے۔ دونو طرف سے بڑی مردانگی ظہور مین آئی اور جب بینگ راؤ جو دکھنی مین بڑا نامی
تھا مع جمع کثیر کے ساتھ کشتہ ہوا اور بادشاہ کی طرف سے سید مظفر بارہ جمشید خان حبشی کام مین آئے
سید مظفر بارہ جسکا آخر کو خان جہان خطاب ہوا سادات بارہ مین سے علم شہرت بلند کیا اور اوس
کے دو بھتیجون کے چار زخم کاری لگے اور وہ گھوڑے سے گرے اور اونھون نے عرصہ کارزار کو گلگون کیا
اور بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے تو دکھنی بھاگ گئے۔ دکھنیون کا دستور ہے کہ
وہ فرار ہوکر پھر بازگشت کرکے دشمن سے لڑتے ہیں۔ یاقوت خان نے عین فرار مین بازگشت
کرکے دوسری طرف عقب فوج شاہی پر تاخت کی اور از سر نو فوج شاہی مین تزلزل پیدا کیا
تردد نمایان کے بعد پانچ عمدہ نوکر شاہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت [illegible] گئی

اور غنیم کی طرف سے فیروز خان حبشی کہ ملک عنبر کا نامی سردار تھا مع سات سو نفر کے کشتہ ہوا اور خیمہ و خرگاہ بہت سا غارت گیا۔ گو دکنیون کو ہزیمت ہوئی مگر روز جدال و قتال رہتی۔ نیان تک کہ اواخر اردی بہشت مین کھڑکی سے جسکو اب اورنگ آباد کہتے ہین چھہ کوس پر لشکر شاہی آیا۔ ساری رات لشکر کے گرد دکنی شوخیان کرتے رہے۔ صبح کو ہر طرف سے کئی ہزار سوارون نے نامدار سردارون کے ساتھ لشکر شاہی کی اطراف پر قزاقون کی طرح حملہ کرنا شروع کیا اور دست برد کرکے فرار ہوئے اور پھر مقابل ہوئے۔ بادشاہی سردار بھی ہر جانب مین اُنپر تاخت کرتے تھے اور اونکے سر کو تن سے اور تن کو سر سے جدا کرتے تھے۔ ملک عنبر سراسیمہ وار نظام الملک کو جو اسکا آقا و محبوس تھا اپنے ساتھ لیکر اور کارآمد اسباب اثقال کو اٹھا کر قلعہ دولت آباد کے نیچے پناہ مین لے گیا اور لشکر کو مقابلہ کے لئے مقرر کیا کہ وہ اطراف لشکر شاہی پر قزاقون کے طور پر شوخی کرتے رہین اور رسد اور گھاس کو کہین نہ چھوڑین لشکر شاہی نے کھڑکی پر تاخت کرکے اوسکی عمارات عالیشان کو جو بیس برس مین بنی تھین ایسا جلایا کہ پھر بیس برس مین آیندہ اونکے بننے کی امید نہین۔ تین روز بعد دولت آباد کے محاصرہ پر فوج شاہی متوجہ ہوئی۔ اس دن سرداران غنیم سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور اوس مین عبد اللہ خان نے سردارون سے مقابلہ کیا اور تردد نمایان کیا اور بہت دکنیون کو تہ تیغ کیا۔ احمد نگر مین خنجر خان قلعہ دار تھا۔ باوجودیکہ ایام محاصرہ کو امتداد ہوا۔ مگر اوسکی پامردی سے دکنیون کے ہاتھہ یہ قلعہ نہ آیا۔ ان دنون مین ذخیرہ کے ختم ہونے سے اور دکنیون کی زیادہ شوخیون سے قلعہ دار کا حال تنگ ہو گیا تھا اس لیے مصلحت یہ قرار پائی کہ لشکر شاہی احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جو سر حبشی داماد عنبر جو احمد نگر کے محاصرہ مین مشغول ہے اوسکو وہان سے تنبیہ کرکے اور اس ضلع کے حوالی سے دفع کرکے اور ذخیرہ سے خاطر جمع کرکے ناسک و سنگم نیر کی طرف جا ہے۔ یہ ملک سیر حاصل آباد ہے جب فوجین احمد نگر کو روانہ ہوئین خنجر خان قلعہ دار نے خبر پائی تقویت ہم پہنچا کر مستعد اہتمام قلعہ سے نکلکر جو سر حبشی پر تاخت کی اور ڈہائی سو نفر کشتہ و زخمی کئے اور دکنیون کو

ہزیمت دیکر قلعہ سے پرے ہٹا دیا افواج بادشاہی نے سونگی پٹن کے نزدیک یہان گنگ
کے کنارہ پر نصف راہ مین یہ خبر سُنی اسوقت غنیم کی سپاہین بھی فراہم ہوگئی تھین
کہ ان مین جو ہر سمت فوج کے آن ملا اور راہ کے ماہین کچی ہے کے وقت اور رات کو زیادہ
شورجیان کرنے لگا۔ بادشاہی سردارون نے بھی اس جماعت کی تنبیہ کے لیے اتفاق
کرکے تین فوجیں بنائین۔ چار، پانچ ہزار سپاہ بنگاہ مین چھوڑی اور باقی فوج نے
دلاور خان اور آتش خان پر جنکے پاس پچیس ہزار سوار تھے صف آرا تاخت کی۔ دوسری طرف
سے عبداللہ خان اور راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن نے تاخت کی اور ایسی ہی
باقی اور طرفون سے لشکر شاہی نے دکنیون پر حملہ کیا۔ دکن کے سردارون نے بھی مردانگی
استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ ہر طرف سے ایک عجیب جدال و قتال اور غریب ستخیز برپا ہوئی
ہر طرف سے سعی و تلاش کی داد دی اور جلادت رستمانہ بروئے کار لائے۔ اور دکنیون کو
ہٹا کر اونکی بنگاہ تک پہنچاتے تھے اور عنبر کی سپاہ ہزیمت پاکر پھر مستعد کارزار ہوتی
تھی اور مقابلہ مین آتی تھی۔ بہت سوار پیادے کشتہ و زخمی ہوئے۔ تمام دن آتش جنگ
مشتعل رہی۔ اس دار و گیر مین خواجہ ابوالحسن و راجہ بکرماجیت سے ترددات نمایان
ظہور مین آئے اور غنیم کے دو ہزار آدمیون سے زیادہ اونہون نے مارے اور بادشاہی آدمی
بھی بہت مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بہت سی زد و خورد اور دستگیر ہونے کے بعد دکنیون
کے ایک دو سردار فرار ہوگئے۔ شاہزادہ شاہجہان نے دو اور فوجین خاندیس اور برار
کے پرگنون کے ضبط کے واسطے بسرداری محمد تقی متعین کین۔ اسنے بہت سی لڑائیان
دکنیون سے ہوئین مگر آخرکو ان سب کی تادیب کی گئی اور اون کو مغلوب کیا اور ملک کا
انتظام از سر نو ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عنبر نے اپنے لشکر کی پے در پے شکستون سے شکستہ بالی
اور جب اوسنے سنا کہ لشکر شاہی ناسک اور ترنبک کی جانب عزیمت رکھتا ہے
تو اوسنے وکلاے معتبر شاہجہان پاس بھیجے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا اور
خجالت و ندامت زدہ ہوکر عذر کیا اور اس امر کا شکوہ کیا کہ اول دفعہ ہم دکن مین

جو حضرت تشریف لائے تھے تو عادل خان کو مشمول عواطف و مورد عنایات کیا تھا اور اس غلام کو بے اعتبار کیا تہا اور بندہ خاکسار کو قابل جبہ سائی شکر عنایات بندہ پروری اور الطاف شاہانہ کے نہ جانا تہا کہ اپنے جرائم کا شفیع بناکر عفو و مرحمت کی طلب کرتا – اب میری یہ التماس ہے کہ اس غلام کے جرائم پر قلم عفو کہینچا جائے – تو مین تعہد کرتا ہون کہ من بعد اطاعت سے سر نہ پہیرونگا – اور جرمیہ گذشتہ اور پیشکش حال اور آئندہ سال بسال حضور مین بہیجتا رہونگا – پچاس لاکھ روپیہ ابھی دیتا ہون اور یہ مقرر کرتا ہون کہ چودہ پندرہ لاکھ روپیہ کی محال سواے ملک مفتوحہ سابق متصل سرحد بادشاہی کے متصدیان سرکار کو حوالہ کرتا ہون اور ہمراہ لیکے قلعہ احمد آباد مین ذخیرہ بہیجتا ہون شاہزادہ نے ملک کی خرابی اور غلہ کی گرانی اور کاہ کی آفت پر نظر کرکے عنبر کی التماسات کو قبول کرلیا – فضل خان کو عرضداشت فتح و عرایض عنبر کے ساتھ جہانگیر پاس بہیجا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا بادشاہ نے جو اپنی علالت کا حال خود لکہا ہے اس کو مختصر کرکے مین لکہتا ہون –

کشمیر مین دسہرہ کے جشن مین گرفتگی نفس (ضیق النفس) و کوتاہی دم کا اثر مجہے محسوس ہوا – بارش و رطوبت ہوا کی کثرت سے دل کے نزدیک جانب چپ مین مجراے نفس مین گرانی اور گرفتگی ظاہر ہوئی – رفتہ رفتہ اوسکا امتداد اور اشتداد ہوا – اطبانے گرم دوائیون سے ملایم تدبیرات کے ساتھ علاج کیا بظاہر کچھ تخفیف ہوئی جب اس گریوہ سے باہر آیا تو پھر مرض کی شدت ہوئی چند روز بکری کا دودہ اور پھر اونٹنی کا دودہ پیا کسی سے کچھ فائدہ نہ ہوا مختلف طبیبون کا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا تدبیرات ظاہری سے دل برداشتہ ہوکر حکیم علی الاطلاق کو اپنے تئین سونپ دیا – شراب کا نشہ کم ہوتا تہا اسلئے روز مرہ معتاد کے برخلاف زیادہ شراب پیتا تھا رفتہ رفتہ اوسکی افراط ہوئی جب ہوا گرم چلنے لگی تو ضرر اسکا محسوس ہوا – ناتوانی کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوئی – نور جہان بیگم نے جسکا تجربہ ان اطباسے بڑھا ہوا تھا اور مہربانی اور دل سوزی تجربہ و تدبیر

[illegible]

اسکے ساتھ تھی اوسنے پیالہ کو کم کیا اور جو تدبیرات کہ مناسب وقت اور ملائم حال تھیں وہ کین اگرچہ پہلے اس سے بھی اطبا علاج اسکی صوابدید و صلاح سے کرتے تھے لیکن اس وقت مین نے اوسکی مہربانی پر مدار رکھا اور شراب کو بتدریج کم کیا اور نامناسب چیزون اور ناموافق غذاون سے پرہیز کیا شروع سال میں چہرہ پر آثار صحت کے نمودار ہوئے جشن وزن مین بادشاہ کا وزن پہلے تین من سے ایک دو سیر زیادہ ہوتا تھا لیکن علالت کے سبب سے ایسا لاغر ہوگیا تھا کہ ۲ من ۳۸ سیر وزن ہوا۔ جب سے نورجہان عقد ازدواج میں آئی ہے شمسی و قمری وزنون کے تمام جشنون مین انکے لوازم کو جیسا کہ اس دولت کے لائق ہیں وہ ترتیب کرتی تھی اور اپنی سعادت و نیک بختی کا سرمایہ جانتی تھی لیکن اس جشن میں بیش از بیش تکلفات زیادہ کئے اور اس مجلس اور ترتیب بزم میں نہایت توجہ کی۔ بادشاہ کا جشن صحت نورجہان نے بڑی دھوم دھام سے کیا +

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر پرویز کو ہوئی تو فرمان طلب کا مقید نہ ہوا بلکہ لیے تابانہ بادشاہ کی ملازمت مین آیا۔ تین دفعہ تخت کے صدقے پھرا۔ بادشاہ اوسکو منع کرتا اور وہ تسلیم و شکر گروہ زاری اور تضرع زیادہ کرتا تھا۔ بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑکر گلے لگایا۔

والدہ نورجہان نے انتقال کیا۔ اس میں ساری خوبیان جو عورت میں ہونی چاہئیں موجود تھین۔ بادشاہ اوسکو اپنی مادر حقیقی کی برابر جانتا تھا۔ ایسی عورتین خوش نصیب کم ہوتی ہیں کہ بیٹی نورجہان۔ بیٹا آصف خان۔ خاوند اعتماد الدولہ۔ یہ تینون ایسی عمدہ صفات رکھتے تھے کہ کمتر ہوتی ہیں +

آگرہ کی ہوا حرارت کی شدت کے سبب سے بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی۔ ۳۰ اردی روز دوشنبہ آبان ۱۶ جلوس مین کوہستان شمالی کی طرف بادشاہ نے کوچ کیا۔ اوسنے ارادہ کیا تھا کہ اگر کسی ناحیہ کی آب و ہوا اعتدال کے قریب ہے گی تو آب گنگ کے کنارہ پر ایک خوش سرزمین پر ایک شہر آباد کرونگا کہ موسم تابستان مین محل اقامت ہو اور نہین کشمیر کی جانب جاؤنگا۔ ۱۴ ماہ صفر ۱۰۳۱ کو ہردوار مین مقام ہوا۔ اس مین اس کوہ کی آب و ہوا بادشاہ کو پسند نہ آئی اور کوئی سرزمین قابل اقامت نظر نہ آئی تو بادشاہ نے کوہ جمو و کانگڑہ کی طرف نہضت کی۔ ۱۷ کو منزل

پرویز کا آنا

آگرہ کا سفر اور اعتماد الدولہ کی وفات +

بہلون مین بادشاہ آیا - یہان لشکر کو چھوڑا - خاص ملازمون کو لیکر قلعہ کانگڑہ کی سیر و سیاحت کیطرح
روانہ ہوا اعتماد الدولہ بیمار تھا اوسکو یہیں چھوڑا صادق خان میر بخشی کو اوسکی محافظت حال
لئے اور لشکر کی محارست کیلئے متعین کیا - دوسرے روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ اعتماد الدولہ کا حال
متغیر ہوا - اور اوس کے چہرہ احوال سے علامت یاس نظر آتی ہے - نورجہان کے اضطراب کے
سبب اور اپنے التفات کی وجہ سے جو اوسکے ساتھ تھا - بادشاہ بیتاب ہوکر اپنے لشکر مین پھر
الٹا چلا آیا - آخر دن کو بادشاہ اسے دیکھنے آیا - سکرات کا وقت تھا کبھی بیہوش ہوتا تھا کبھی ہوش
مین آتا تھا - بادشاہ دو گھنٹے اوسکے سرہانے ٹھیر کر چلا آیا تو اعتماد الدولہ کی جان نکل گئی -
بادشاہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ وحشت افزا سے مجھہ پر جو کچھ گذرا اسے بیان نہیں کرسکتا وہ وزیر عاقل
کامل تھا اور مصاحب بھی دانا مہربان -

از شمار دو چشم یک تن کم   در حساب خرد ہزاران بیش

باوجودیکہ ایسی سلطنت کا بار اوسکے دوش اختیار پر تہا اور یہ ممکن و مقدور بشر نہیں ہے کہ دخل و
تصرف مین سب کو اپنے سے راضی رکھہ سکے - کوئی شخص اپنی عرض مطالب و مہم سازی کے واسطے
اعتماد الدولہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا کہ اوس سے اندوہ ہوکر آئے - وہ اپنے صاحب کی دولت خواہی
اور کفایت کی مراعات کرتا تھا - ارباب حاجت کو خورسند و امیدوار رکھتا تھا - سچ یہ ہے
کہ یہ شیوہ اسی کے ساتھ مخصوص تھا - دوسرے روز مین اوسکے فرزندان اور خویشون کی پرسش
کو گیا اکتالیس آدمی وسکے فرزندوں اور قوم مین اور بارہ آدمی اُسکے ہمنشینو مین تھے اُن کو خلعت
عنایت کیا اور ماتم کا لباس اتروایا - اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تجمل یہانتک کہ نوبت کا
بجانا نورجہان کو مرحمت کیا - پھر بادشاہ چار منزلیں طے کرکے بان گنگا کے کنارہ پر آیا - راجہ
جیتا کی پیشکش پیش ہوئی - اوسکا ملک کانگڑہ سے ۲۵ کروہ ہے - کوہستان مین کوئی اس سے
زیادہ و عمدہ زمیندار نہین ہے - اس ملک میں زمیندارون کی گریز گاہ اوس کا ملک ہے - اس مین
دشوار گذار گھاٹیان ہین - اب تک وسے کسی بادشاہ کی اطاعت نہین کی تھی اور نہ پیشکش بھیجی تھی
۲۴ ماہ دی کو قلعہ کانگڑہ مین سیر کو گیا اور حکم دیا کہ قاضی و میر عدل اور علماء اسلام ہمرکاب ہون

اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی ہیں سے عہد بعد میں عمل میں آئیں اس قلعہ میں اذان دی گئی خطبہ پڑھا گیا گائے وغیرہ ذبح ہوئی غرض وہ باتیں ہوئیں جو بنائے قلعہ سے اب تک نہ ہوئی تھیں اور ایک مسجد عالی بنانے کا حکم دیا - قلعہ کانگڑہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور استحکام و متانت اس حد پر ہے کہ اگر ذخیرہ اور لوازم قلعہ داری برجا ہیں تو کسی کا ہاتھ اوس کے دامن تک نہیں پہنچ سکے - اور کمند تدبیر اوسکی تسخیر سے کوتاہ ہے اگرچہ بعض جگہ سرکوب رکھتا ہے اور وہاں توپ و تفنگ جا سکتی ہیں لیکن اس سے حصاریوں کو زیان نہیں پہنچا سکتیں وہ نقل مکان دوسری جگہ کر کے اونکے آسیب سے محفوظ رہ سکتے ہیں بادشاہ قلعہ کی سیر کر کے درگا کے بتخانہ کی سیر کو گیا جو بھون مشہور ہے وہاں ہندوؤں کے سوا مسلمان بھی بہت دور دور سے آکر نذریں چڑھاتے ہیں بتخانہ کے نزدیک ایک کوہ ہے جسکے گرد کی کان معلوم ہوتی ہے اور اثر آتش و تابش سے ہمیشہ آتشی شعلے نکلتے رہتے ہیں اوسکا نام جوالامکھی رکھا ہے اور اوسکو ایک بت کی کرامت قرار دیا ہے - فی الواقع ہندوؤں نے اعتقاد درست و راست رکھکر عوام الناس کو دھوکا دیا ہے ہندو کہتے ہیں کہ زن مہادیو کی عمر ختم ہوئی تو مہادیو نے غایت محبت و تعلق کے سبب سے جو اوسکے ساتھ تھا اوسکی لاش کو کندھے پر رکھکر جہان میں پھرا اور لاش کو اپنے ساتھ پھرایا جب ایک مدت اسیر گذر گئی تو لاش کی ترکیب پراگندہ ہو کر گر پڑی - ہر عضو ایک جگہ گر پڑا اور ہر عضو کی شرافت اور کرامت کے موافق اس جگہ کی عزت و حرمت کی گئی چونکہ اور اعضا کی نسبت سینہ شریف تر ہے وہ اس مقام میں گرا تھا اس جگہ کو بہ نسبت اور جگہوں کے ہندو زیادہ تر گرامی رکھتے ہیں -

انہیں دنوں میں خرم کی عرضداشت آئی کہ خسرو نے درد قولنج کے عارضہ میں ودیعت حیات خدا کو سپرد کی - معتمد خان مصنف جہانگیر نامہ تحریر کرتا ہے کہ خسرو دکن میں شاہجہان کے ساتھ گیا تھا وہاں وہ مسموم ہوا - بادشاہ نے کانگڑہ سے کشمیر جانے کا قصد کیا و نہم شہر جمادی الاول ۱۰۳۱ھ کو ورود ہوا - آصف خان برادر حقیقی نور جہان کو منصب شش ہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا -

ششم ماہ مذکور کو بادشاہ راولپنڈی میں آیا۔ان دنون میں مکرر استماع ہوا کہ قندہار کی تسخیر کے قصد سے دارائے ایران وخراسان چلا آتا ہے۔اگرچہ یہ بات جہانگیر کو بسبب تہائے سابق وحال کے سبب سے بعید معلوم ہوتی تہی کہ اوسکے نوکر سے جس پاس تین چار سو آدمی ہون ایسا بڑا بادشاہ خود لڑنے آئے مگر اوسنے حزم واحتیاط سے زین العابدین بخشی احدیوں کے ہاتہہ اس مضمون کا فرمان خرم پاس بہیجا کہ وہ معہ لشکر وتوپخانہ وہاتہیون کے جس قدر جلد ممکن ہو ہمارے پاس آئے اگر شاہ ایران کی بات سچ مچ ہو تو ہم بہی اوسکو ایسے لشکر کے ساتھ بہیجین کہ حساب وشمار سے باہر ہو اور خزانہ اوسکے ساتھ حد سے زیادہ ہو تاکہ عہد شکنی اور حق ناشناسی کا نتیجہ شاہ ایران دیکھے۔بادشاہ اول اردی بہشت میں کشمیر میں داخل ہوا فرزند خانجہان کی عرضداشت آئی کہ عراق وخراسان کا لشکر شاہ عباس لیکر قندہار میں آیا اور اوسکا محاصرہ کیا۔بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوکر لاہور میں آیا سپاہ کا بڑا سامان کیا اور چونکہ ملتان وقندہار کے درمیان میں آبادانی کمتر ہے جب تک ذخیرہ کا سامان نہو لشکر گران نہیں بہیجا جاسکتا اسلئے اوسنے بنجاروںکا انتظام کیا کہ ایک لاکھ بیل وہ غلہ کے سامان کے واسطے تیار کرین۔حیدر بیگ وولی بیگ ایلچی شاہ ایران کا نامہ لائے اس نامہ اور اوس نامہ کے جو جہانگیر نے جواب میں لکہا ہے چند فقرے نقل کرتے ہیں جنسے معاملہ قندہار کا حال خوب کہل جائیگا۔شاہ ایران لکہتا ہے کہ ہم نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اور ونکے تصرف میں آگئے تہے سب لے لئے۔قندہار آپ کی گماشتوں کے تصرف میں تہا اوسکو مینے اپنا جانا اور اوسکا متعرض نہیں ہوا اور اتحاد اور برادری کے سبب سے مجہے امید تہی کہ آپ اپنے آباو اجداد کے طریقے کے موافق قندہار کو مجہے خود ہی حوالہ کردینگے۔مگر آپنے تغافل کیا۔مکرر نامہ وپیغام مین کنایۃً وصراحتاً طلب قندہار ہوئی کہ آپکے نزدیک یہ محقر ملک قابل مضائقہ نہیں ہے آپ مقرر کرین کہ وہ میرے اولیائے دولت کے تصرف مین آئے تاکہ دشمنون وبدگویون کا رفع طعن اور حاسدون وعیبجویوں کی قطع زبان درازی ہو۔ایک جماعت نے اس امر کو تعویق مین ڈالا اس مقدمہ کی حقیقت

دوست و دشمن مین مشہور ہوئی آپ کی جانب سے رد و قبول کا جواب نہ پہنچا تو میرے دل مین آئی کہ
قندہار مین جاکر سیر و شکار کیجیے کہ شاید اس وسیلہ سے برادر کے گماشتے استقبال کرکے
میری خدمت مین آئین مین اسی ارادہ سے بغیر قلعہ گیری کا سامان لئے چلا جب فراہ مین آیا تو قندہار
کے حاکم و امراء کو پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین جدائی نہین ہے اور ہم یہان سیر
کے لئے آئے ہین کوئی کام تم ایسا نہ کرنا کہ جس سے کلفت خاطر ہو انھون نے حکم و پیغام
مصلحت انجام پر کان نہ لگایا۔ اور مراسم الفت و اتحاد جانبین کو منظور نہ کیا اور تمرد و عصیان
کو ظاہر کیا جوالی قلعہ مین پہنچکر عزت آثار خواجہ باقی کرکراق کو ملایا اور جو کچھہ لوازمہ نصیحت
تھا اس سے کہا دس روز تک ہم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حصار کے پاس نہ جائے۔ مگر جب
نصایح سودمند نہوئین اور مخالفت پر اصرار ہوا تو اب آگے مصالح کی گنجائش نہ تھی لشکر
قزلباش باوجود عدم اسباب قلعہ گیری تسخیر قلعہ مین مصروف ہوا اور تھوڑے دنون مین
برج و بارہ کو زمین کی برابر کرکے اہل قلعہ پر کار تنگ کیا اونھون نے امان مانگی ہم نے برادر
کا خیال کرکے اہل قلعہ کی تقصیرات کو معاف کیا اور یہہ نامہ بھیجا۔ جہانگیر نے اوسکے جواب مین
لکھا کہ اب تک آپ کا کوئی مراسلہ ایسا نہین آیا کہ جسمین قندھار کی خواہش کا اظہار ہو ہان
زنبیل بیگ نے زبانی یہ کہا تھا تو اوسکے جواب مین ہم نے یہ فرمایا تھا کہ اس برادر کامگار سے
کسی چیز مین مضائقہ نہین ہے انشاءاللہ تعالی بعد سرانجام مہم دکن کے جس طرح مناسب
ہوگا تم کو رخصت دیجائیگی ابھی تم دور سے آئے ہو لاہور مین آرام کرو پھر مین کشمیر کی
سیر کو گیا کہ اس اثناء مین خبر آئی کہ وہ برادر کامگار قندھار کی تسخیر کے لئے آئے ہین مجھے
کبھی اسکا خیال بھی نہین آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کہ کوردہ کے واسطے آپ خود قدم رنجہ
فرمائینگے اور ہماری دوستی و برادری و اتحاد سے چشم پوشی کرینگے باوجود مخبران راست
قول و درست گفتار خبر دیتے تھے مجھے یقین نہین آتا تھا بعد ازان یہ خبر محقق ہوئی تو
اوسی وقت مینے عبدالعزیز خان کو حکم دیا کہ اس برادر کامگار کی رضا سے تجاوز نہ کرنا
ابتک رشتہ برادری مستحکم ہے اس الفت و یکجہتی کی برابر ہم عالم کو کچھہ نہین سمجھتے اور کسی

مہم کو اوسکی برابر نہیں تو لتے۔ لیکن بہادری کے لائق و مناسب تھا کہ ایلچی کے آنے تک صبر
فرماتے کہ شاید وہ آپکے مطلب و مدعا میں کامیاب ہو کر آپکی خدمت میں آتا۔ ایلچی کے پہنچنے سے
پہلے اس خدشہ کا مرتکب ہونا عہد و صداقت کے پیرایہ کی اور مروت و فتوت کے سرمایہ کی تقصیر
کو اہل روزگار کس طرف رجوع کرین گے۔

غرض مہم قندھار میں تو التوا ہوا۔ مگر یہان اور گل کھلا۔
جہانگیر کا فرمان جو زین العابدین کے ہاتھہ شاہجہان پاس گیا تھا اوس کے جواب میں اوسنے
یہ عرضداشت بھیجی کہ میں نیاز مند مطابق حکم و مرضی کے کشمیر سے برہان پور میں بطریق ایلغار
قریب ہزار کروہ کے طے کرکے آیا اور راہ کو تھوڑے زمانہ میں طے کیا۔ باوجود کمی جمعیت کے
دکنیون کی بڑی بڑی فوجون سے مقابلہ کیا اور تھوڑی مدت میں مخالفون کی گوشمالی دیکر ملک
سوا کروڑ دام کا جو ہاتھہ سے نکل گیا تھا ضرب تیغ جہان ستان اور اقبال جہانگیری سے تصرف
میں لایا اور پچاس لاکھہ روپیہ نظام الملک سے سابق پیشکش کا وصول کیا اور دس لاکھہ روپیہ
اس ملک کے زمینداروں سے جرمانہ لیا۔ تھوڑے دنوں میں مخالفوں کے خس و خاشاک کو جھاڑ کر
پاک صاف کیا۔ الحال اس مرید خیر خواہ کو مہم قندہار کے لئے طلب کیا آپ کی خاطر کی رضا
کے لئے بلا توقف برہانپور سے حضور کا عازم ہوا۔ اس وجہ سے کہ لشکر کو ابھی دکھن کی یورش سے
آسودگی نہیں ہوئی ہے اور برسات کا موسم آگیا ہے اور لشکر کا عبور کرنا مالوہ
کی گل سے ان ایام میں خالی کسالہ سے نہیں ہے نواح مانڈو میں تا اقتضاء شدت بارش
میں توقف کرونگا اور جب برسات ختم ہوگا تو کوچ بکوچ حاضر ہونگا۔ اور یہ بھی التماس کرتا ہون
کہ یہ ایک عمدہ مہم پیش آئی ہے شاہ عباس سے جو شجاع و یکتا مشہور ہے سرو کار ہوگا
بعض بلاد روم و توران اور اطراف میں جو کام اس سے ظہور میں آئے وہ حضور پر روشن ہیں ایسی
نہنگ دریا ئے جرائت سے جھگڑے تمام قشون اور خان دررکاب اپنے ولی نعمت کی راہ میں فدا
ہونے کو سرمایہ عبادت جانتے ہون اسے لڑنے کے لئے سامان لائق و سرانجام شائستہ
و استقلال و اختیار مطلوب ہیں امیدوار ہون کہ صوبہ پنجاب کہ قندہار کی سرراہ و کمک ہے

+۱۰۳۱ھ [illegible]

اور لشکر کے آذوقہ مایحتاج کے لئے کہ مہم روانہ ہوگا عقیدت کیش آدمیونکا اس ضلع مین ہونا ضرور ہے اسلئے وہ بنارمندکی جاگیر مین عنایت ہو جبتٔ عرضداشت آئی تو بادشاہ نے حکم دیدیا کہ صوبہ پنجاب کی زیادہ تر محال شاہ ولیعہد کی جاگیر مین مقرر ہوت لیکن اس زمانہ مین یہ فساد مچا کہ اس سے پہلے شاہجہان نے اپنی جاگیر کے لئے پرگنہ دہول پور کی درخواست کی تہی اور اپنی حسن خدمت اور اختیار اور عنایات شاہ کے سبب سے پہلے اس سے کہ بادشاہ کی پروانگی کی خبر آئی دریا خان افغان کو اس محال کے انتظام کے لئے بھیجدیا عرضداشت پہنچنے سے پہلے یہ پرگنہ نور جہان بیگم کی تجویز سے شہریار کی تیول مین مقرر ہوا تھا۔ (یہ بات یاد رکھو کہ جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا خسرو تہا اسکا حال پڑھ چکے ہو دوسرے چھوٹا بیٹا پرویز تھا اور ان دونو سے چھوٹا بیٹا خرم تھا جو دادا کا بھی لاڈلا تہا باپ کا بھی پیارا تھا اُس سے چھوٹا بیٹا جہاندار تھا اور سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا۔ نور جہان کی ایک بیٹی شیر افگن خان سے تھی اوسکا بیاہ شہریار سے ہوا تھا اور نور جہان کے حقیقی بھائی آصف خان نے اپنی بیٹی کا نکاح خرم کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھ کر کیا تھا) اور شہریار کی طرف سے اس دیار مین شریف الملک گیا تھا اور ملک کو اپنے تصرف مین لایا جب دریا خان آیا تو محال کے عمل دخل مین گفتگو سے آگے بڑھ کر جدال اور قتال پر نوبت آئی اور شریف الملک کی آنکھ مین تیر لگا اس خبر کے پہنچنے سے زیادہ رنجش ہوگئی۔ اصل نزاع کا مادہ یہ تھا کہ حل و عقد امور خلافت بادشاہ کے حضور مین نور جہان کے اختیار مین تھا

ریاست مین مردون کا پاؤن جگہ سے ایسا پھسل جاتا ہے کہ پدر و پسر ایک دوسرے کی حیات کے شجر کو قطع کرنے مین سعی کرنے لگتے ہین یہ تو عورت تھی روز بروز شاہزادہ خرم کا استقلال بڑھتا جاتا تھا۔ نور محل کو یقین تھا کہ بادشاہ کے واقعۂ ناگزیر کے بعد میرے اساس دولت مین اختلال کلی ہوگا عورتون کو داماد کے ساتھ ایک خاص محبت ہوتی ہے اوسکو یہ فکر فاسد ہوا کہ شہریار کو پیش کرکے اوسکی تربیت و استقلال مین کوشش کرے اور تا مقدور ایسی سعی کرے کہ آخر کار تاج شہریاری شہریار کے سر پر رکھا جائے اور

میری دولت کامرانی کا دامن ہاتھہ سے نہ چھوٹ جائے اس باب مین اوسنے اپنے ہواخواہون
کی جماعت کو وعدے کرکے رفیق ومعاون کرلیا تھا۔ بیگم صاحبہ ہی کی آج کل سلطنت بھی
سارا اور بار اوسکی بچکی مین اور تمام انتظام اوسکی مٹھی مین تھا۔ اعتماد الدولہ نورجہان کا باپ بڑا
عاقل اور دانشمند تھا وہ ایسے فساد کی باتون سے بیٹی کو روکتا رہتا تھا جب وہ مرگیا تو باپ کا
سارا اختیار او منصب بیٹی کو بادشاہ نے دیدیا۔ اب کوئی قید نورجہان کے لئے نہین رہی
وہ اپنے اختیار کو جسکی کچھہ انتہا باقی نہ تھی بادشاہ اور شاہجہان کے دلون مین فرق ڈالنے
کے لئے ہر موقع مین کام مین لائی اوسنے مہم قندہار کے باب مین قسم کھاکر جہانگیر کے خاطرنشان
کیا کہ اور فرزندون کے موجود ہونے کے باوجود شاہجہان کو دور کی راہ سے بلانا اور وہان سے
بلانا جہان ہمیشہ ضرورتیں پیش رہتی ہیں اور اس خدمت قندہار پر مامور کرنا رائے صواب کے
خلاف ہے۔ اس مہم پر شہریار کو مقرر کرنا چاہئے وہ جانتی تھی کہ جہانگیر بے اختیار شہریار کو اس کام
کے قابل نہیں جانتا اسلئے اوسنے یہ تجویز کی کہ مرزا رستم صفوی کہ مدت تک قندہار مین کامران
رہا ہے اور اس سرزمین سے واقف کار ہے وہ شہریار کا اتالیق اور صاحب اختیار اس مہم میں مقرر کیا جائے
بیگم صاحب کا خزانہ ہی اور اعتماد الدولہ کا مال وسکو ہاتھہ لگا تہا تو وہ خود قندہار کی تسخیر وسامان
یورش کی خرچ کی متکفل ہوئی۔ شاہجہان کی جاگیر پنجاب و اقطاع سیر حاصل تبدیل ہوکر شہریار
کی تنخواہ میں مقرر ہوئیں۔ بادشاہ نے شاہجہان کے نام فرمان صادر کیا کہ جہانتک تم آئے ہو
وہیں توقف کرو اور جو کمکی تمھارے ہمراہ ہیں اونکو جلدی روانہ کردو کہ وہ شہریار کی ہمراہی کے
لئے مقرر ہوئے ہیں دکھن کے متعینہ آدمیون کے لانے کے لئے منزاول مقرر ہوئے۔ شہریار کو
منصب دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار سے سرافرازی ہوئی اور مرزا رستم صفوی اتالیقی اور ہراولی
پر مامور ہوا۔ مرزا رستم بعض سامان کی تیاری کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ بادشاہ بھی لاہور مین
آگیا تھا کہ یہ فرمان اور احکام فساد افزا شاہجہان پاس پہونچے جنسے وہ نہایت مکدر اور آشفتہ
خاطر ہوا۔ افضل خان اپنے دیوان کو یہ عرضداشت دیکر بھیجا کہ فرزند مرید کو کیا یارا ہے کہ اپنے قبلہ
ومرشد کی خدمت مین دستور ادب کے خلاف اندر لکھہ کر خسرۃ الدنیا والآخرۃ بنے لیکن

شاہجہان اور نورجہان کی رنجش +

، جہانیان اور کل عقلا وحکما پر ظاہر ہے کہ جب تخم حسد کا پاؤن درمیان میں آتا ہے
ا ان فلاطون کا پاؤن پھسل جاتا ہے عورتون کا ذکر کیا ہے کہ وہ حلیۂ عقل سے معرّے
ینک و غرض کے زیور سے آراستہ ہوتی ہیں —

چراغِ کذب را کا فروزش نیان — بجز اشکِ روغش نیست روغن
، زان روغن چراغی چون فروزد — بہ یک ساعت جہانے را بسوزد

ننا مقدمات ملکی و مالی وکلی جزئی میں عورتون کی رائے پر عمل عقلا کے نزدیک مذموم و
ہے خاصہ غلام کے حق میں جس نے ملک دکن کا فتنے سے بھرا ہوا دوبارہ شمشیر سے
لیا اور اپنے تئین گوسفند قربانی تصور کرکے کسی کام میں حکم سرتابی نہ کی ہو اور بہر فدویت
عت کے سوا کچھہ اور منظور نہیں ہے ایسے خدمات اور جانفشانی کی پاداش میں
منب سے مجھے طرح طرح کی امیدین تہین سرگرانی فرمانا اور دشمنون کی شماتت کا سبب ہونا
ان اور اہل عناد کے کہنے سے نیازمند کی جاگیرون کا بدلنا اور اس نا خلف کو دینا اور اپنے
و نقصان میں فرق نہ کرنا اور غور و تامل کو کار فرما نہ ہونا ان سب باتون کو اپنی دانون
دش کے سوا کس بات پر حمل کرسکتا ہون —
اگرچہ شاہ ولی عہد کو کوئی غرض سوا اس مطلب کے اور نہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبون کی
سے اور نور محل کی کم توجہی سے جو باپ کی خاطر پر غبار ملال بیٹھا ہے اوسکو سرچشمہ
عقیدت کے پانی سے دہوئے اور پردہ ادب و آزرم درمیان سے نہ اٹھے اور نوبت
نامی اور فوج کشی نہ ہو لیکن بعض بد ہمکار کوتہ اندیش بیگم و شہریار کے متوسل ایسے تھے کہ
ہریار کے رتبہ جاہ و اعتبار کو بڑہا کر ملال و نزاع کے غبار کو ارتفاع دیتے تھے —
ف خان کا داماد شاہجہان تھا اس سبب سے اوسکو شاہجہان کا طرفدار گمان کرتے تھے
رض نے بہن بھائیون یعنی نورجہان و آصف خان کے درمیان بہی مادۂ ملال خاطر پیدا کیا
صف خان سے اپنی عقل و دانائی کے سبب سے زبان پر مہر خاموشی لگائی تہی اور
دائیون کی باتون پر کان نہ لگایا تھا جب ان باتون کا ذکر ہوتا تو کنارہ کشی کرتا

افضل خان نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانکر ہرچند سعی کی مگر اسسے کچھہ فائدہ نہوا اور بے
نیل مقصود واپس آیا شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکھن کو الٹا جائے اوسکے جواب میں اوسنے
التماس کی کہ ایکدفعہ حضور میں پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنی چاہتا ہون
پھر جو کچھ حضور کا حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا اس بات کو بادشاہ سے لوگون نے اسطرح لگایا کہ جس سے
شاہجہان کی بغاوت و عدم اطاعت اوسکے خاطر نشان ہو بعض ہنگامہ طلب مفسدون نے
مصلحت کا اسمین جانی کہ آصف خان اور مہابت خان مین باہم سوئے مزاجی ہے اور وہ
دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ و صاحب فوج ہے اسلئے مہابت خان کو طلب کیجے کہ شاہزادہ پرویز کے
ہمراہ شاہجہان کے مقابلہ مین تعین کرنا چاہیئے بیگم کے فرمان مہابت خان کی طلب مین
پہنچ گئے مہابت خان کو نورجہان کے اسقدر عناد پر اوسکی عقل و دانائی سے تعجب پر تعجب ہوتا
تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود جوہر شعور کے امور ملکی مین سررشتہ عاقبت اندیشی کو اوسنے
ہاتھ سے دیا اور سواد ہند مین وہ انتشار فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک عالم میں
شورش مچے بلکہ اوسکو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید و ساختگی میرے ہی استیصال کے لئے ہو
اس وہم و وسواس عقل کے قبول کرنے مین وہ تعلل کرتا تھا اوسنے جواب میں لکھا کہ اگر شاہجہان سے
سلطنت مین خلل عظیم کا احتمال ہے اوسکی دولت و آبرو کی برہمزدگی کے لئے حضور کمربستہ ہون
تو چاہیئے کہ آصف خان کو حضوری سے جدا کر دین تاکہ مجھے آنے کی جرأت ہو یہ امر بھی قبول ہوا
اور آصف خان کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ مین جاکر خزانہ مین جو چاندی سونا غیر مسکوک ہو اور جنس جواہر
کو تفریق کرکے حضور مین لائے اور مہابت خان کے لئے حکم ناطق پہیم صادر ہوئے کہ بیٹے کو
کابل مین چھوڑ کر حضور مین آئے سلطان پرویز کو بھی شاہجہان کے مقابلہ کے لئے طلب کیا
ان دنون مین بادشاہ کا مزاج آزار ضیق النفس کے غلبہ سے بحال نہ تھا۔ مگر شاہجہان کو حکم
بھیجے کہ وہ دکن کو مراجعت کرے۔ وہ یہ عذر اور التماس کرتا تھا کہ جب تک مین حضور کے قدم
مبارک میں آنکر اس خفت کو جو صاحب غرض مدعیون نے میری کی ہے نہ دور کرونگا معاودت نہین
کرونگا ہنگامہ جو واقع طلبون نے نورجہان سے اتفاق کرکے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہان کی سرکشی

شاہجہان کے نام حکم دکن مین واپس جانیکا +

آصف خان کا خزانہ لانا +

دلجمعی کی دلیل بناکے عرض کرتی ۔ اور بادشاہ کے دل مین ملال بہ ملال زیادہ کرتی ۔
مہابت خان کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہان سے معتقد خان وکیل کی معرفت محرم خواجہ سرا اور خلیل بیگ فدائی خان میر تزک و ذوالقدر خان خط و کتابت رکھتے ہیں اگرچہ مہابت خان نے ان پانچون آدمیون کے قتل کے لئے صلاح بتلائی مگر فدائی خان اور ذوالقدر خان نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اونکی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اور بادشاہ کے حکم سے قتل ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دار الخلافہ کو چلا۔ اور خانجہان اور امرا جابجا سے بموجب طلب کے حاضر ہوئے ۔
جہانگیر خود شاہجہان کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ خرم نے نورجہان بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال میں بے حکم کے دست تصرف دراز کیا ہے اسکا نوکر دریا افغان شریف الملک ملازم شہریار سے لڑا جو دھول پور اور اوسکی نواح کا فوجدار تھا اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے قلعہ ماندو مین توقف سے اور اوسکی نامعقول ملتمسات سے جسکا اظہار وہ عرضداشت مین جرأت سے کرتا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ عقل اوسکی برگشتہ ہو گئی ہے ان خبرون کے سننے سے متیقن ہوا کہ ہم نے جو عنایت اور تربیت اوسکے حق مین کین اون کی گنجائش اوسکے حوصلہ مین نہ تھی اس کا دماغ خلل پذیر ہوا اسلئے راجہ روز افزون اپنے قدیمی خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا اس جرأت و بے باکی کی بازپرس کی اور حکم دیا کہ اب آیندہ وہ احوال کو منضبط کرکے جادۂ معقول اور شاہراہ ادب سے قدم باہر نہ رکھے دیوان اعلی سے جو تنخواہ مین محال جاگیر مقرر ہے اس پر بس کرے اور ہرگز ملازمت مین آنے کا ارادہ نہ کرے ۔ یورش قندھار کے لیے جو ملازم سب بلائے گئے ہین اونکو جلد بھیجدے اگر خلاف حکم اسنے ظہور مین آئے گا تو وہ ندامت اٹھائیگا
خرم پر اور اوس کے فرزندون پر مین نہایت مرحمت و عنایت کرتا تھا اوسکا بیٹا جب بیمار ہوا تو مین نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر خدا تعالی اوسکو صحت بخشے تو پھر مین بندوق سے شکار نہین کھیلونگا اور کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا ۔ باوجودیکہ مجھے شکار کی

بڑی ہوس تھی مگر پانچ سال تک مین شکار کے پاس بھی نہین گیا۔ اب خرم کی کردار ناملائم سے
میری طبیعت آزردہ ہوئی پھر مین نے بندوق سے شکار کھیلنے پر توجہ کی +

۲۴۔ مہر کو مین نے جہلم سے عبور کیا تھا کہ افضل خان دیوان خرم اوسکی عرضداشت میرے
پاس لایا جسمین اپنی بے اعتدالیون پر معذرت کا لباس پہنایا تھا ملوکسنے اوسکو اس لئے
بھیجا تھا کہ شاید اسکی چرب زبانی سے کام چل جائے اور ناہمواری کی اصلاح ہو جائے مین نے
اصلا اسپر توجہ نکی اور اوسکی طرف مُنہ بھی نہین کیا۔ افضل خان کو رخصت کیا اور فرمان
بھیجا کہ صوبہ گجرات و مالوہ و دکن و خاندیس خرم کو عنایت ہوا انمین جہان جاہیئے وہان اپنا
محل اقامت بنائے اور انتظام ملکی کرے اور حکم سے باہر جائیگا تو ندامت اُٹھائیگا +
جب میری ہمت مہم قندھار مین بالکل مصروف تھی تو خرم کے تغیر حال اور اعتدالیون
کی خبرین میری خاطر کو متوحش کرتی تھین مین نے موسوی خان کو کہ بندہ بے اخلاص
اور مزاج دان تھا تہدید و ترغیب کے پیغام دیکر خرم پاس بھیجا کہ نصایح ہوش افزا کرے
اور سعادت کی رہنمونی سے گران خواب غفلت و غرور سے بیدار کرے اسکے باطل ارادون
اور فاسد مقاصد سے وقوف حاصل کر کے جلد خدمت مین آئے تاکہ جو مقتضاء وقت ہو وہ
عمل مین آئے۔ اسی زمانہ مین اعتبار خان کی آگرہ سے عرضداشت آئی کہ خرم لشکر سمیت
مانڈو سے اس طرف روانہ ہوا ہے ظاہرا خزانہ کی طلب کی خبر سُنکر وہ بے اختیار بیتابانہ
ہوا کہ شاید اثناء راہ مین خزانہ پر پہنچکر دست اندازی کرے۔ اس سبب سے مین نے خزانہ کے
لانے مین صلاح دولت نہین جانی۔ برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم مین
مشغول ہوا ایسی ہی آصف خان کی عرضداشت آئی کہ خرم کے آنے مین بوئے خیریت
نہین آتی صلاح دولت خزانہ کے لانے مین نہ دیکھی اوسکو حراست ایزدی مین سپرد کر کے خود ملازمت
پر متوجہ ہوتا ہوں۔ ابا دشاہ سلطان پور سے متواتر کوچ کر کے اس سیاہ بخت کی تنبیہ و
تاکید پر متوجہ ہوا اور مین نے حکم دیدیا کہ آج سے خرم کو بے دولت کہا کرین۔ غرۂ اسفندار مذ
کو اعتبار خان کی عرضداشت آئی کہ بہت سرعت سے بیدولت نواحی آگرہ مین آگیا ہے کہ

افضل خان دیوان خرم کا آنا +

شاید استحکام قلعہ سے پہلے ابواب فتنہ وفساد کو مفتوح کرکے اپنا کام بنائے جب مخمور میں آیا تو در دولت کے دروازہ کو اپنے لئے بند پایا خجلت زدہ ادبار ہوکر توقف کیا۔ خانخانان اور اوسکا بیٹا اور بہت سے امراء شاہی کہ صوبہ دکن اور گجرات میں تعینات تھے اوسکے ہمراہ اور رفیق راہ بن کر باغی اور کافر نعمت بنے۔ شاہجہان سے موسیخان فتح پور میں ملا اور احکام بادشاہی کی تبلیغ کی۔ یہ مقرر ہوا کہ شاہجہان قاضی عبدالعزیز اپنے ملازم کو موسیخان کی رفاقت میں بادشاہ پاس بھیجے کہ مطالب اسکے عرض کرے اوسنے سندر اپنے نوکر کو کہ سر حلقہ ارباب ضلالت تھا اور اہل فساد کا سرگروہ تھا آگرہ میں بھیجا کہ ملازمان شاہی پاس جو وہان خزائن ودفاین ہیں اسپر متصرف ہوئے لشکرخان کے گھر میں آیا اور نو لاکھ روپئے لے گیا اور جن ملازمان شاہی پاس سامان کا گمان تھا اون کے پاس دہ گیا اور دست تطاول دراز کیا جو کچھ ملا اوسکو لے لیا جبکہ خانخانان جیسے امیر نے کہ منصب عالی اتالیقی سے اختصاص رکھتا تھا ستر سال کی عمر میں اپنا منہ بغی وکافر نعمتی سے سیاہ کیا ہو تو اورونکا کیا گلہ ہے گویا اسکی سرشت اوسکے بغی وکافر نعمتی پر مجبول تھی۔ اوسکے باپ نے آخر عمر میں میرے باپ کے ساتھ یہی شیوہ ناپسندیدہ اختیار کیا تھا اوسنے اپنے باپ کی پیروی کی اور اس عمر میں اپنے تئیں ملعون اور مردود ازل وابد کیا +

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود گرچہ با آدمی بزرگ شود

جب بادشاہ پاس موسیخان مع عبدالعزیز فرستادہ شاہجہان آیا چونکہ شاہجہان کی ملتمسات معقولیت نہیں رکھتی تھیں عبدالعزیز کو میں نے بات کرنے کی اجازت نہ دی اور مہابت خان کی حوالات میں سپرد کیا۔ جہانگیر یہ لکھتا ہے مگر خافی خان نے یہ لکھا ہے کہ شاہجہان نے عرض کیا اگرچہ بےتقصیر غلام کی آرزو یہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبون کی سعی سے اور بیگم کی کم توجہی سے جو غبار ملال حضور کی خاطر پر بیٹھا ہے اوسکو اپنی عقیدت کے پانی سے دھوؤں۔ پردۂ ادب ازرم کو درمیان سے نہ اٹھاؤں حضرت میری جاگیرون کو بحال فرمائیں ورنہ ایک بار حضور میں پہنچ کر قدم بوسی کرکے عرض حال کرون اور بےتقصیری اپنی دکھاؤن اوسکے سوا میرا مطلب کچھ اور نہیں ہے

ان مین کوئی ملتمس نامعقول نہین ہے۔ اب آگے بادشاہ لکھتا ہے کہ جب مین سرہند سے گذرا تو اطراف و جوانب سے فوجین اسقدر جمع ہونی شروع ہوئین کہ دہلی پہنچنے تک تمام ملک سپاہ سے پٹ گیا۔ جہانتک نظر جاتی تھی سپاہ ہی نظر آتی تھی جب مین نے سنا کہ بیدولت فتحپور سے نکلا ہے تو مین دہلی کو چلا۔ اس یورش مین مدار امور اور ترتیب افواج مہابت خان کی صلوابدید پر مفوض کیا اور ہراول سپاہ کی سرداری پر عبداللہ خان مقرر ہوا چیدہ و گزیدہ جوانون اور کاردیدہ سپاہیوں کو اوسنے ساتھ لیا مین نے اوسکو حکم دیا کہ اور افواج سے آگے ایک کوس جائے اخبار رسانی اور راہون کی نگہبانی کرے مین اسّے غافل تھا کہ وہ اس بیدولت کے ساتھ ہمداستان ہے اور غرض اصلی اس بداصل کی یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے اخبار اوسکو پہنچاے اس سے پہلے بھی وہ راست و دروغ خبرون کے طومار کے طومار لکھکر لاتا تھا کہ میرے جاسوس اس جگہہ بھیجے گئے ہین بعد میرے فدوی بنکر وںکو متہم کرتا کہ اس بیدولت کے ساتھ اتفاق رکھتے ہین اور یہان دربار کا اخبار اوسکو لکھتے ہین اگر اوسکی فتنہ سازی اور دراندازی سے مین ازجار فتہ ہوتا اور اضطراب بے تابی کرتا تو اس طور کی شورش مین کہ تند باد فتنہ و طوفان بلا آشوب و تلاطم مین تھا بہت سے بندہاے فدوی اوسکی تہمت سے ضائع ہوتے باوجودیکہ بعض دولت خواہ خلا و ملا مین کنایہ و صریح اسکی بداندیشی و ناراستی کی سچی باتین عرض کرتے مگر وقت انکا مقتضی نتھا کہ اوسکے کام پر سے پردہ اٹھاو یا جاتا مین اپنی چشم و زبان کو اس اداسے کہ اوسکی خاطر کو وحشت نہ ہونگا بداشت کرتا تہ بشیر سے بیشتر اوسپر عنایت اور التفات مین افراط کرتا کہ شاید خجلت زدہ ہوکر اپنے کردار ناہنجار سے اور بداتفاقی اور فتنہ پردازی سے باز آئے مگر اس مردود ازل و ابد کی سرشت زشت خبث و نفاق پر مجبول تھی جو کچھہ اوس نے کیا وہ اپنی جگہہ پر بیان ہوگا +

شاہجہان کی سلطنت کا اٹھارہوان سال ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۲ سے شروع ہوا

جشن نوروزی ہوا اسی روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہجہان حوالی متھرا مین آیا اور ستائیس ہزار سوار اس پاس ہین پھر خبر آئی کہ شاہجہان جمنا کے کنارہ کنارہ چلا آتا ہے لشکر شاہی نے بھی

اسی سمت مین نہضت کی اور افواج کی ترتیب ہراول و جرنغار و برنغار و التمش و طرح لایق اور
مناسب آئین سے ہوئی۔ پہر خبر آئی کہ شاہجہان مع خانخانان راہ راست سے عنان تافتہ ہوکر گینہ
کولکہ میں گیا کہ ۴ کروہ جانب چپ مین واقع ہے اور سندر بہمن (راجہ بکرماجیت) اور داراب
خان پسر خانخانان اور بہت سے امراے شاہی لشکر شاہی کی برابر آئے۔ بظاہر تو داراب خان
لشکر کا سردار تھا لیکن سندر پر مدار کار تھا۔ شاہجہان کا لشکر بلوچ پور مین آیا۔ اور لشکر شاہی
قبول پور میں۔ چنداول کا سردار باقر خان تھا اوسپر شاہجہان کے لشکر نے حملہ کیا۔ اور کچھ
اسباب لوٹ لیا۔ باقر جا رہا۔ ابوالحسن اوسکی کمک کو گیا مگر اوسکے پہنچنے سے پہلے شاہجہان
کا لشکر بھاگ گیا۔ آصف خان و خواجہ ابوالحسن و عبداللہ کی سرداری مین پچیس ہزار سوار
جدا کئے گئے۔ اور شاہجہان کے لشکر سے لڑنے کے لئے بھیجے گئے۔ آصف خاں کی سپاہ
مین آٹھ ہزار سوار اور باقر خان کی سپاہ میں آٹھ ہزار اور عبداللہ خان کی سپاہ مین دس ہزار
سوار قلم بند ہوئے۔ شاہجہان کی طرف سے راجہ بکرماجیت اس لشکر کے مقابلہ کے لئے متعین
ہوا۔ جہانگیر نے ترکش خاصہ عبداللہ خان پاس بھیجا کہ جس سے اوسکی دل گرمی ہو۔ جب
طرفین کی فوجین سرحد مالوہ مین مقابل ہوئیں اور صف کارزار آراستہ ہوئی ابھی صداے
دار و گیر بلند نہ ہوئی تھی کہ عبداللہ خان مع اپنے دس ہزار سواروں کے شاہجہان کے
لشکر سے جا ملا۔ بکرماجیت ہراول تھا وہ داراب خان کو یہ مژدہ سنانے کو خود چلا اور
عبداللہ خان کو بجاے خود قائم رکھا کہ شصت غیب سے تفنگ راجہ کے لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا اور اوسکا سر کٹا۔ اور بادشاہ پاس بھیجا گیا اوسکے مرنے سے شاہجہان کے لشکر کا
سررشتہ انتظام ٹوٹا عبداللہ خان جیسے سردار کے ملجانے سے بادشاہ کا ہراول ویران ہوا۔
پھر بھی شاہجہان کے سرداروں نے اول حملہ میں کار نمایاں کیا کہ بادشاہی لشکر میں سے دلیر
و شیر حملہ اور اسکے بیٹے شیر بچہ اور سادات بارہ کی ایک جماعت کو مار رکھا مگر بعد ازان آصف خان
نے شاہجہان کی لشکر کو شکست دی کر پرے ہٹا دیا پھر دونو لشکر اپنے اپنے مقاموں مین جدا
ہو گئے۔ مہابت خان نے پہلے اس سے کہ شاہجہان کی مراجعت کی خبر آئی یہہ تدبیر

وتزویر کا جال بچھایا تھا کہ قاضی عبدالعزیز سے شاہجہان کو لکھ بھیجا تھا کہ مہابت خان
نے یہ مقرر کیا ہے کہ جس وقت یہ خبر آئیگی کہ دکھن میں شاہجہان آگیا تو بدستور اس کے جاگیر
بحال ہوگی۔ اس مضمون کا شقہ بمہر خاص فرمان بدستور صادر ہوا ہے۔ شاہجہان اصلا
فساد پر دل نہاد نہ تھا۔ اور ان نوشتجات کے وارد ہونے سے پہلے دکھن کو جاتا تھا اگرچہ وہ
مدعیان دولت کے گفتہ و نوشتہ پر اعتماد نہیں رکھتا تھا اور بابِ مقابلہ و مقاتلہ کو کفر جانتا
تھا مگر اثبات حجت کے لئے اوسنے مراجعت میں مسافت طے کرنے میں عجلت کی اور جواب میں حکم کی
اطاعت کا اظہار معروض کیا۔ نورجہان اور ہنگامہ طلبون کی تکلیف دینے سے بادشاہ آگرہ سے اجمیر کو روانہ
ہوا۔ اثناء راہ میں سلطان پرویز اُس کے پاس آیا اور یہ خبریں آئیں کہ شاہجہان نے انبیر کے
حوالی کو جو راجہ مانسنگھہ کا وطن مالوف تھا اوباشون کو بھیجکر لٹوا یا۔ اور جگت سنگھہ پسر راجہ باسو
تعین کیا کہ اپنے وطن میں جاکر پنجاب کے کوہستان میں فتنہ و فساد برپا کرے۔ بادشاہ نے
صادق خان کو صوبہ پنجاب کی حکومت دیکر اوسکی تاکید و تنبیہ کے واسطے مقرر کیا۔ جہانگیر نے
سلطان پرویز کو بڑی تیاریون کے ساتھہ شاہجہان سے لڑنے کے لئے بھیجا اور مہوش الدولہ
القاہرہ مہابت خان کو اوسکے لشکر کا انتظام سپرد کیا۔ بڑے بڑے امرا اوسکے ساتھہ گئے
چالیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ اور بیس لاکھہ روپیہ کا خزانہ اوسکے ہمراہ کیا۔
اسی اثنا میں صوبۂ گجرات کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی اور فتح و فیروزی کی نوید لائی اس
اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فتح رانا کی جلدو میں شاہجہان کو صوبہ گجرات
جہانگیر نے عنایت کیا تھا شاہجہان نے اپنی نیابت میں یہاں سندر برہمن یعنے راجہ بکرماجیت
کو مقرر کیا تھا۔ وہ اس ملک کی حکومت و حراست کرتا تھا جب شاہجہان نے بکرماجیت کو اپنے
پاس بلا لیا تو اوسکے بھائی کنہر داس کو اوسکی جگہ مقرر کیا جب راجہ بکرماجیت قتل ہوا اور
شاہجہان مانڈو کی طرف روانہ ہوا تو اوسنے ملک گجرات کو عبداللہ خان کے تیول میں
مقرر کیا اور کنہر داس اور صفی خان اس صوبہ کے دیوان کو اپنے پاس طلب کیا کہ وہ خزانہ دس
لاکھہ اشرفیون کا۔ اور تخت مرصع کہ پانچ لاکھہ روپیہ میں اور پرتلہ الماس کہ دو لاکھہ روپیہ میں بنا تھا

+ بادشاہ کا اجمیر جانا
+ پرویز کا شاہجہان سے لڑنا
+ عبداللہ خان و صفی خان کی لڑائی

صفی خان جعفر بیگ کا ... تھے جو شاہجہان نے باپ کے لئے تیار کراے تھے صفی خان جعفر بیگ کا
ہے جسکو اکبر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اور برادر نورجہان کو جہانگیر نے آصف خان
کا خطاب دیا تہا۔ اوسکی ایک لڑکی صفی خان سے اور دوسری لڑکی شاہجہان سے بیاہی تھی
ان دونون میں ہم زلفی کی نسبت تھی۔ شاہجہان کو اُس سے ہمراہی اور موافقت کی
تھی عبداللہ خان نے وفادار نام خواجہ سرا سے کو اس ملک کی حکومت کے لئے مقرر کیا
احمدآباد مین آنکر شہر گجرات پہ متصرف ہوا صفی خان کا ارادہ جہانگیر کی دولت خواہی کا
اوسنے جمعیت کے فراہم کرنے میں اور دلون کے صید کرنے میں ہمت صرف کی -
اس سے پہلے چند روز بیشتر نکلا اور تال کانکریہ میں منزل کی۔ اور وہان سے محمودآباد
ور ظاہر یہ کیا کہ میں شاہجہان پاس جاتا ہون اور بعد ہ ناہر خان و سید دلیر خان
و خان افغان اور بادشاہ کے جان نثار فدویون کے ساتھ جو اپنے محال جاگیر میں تھے
سلات و مراعات کرکے مقدمات دولتخواہی کو ترتیب دیا اور فرصت کے انتظار مین بیٹھا
جہان کا ملازم محمد صالح بہلاد کا فوجدار تھا اور بہت جمعیت رکہتا تہا وہ نخواسے کا سے
یہ کیا کہ صفی خان کا ارادہ کچھ اور ہے اور کنہرداس کو بھی یہ بات معلوم ہوئی مگر صفی خان
ب جماعت کو دلا دیکر شرائط حزم و احتیاط کو مرعی رکھتا تھا۔ کوئی دست و بازی نہیں
تا تہا محمد صالح نے اس توہم سے کہ مبادا صفی خان ترک مدارا کرکے خزانہ پر دست درازی
ے پیش بینی کرکے خزانہ کو لیکر پہلے چلدیا اور مانڈو میں شاہجہان پاس دس لاکھ روپیہ
رفی پہنچا دیا۔ کنہرداس بھی پرتلہ لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوا۔ مگر تخت کو گرانی کے سبب سے
نہ لے جا سکا۔ صفی خان اپنی تدبیر اور امرا کی مدد سے شہر احمدآباد میں آیا اور وفادار
عبداللہ خان کو گرفتار کر لیا اور تخت مرصع کو توڑکر اوسکا سونا اور نقد خزانہ جو سپاہ
سپاہ میں تقسیم کردیا۔ اور جہانگیر کی طرف سے شہر کے نظم و نسق میں مشغول ہوا جب عبداللہ خان
ہر ہوئی تو اوسنے شاہجہان سے رخصت لی اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ میں صفی خان کو
ے آگے کچھ نہ گنا اور کمک اور لشکر کے جمع کرنے کا محتاج نہ ہوا اور بطریق ایلغار دوڑ کر

بڑودہ میں آیا کہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے یہ نہ جانا کہ غرور کا خمار ندامت سے اترتا ہے اور مشہور
ہے کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ✤ صفی خان۔ ناہر خان کو اور اپنے ہمسایہ کے امرا کو
ہمراہ لیکر احمد آباد سے بڑودہ میں آیا۔ اور عبداللہ خان کو شکست دی۔ دو دفعہ ان دونون
میں باہم کارزار ہوئی اور ہر بار عبداللہ خان نے ہزیمت پائی۔ صفی خان نے اوسکا تعاقب
سلطان پور تک کیا اور دشمن نے لشکر کو نہایت ذلیل کرکے لوٹا۔ عبداللہ خان بحالت تباہ
شاہجہان پاس برہان پور میں چلا گیا۔ صفی خان نے ان فتوح کا حال بادشاہ کو اپنی عرضداشت
مین لکھا۔ بادشاہ نے صفی خان کو ہفت صدی سے سہ ہزاری اور سیف خان کا خطاب دیا اور
ناہر خان کو نہ صدی سے سہ ہزاری کردیا۔ جب پرویز کا لشکر گریوہ چاندا سے گذرا اور مالوہ میں
آیا تو شاہجہان بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھیون اور توپخانہ عظیم کو لیکر مانڈو سے رزم
کے عزم سے آیا۔ اور دکن کے برگیون (مرہٹون) کو جادو رائے اور اودے رام و آتش خان
کی سرداری میں اس سے پہلے روانہ کیا کہ بادشاہی لشکر پر قزاقی کرین۔ مہابت خان نے اپنے لشکر کو
شائستہ توزک سے مرتب کیا۔ شاہزادہ پرویز کو قول میں لیا۔ اور خود ساری فوج کو
لیکر چلا۔ سوار ہونے مین اور اوترنے مین شرائط حزم و احتیاط کو کام میں لایا۔ برگی بڑی دور سے
اپنے تئیں نمودار کرتے اور آگے نہ آتے۔ ایک دن چنداولی مین منصور خان فرنگی کی باری
تھی۔ اوترنے کے وقت مہابت خان نے احتیاطًا اپنے لشکر کے لئے فوج کو بستہ کھڑا کیا
تھا تاکہ آدمی فراغ خاطر سے اپنے ڈیرے لگائیں۔ منصور خان نے اثناء راہ میں شراب
خوب پی لی اور بدمست ہو گیا اور منزل پر پہنچا۔ بحسب اتفاق ایک فوج اوسکو دور سے نمودار
ہوئی اور اوسکو شراب کے نشہ میں یہ سوجھی کہ تاخت کرنی چاہیئے بغیر اسکے کہ اپنے بھائیون
اور آدمیون کو خبر کرے سوار ہو کر لڑنے دوڑا اور مارا گیا۔ شاہجہان مانڈو سے گذرا
رستم خان کو کہ اسکا قدیم نمک پروردہ تھا اور سپاہیگی کے پایہ سے پنجہزاری کے منصب پر
پہنچایا تھا۔ اور امرا کی ایک جماعت کے ساتھ اوسکو بادشاہ کی ہراول کی فوج کے سردار
ہونے کے لئے تعین کیا۔ رستم خان نے سلطان پرویز کی فوج پہنچنے سے پہلے مہابت خان کو

ہے اُوس سے مل گیا۔ باقی فوج اور سردار شاہجہان پاس آ گئے۔ شاہجہان نے
ہر پور کے گھاٹ سے عبور کیا اور کشتیونکو جمع کرکے اُنین کاہ وہیمہ بھر کر جلا دیا او۔
ے سرداروں کو پکڑ کر مقید کیا اور اونکو اپنے ساتھ لیا۔ بیرم بیگ بخشی کو سپاہ کے ساتھ
ن کیا کہ وہ فوج شاہی کو اُترنے نہ دے برسات کا موسم آگیا تھا۔ اور خود برہان پور
ا جب برہان پور کے نزدیک وہ آیا تو قلعہ آسیر کو تدبیر اور منصوبہ سلطانی سے تصرف
جہ گوپال سنگہ کو قلعہ داری کے لئے مقرر کیا۔ اِن دنوں میں خانخانان نے
شتہ مہابت خان کو مخفی بھیجا تھا اُس میں یہ بیت درج تھی کہ

س بہ نظر نگاہ میدارندم ورنہ بپریدمی ز بے آرامی

جہان کے سامنے محمد تقی بخشی لے پیش کیا اوسکے مطالعہ کے بعد اونے خانخانان کو
در نوشتہ اوسکے ہاتھ مین دیا تو عرق خجالت مین اوسکا چہرہ ڈوب گیا۔ خجالت
جواب اُس پاس نہ تھا۔ شاہجہان نے حکم دیا کہ وہ مع بیٹون کے دولتخانہ مین نظر بند ہو
سکی فال کے کہ مزن فال بد کا ورد حال بد۔ سو نفر اوسکے نگہبان مقرر ہون شاہجہان [بیگمات]
رمہ محل کو اسباب کی زیادتی کے ساتھ قلعہ آسیر میں چھوڑا اور برہان پور کی حوالی
ہ کیا جب سلطان پرویز اور مہابت خان دریاء نربدا کے کنارہ پر آئے تو کسی
ہ دنہ پایا۔ دریا طغیانی پر تھا اور سب گھاٹ بند تھے۔ مہابت خان نے بجز فکر و تند
نا یا اور از راہ منصوبہ بازی خانخانان کو باوجود اسکے بدنام اور نظربند ہونے کی
یسا خط لکھا کہ جسمین ساختگی کی بو نہ آئے۔ اور خانخانان کی نسبت کوئی بدظنی بھی
س مین یہ درج تھا کہ عالم پر ظاہر و ہویدا ہے شاہزادہ شاہجہان کا کوئی [مطلب] اور
ست پیدا و رفع فساد کے معلوم [نظر] نہ تھا مدعیان دولت برہم کار ہوئے۔ وہ اپنے
ی گرمی درہم اندازی میں جانتے ہیں وہ اپنے سزاے اعمال کو پہونچینگے۔ مین
ین محبور تھا لیکن اصلاح حال ملک مین جو خلق اللہ کی امنیت کا سبب ہو اپنے
لمانون پر واجب جانتا ہون اگر شاہزادہ بلند اقبال کے خاطر نشان کرکے کسی معقول

خانخانان کا مقید ہونا +

شاہجہان کا دکن سے بنگالہ کو جانا +

خواہ وہ معاملہ فہم کو سمجھوکہ بعضے مذکورات باہم درمیان مین لاکر فساد وعناد کی آگ بجھادی جائے
اور قتال وجدال کا پاؤن باہر کردیا جاوے اور پدر وپسر کے درمیان سابق سے زیادہ آمیزش
ہوجائے اور نورجہان نادم ہوکر راضی ہو اور شاہ جوان بخت کے جاگیرات مع اضافہ کے
بحال ہون یہ بہتر ہوگا اور اسی معنی کے کلمات صلح آمیز قسم اور بیان کلام ایزد منان کی
کفالت کے ساتھہ بہت اسمین مذکور تھے وہ ایسی تدبیر وتزویر کام مین لایا کہ یہ خط شاہجہان کے
ہاتھہ مین پڑا اور مطالعہ خاص مین آیا۔ شاہجہان اصلاح کار اور رفع فتنہ کا خواہان تھا جہان
کے ادعا سے کو اپنی خواہش کے موافق جانا اس کام کی وکالت کے لئے خانخانان سے بہتر
کسی اور آدمی کو نہ جانا اوسکی استمالت کر کے قسم کلام الٰہی کو کفیل بنا کے اوسکے دونو بیٹون کو
اپنے پاس بلا کے اوسکو مہابت خان پاس بھیجا اور یہ مقرر کیا کہ دریاء نربدا کے اس طرف
خانخان پھر بنائے عہد وقرار کو استوار کرے جب خانخانان گذر اکبرپور کے نزدیک پایاب
اور آدمیون کے درمیان صلح کی خبر پھیل گئی تو بیرم بیگ کے آدمیون کی جو معبرون کی حفاظت
پر مقرر تھے مصلحت کی خبر سننے سے خاطر جمع ہوئی اور اونہون نے گذرون کے بندوبست
مین سہل انگاری کی جب خانخان آیا اور صلح کے رسل ورسائل آئے تو مہابت خان نے
آخر شب مین حکم دیا کہ دریا کے ایک طرف ایک جماعت بازار کے آدمیون کی اور سوارون کی
ناگاہ مشعل لیکر صدائے تفنگ اور آواز دار وگیر کے ساتھہ دریا سے عبور کرین اور بیرم بیگ
کی فوج کو اس طرف جاکر قتل کرین اور دوسری جانب سے چار پانچہزار سوار دو تین جگہہ سے
جہان کم پانی تحقیق ہوگیا تھا پانی میں اتر کر پار آگئے۔ اس عرصے مین کہ بیرم بیگ نے
آدمی اپنی جگہہ سے بلکہ مقابل لعدسا پراہ ہونے کے لئے جمع ہون مہابت خان کی دو
تین فوجین دریا سے اتر آئین اور خانخانان پاس گئین۔ بیرم بیگ کے ہاتھہ مین جب کچھہ اختیار
نہ رہا تو اوسنے برہان پور کی راہ اختیار کی۔ خانخانان نے قرآن کی قسم کھانے کو بھی ہر چند
کہ کھانا جانکر ناخوردہ خیال کیا اور شربت کی طرح پی گیا۔ اور مہابت خان اور سلطان پرویز
کی سپاہ سے مل گیا۔ شاہجہان نے اب برہانپور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پریشان ہوکر

راه آڑیسه بنگاله مین جانے کا قصد کیا - مینه کی شدت اور دریاؤں کی طغیانی سے کے
ج بکوچ روانه ہوا - اس پاس جاد سکے اپنے نوکر اور بادشاہی نوکر تھے وه
ان اور سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے سلطان پرویز دریا سے عبور کرکے
ا نجات کو چھوڑ کر بطریق استعجال برہان پور مین آیا اور چند منزل ادہر ارکی سرحد
ہان کا تعاقب کیا - اور پہر برہانپور مین مراجعت کی جہانگیر کو شاہجہان کی مملکت ہتر
سے کچہہ اطمینان خاطر ہوا - دار الخلافه کی گرمی سے اور اطراف دہلی کی ناموافقت ہوا
خاطر کو نفرت تھی - اور آب و ہوای کشمیر اوسکی طبیعت سے موافقت رکہتی تھی باوجو
طره اوائل آذر ماه الہی مین کشمیر کی طرف روانه ہوا اور اس زمانه مین بنگاله
ان کا ہونا اس سبب سے خلاف مصلحت جانا که وه شاہجہان کا ہواخواه تہا اوسکو
س بلا لیا + متصدیان دکن کی بادشاه پاس عرضداشت آئی که شاہجہان و
خان و داراب خان به پروبال شکسته بحال تباه سرحد قطب الملک سے نکل کر
و بنگاله کی جانب گئے اس سفر مین شاہجہان اور اوس کے ہمراہیون کو ایسی خرابیان
کر اوسکے بہت سے آدمیون نے فرصت پاکر سروپا برہنه جان سے ہاتہه دہوکر راه
ارکی - ان سب مین سے ایک دن مرزا محمد پسر افضل خان دیوان شاہجہان
الده و عیال کے کوچ کے وقت بہاگ گیا - شاہجہان نے سید جعفر اور معتمدون
ت کو بہیجا که اگر وه زنده ہاتہه آئے تو فبہا ورنه اوسکے سر کو کاٹ کر حضور مین لاؤ
بہت جلد راه مین اوسکو جا لیا - اس حادثه سے اوسنے مطلع ہو کر والده اور عیال
مین لیجا کر پنہان کئے اور خود چند معدود آدمیون کے ساتہه آیا اور مردانه کمانداری
ڑا ہوا - ایک ندی اور جہیله درمیان مین تہا سید جعفر نے چاہا که اوسکے پاس
ب کی باتین بناکر اپنے ہمراه لیجائے ہر چند مقدمات بیم و امید کی ترتیب مین
دی کی مگر اوسنے اوسپر اثر نه کیا - اسکا جواب تیر جان ستان سے دیا اور نہایت
انه کی اور جان دی اور سید جعفر بہی زخمی ہوا اور ان کاری زخمون مین بہی

جب تک اس میں رمق باقی رہی بہتون کو بے رمق کیا - سید جعفر نے مرزا محمد کا سر کاٹ کے شاہجہان پاس بھجدیا - جب شاہجہان حوالی دہلی سے شکست پاکر مانڈو میں آیا تھا تو اوسنے افضل خان کو عادل خان وعنبر پاس کمک مدد کے واسطے بھیجا تھا - اوسکے ہاتھ عادل خان کے لیے بازو بند اور عنبر کے لئے اسپ و فیل و شمشیر مرصع بھیجی تھی - اول وہ عنبر پاس گیا اور جو چیزیں شاہجہان نے اوسکے لئے بھیجی تھی پیش کیں عنبر نے اون کو نہین قبول کیا اور کہا کہ ہم عادل خان کے تابع ہیں وہی دکن کے عمدہ دنیا دارون میں سے ہے تم اول اس پاس جاؤ اور اپنے مطلب کا اظہار کرو اگر وہ تمھاری بات کو مان لیگا تو میں اوسکی متابعت کرونگا اور جو کچھ میرے لئے بھیجا گیا ہے وہ لے لونگا - اور اگر وہ نہ قبول کریگا تو نہیں لونگا - عادل خان پاس افضل خان گیا وہ اُس سے بہت بری طرح پیش آیا مدتون تک شہر سے باہر اوسکو رکھا - اور اوسکے حال پر متوجہ نہ ہوا - اور طرح طرح کی خواری کی اور جو کچھ شاہجہان نے اوسکے اور عنبر کے لئے بھجوایا تھا سبکو غائبانہ اُس سے طلب کر لیا - افضل خان یہیں تھا کہ بیٹے کے مارے جانے کی اور خرابی خانہ کی خبر سُنی تو وہ سوگ میں بیٹھا -

شاہجہان کا مچھلی پٹن میں آنا

شاہجہان دور دراز کا سفر طے کرکے بندر مچھلی پٹن میں آیا - جو قطب الملک سے متعلق تھا اور اوسکی حوالی میں پہنچنے سے پہلے اپنا آدمی قطب الملک کے پاس بھیجا - اور انواع و اقسام کی امداد اور ہمراہی طلب کی قطب الملک نے کچھ نقد و جنس برسم اقامت بھیجا - اپنی سرحد کے میر کو لکھا کہ اپنی سرحد سے شاہجہان کا بدرقہ بن کر سلامت گذار دے اور تمام غلہ فروشوں اور زمینداروں کو دلاسا دیکر مقرر کیا کہ شاہجہان کے لشکر میں غلہ اور تمام ضروریات پہنچائی جائیں

نوروز و جشن سنہ ۱۰۳۳

۲۹ جمادی الاول ۱۰۳۳ کو نوروز ہوا جشن بدستور ہوا بادشاہ نے ان دنون یساولون یساقون کو حکم دیا کہ دولت خانہ سے نکلنے کے اور سواری کے وقت معیوب آدمیون کو جیسے کور و گوش و بینی بریدہ و کوڑی و مجذوم ہین روک دین کہ وہ نظر کے روبرو نہ آنے پائے جب بادشاہ کو اڑیسہ مین شاہجہان کے آنے کی خبر متواتر آئی تو شاہزادہ پرویز اور مہابتخان

عنبر و عادل خان پاس عبدالعزیز کا ایلچی بن کے جانا +

اکو تاکید کے ساتھ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دکن کا نظم ونسق کرکے بہت جلد صوبو
رو بہار کو روانہ ہون۔ اگر بحسب اتفاق صوبہ دار بنگالہ اوسکی راہ نہ روک سکے
یں سے مقاومت نہ کر سکے تو تم اس سے مقابلہ کرو اور حزم و احتیاط کے سبب سے
لطنت شاہجہان کو دار الخلافہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ ان حدود میں حکم کے لئے
گائے رہو اگر کسی خدمت کی حاجت پڑے اور اوسپر اشارہ کیا جائے تو فرمان کے
مطابق کار بند ہو۔ جس زمانہ میں شاہجہان کے پاس سے عبدالعزیز جہانگیر پاس آیا تھا
کے حکم سے وہ مہابتخان کی حوالات مین تھا بعد چند روز کے کام و ناکام مہابت خان
ملوا اپنا ملازم کیا اور برہان پور سے برسم رسالت عادل خان پاس بھیجا دیا دارا خان
لے دلی بندگی اور دولتخواہی اختیار کی عنبر حبشی نے اپنے معتمد علی شیر کو مہابت خان
یا۔ اور نوکرون سے بھی زیادہ عرضداشت مین عجز و فروتنی ظاہر کی اور اقرار کیا کہ
مین آنکر مہابت خان ملاقات کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو بندگان درگاہ کی
ن منتظم کرے۔ قاضی عبدالعزیز کا نوشتہ آیا کہ عادل خان خدمت و دولتخواہی پر
ہوا اور اوسنے یہ مقرر کیا کہ ملا محمد لاری کو کہ وکیل مطلق العنان اور نفس ناطقہ
ے اور محاورات و مراسلات مین اوسکو ملا بابا کہتے اور لکھتے ہین پانچہزار سوار کے
بھیجے گا کہ وہ ہمیشہ خدمت مین بسر کرے اونکو آیا ہوا ہی سمجھو۔ مکرر فرمان صادر
رشاہزادہ پرویز مع اپنے ہمراہی لشکر کے بنگالہ کو جائے۔ باوجود برسات کی
ے اور شدت باران کے اور گل والوے کے برہان پور سے کوچ ہوا اور مہابت خان
ہزادہ کو روانہ کیا اور خود اور ملا لاری نے شہر مین توقف کیا۔ لشکر خان دجادو رائے
ے رلے اور (جو شاہجہان سے جدا ہو کر مہابت خان سے آن ملے تھے) آدمیون کو
ہ بالاگھاٹ مین جاکر ظفر نگر مین معسکر بنائین اور جان نثار خان کو بدستور سابق
مین بھیجا اور اسد خان معموری کو ایلچپور مین روانہ کیا منوچہر پسر شاہ نوازخان کو
ین تعین کیا۔ رضوی خان کو تھالنیر روانہ کیا کہ صوبہ خاندیس کی حفاظت کرے

ہر جگہ ایک ملازم کاروان روانہ کیا گیا کہ ملک کا ضبط ونسق کرے +

ان دنون مین بنگالہ سے بادشاہ پاس ابراہیم خان فتح جنگ کی عرضداشت
گرامی سیہ مین شاہجہان داخل ہوا۔ احمد خان برادر زادہ ابراہیم خان گڈھہ کے زمیندار
پر چڑھائی کرنے گیا تھا اس کو اس حادثہ کی پہلے سے کچھہ خبر نہ تھی وہ متحیر ومتردد ہوکر ناگز
مہم سے ہاتھہ اوٹھا کے موضع پیپلی مین کہ اس صوبہ کا حاکم نشین ہے آیا اور اپنی
لےکر کٹک مین گیا جو پیپلی سے بارہ کوس پر بنگالہ کی طرف ہے اپنے مین مقاومت
استعداد نہ دیکھی تو وہ کٹک مین بھی نہ ٹھیرا اور یہان سے بردوان میں گیا۔ اور جعفر
برادر زادہ صالح پر صورت حال ظاہر کی۔ صالح نے حصار بردوان کو استحکام دیا اور
صواب کا دروازہ اپنے اوپر بند کیا۔ ابراہیم خان اس خبر وحشت اثر کے سننے
حیرت زدہ ہوا۔ باوجودیکہ اوسکے کمکی بلاد مین متفرق تھے۔ مگر وہ اکبر نگر مین پا
قائم گیا اور حصار کو استحکام دیا اور سپاہ کے فراہم کرنے مین اور لشکر وحشم کے دلا
مین اور اسباب رزم کے ترتیب دینے مین مشغول ہوا۔ اسوقت شاہجہان کا فرمان ا
پاس آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بسبب تقدیر ربانی وسرنوشت آسمانی وہ حال جو اس وا
خداداد کے لائق نہ تھا کتم عدم سے عالم ظہور میں جلوہ گر ہوا۔ روزگار کج رفتار کی گردش
اور لیل ونہار کے اختلاف سے اس سمت پر اتفاق ہوا۔ اگرچہ نظر ہمت مردانہ میں اس
فسحت ووسعت ملک جولانگاہ بلکہ پر کاہ سے زیادہ نہیں ہے۔ مدعا اس سے رفیع تر اور مطا
عالی تر ہے لیکن اس سرزمین پر گذر ہوا ہے اسے چھوڑنا نہیں چاہیے اگر تیرا عزم بادشا
درگاہ مین جانے کا ہو تو تیرے دامن ناموس خانمان سے تعرض نہیں ہے بفراغ خ
درگاہ ہوا اور اگر توقف کو صلاح وقت جانے تو اس ملک مین جس جگہ کو پسند کرے اوس
کہے اور آسودہ ومرفہ الحال زندگی بسر کرے۔ ابراہیم خان نے معروض کیا کہ بندگان
(جہانگیر) نے یہ ملک اس غلام کو سپرد کیا ہے یہ امانت سر اور جان کے ساتھہ ہمراہ رہے گ
شاہجہان کا لشکر بردوان پر آیا صالح نے حصار کو استحکام دیا اور جنگ وجدال پر ست

شاہجہان کی فتوحات بہار و بنگالہ میں +

عبد اللہ خان نے اوسکو فرصت نہ دی اور سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب کمک اور
نجات کی راہ نہ دیکھی تو وہ قلعہ سے نکلکر عبد اللہ خان پاس آیا۔ خان نے اسکو شاہجہان پاس
بھیجدیا اور حصار کو لے لیا جبتک سراہ کا سنگ لٹھہ گیا تو لشکر اکبر نگر پر آیا۔ ابراہیم خان نے جا کر
قلعہ اکبر نگر کو استحکام دیا اور شرائط حصن و قلعہ داری کو بجا لائے لیکن اکبر نگر کا حصار بڑا تہا اور اسکے
پاس لشکر کی جمعیت اسقدر نہتی کہ سب طرف سے جیسی چاہے ویسی محافظت کرتا رہے۔ اوس کے
بیٹے کے مقبرہ میں ایک حصار محکم مختصر سا تھا اس میں وہ متحصن ہوا اس اثنا میں جو لوگ کہ تھانون میں
متعین تھے اس پاس آ گئے شاہجہان کا لشکر اکبر نگر کے باہر آیا اور اوسنے حصار مقبرہ کا محاصرہ کیا
اندر اور باہر سے آتش قتال نے شتعال پایا۔ اسوقت احمد بیگ حصار میں آگیا۔ اسکے آنیسے
دلون کو تقویت ہوئی۔ اکثر آدمیون کے اہل و عیال دریا سے اس طرف تھے عبد اللہ خان نے
دریا خان کو دریا سے پار اسطرف روانہ کیا۔ وہان اوسنے لشکر آراستہ کیا۔ اس خبر وحشت اثر
کو ابراہیم خان نے سنکر احمد خان کو ساتھ لیا اور اس طرف سراسیمہ گیا۔ اور آدمیون کو قلعہ کی حراست
و حصانت کے لئے چھوڑا جنگی کشتیون کو جنکو ہند کی اصطلاح میں نوارہ کہتے ہیں اپنے سے پہلے
اس ہمت میں روانہ کیا کہ دشمن کی فوج کو سراہ روکیں اور دریا سے عبور نہ ہونے دیں مگر اس
نوارہ کے پہنچنے سے پہلے دریا خان دریا سے پار اوتر گیا تہا۔ ابراہیم خان نے اس خبر کو سنکر
احمد بیگ خان کو دریا کے پار دریا کے سرے پر بھیجا جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کنارہ پہ فریقین
مین لڑائی ہوئی اور احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے۔ وہ وہان سے بہاگ کر ابراہیم خان
سے آن ملا اوسنے غنیم کے غلبہ و تسلط سے آگاہ کیا۔ ابراہیم خان نے اسی گہڑی چار دیوار
مقبرہ سے کار طلب آدمی طلب کیے اور وہ اسکے پاس فوراً آن کر ملے۔ دریا خان کو جب اس امر کی اطلاع
ہوئی تو وہ چند کوس پیچھے ہٹا۔ نوارہ ابراہیم خان کے اختیار میں تھا اسلئے دریائے گنگ
سے شاہجہان کا لشکر عبور نہین کر سکتا تھا۔ اس اثنا میں راجہ بلبہ نے التماس ظاہر کیا کہ اگر فوج ہمرا
عنایت ہو تو ادہر جا کر اپنے تعلقہ میں کشتیان بہم پہنچا کر لشکر کو پار اُترواؤں شاہجہان نے
عبد اللہ خان کو پندرہ سو سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گنگا

اور ایک زمین تنگ مین جسکی ایک طرف دریا تھا۔ اور دوسری جانب کے متصل جنگل کا انبوہ تھا عرصۂ پیکار
آراستہ ہوا۔ ابراہیم خان دریا سے پار جاکر عرصۂ نبرد پر متوجہ ہوا خود ایک ہزار سوار کے ساتھ
قول بنا اور نوراللہ سیدزادہ جو اس صوبہ کے منصب داران تجویزی میں تھا آٹھ سو یا ہزار
سوارون کے ساتھ ہراول قرار پایا اور احمد بیگ خان کو سات سو یا ہزار سوارون کے ساتھ طرح
بنایا اور خود ایک ہزار سوارون کے ساتھ قول بنا۔ فریقین مین جنگ عظیم ہوئی۔ نوراللہ میں
تاب مقاومت نہ رہی تو اپنی جگہ کو چھوڑکر احمد خان سے ملا۔ وہ مردانہ زخمی ہوا۔ ابراہیم خان
یہ حال دیکھکر بیتابانہ دوڑا۔ اس دوڑنے مین فوج کا انتظام بگڑ گیا۔ اکثر اوسکے رفیق کام
سے ہاتھ اٹھاکر بھاگ گئے۔ ابراہیم خان نے چند آدمیون کے ساتھ پاے غیرت وہمت کو برپا رکھا
ہرچند اوسکے جلودار آدمیون نے چاہا کہ اوسکو لیکر اس مہلکہ سے نکالیں مگر وہ راضی نہ ہوا اور اونسے
کہا کہ میرا وقت اس کار کے لئے مقتضی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ کیا دولت ہوگی کہ مین اپنے
بادشاہ کی خدمت مین جان نثاری کرون۔ ابھی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ دشمنون نے گھیرکر
جان ستان زخمون سے اسکا کام تمام کیا۔ سر اسکا کاٹکر شاہجہان پاس بھیجا حصار
مقبرہ مین جو جماعت متحصن تھی جب اونسکو ابراہیم خان کی شہادت کی خبر ہوئی تو اونکے دل
ہار گئے۔ اوسی وقت رومی خان نے ایک نقب سے چالیس گز دیوار اڑائی۔ شاہجہان کے
کار طلب آدمی حصار مین دوڑے گئے اور اس دوڑ مین عابد خان دیوان اور شریف خان بخشی
اور بندہ ہاے روشناس تیر و تفنگ سے جان نثار ہوے اور حصار مفتوح ہوا جو آدمی قلعہ مین
تھے وہ ننگے سر و پاؤن باہر آئے کچھ دریا مین گرکر مرگئے کچھ کشتی مین ہجوم کرکے بیٹھکر
ڈوبے۔ اور ایک گروہ اپنے اہل وعیال کے سلسلہ مین گرفتار تھا اوسنے آنکر ملازمت کی میرک
جلائر جو اس صوبہ مین سب سے بڑا تھا وہ گرفتار ہوا۔ ابراہیم خان کے فرزند اور اموال و
اسباب ڈھاکہ مین تھے دریا کی راہ سے شاہجہان کا لشکر وہان گیا۔ احمد بیگ خان
برادرزادہ ابراہیم خان لشکر سے پہلے ڈھاکہ مین پہنچ گیا تھا۔ اوسکو سواے بندگی اور فرمان پذیری
کے کوئی چارہ نہ تھا اوسنے مقربان درگاہ کے وسیلہ ملازمت کی۔ حکم ہے وکلاے سرکار نے

براہیم خان کا مال ضبط کیا۔ چالیس لاکھ روپیہ کے قریب نقد سوا اور اجناس اور اقمشہ و فیل وغیرہ
کے ضبط ہوا میر جلال الدین سے پانچ لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اور اس ملک مین پانسو ہاتھی اور
دو چارسو توپ گوت ہاتھ آئے۔ نواڑہ اور توپخانہ اسقدر کہ بادشاہان ذی شوکت کے ذخیرہ
ہاتھ لگے۔ عبداللہ خان کو تین لاکھ روپیہ راجہ بھیم کو دو لاکھ روپیہ اور داراب خان کو ایک لاکھ
روپیہ اور دریا خان و وزیر خان و شجاعت خان و محمد تقی و بیرم بیگ مین سے ہر ایک کو پچاس ہزار
روپیہ عنایت ہوا +

اب تک داراب خان پسر خانخانان مقید تھا اب اسکو قید سے نکال کر اور قسم دیکر بنگالہ
کی حکومت اسکو سپرد کی۔ اور اوسکی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک پسر شاہنواز خان کو ہمراہ لیا
راجہ بھیم پسر رانا اس ہرج مرج میں شاہجہان کی خدمت سے جدائی نہین اختیار کی تھی اوسکے
ساتھ ایک فوج برسم منقلا اپنے سے پہلے پٹنہ کی طرف روانہ کی اور خود مع عبداللہ خان
کے پیچھے روانہ ہوا۔ شاہزادہ پرویز کی جاگیر مین پٹنہ تھا۔ اوسنے مخلص خان اپنے دیوان کو
یہان کی حکومت و حراست حوالہ کی تھی اور الہ یار خان پسر افتخار خان اور شیر خان کو یہان
فوجدار مقرر کیا تھا۔ راجہ بھیم کے آنے سے پہلے ان سب نے ہمت ہاری اور حصار پٹنہ کے استحکام
کی توفیق نہ ہوئی۔ الہ آباس کی طرف بھاگے۔ یہ ملک مفت ہاتھ سے گنوایا۔ اور اپنی جان کو بچایا۔ راجہ
بھیم بے مجادلت و منازعت شہر پٹنہ میں آیا اور صوبہ بہار پر متصرف ہوا۔ چند روز کے بعد
شاہجہان نے اس مرز بوم کے سارے متوطنون پر سایہ عاطفت ڈالا اور اس صوبہ کے جاگیردار
اوسکی ملازمت مین دوڑے آئے اور پانچ چھہ ہزار سوار نوکر ہوگئے۔ سید مبارک جو قلعہ
رہتاس کی حکومت رکھتا تھا قلعہ حوالہ کیا۔ اور ساجبینہ کے زمین پر اوسنے قدمبوسی کی
شاہجہان نے اپنے سفر کرنے سے پہلے عبداللہ خان کو ایک فوج کے ساتھ الہ آباس روانہ کیا
اور دریا خان افغان کو ایک جماعت کے ساتھ مانکپور و اودہ کی طرف تعین کیا چند روز بعد
بیرم بیگ کو صوبہ بہار کی حکومت و حراست تفویض کی اور خود جونپور کی طرف روانہ ہوا
جہانگیر قلی خان نے جو جونپور کی حکومت رکھتا تھا وہ الہ باس مین رستم خان پاس چلا گیا عبداللہ

کرم و گیرا قصبہ جھونسی مین آیا جو دریاے گنگ کے اوس طرف الہ باس کے مقابل مین ہے لشکر
آراستہ کیا شاہجہان جونپور مین آیا ۔ عبد اللہ خان بنگالہ سے نوارہ عظیم لایا تھا ۔ توپ تفنگ
ضرب سے وہ دریا پار ہوا اور الہ باس کو لشکرگاہ بنایا ۔ مرزا رستم قلعہ مین متحصن ہوا ۔ جنگ و جدل کے
رایات کو بلند کیا ۔ اندر اور باہر سے تیر و تفنگ کے سفیر پیام مرگ اور شور اجل کو دلیرون کے کان
پہنچاتا تھا فتنہ و آشوب عظیم اس سرزمین مین برپا ہوا ۔

سوانح دکن کا مجمل حال لکھا جاتا ہے ۔ ہم پہلے لکھہ چکے ہیں کہ عنبر حبشی نے علی شیر
وکیل کو مہابت خان پاس بھیجا تھا اور اس امید مین نہایت عجز و فروتنی ظاہر کی تھی کہ صوبہ
دکن کی مہمات کا اہتمام اسکے سپرد کیا جائے ۔ اسکی عادل خان سے دشمنی تھی ۔ وہ چاہتا
کہ بادشاہی آدمیون کی اعانت سے اپنا تسلط اور ترفع عادل خان پر ظاہر کرے ۔ ایسے ہی
عادل خان اوسکی رفع شر کے واسطے چاہتا تھا کہ صوبہ دکن اسکے قبضۂ اقتدار مین حوالہ کیا جا
آخر کو عادل خان کا افسون کارگر ہوا ۔ مہابت خان عنبر کی جانب کو ترک کرکے عادل خان
کا رروائی مین مشغول ہوا ۔ عنبر برسر راہ تھا اسلئے ملا محمد لاری وکیل عادل خان اوسکی جانب سے خا
نگران رکھتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ مہابت خان نے ایک بادشاہی فوج بالاگھاٹ مین تعین
کی کہ وہ ملا محمد کے ہمراہ ہوکر برہانپور مین اوسے پہنچا دے ۔ عنبر اس خبر کو سنکر متردد ہوا وہ نظام الملک
کو قصبہ کھڑکی سے قندہار مین لے گیا جو ولایت گلکنڈہ کی سرحد پر واقع ہے اور فرزندون کو
احمال و اثقال کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا ۔ اور کھڑکی کو خالی کیا ۔ اور مشہور یہ کیا کہ مین قطب الملک
کی سرحد پر اسلئے جاتا ہون کہ اپنا زر مقررہ اس سے بازیافت کرون ۔ جب ملا محمد لاری برہانپور
مین مہابت خان سے ملا تو وہ اوسکو شاہزادہ پرویز پاس لے گیا ۔ اور سربلند رائے کو شہر برہانپور
کی حکومت و حراست سپرد کی جادو رائے اور اودے رام کو اسکی کمک کے لئے مقرر کیا ۔ اور لسپراو
برادر دو مین کو احتیاطاً ساتھہ لیا ۔ جب شاہزادہ سے ملا محمد ملا تو یہ قرار پایا کہ وہ پانچہزار سوارون کے
ساتھہ برہانپور مین رہے اور سربلند رائے کے ساتھہ احکام چلائے اور انتظام مہام کرے اور علیم الد
اسکا بیٹا ہزار سوار کے ساتھہ شاہزادہ کی خدمت مین رہے +

خانزاد خان کا پلنگ توش اوزبک پر فتح پانا

وا خبر واد کو جہانگیر خطۂ کشمیر مین آیا۔ یہان آنکر اوسنے سُنا کہ پلنگ توش اوزبک سپہسالار
نذر محمد خان نے ارادہ کیا ہے کہ حوالی کابل اور غزنین پر تاخت کرے۔ خانزاد خان پسر
مہابت خان نے مع اپنے کُمکی امرا کے شہر سے باہر آکر اوس کی مدافعہ و مقابلہ مین ہمت
کی ہے اسواسطے بادشاہ نے غازی بیگ اپنے خدمتگار کو ڈاک چوکی مین روانہ کیا کہ
حقیقت حال پر اطلاع حاصل کرکے خبر شخص لاوے۔ غازی بیگ کی عرضداشت سے
معلوم ہوا کہ الوس ہزارجات نے جنکا یورت حدود غزنین مین واقع ہے اور قدیم سے
حاکم غزنین کے مالگذار تھے اونکے ضبط و انتظام کے لئے پلنگ توش نے مضافات
غزنین موضع صوارمین ایک قلعہ بنایا ہے اور اپنے ہمشیرزادہ کو ایک فوج کے ساتھ وہان
متعین کیا ہے اس سبب سے الوس ہزارہ نے خانزاد خان پاس آنکر استغاثہ کیا کہ ہم قدیم
حاکم کابل کی رعیت و مالگذار رہے ہین پلنگ توش چاہتا ہے کہ ہم کو تعدی سے فرمانبردار
بنالے اگر اوسکے شر کو ہم سے دور کرو تو بدستور سابق ہم رعیت اور فرمان پذیر ہین ورنہ
ناگزیر پلنگ توش کے ملتجی ہوکر رہتے ہین اوزبکون کی بیداد اور ظلم کے آسیب سے بچا مین تھے
خانزاد خان نے ایک فوج ہزارہ کی کُمک کے لئے بھیجی خواہرزادہ پلنگ توش نے انکا مقابلہ کیا
اور بزد و خورد کے درمیان وہ اوزبکون کی ایک جماعت کے ساتھ قتل ہوا اور سپاہ منصور نے
اوسکے قلعہ کو خاک کی برابر کیا اور ظفر و فیروزی کے ساتھ معاودت کی۔ پلنگ توش اس خبر
سُننے سے اپنے کردار سے خجل ہوا نذر محمد خان برادر امام قلی خان دارائے توران سے
التماس کی کہ کابل کی سرحد پر تاخت کرکے اپنے انفعال کو ملک دور کرنا چاہتا ہون۔ ابتدا
مین نذر محمد خان و اتالیق و عمدہائے لشکر نے اس جرأت و بیباکی کی تجویز نہین کی لیکن
جب پلنگ توش نے بہت مبالغہ کیا تو اوسکو اجازت ملی وہ دس ہزار سوار اوزبک و الامانی
لیکر ان حدود مین آیا۔ خانزاد خان نے اس خبر کو سُنکر تھانجات سے آدمیون کو طلب کیا
اور اسباب قتال و جدال کی ترتیب مین مشغول ہوا عمدہ سپاہ کا لشکرگاہ موضع شہر گڑہ مین
آراستہ ہوا جو غزنین سے دس کوس پر ہے۔ سپاہ اوزبک نے غزنین سے تین کوس پر لشکرگاہ

تیار کیا تھا گڑھ سے تین کوس لشکر شاہی چلا تھا کہ اوسکا مقابلہ اور دکنیون کی سپاہ سے ہوا جنگ مین امتداد و اشتداد ہوا آخر کو شاہی لشکر نے پلنگ توش کو قلعہ جالنہ تک کہ میدان جنگ سے چھہ کوس تھا بھگا دیا۔ تین سو اوزبک مارے گئے اور ہزار گھوڑے اور بہت سے اسلحہ کہ مخالفون نے گرانی کے سبب سے راہ مین پھینک دئے تھے لشکر بادشاہ کے ہاتھہ آئے اور فتح عظیم کہ اور فتوحات کی عنوان تھی حاصل ہوئی۔ پلنگ توش کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پلنگ کے معنی برہنہ کے ہین اور توش کے معنی سینہ کے ہین کہ لڑائی مین سینہ کو کھول کر گیا تھا اسلئے یہ نام اسکا مشہور ہو گیا۔ الکثر اوقات وہ قندہار اور غزنین کے درمیان رہتا تھا اور کبھی خراسان مین جا اوسنے سپاہیانہ دستبردین کین تھین شاہ عباس اسی موقعہ مین اوسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا جب ملک عنبر قطب الملک کی سرحد پر آیا تو اوسنے مبلغ تقرری کو بازیافت کیا کہ ہر سال خرچ سپاہ کے لئے اوس سے لیتا تھا اور دو سال سے اوسنے نہین دیا تھا۔ اور عہد و سوگند سے اس طرف سے خاطر جمع کر کے ولایت بیدر مین آیا اور اس ملک کی حراست کے لئے جو عادل خان کے آدمی مقرر تھے اونکو زبون اور بے استعداد دیکھہ کر اونپر تاخت کی اور شہر بیدر کو تاراج کیا اور یہان سے جمعیت و استعداد کے ساتھہ عادل خان کے سر پہ چڑہا۔ عادل خان نے اپنے مردمان کار دیدہ اور سرداران گزیدہ ملا محمد لاری کے ساتھہ برہانپور بھیجے تھے اس پاس ایسی جمعیت حاضر نہ تھی کہ وہ ملک عنبر کی دفع شرارت کے لئے کفایت کرتی اسلئے صلاح وقت و پاس عزت و محارست دولت اس مین دیکھی کہ وہ قلعہ بیجاپور مین متحصن ہوا اور برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم مین مشغول ہوا آدمی بھیجکر محمد لاری کو طلب کیا اور برہانپور مین جو لشکر اوسکے ہمراہ تھا اوسکو حکم دیا کہ وہ اوسکے ساتھہ جلد آئے اور صوبہ مذکور کے متصدیون کو تاکید و مبالغہ کے ساتھہ لکھا کہ میرے اخلاص و دولت خواہی شاہی کی حقیقت ظاہر ہے اور مین اپنے تئین درگاہ شاہی کے منسوبون مین سے جانتا ہون اسوقت میرے ساتھہ عنبر ناحق شناس گستاخانہ پیش آیا ہے مجھے امید ہے کہ کل دولت خواہ سپاہ کے ساتھہ جو اس صوبہ مین ہین میری کمک پر متوجہ ہونگے اور اس فضول غلام کو دور کر کے اوسکے کردار ناہنجار کی سزا دینگے جب شاہزادہ پرویز اور

ابت خان اُس پاس گئے ہیں تو سربلند رائے کو برہانپور میں حکومت وحراست کیلیے لئے مقرر
لئے تھے کہ مہمات کلی وجزوی محمد لاری کی صوابدید سے کرے اور دکن کے انتظام
لم میں اسکی صلاح سے انحراف نہ کرے جب محمد لاری بہت بجد ہوا تو اوس نے
ن لاکھ هون کہ قریب بارہ لاکھ روپیہ کے ہوتے ہیں لشکر کے مدد خرچ کے صیغہ مین
صدیون کو دئے عادل خان کے نوشتے درباب کمک مہابت خان پاس پہنچے
سنے بھی متصدیان دکن کو لکھا کہ بے تامل و توقف ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خان کی
ب کے لئے وہ جائیں [illegible] سربلند رائے نے کچھہ آدمیوں کے ساتھہ برہانپور میں توقف کیا
لشکر خان و میرزا منوچہر و خنجر خان حاکم احمدنگر اور جان سپار خان حاکم بیر اور امرائے منصبدار
و بہ دکن میں متعین تھے ملا محمد لاری کے ساتھہ عادل خان کی کمک کے لئے اور عنبر کے
یصال کے لئے چلے جب عنبر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اوسنے بھی بندگان درگاہ کو
ستے بھیجے کہ میں غلامان درگاہ میں سے ہوں اور سگان درگاہ سے نسبت رکھتا ہوں
بے ادبی بھی مجھہ سے ظہور میں نہیں آئی میں نے کونسی تقصیر وگناہ کیا ہے کہ میری
بی اور استیصال کے درپے ہوئے ہو اور عادل خان کی تکلیف سے اور ملا محمد کی تحریک
میرے سر پر چڑھے چلے آتے ہو میرا اور عادل خان کا اُس ملک پر جھگڑا ہے جو کہ زمانہ
ت مین نظام الملک سے متعلق تھا اب وہ اسیر متصرف ہے اگر وہ بندون مین سے ہے تو
بھی غلامون مین سے ہوں۔ اب مجھے اور اوسے چھوڑ دو وہ مجھسے اور میں اوسے سمجھہ لونگا
ت حق جو ہوگا وہ ظہور مین آئیگا ان لوگوں نے اوسپر التفات نہ کیا کوچ بکوچ کرتے
ئے چلے گئے عنبر جتنی الحاح وزاری کرتا اوسکو اوتنا ہی وہ زبون جانتے اور
بہ شدت ظاہر کرتے جب فوجیں بیجاپور کے نزدیک آئیں تو عنبر حوالی بیجاپور سے
ہوا اور تلافی اور منصوبہ بازی کی فکر میں مشغول ہوا لشکر بادشاہی اور ملا محمد غالب
عنبر کے پیچھے پڑے ہوئے اور [illegible] اور فرصت نہ دیتے جس طرف عنبر جاتا وہ اس طرف
ناحنت کرتے وہ عنبر [illegible] تقصیر کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے بھیجا

حوالی احمدنگر کے میدان مین وہ پہنچا یہان اوسکو جنگ کے لئے میدان قابو ملا اور مصف کارزار آراستہ کی طرفین کے رزم طلب فوجین آراستہ کرکے جنگی فیلان مست اور توپخانون کو مقابل لائے اول عادل خان اور عنبر کے آدمیون مین جنگ ہوئی اور فوج حبشی نے بلاے سیاہ کی طرح لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حملے ایک دوسرے پر ہوئے اس ضمن مین ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا وہ گھوڑے سے گرا لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے سرداران بیجاپور کے عنان بعنان راہ فرار اختیار کی اس حال مین ایک فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے۔ وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف فوج عنبر نے تاخت کی سوار و پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اور سوا اسکے بادشاہی اور عادل خان کے پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوئے اور خنجر خان حاکم احمدنگر زخمی ہوکر جان سلامت لے گیا اور قلعہ مین پہونچ گیا۔ امراء مقیدمین سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکرون مین تھا اور عنبر کے ساتھ عداوت و ہمچشمی رکھتا تھا وہ قتل ہوا۔ باقی امرا کے طوق و زنجیر پہنے اور قلعہ دولت آباد کے اوپر بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امراے اسیر کو بستہ اپنے سامنے بلایا۔ امراے بادشاہی کو جدا کرکے مخاطب و معاتب ... کہ تم مین سے کسی نے تردد کیا ہو یا کوئی تم مین سے زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد ... تم نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا نام و ننگ کا پاس اور حق نمک آقا تھا ... پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں انمین سے جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تھا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تھا پانصدی منصب رکھتا تھا جب اسپر کوڑے لگانے کی نوبت آئی تو اوسنے فریاد کی اور کہا کہ مین سنتا تھا کہ ملک عنبر عدالت پیشہ و منصف ہے لیکن یہ غلط تھا۔ یہان شرط عدالت ہے کہ جو باعث دولت دوہزاری و سہ ہزاری منصب تھی ہوا اوسکا جرمانہ بھی سو کوڑہ ہوا اور مین پانصدی ہون مجھپر بھی وہی جرمانہ ہے عنبر کو یہ بات خوش آئی اور کوڑہ مارنا موقوف ہوا۔ ملک عنبر نے عادل خان کے ملک کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ شولاپور کو کہ ابتداے نزاع ملکی کا سبب ہا تھا تاراج کرکے اوسکے لشکرون کو زیر تیغ کیا اور اس طرف سے بندوبست خاطر جمعی کرکے ملک

باشاہی کی تاخت پر مصروف ہوا ملکہ پورا اور نواح برہانپور تک آبادی کے آثار چھوڑے۔ جب خبر جہانگیر کو پہنچی تو اوسکو نہایت رنج ہوا اور کشمیر کے لالہ زار کی سیر کر کے وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

خانخانان کا نظر بند ہونا۔

جب شاہزادہ پرویز بنگالہ روانہ ہوا تو خانخانان کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے اندیشہ رہتا تھا۔ اور اوس کا بیٹا داراب خان شاہجہان کی خدمت مین تھا اسلئے اوس سے خاطر جمع نہ تھی اور اوسکی بیٹی بیوہ جانا بیگم جو شاہزادہ دانیال کی بیوی تھی صاحب اسے و باتدبیر مشہور تھی پرویز نے حکم دیا کہ خانخانان مع اپنے تابعین اور لواحقین فدوی اقتدار کے دولت خانہ کے نزدیک ایک خاص خیمہ مین نظر بند رکھا جائے۔ ان کے درمیان میان فہیم غلام تھا جو خانخانان صاحب ار اور شجاعت اور رائے صائب اختیار و کاروبار مین خاص عالم مین زبان زد تھا اوس کی غیرت نے قید کی خفت کو گوارا نہ کیا۔ اور جنگ مین کمربستہ ہو کر مع لپسر و ہمراہیون کے کشتہ ہوا۔

شاہجہان کی شکست۔

اب شاہزادون کی لڑائی کی داستان یہ ہے کہ جب سلطان پرویز اور مہابت خان الہ آباد کے قریب پہونچے تو عبد اللہ خان نے الہ آباد کے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا اور جھونسی مین مراجعت کی۔ دریا خان نے دریا کے کنارہ کو فوج سے استحکام دیا تھا اور کشتیون کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ اسلئے بادشاہی لشکر کے عبور مین توقف ہوا۔ اور شاہزادہ پرویز او مہابت خان نے گنگا کے کنارہ پر عسکر آراستہ کیا۔ دریا خان نے گذرون (گھاٹون) کا ضبط کیا۔ زمینداران بیس نے کہ اس حدود مین اعتبار رکھتے تھے تیس کشتیان اطراف سے جمع کین اور اوپر کی طرف چند کوس لے گئے۔ اور وہان ایک گھاٹ پر لشکر شاہی کی رہبری کی۔ اس عرصہ مین دریا خان کو آگاہی پاکر مدافعہ و مقابلہ مین مشغول ہو لشکر بادشاہی دریا سے گذر گیا۔ ناچار دریا خان نے توقف مین صلاح نہ دیکھی وہ جونپور کی طرف چلا گیا عبد اللہ خان و راجہ بھیم بھی شاہجہان کے پاس جونپور کی طرف گئے اور شاہجہان سے بنارس جانے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے بیگمات حرم کو قلعہ رہتاس مین بھیجا اور خود بنارس کی طرف حرکت کی اور دریا گنگ سے عبور کر کے

ٹونس ندی پر اقامت کی۔ پرویز و مہابت خان گنگ سے پار ہو کر ٹونس کے کنارہ پر مقیم ہونا
چاہتے تھے کہ بیرم بیگ مخاطب بہ خاندوران خان شاہجہان کے حکم سے گنگا پار آیا اور آقا محمد زمان
سے لڑا اور شکست پائی۔ اور قتل ہوا۔ اسکا سر شاہزادہ پرویز پاس آیا اور ایک نیزہ پر لگایا گیا۔
رستم خان نے جو پہلے شاہجہان کا نوکر تھا اور بھاگ کر شاہزادہ پرویز سے ملا تھا اوسنے کہا کہ خوب ہوا
کہ حرامخور قتل ہوا جہانگیر قلی پسر اعظم خان حاضر تہا اوسنے کہا کہ اس کو حرامخور اور باغی نہیں کہنا چاہیے
اس سے زیادہ نمک حلال کوئی اور آدمی نہیں ہو سکتا کہ اپنے صاحب کی راہ میں جان دے اور
اس سے زیادہ کیا کوئی کر سکتا ہے اب بھی اسکا سر تمام سرون سے بلند تر ہے۔ اس واقعہ کے بعد شاہجہان
نے اپنی سپاہ کے سردارون سے مشورہ کیا۔ اکثر دولت خواہون اور خصوصاً راجہ بھیم نے صلاح جنگ
صف مین دیکھی۔ مگر عبد اللہ خان اصلا اس بات پر راضی نہ ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہی
لشکر کمیت مین ہمارے لشکر پر افزونی رکھتا ہے لشکر شاہی قریب چالیس ہزار سوار کے ہے اور
ہمارے لشکر مین قدیم و جدید سپاہی سات (دس) ہزار سوار بھی نہیں ہیں مناسب حال یہ ہے
اور صلاح اسمین ہے کہ لشکر جہانگیری کو اس سرزمین مین چھوڑ کر ہم اودہ اور لکھنو کی راہ سے نواحی
دہلی مین چلین اور جب گروہ انبوہ اس طرف دوڑ کر ہمارے نزدیک آئے تو ہم دکن کی طرف
متوجہ ہون ناگزیر لشکر بادشاہی بسیاری اور گرانی حرکت سے اسباب حشمت سے عاجز ہو کر آشتی
کرے اور اگر صلح کی صورت نہ ہوگی تو اوسوقت بمقتضاے وقت عمل ہوگا۔ راجہ بھیم نے جنگ پر
اصرار کیا اور کہا کہ بغیر اسکے میرا ہمراہ ہونا مقصور نہین ہے۔ بادشاہ نے کچھہ اپنی عزت اور
جلادت کے سبب اور کچھہ راجہ کی خاطر سے باوجود عدم استعداد اور زبونی لشکر جنگ صف پر
قرار دیا طرفین کے لشکر آراستہ عرصہ کارزار مین مبارزت کرنے لگے اول ارابہ توپخانہ حصار
گرما گرم آیا۔ افواج بادشاہی کی یہ کثرت تھی کہ قوس کی طرح شاہجہانی لشکر کو تین طرف
سے گھیر لیا اور تیر و تفنگ کا مینہ اسپر برسایا۔ توپخانہ چھین لیا۔ راجہ بھیم نے مخالفون کی کثرت
بقدر خیال نہ کیا۔ راجپوتون کے گروہ کے ساتھہ توسن ہمت کو کدایا اور فوج بادشاہی تک
پہنچا شمشیر آبدار سے کارزار کی اور جراحت فیل کو جو اوسکے سامنے آیا تیر و تفنگ کے زخم سے

گرادیا اور اس شیر بیشہ جرأت و جلادت نے جان نثار راجپوتون کو ساتھ لیکر کارنامہ مردمی او شجاعت ظاہر کیا - یہ اوپر کا بیان تو توزک جہانگیری اور اقبال نامہ سے نقل ہوا ہے مگر خافی خان اس جنگ کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ جب پرویز سرحد بنگالہ میں پہنچا ہے - پرویز کے حکمون سے مہابت خان نے زمیندارون اور حکام شاہی پاس نوشتجات بھیجے جو وعدہ و وعید و تہدید آمیز اور ترک اطاعت و رفاقت شاہجہان پر مشتمل تھے - اور مہابت خان ایسی تمہیدات اور تدبیرات کو کام میں لایا جس سے کہ شاہجہان کا سلسلہ نسق و بندوبست برہم ہوا زمیندار جو صاحب نواڑہ اور جنگی کشتیون کے مالک تھے اور اون میں سے بعض مجبور ہو کر شاہزادہ کے متعلق ہوئے کے قبضہ اقتدار میں آئے تھے اور ایسی ایک جماعت برضا و رغبت شاہجہان کی اطاعت کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے اونمیں سے زیادہ تر مہابت خان اور احکام بادشاہی کی تمہیدات اور تہدیدات سے بھاگ گئے اور ملاح کشتیون پر سے دریا میں کود کر فرار ہوئے اس ملک میں باشندون اور لشکر کی زیست کا اور رسد غلہ و تمام ماکولات و ملبوسات و ترود جنگ کے بہم پہنچنے کا مدار نواڑہ اور کشتی پر ہے سو تمام عملہ کشتی سلطان پرویز سے جا ملا تو شاہجہان کا لشکر اس قدر تنگ ہوا کہ بغیر اسکے کہ پاے جنگ و کارزار درمیان آئے جوق جوق سپاہ اور کاسبان بازار اٹھ کر چلے گئے - شاہجہان نے جو تیس چالیس ہزار سپاہ جمع کی تھی اُس میں سے دس ہزار سوار باقی رہے جنمیں سے زیادہ تر فرار کے فکر میں تھے اتفاق سے لشکر کا نزول ایسے جنگل میں ہوا کہ خاردار اشجار سے پُر تھا - شاہجہان نے ناچار ہو کر فرمایا کہ لشکر کے گرد چار دیواری بنائی جائے رسد غلہ کے پہنچنے کی راہ بالکل مسدود ہوئی - سلطان پرویز کی سپاہ سامنے آئی - اونسے اطراف کا محاصرہ کیا - چند روز کے محاصرہ میں روز بروز لشکر کا حال تباہ ہوتا جاتا تھا اور باقی سپاہ کارزار میں دل نہیں لگاتی تھی بلکہ عمدہ سردار بھی جنگ پر راضی نہ تھے اور صلح و مدارا چاہتے تھے - راجہ بھیم و شیر خان تہوری کر کے شاہزادہ پرویز کی فوج کے مقابل آئے اور توپخانہ آتشبار کے گرد دلیرانہ وار پھرے اور جنگ مردانہ اور تردد رستمانہ کیا جو شرح و بیان میں نہیں آسکتا خصوص راجہ بھیم خود شمشیر زنان مع جان نثار ہمراہیون کے صف فوج کو پھاڑ کر سلطان پرویز

قول پر جا پہنچا جو سامنے آیا اوسکو شمشیر و سنان سے نیچے گرایا سلطان پرویز کے مقابل جانے میں
کتنے ایک امیرون اور نامی مبارزون کو خانہ زین سے زمین پر سرنگون کیا قریب تھا کہ بادشاہ
کی چالیس ہزار سپاہ برہم ہو جائے۔ مہابت خان نے حکم دیا کہ فیل مست کو اوسکے مقابل لائیں
راجہ بھیم اور شیر خان نے اور رجپوتون کی ایک جماعت نے اس بلائے سیاہ پر حملہ کرکے شمشیر و برچھی
سے اوسکی خرطوم کو زخمی کرکے مار ڈالا ہر دفعہ کہ راجہ قلب گاہ لشکر پر حملہ رستمانہ کرتا تھا بے اختیار
دونو لشکرون سے صدائے آفرین بلند ہوتی تھی۔ آخر کو مہابت خان مع چند نامدار بہادرون
کے راجہ کے مقابلہ مین آیا۔ با وجودیکہ راجہ کے کاری زخم لگے تھے اوسپر بھی وہ مہابت خان
کا ہم نبرد ہوا اور بہادرانہ لڑکے وہ گھوڑے سے گرا۔ اوسکے سر کاٹنے کے قصد سے
جو مخالف اوسکے نزدیک آیا جوہر غیرت کی مدد سے وہ اوٹھتا تھا اور اپنے حریف کا کام
تمام کرتا تھا۔ دم واپسین تک شمشیر ہاتھ سے نہیں چھوڑی شیر خان نے بھی ایک رجپوتون
کی جماعت کے ساتھ شرط فدویت و جانبازی کی تقدیم کی۔ پھر بازار کارزار ایسا گرم ہوا کہ دو تین
تیر شاہجہان کے جامہ میں اور تین چار تیر اسپ سواری خاصہ میں لگے۔ کل بارہ ہزار سوارون
مین سے عبداللہ خان کے ہمراہی پانچسو سوار اور بعض اور ہوا خواہ جان نثار باقی رہے شاہجہان
نے مکرر یہ چاہا کہ کلمہ شہادت و استغفار زبان پر لاکر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کرے مگر عبداللہ
خان مانع ہوا شاہجہان نے جب قصد مکرر کیا تو نوبت یہ آئی کہ عبداللہ خان بعض ہوا خواہون
کے اتفاق سے گھوڑے کو پکڑکر گستاخانہ اور دست کشی فدویانہ سد راہ ہوا اور کہا کہ حضرت
کے جد آباے مثل فردوس مکانی بابر بادشاہ پاس کئی دفعہ دس بیس سوار رہ گئے وہ معرکہ کارزار
سے نکل آیا اور خود کنارہ کشی کی اور پھر کامیاب ہوا۔ اگر حیات باقی ہے سلطنت آپکی
خانہ زاد و ہمرکاب ہے۔ شاہجہان کو چند نفر کے ساتھ جریدہ اس تہلکہ سے نکال لایا تمام خزانہ
و فیل و کارخانے و توپخانے تاراج ہوئے اور سلطان پرویز کے آدمیون کی تصرف میں
آئے۔ اونھین دنون میں شاہزادہ محمد مراد بخش پیدا ہوا اس نونہال کو بعض خادمان محل کے
ساتھ قلعہ رہتاس میں پہنچایا اور فضل الہی کے سایہ میں سونپا محل خاص ہمراہ لیکر دکن کا قصد کیا

ابت خان کے نوشتوں سے جہانگیر سے حقیقت حال معروض ہوئی تو اوسنے شاہجہان کے حال پر
ت افسوس کیا یہ بھی معروض ہوا کہ شاہجہان صدمات بنگالہ کے بعد دکھن کو روانہ ہوا ہے
عاقب کا حکم منزادل کے ہاتھ سلطان پرویز پاس بھیجا اور فرمان گیا کہ مہابت خان ملک
ہم خوردہ بنگالہ کے بندوبست کے واسطے یہین ہے اور پرویز بلا توقف دکن کی طرف مرحلہ پیما ہو
بلند راے صوبہ دار برہانپور کے نام حکم صادر ہوا کہ سلطان پرویز کے پہنچنے تک اس صورت
س کہ شاہجہان برہانپور کو محصور کرے محافظت شہر مین مشغول ہو اور جنگ کی جرات نہ کرے
ن حکم کی نسبت اقبال نامہ مین لکھا ہے کہ جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عرضداشت
ن لہ یاقوت حبشی دس ہزار سواروں کے ساتھ بلکاپور مین موجود ہے جو برہانپور سے دس کوس
ے سربلند راے کا ارادہ شہر سے باہر جا کر اوس سے لڑنے کا ہے تو بادشاہ نے بتاکید تمام
صادر کیا کہ جب تک کمک پہنچے زنہار لڑنے کا ارادہ نہ کرے برج و بارہ کو مستحکم کرے
ب شاہجہان نے داراب خان کو بنگالہ سپرد کیا تھا تو اوسکے زن و فرزند کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا
اس حادثہ مذکورکے اوسکے قبائل کو نونہال محمد مراد بخش کے ساتھ رہتاس مین چھوڑا
ر داراب خان کو لکھا کہ ملک عنبر اور سرداران دکن کے نوشتے ہماری طلب مین
ئے ہیں اور وہ ہمارے منتظر ہیں جلد ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تم ساتھ روانہ ہون داراب خان
ے ناموافقت ایام اور کوتاہی عقل سے عذر ہائے نا مسموع کرکے بات کو ٹالا اور لکھ بھیجا کہ زمیندارون
ے اتفاق کرکے مجھے گھیر رکھا ہے مین نہین آسکتا جب اوسکے آنے سے مایوس ہوا تو دکن کو جس
ے آیا تھا اسی راہ پر روانہ ہوا۔

داراب خان کا مارا جانا

سلطان پرویز صوبہ بنگالہ مہابت خان کو سپرد کرکے شاہجہان کے تعاقب مین گیا۔
داراب خان کی طلب مین نوشتے بھیجے اور اپنے پاس اوسکو بلایا۔ اور مہابت خان کو
وسکے قتل کا اشارہ کیا جسنے اوسکو مار ڈالا جبکہ عبداللہ خان نے داراب خان کی رفاقت
سے مایوس ہوکر بڑے بیٹے کو شاہجہان کے حکم بغیر بادیہ عدم کا رہ نورد کیا۔ اقبال نامہ میں
لکھا ہے کہ جب داراب خان مہابت خان پاس آیا تو جہانگیر نے لکھا کہ اوسکو زندہ رکھنے میں

کیا مصلحت سوچی ہے تم کو چاہئے کہ اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو - مہابت خان نے حکم کے بموجب تعمیل کی اس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا -

بادشاہ اواسط اسفندیار مذکور میں کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا - نوروز کا جشن دہم جمادی الاخری سنہ ۱۰۳۴ھ کو ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا - راہ میں منزل منزل خانے و نشیمن بنے ہوئے تھے - جہانگیر نے یہ عمارتیں نئی بنوائی تھیں ان کے سبب خیمہ و فرش کی ضرورت نہ تھی کہ بار بردار کی تکلیف ہوتی - فرغہار ملوکانہ موجود تھے ان میں اترتا ہوا اور سیر و شکار کرتا ہوا تالاب ڈل میں کہ کشمیر کے دلکش نشان مکانوں میں سے ہی بادشاہ پہنچا - ایک مرتفع جا پر ڈیرہ لگایا گیا - جہاں تک نظر کام کرتی تھی دشت و کوہ و صحرا و بام و در خانہائے شہر میں طرح طرح کے پھول اور سبزہ جلوہ گر تھا - بعد سیر و شکار کے تفریح کے پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی جب منزل بھمبر پہنچا تو بہت آدمی برف و سرما بے ہنگام اور گزند رسان ہوا سے کوہ کے اوپر اور نیچے تلف ہوئے منزل بھمبر کی کوہ کے نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجب نقل کرتے ہیں کہ عین تیر ماہ الٰہی میں زمین اور آسمان دونوں بہار کی بھٹی ہوتے ہیں کوتل کے نیچے گرمی و شدت حدت ہوا تابستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی کا عذاب دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہیں آتی

بادشاہ نے اس سفر میں یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طب میں خاص کر ذخیرہ خوارزم شاہی میں جو لکھا ہے کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مر جائے یہ بات بالکل غلط نکلی بہت زعفران آدمیوں کو کھلایا اونہوں نے تبسم بھی نہیں کیا (زعفران کا اثر بعض ایسے آدمیوں پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہیں)

اس سال کے ابتدا کے واقعات یہ ہیں کہ جب شاہجہان دکھن سے برار کی سرحد پر آیا تو ملک عنبر نے اوسکی خدمتگاری شروع کی اوسکی ہوا خواہی کے لئے ایک فوج بسرکردگی یاقوت خان کے حوالی برہانپور میں تاخت و تاراج کے لئے بھیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ - شاہجہان اس طرف چلا اور دیوگانو میں خیمہ لگایا عبداللہ خان محمد تقی مخاطب بشاہ قلی خان

کے ساتھہ تعین کیا کہ وہ یاقوت خان کے ساتھہ متفق ہوکر برہان پور کا محاصرہ
قلعہ گیری کے لوازم مین مصروف ہون۔ اور اوسکے بعد وہ خود بھی اس طرف
۔ا اور سواد شہر مین لال باغ مین اُترا۔ راؤ رتن اور اور بادشاہی ملازم
تھے۔ اور شہر وحصار کے استحکام کی شرائط اہتمام ولوازم کارآگہی کی تقدیم
مین ہوے۔ شاہجہان نے حکم دیا کہ ایکطرف عبد اللہ خان اور دوسری طرف
قلی خان قلعہ پر چسپان ہون جس طرف عبد اللہ خان تھا غنیم نے ہجوم کیا اور
ل ہوئی اور شاہ قلی خان قلعہ کی دیوار توڑکر حصار مین آیا۔ سربلند رائے
بیونکو عبد اللہ خان کے مقابل مین چھوڑکر خود شاہ قلی خان سے لڑنے آیا۔
بی نوکر کوچہ وبازار مین متفرق ہوگئے تھے شاہ قلی خان نے ارک کے
ت دشمن کے مدافعہ ومقابلہ مین کوشش کی۔ اسکے ساتھہ جو آدمی تھے اُنمین
گئے اور وہ ناگزیر ارک مین آیا اور قلعہ کا دروازہ بند کیا۔ سربلند رائے نے
رہ کرکے اوسپر کار تنگ کیا شاہ قلی خان نے مضطر ہوکر قول لیا اور اُس سے
) جب شاہجہان کو اسکی خبر ہوئی تو دوسری دفعہ فوج کو ترتیب دیکر یورش کا حکم
مبارز خان وجان سپار خان اور اور دلیر شرائط سعی وکوشش بجالائے
رتب ہوا۔ بار سوم شاہجہان نے خود سوار ہوکر یورش کا حکم دیا۔ اطراف سے
زم آرا اور دلیران قلعہ کشا نے قدم جرأت وجلادت آگے رکھا اور شجاعت
مے ظاہر کئے اور اہل قلعہ مین بعض نامی آدمی مارے گئے جسوقت متحصنون پر
ہو رہا تھا کہ اتفاق سے سید جعفر کی گردن پر تیر تفنگ پیوست مال ہوا اور وہ
ہوکر پھرا۔ اسکی باگ موڑنے سے تمام دکھنی سراسیمہ ہوکر بھاگ گئے سار بہت سے
پنے ساتھہ لے گئے اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ مہابت خان وخانخانان سپہ سالار
پرویز نے لشکر بادشاہی کے ساتھہ بنگالہ سے معاودت کی اور دریاے نربدا
ن تو شاہجہان نے بالاگھاٹ مین مراجعت کی اسوقت شاہجہان سے عبد اللہ خان

جدا ہو گیا اور موضع انعد مین جا بیٹھا نصرت خان جدا ہو کر نظام الملک پاس چلا گیا اور
اوس کا نوکر ہو گیا +

شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چھوڑ کر بالاگھاٹ کی طرف گیا اثناء راہ مین اس کے مزاج پر قوی ضعیف نے استیلا پایا اور تصدیعات روحانی پر عارضہ بدنی کا اضافہ ہوا تو ان ایام نکبت مین اسکی خاطر مین آیا کہ پدر والا قدر سے عذر تقصیرات کر کے معافی مانگی اس ارادہ حق پسند کے ساتھ عرضداشت مین جرائم ماضی وحال کا انفعال لکھ کر ارسال کیا حضرت شہنشاہ نے ایک فرمان اپنے خط مبارک سے قلمی فرمایا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر دارا شکوہ اور اورنگ زیب کو ملازمت مین بھیجو اور رہتاس اور آسیر کے قلعون کو ہمارے آدمیون کے تصرف مین دیدو تو تمہاری تقصیرات معاف ہو جائینگی اور ملک بالاگھاٹ اسکو مرحمت ہوگا اس فرمان کے پہنچنے کے بعد شاہجہان باوجودیکہ شاہزادون کے ساتھ کمال دلبستگی رکھتا تھا مگر والد ماجد کی رضاجوئی کو مقدم جانا اور ان جگر گوشون کو مع پیشکش کے جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ ہوگی بادشاہ پاس روانہ کیا سید مظفر خان اور رضا بہادر کو جو قلعہ رہتاس کی حراست پر مقرر تھے لکھا کہ فرمان بادشاہی جس جس کے نام آئے اوسکو قلعہ حوالہ کر دو اور مراد بخش کے ہمراہ میرے پاس چلے آؤ اور حیات خان کو لکھا کہ قلعہ آسیر بندہ ہائے شاہی کو حوالہ کر کے میرے پاس آؤ ـــ پھر خود ناسک کی طرف کوچ کیا +

شاہجہان کا اطاعت اختیار کرنا +

بادشاہ نے عبدالرحیم خانخانان کو اپنے پاس بلایا اور وہ آیا دیر تک ناصیہ خجالت کو زمین پر سے نہ اوٹھایا - بادشاہ نے اوسکی دلنوازی اور تسلی کے لئے فرمایا کہ اس مدت مین جو کچھ ظہور مین آیا وہ آثار قضا وقدر سے تھا کہ ہمارے تمہارے اختیار سے باہر تھا - اسقدر خجالت و ملامت کو راہ نہ دو غرض اوسکو مناسب جا پر بٹھا دیا - اور از سر نو اوسکو خانخانان کا خطاب دیا اور قنوج جاگیر مین عنایت ہوا +

خانخانان کا حضور مین حاضر ہونا +

بادشاہ نے نورجہان بیگم کے اغوا سے آصف خان اور فدائی خان کو شاہزادہ پرویز پاس

کہ مہابت خان کو اس سے جدا کرکے بنگالہ روانہ کرے اور خانجہان کو گجرات سے طلب کیا
ا ہزادہ کی وکالت کرے مگرچہ شاہزادہ نے اول اس مین منہ کئے مگر آخرکار
ان بنگالہ گیا اور اوسکی جگہ خانجہان مقرر ہوا خانجہان پاس عبداللہ خان نے
کہ عصیان و نمک حرامی اور شاہجہان کی رفاقت سے نادم و پشیمان ہون عفو
سلطان پرویز سے ملنے کے لئے التماس کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف
ع کے جواب مین یہ پڑھا گیا ؎

ے ہر انچہ ہستی باز آئے — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آئے
ی درگہ ما درگہ نا امیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آئے

نصور معاف ہو گیا۔

شاہ ۱۹ محرم ۱۰۳۵ کو کشمیر سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ سلخ ماہ مذکور
ین داخل ہوا۔ مدت مدید سے بادشاہ کو کابل کی سیر کا خیال تہا سو وہ سہ شنبہ
۱۰۳۵ کو کابل کی طرف روانہ ہوا۔ افتخار خان پسر احمد بیگ خان نے احداد کا سر
سے لاکر پیشکش مین پیش کیا۔ بادشاہ نے خوشی کے شادیانے بجوائے اور سر کو
کہ قلعہ کے دروازہ پر لٹکائیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ظفر خان پسر
دالحسن کابل مین پہنچا تو اوسنے سنا کہ یلنگ توش اوزبک شورش افزائی اور فتنہ انگیزی
سے نواحی غزنین مین آیا ہے ظفر خان نے لشکر کو جمع کیا۔ اس اثنا مین احداد
یلنگ توش کے اشارہ سے تیراہ مین آیا۔ راہ زنی اور دست اندازی کہ شیوہ بد اوس
تھا اختیار کیا یلنگ توش اپنے ارادہ باطل سے نادم ہوا اور اپنے خویشون
ایک شخص کو ظفر خان پاس بھیجا کہ ملائمت اور چاپلوسی کرے۔ اولیاے دولت
اس طرف سے فارغ ہوئی۔ احداد کے فساد کے دفع پر مائل ہوئی اور سپاہ شاہی اوسکے
برمی جب اوسکو یلنگ توش کی بہر جانے کا اور لشکر شاہی کے آنے کا حال معلوم
ہنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی کوہ داوا غزنین جہان اس کا محکمہ تھا چلا گیا اور اوس

اپنی پناہ سمجھا اور ایک دیوار آگے کھینچی اور خوب استحکام کیا اور سامان اور ذخیرہ اور قلعہ داری کا اسباب جمع کیا۔ لشکر شاہی نشیب و فراز طے کرکے اوسکی تسخیر کے لیئے آیا۔ جمادی الاول صبح سے پہر تک لڑکر اس محکمہ کو فتح کرلیا اور اِحداد مارا گیا جسکا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا گیا۔

۲۲ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ کو نوروز ہوا۔ ادر جلوس کا اکیسوان سال شروع ہوا اور دربار جناب بہ جشن نوروزی ہوا اور شاہجہان کے محبت نامہ کا جواب لکھا گیا اور ایک گرز مرصع تمام الماس قیمتی لاکھ روپیہ کا اس پاس بھیجا گیا +

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان سلطان پرویز سے جدا ہوکر بنگالہ کا صاحب صوبہ ہوا اور اس سیر حاصل زرخیز ملک میں وہ رہا۔ جاگیرداروں کے تمام محالات اور بے تقصیرون اور صاحب تقصیرون کے ہاتھی اور بہت دولت تصرف میں لایا اور وہان کے رہنے والون پر زیادہ ظلم و تعدی کیا۔ محالات خالصہ پر بھی متصرف ہوا اور بادشاہی دیوانون اور متصدیون کو نکال باہر کیا۔ اور بادشاہ کو ایک دام درم نہ بھیجا۔ جاگیردارون اور امرا کے وکلا نے اوسکی ظلم و ستم کی فریاد بادشاہ سے کی۔ مہابت خان نے نورجہان بیگم کی تمہید سے شاہجہان کو صدمہ پہنچایا تھا اور بے شمار خزانہ اور جواہر مع کل کارخانجات کے تصرف مین لایا اور پھر اس ضلع کے رہنے والون کو ستایا تھا۔ جہانگیر مظلومون کی شکایت سننے میں گوش شنوا رکھتا تھا۔ عدالت اور ستم رسیدون کی غورمین جد و جہد بہت کرتا تھا۔ آصف خان نے مہابت خان کی سب تقصیرات و تعدی اور مردم آزاری بادشاہ کے خاطرنشان کین وہ مہابت خان سے مدت سے لاگ ڈانٹ رکھتا تھا اور اس سے جلا ہوا بیٹھا تھا۔ بعد اس عرض کے بادشاہ نے عرب دست غیب کو جو بڑا ضابط و شجاع تھا بنگالہ بھیجا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ مہابتخان محال بادشاہی سے کیا تصرف میں لایا ہے اور رعیہ و ستون پر کیا ظلم کیا ہے اور اوس کو مع خزانہ اور ہاتھیون کے ساتھ لے آئے۔ آصف خان کی کارپردازی اور تحریک کے سبب سے یہ مطلب تھی جس کے دل مین یہ تھا کہ اپنے حریف کو خوار اور بے عزت کرے اور اوسکے ناموس اور جان و مال پر دست تعرض دراز کرے جب عرب دست غیب

غان پاس پہنچا تو اوسنے اوسکی خدمت ماموره کی عذرات سے اور مکالمہ سے جو نہا
ادشاہی ہاتھیون کو عرب دست غیب کے ساتھہ بھیجدیا اور خود چند روز کی مہلت
اصف خان تو اس مطلب گران کو سبک دست جانتا تھا مگر مہابت خان بڑا
تھا اوسنے سوا مقرری فوج کے پانچ ہزار راجپوت خونخوار یک رنگ و یک جہت
تھے اور اونکے اعیان کے فرزندون کو لے لیا کہ جسوقت جان پر آن بنے
دیا سخوان پہنچے اور سب طرف سے مایوس ہون تو اپنی عزت اور ناموس کے لئے بقدر
دست و بازی کرین اور اہل و عیال کے ساتھہ جان نثار ہون -

وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز

ب دست غیب ہاتھیون کو لیکر مہابت خان سے پہلے بادشاہ پاس پہنچ گیا اور جو
ت دریافت کرنی تھی وہ عرض کی - ایک دو مہینے بعد مہابت خان بھی آراستہ
ے ساتھہ آگیا - اس عرصہ مین آصف خان کے اغوا سے بنگالہ کے ستم رسیدون
سے ہزارون دادخواہ اور جاگیردارون اور مدارا مرا کے وکلا گروہ گروہ
ہ کے حضور مین سواری اور معتاد آرام بادشاہی کے وقت مین اپنی داد و
سے بادشاہ کو بے آرام کرنے لگے - باوجودیکہ مہابت خان جس روش سے
اوسکی نسبت حرفہائے نا ملائم مذکور ہوتے تھے مگر اصف خان بہت غافل
ردا تھا جب بادشاہ کو مہابت خان کے آنے کی خبر ہوئی تو اوسکو حکم ہوا کہ
نک بادشاہی مطالبون سے اپنے تئین فارغ نہ کریگا اور بمقتضاء عدالت زنجیر
ن کو تسلی نہ دیگا کورنش و ملازمت سے محروم رہے گا - اگرچہ یہ ساری آگ نورجہان کی
ہوئی تھی مگر وہ اس مقدمہ کی ہمواری اور اصلاح چاہتی تھی لیکن بادشاہ عدالت
ی اور ستم رسیدون کی فریاد رسی کا بڑا مقید تھا - باوجودیکہ نورجہان سے عشق کا
تھا اور امور ملکی و مالی کا کوئی مقدمہ بے اسکی صلاح کے فیصل نہ ہوتا تھا مگر جب ستم
ن کا استغاثہ ہوتا تھا تو نورجہان کو کسی کی طرفداری کا یارا نہ ہوتا تھا - اور یکہ

بادشاہ نے فرمایا تھا کہ سلطنت کا سارا مدار تجھ پر ہے لیکن مظلومون کے مقدمہ مین غور
کرنے کے اندر مین تیری کچھ نہ سنونگا +

اسی زمانہ مین مہابت خان نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ برخوردار بزرگ زادہ نقشبندی
سے کر دیا تھا یہ نکاح اس عہد کے ضابطہ کے خلاف بے عرض و اذن بادشاہ ہوا تھا
آصف خان نے اس باب مین اسکے غرور کو بادشاہ سے عرض کیا اس تقصیر مین برخوردار
کو پکڑ کر بادشاہ کے روبرو لائے اور اوسکے دونو ہاتھ پیٹھ پر باندھ ذلت و خواری کے
ساتھہ با برہنہ زندان مین بھیجا ۔ اور فدائی خان کو حکم دیا کہ جو اسپ و فیل اور تمام اسباب
جہیز کا جو اوسکو دیا گیا ہے تحقیق کر کے ضبط کر لے اور محصلان شاہی متعین ہوئے
کہ مطلوبات مغلوب اور جاگیرداران معذور کے ادائے حق کے بعد دفتر دیوانی مین رجوع
کرین اور محاسبہ تصرف و مطالبات چندین سالہ سرکار سے فارغ کرین ۔ آصف خان
اگرچہ ایسے قوی مدعی کی خفت و خواری چاہتا تھا جو شجاعت و تدبیر و تزویر مین مشہور
تھا مگر وہ اس کام کو ایسا خفیف جانتا تھا اور دشمن عظیم کو حقیر سمجھ کر تلافی کرنی چاہتا تھا
کہ اس ارادہ کے موافق احتیاط و بندوبست جیسا کہ چاہئے نہین کرتا تھا اور مطلوب کے
جو مصالح ضرور تھی اونکے جمع کرنے مین اور تدبیر کرنے مین کوشش نہین کرتا تھا ۔ اس
غرور کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ کام نہ بنا اور سوا اسکے کہ ملک مین فساد عظیم مچا اور اوس کو خود
ایسی خفت و ذلت ہوئی کہ تواریخ مین داخل ہو کر غرائب لیل و نہار سے سمجھی جاتی ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ مہابت خان ان سکارہ کے بعد جو مکافات عمل کے اثر سے
انسان کے سامنے پیش آتے ہین مغلوب و مغموم ہو کر دن رات بسر کرتا تھا ۔ دریاء بہت پر
آسانی سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے پل بنا تھا ۔ بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے
موافق دستور کے امرا اور لشکر نے عبور کرنا شروع کیا ۔ کل ارکان دولت اور امرائے ذو الاقتدار
اور نامی منصبدار یہانتک کہ آصف خان و فدائی خان و خواجہ ابو الحسن کہ مدار علیہ
سلطنت تھے دریا سے پار چلے گئے ۔ اور بادشاہ کی خدمت مین سوائے نور محل اور صادق خان

تھے

اور میر منصور بدخشی و شجاع خان و مقرب خان اور چند افراد معدود عہدہ دارون اور خواجہ سراؤن
اور خواصون مثل خدمت پرست خان و جواہر خان و عرب دست غیب و فصیح خان کے
کوئی نہ رہا۔ آصف خان کی دانائی پر یہ پتھر پڑے کہ اوسنے زہریلا سانپ تو ہاتھ میں
پکڑا اور زہر کا کچھہ فکر نہ کیا مار بازی کو سرسری بازیچہ جانا۔ ولی نعمت کو تنہا چھوڑا۔ آب سے
گذر کر عالم آب مین محبوبون کے ساتھہ عشرت مین مشغول ہوا۔ مہابت خان تو ایسے قابو کے
لئے چشم براہ اور گوش بر آواز بیٹھا تھا۔ جب میر اور وزیر کی بے خبری اور تدبیر کی خطا سے
مطلع ہوا تو اوسنے لشکر کو خفیہ آخر شب مین اشارہ کیا کہ بے صدا اور ندائے شہرت مسلح اور
آمادہ جمع ہون وہ سات آٹھہ ہزار سوار جو اوسکے اپنے تھے سوار ہوا۔ قریب دو ہزار
سوارون کے پل پر تعین کئے اور اونکو حکم دیا کہ اوس طرف سے جو سوار و پیادہ آئے
اُسے آنے نہ دین اور اس طرف سے جو جائے اوسے روکے نہین۔ اور خود چار یا پنج ہزار
سوار لے کر بادشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور نشان اور اسباب تجمل کو اس فوج کے
ہمراہ کیا کہ پل پر متعین تھے اور بادشاہ کے عبور کی شہرت دی۔ اور جماعہ دارون کو تاکید کی
کہ اگر اوس طرف سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دین اور کمک نہ آنے دین۔ آپ خود دولتخانہ
کے قریب آیا اور حکم دیا کہ اطراف خیمہ کو سپاہ گھیر لے اور خود اپنے خاصون کی جماعت لیکر
بارگاہ مین داخل ہوا۔ خواص خواجہ سرایان باری دار خبردار ہوئے اور سراسیمہ وار
بادشاہ کی خوابگاہ کی طرف گئے اور بادشاہ شب کے خمار سے اول روز مین آرام مین تھا
پانوٗن دبا کر اُٹھایا اور نیرنگی روزگار اور اس نابکار کے آنے سے آگاہ کیا۔ خوابگاہ
کے نزدیک تک جانے مین کئی ایک عہدہ دار پردہ دارونے مہابت کی ممانعت مین آواز بلند
کی تھی اوسنے اونکو گرا دیا اسلئے اورون کا پائے استقامت بھی لغزش میں آگیا تھا۔ اور
اطراف مین متفرق ہوگئے تھے۔ بادشاہ خواب آلودہ خمار زدہ شمشیر ہاتھہ میں لیکر اُٹھا اور
دیکھا کہ مہابت خان ایک جماعت کے ساتھہ آگیا ہے۔ مہابت خان اپنے ولی نعمت سے
چہار چشم ہوا۔ بادشاہ نے چلا کر اوس سے کہا کہ اے مہابت نمک حرام یہ آنا کس طرح کا ہے

اس غدار کے دل میں مہابت بادشاہی نے اثر کیا مگر مکاری سے آداب ملازمت کو شروع کیا اور دستور مقرری کے موافق ثنا خوانی اور کورنش کی۔ مدعیوں کے شکوہ کے عذر بیجا اور قدمبوسی کی آرزو سے شوق میں زبان کھولی۔ اور ہمراہ کے آدمیوں کو دور تخت کے روبرو کھڑا کیا اور عجز کے ساتھ نزدیک پہونچکر قدمبوس ہوا تین دفعہ بادشاہ کے گرد پھرا اور زبان نیاز سے پردہ راز کو اوٹھایا اور دست بستہ کھڑا ہوا اور یہ التماس کیا کہ مجھے یقین تھا کہ آصف خان کی آسیب عداوت و دشمنی سے مجھے خلاصی و رہائی ممکن نہیں اور نہایت خواری اور رسوائی سے کشتہ ہونگا۔ از روئے اضطرار دلیری و جرأت کر کے حضور کی پناہ میں آیا ہوں۔ اگر میں مستوجب قتل و سیاست ہوں تو مجھے اپنے سامنے سیاست فرمائیے مگر بے دین دشمنوں کو حوالہ نہ کیجئے۔ جہانگیر نے مکرر قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجا چاہا جلادت و تہور کو کام میں لائے اور اس نمک حرام بے ادب کو اپنی سزا کو پہنچاوے۔ میر منصور بدخشی نے ترکی زبان میں منع کیا اور عرض کیا کہ بادشاہان باوقار کی حوصلہ و بردباری و تحمل کے امتحان کا وقت ہے اوسکی تسلی کرنی چاہئے۔ بادشاہ نے قبضہ سے ہاتھ اٹھا لیا اور بہ تقاضاء وقت مہابت خان کی دلبری کی۔ اندر اور باہر راجپوت بھر گئے اور ہر ساعت زیادہ ہوتے گئے۔ خواص اور عہدہ دار جس خدمات پر مامور تھے اس سے ہاتھ کھینچے جاتے تھے۔ اور مہابت خان زبانی چاپلوسی کا اظہار کر کے اپنی رسوخیت بڑھاتا تھا۔ اوس نے عرض کیا کہ سواری اور شکار کا وقت ہے طشت اور آفتابہ منہ دھونے کے لئے لائیں اور پوشاک خاص حاضر کریں۔ بادشاہ نے منہ دھونے کے بعد قصد کیا کہ خواب کے لباس بدلنے کے لئے نورمحل کے پاس جائے۔ اور تدبیر کار میں مشورہ کرے۔ تو مہابت خان مانع ہوا۔ التماس کیا کہ حضور باہر لباس بدلیں اور جلدی سوار ہوں اور غلام کو ہمرکاب لے چلیں تاکہ واقعہ طلب آدمیوں کو کچھ اور گمان نہ ہو۔ ناچار اسکی لجاجت سے بادشاہ نے لباس اور جواہر پہنا اور سوار ہوا۔ نورمحل نیرنگی روزگار سے خبردار ہوئی اوس کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا حواس باختہ ہو کے اور افسوس کر کے دست حیرت سر اور زانو پر مارتی تھی

اب اسکو سوا اسکے کچھہ اور نہ سوجھی کہ تغیر وضع اور تبدیل رخت وسواری کرکے جواہر خان
خواجہ سرا کے ساتھہ پل سے پار چلی گئی۔ پل پر مہابت خان کا یہ حکم تہا کہ جو اس طرف
سے جائے اسے روکو نہیں پس کسی نے اوسکو نہ روکا اور وہ اپنے بہائی کے گھر جا پہنچی
اور اوسنے آصف خان اور امرا کو جنکے ہوش وعقل برباد ہوگئے تہے تشنیع و لعنت ملامت
کرنی شروع کی اور اپنے برادر بے خبر کو زیادہ سرزنش کی اور کہا افسوس ہے تمہاری
عقل اور نمک کہانے پر کہ اپنے ولی نعمت کو تنہا دشمن کو حوالہ کرکے چلے آئے وہ تدارک اور
تدبیر کار کے فکر مین ہوئی۔ مہابت خان بادشاہ کا ہاتہہ پکڑکر تسلی دیتا ہوا خیمہ سے باہر
سوار ہونے کے لئے لایا ایسے فیل سواری خاصہ کو ہرچند عہدہ دارونے چاہا کہ پہنچائیں
لیکن مہابت خان کے آدمیون کے ممانعت کے سبب سے نہ پہنچا سکے۔ مہابت خان نے
اپنا گھوڑا حاضر کیا۔ بادشاہ غیرت کے مارے اوسپر سوار نہ ہوا۔ اسپ سرکار طلب کیا اور اوسپر
سوار ہوا چارون طرف سے چند رجپوتون نے مجرا کرکے گھیر لیا۔ چند قدم نہ گیا تھا کہ مہابت خان اپنا
فیل لایا اور منت سماجت کرکے بادشاہ کو اوسپر سوار کیا تاکہ بادشاہ بالکل بے اختیار ہوجائے
اور بادشاہ کے دونو طرف دو مسلح راجپوت بٹھائے اسوقت داروغہ فیلخانہ گجپت خان
مادہ فیل سرکاری کو لایا اور جھپٹ کر بادشاہ کے نزدیک اس تلاش میں آیا کہ بادشاہ کو اسپر
سوار کرائے مگر مہابت خان کے اشارہ سے وہ مع بیٹے کے راجپوتون کے ہاتھہ سے
مارا گیا۔ مقرب خان داروغہ خواصان بہت سعی کرکے حوضہ پر سوار ہوکر گھس رانی کے
لئے بیٹھا۔ اس کشمکش میں اوسکی پیشانی پر ایک زخم لگا جس سے خون جاری تھا
خدمت پرست خان خدمتگار کہ شیشہ و پیالہ معتاد ہمراہ رکھتا تھا اپنے پہلوون پر راجپوتون
کے برچھہ کے صدمہ اٹھاکر حوضہ کے کنارہ سے لٹک گیا پھر حوضہ کے اندر کسی طرح
جا بیٹھا۔ مہابت خان سواری کی ہاتھی کو اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور صاحب کے ساتھہ بادشاہ
کو اسمین اتارا اور اپنے بیٹون کو نذر و نثار کے ساتھہ حاضر کیا اور بادشاہ کے گرد صدقہ
پھرایا۔ اب اوسکو نورجہان کا خیال آیا تو اوسکو اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے بھائی پاس چلی گئی

تو دست افسوس ملے اور اپنے اور ہمراہیوں کی غفلت پر لعنت ملامت کی ور بیگم کو
جو سہو ہوا اوسے ندامت ہوئی اور اوسکی خاطر متردد ہوئی۔ اب اوسکو شہریار کا خ
تھا کہ بادشاہ کی خدمت سے اسے جدا رکھنا ایک خطائے عظیم ہے اسلئے وہ بمقتضا۔
وسراسیمگی کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کرتا ہوں اور مآل کار کیا ہوگا۔ بادشاہ
خیمہ میں لے گیا خیمہ بادشاہی لٹ گیا تھا۔ اس خیمہ مین بادشاہ کو اوتار کر باد
و دلبری میں کوشش کرتا تھا اور دست بستہ کھڑا رہتا تھا۔ ادمی خیمے کو گھ
تھے۔ اس وقت شجاع خان امیر اکبری کا نبیرہ جھجو کسی طرح بادشاہ کے پا
مہابت خان کے اشارہ سے وہ قتل کیا گیا۔ باوجود کاردانی اور کامیابی
خان کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور حوصلہ باختون کی طرح ہردم و ہر لحہ
خیال کا ہمدم رہتا تھا۔ لیکن بادشاہ کا دل اور حوصلہ تدبیر ایسا بجا تھا کہ جو
تھا اور حکم دیتا تھا راہ صواب سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اپنے فکر صائب سے مہا
کردار اور اطوار کے اور تقاضاء روزگار کے موافق اپنے تئیں دکھلاتا تھا
اوسنے فرمایا خوب کیا کہ مجھہ کو اس رفضی بدکیش کے ہاتھہ چھڑا کر اپنے اختیار
اس بدخواہ دولت کا ہاتھہ کوتاہ کیا۔ مہابت خان ہردم اظہار عقیدت و فدویہ
بھرتا تھا اور معذرت کرتا تھا اور تخت پر بادشاہ کو بدستور مقرری بٹھاتا۔
حاضر کرتا۔ اور خود بندہ ہائے عقیدت کیش کی طرح خدمت کرتا۔ جب نورمحل
اور امیرون کے پاس پہنچی اور اونکی سرزنش کے بعد مصلحت یہ قرار پائی کہ کل
کو نورجہان کو ہاتھی پر سوار کرکے اور سب اتفاق کرکے شمشیر انتقام کو نیام سے
مہابت خان کے ہاتھہ سے ولی نعمت کو خلاص کریں۔ اگر نورمحل اس مصلحت
سبب سے جیساکہ چاہئے پسند نہیں کرتی تھی کہ دشمن کے اختیار میں بادشاہ ہے
اس خیال سے کہ کوئی فکر صائب اس سے بہتر سوجھتا نہ تھا اور اوسکو اپنے عدم
مطعون ہونے کا خوف تھا۔ ناچار یہی امر قرار پایا اور راضی ہوگئی۔ اس مصلحت

بیان جانا نورجہان کا [illegible] نورجہان [illegible]

نگیر کو ہوئی تو مہابت خان کی رہنمائی سے بتاکید تمام نورجہان و آصف خان اور
، کی تسلی کی اور اس تدبیر کے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور مقرب خان -
خان بخشی اور میر منصور بدخشی کو بھیجا کہ وہ اونکے ارادہ کے منع کرنے مین مبالغہ کریں
جب مین اس جگہ ہون تم کو مقابلہ مین جنگ کرنی اور میرے منہ پر تیر و بندوق سے
اسے صواب نہیں ہے دریا سے پار ہوکر لڑنا محض خطا ہے مین یہان سب طرح
ہون میری طرف سے کچھ وسوسہ نہ کرو اور میر منصور کے ہاتھ اپنی انگوٹھی بھیجی -
خان نے صادق خان کی زبانی آصف خان کو پیغام بھیجا کہ اپنے تئیں افلاطون
انتا تھا - اب تیرا اختیار سلطنت کی فضولی سے تیرے ولی نعمت کا حال یہ ہوا - اب
دولت اور بہبود کار تیری اسی مین ہے کہ کچھ مدت تک مجھ ناکارہ کو کار وزارت اور بادشاہ
نگاری کرنے دے اور خود پنجاب مین اپنی جاگیر مین چلا جا ـــ نورجہان
ف خان کو یہ گمان ہوا کہ یہ باتین مہابت خان کی گھڑی ہوئی ہین اوس کی
سے بادشاہ نے کہلا بھجوائی ہین اور مہر پہچیدی ہے - اونہون نے اس پیغام کو نہ مانا
ان جو بڑا بہادر تھا یکہ تاز بہادرون کی جمعیت کے ساتھ دریا کے کنارہ پر آیا -
ن نے پل کو آگ لگادی اور کارزار کے مستعد ہوئے - دلاورون نے نہ دریا کے پانی کا
یا اور نہ روبرو کے تیرباران کا خوف کیا - گھوڑون کو پانی مین ڈال دیا - اور
بہادری کرکے دولتخانہ کے مقابل آئے - ایک جماعت ڈوب گئی اور بعض
بہنے سے کنارہ پر ادھر ادھر جا پہنچے - وہ فوج سے نہ مل سکے غرض کل فوج مین
ی نے پیش قدمی کرکے مہابت خان کی سپاہ کے روبرو ہوئے کچھ انہین سے
ے اور کچھ زخمی ہوئے - فدائی خان نے جانا کہ کچھ کام نہیں چلے گا وہ ادھر گیا اور
- اسکا جانا آنا ایسا تھا کہ جیسے کہ دیوار پر سے گیند چنچ کر آتی جاتی ہے پہلے اس
ہ اواخر جمادی الآخر مین آصف خان نے سب امیرون کو ساتھ لیا اور نورجہان کو
سوار کیا جس نے دو تیرکش اور دو کمان و بندوق فقیلہ روغن کرکے ساتھ تھا پہنچا اس

رہگیے اور سب ہمراہیونکو دلاسا دیا اور جنگ پر رغبت دلائی - اکبر رام یا بابا غازی بیگ
مشرف ثلاوہ نے دریافت کی تھی اوسی راہ سے دریا مین داخل ہوئے سب جان نثار
کارزار کے لیے مستعد ہوگیے اور نقد جان کو کف اخلاص پر لیکر اور سر و جان کا دھیان چھوڑ کر بیگم
کے ہمرکاب آب مین آئے عبور کر نیکے وقت اس سبب سے کہ راہ قلب تھی اور وہ تین غار و آب
عمیق اسمین تہے لشکر مین عجب ہرج مرج ہوا اور فوج کا سلسلہ انتظام شکستہ ہوا - سر پر سے پانی
گذرنے کے صدمات کی تکلیفات اٹھانے کے بعد کوئی فوج کہین نکل گئی اور کوئی سردار کہین
نکل گیا - بیگم کی عماری سے آصف خان و خواجہ ابو الحسن و ارادت خان جدا ہوئے -
دریا کے کنارہ ہی پر پہنچے تھے کہ مہابت خان کی فوج اور راجپوت جنگی ہاتھی اونکے مقابل
آنکر سد راہ ہوئے اور دریا مین آنکر تیر باران اور توپ و تفنگ کے گولے گولیان مارنی
شروع کین - ابھی آصف خان و خواجہ ابو الحسن اور بیگم دریا ہی میں تہے تیر باران و گولہ
بندوق کے صدمون سے کہ متصل پہنچتے تہے جلوے سپاہ اکثر تباہ ہوا - بعض نے دلاوری کر کے
پیش آہنگی کی اور دریا سے پار اتر گئے تو یراق اور رخت کے تر ہونے کے سبب سے اپنے
تئین جمع نکر سکے شمشیرین علم کر کے مہابت خان کی فوج سے مردانہ لڑے کوئی کمک اونکو
نہ پہنچی تیر و سنان کی ضرب سے زیادہ تر زخمی و کشتہ ہوئے باقی متفرق ہو کر جان سلامت لیگئے
راجپوتون کی فوج نور جہان کی سواری کے مقابل آئی اور شمشیر و برچھی کے زخمون سے
جوانون کے پر خون سر و بدن کے رو سے آب کو گلگون کیا اور جواہر خان ناظر محل و ندیم خوجہ
بیگم کا اور اور مردم روشناس نور جہان کے ہاتھی کے پاس کشتہ و غرق بحر فنا میں ہوئے ہاتھی اور
اونٹ و گھوڑے اور بہت آدمی آپس کے صدمات سے دریا میں گر گئے تھے اور سفر آخرت اختیار
کر گئے اور ایک دوسرے پر سبقت لیجاتے تھے - اس رستخیز مین بیگم کی عماری مین شہریار کی دختر
شیر خوار مع دایہ کے بیٹھی ہوئی تھی اوسکے بازو مین تیر لگا وہ بھڑک گئی اور خون سے عماری
رنگین ہوئی نور جہان نے اوسکے بازو سے تیر نکالا اور اوسکو تسلی دی (کوئی لکھتا ہے کہ
لڑکی کے نہین اوسکی دایہ کے تیر لگا تھا) اور زخم باندہا - نور جہان کے ہاتھی کی سونڈ مین اور

مہاوت کے تلوار کے دو زخم اور برچھی کے کئی زخم لگے بیاپے زخموں سے ہاتھی اس طرف دریا کے پار گیا اور فیلبان اپنے زخموں کے سبب سے اور فیل کے اضطرار کی وجہ سے اوس کو اپنے بس مین نہیں کر سکا اور وہ گہرے پانی مین جا پڑا اور کئی غوطہ کہائے مگر اپنی شناوری کے زور سے دریا سے وہ اس طرف نکل آیا اور اس تہلکہ سے نجات ہائی بیگم دولت خانہ مین بادشاہ کے پاس چلی آئی خواجہ ابو الحسن کا گھوڑا تیر باران سے دریا مین بیتابی کرتا تہا۔ دو تین زخم اوسکے لگ چکے تھے وہ گہرے پانی مین جا پڑا باگ پر اختیار رہا تہہ سے جا نار ہا زین سے سرنگون ہوا مگر اوسنے قاش زین کو پکڑ لیا تہا نور جہان کے ایک کشمیری ملاح کی مدد سے گرداب بلا سے ساحل نجات پر وہ آیا۔ آصف خان و خواجہ ابو الحسن سے دو تیر پرتاب پر فدائی خان تمامہ پامردی کر کے دریا کے پار آیا۔ امرا یوسف پسر آصف خان و اللہ یار و شیر خواجہ اور بہت سے جانباز فدائی خان سے بائین جانب مین اترے۔ فدائی خان نے ایک جماعت پادشاہی حلا ور ملازمون اور اپنے نوکرون کے لی اور دشمنون کے مقابل ہوا اور کچہہ آدمیون کو تلوار و تیر و سنان سے زخمی کیا اور راجپوتونکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اور خیمہ شاہی تک پہنچا۔ مہابت خان کی فوج مقابلہ و مقاتلہ کے لئے پیش آئی۔ اور صدائے دار و گیر بلند ہوئی۔ فدائی خان کے تیر خیمہ مین بادشاہ کے نشیمن کے سامنے جانے لگے مخلص خان بادشاہ کی سپر بنا۔ اسوقت مہابت خان نے بادشاہ سے کہا کہ اس پاجی کی جرات و بے ادبی کو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے ولی نعمت کے روبرو تیر مارتا ہے اور مآل اندیشی کا ملاحظہ اصلا نہین کرتا۔ بادشاہ نے فدائی خان پاس مکرر پیغام بہیجے کہ جنگ مین سعی نہ کرے مگر اوسنے انکو نہ سنا اور مستانہ وار کوشش کی۔ فدائی خان کا داماد محمد غطا اہد اور سید مظفر اور روز بیر بیگ جان نثار ہوئے اور چند اور آدمی زخمی ہوئے اور خود فدائی خان کو اور اوسکے گھوڑے کو تین چار زخم تیر کے لگے۔ اسنے بہت ہاتہہ پاؤن پیٹے کہ اپنی جماعت کے ساتہہ اندر جائے اور کچہہ کام بنائے مگر مہابت خان کی فوج کے ہجوم نے جسکو مدد پیہم پہنچی تہی اور اوس کی

کمک کے لئے کوئی ایک شخص بھی نہیں آیا۔ اور منع جنگ کا حکم پے در پے آتا تہا۔ ناچار کارزار
سے بانوں نکال کر لشکر سے باہر آیا اور پھر بزور بازو اور شناوری سے دریا عبور کیا۔
اور رہتاس پنجاب میں اپنے تئیں پہنچایا وہان اسکے فرزند تھے اور عیال و ناموس کو
ان زمینداروں کو حوالہ کیا جنسے کہ پُرانی دوستی تھی اور خود جریدہ دہلی کو چلا آصف خان
جانتا تھا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + مہابت خان اس سے انتقام لے گا
اٹک کو چلا گیا جہان اوسکی جاگیر تھی۔ تہور خواجہ والہ یار اور بہت سے بادشاہی ملازم
اپنی آبرو کا پاس کر کے متفرق ہو گئے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے۔ خواجہ ابوالحسن و
ارادت خان اور معتمد خان مؤلف اقبال نامہ اور ایک اور جماعت نے امان اور
آبرو کا عہد و پیمان مہابت خان سے لیا اور اوس سے ملاقات کی۔ مہابت خان نے اون کو
کچھہ اور نقصان تو نہیں پہنچایا۔ مگر ملاقات کے وقت ان سب کو دیوث و نامرد اور زن
سے کمتر کہا۔ ایسی باتون کے سننے سے مرجانا بہتر تھا۔ آصف خان ڈھائی سو اقربا
اور نوکرون کے ساتھہ قلعہ اٹک میں آیا۔ مہابت خان نے اول راجپوتون کی فوج
محاصرہ کے لئے بطریق ایلغار روانہ کی اور پھر خود حضور کا بندوبست یہہ کیا کہ بادشاہ
کی خواہش کے موافق نور جہان کو اوسکی شبہاء الم کا رفیق و ہمدم کیا۔ آصف جمعیت کو
بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور باقی فوج لیکر آصف خان پاس پہنچا۔ تھوڑے سے تردد سے
وہ جماعت جسکے اعتماد پر آصف خان وہان گیا تھا۔ مہابت خان کی رفیق ہو گئی
اوسنے آصف خان کو اور اوسکے بیٹے ابو طالب اور میر میران کے بیٹے خلیل اللہ کو مقید
کیا اور اونکی بڑی بے حرمتی کی اور اپنے ساتھہ لیکر بادشاہ پاس آیا محمد تقی بخشی شاہجہان
کو جسے برہانپور سے پکڑ کر اپنے ساتھہ لایا تھا اور خواجہ عبد الصمد و ملا محمد کو رجپوتون
کے حوالہ کر کے قتل کرایا۔ یہ دونو فاضل صالح آصف خان کے مصاحب و صلاح کار تھے
مہابت خان نہایت سختی و شقاوت قلبی کرتا تھا۔ بادشاہ اس مدعی کے ساتھہ بھی عالی
حوصلگی اور بردباری سے پیش آتا تھا اور ان ایام ملالت افزا میں عاقبت بینی کرتا تھا۔

آخر کو اس رفق و مدارا کے سبب سے کار بخیر ہوا ۔ ع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش

چو در طاس رخشندہ افتاد مور   رہا تندہ را چارہ باید نہ زور

بادشاہ جو کلمہ کلام زبان سے نکالتا وہ مہابت خان کے مزاج کے موافق ہوتا - اور نورجہان بھی بہ تقاضاء وقت و صلاح دولت اوسکی رہنمائی کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہانتک ہو سکے میرے بہائی کے شکوہ مین زبان کو آشنا کرے اور کہے کہ جو کچھہ ہوا اوسکو مین ان دو بہ بہائیون کی ناتوان بینی کے سبب سے جانتا ہون - اونکے سبب سے میرے تیرے درمیان جو باتین عمل مین نہ آنی چاہئے تھین وہ آئین انمین میرا تیرا قصور نہین ہے - مہابت خان بہی بادشاہ کے ساتھہ نیک سلوک کرتا تھا - فدویت و عبودیت کا اظہار کرتا تھا - خدمتگاری کے طریقہ کو نہین چہوڑتا تھا اور سریر آرا کو تخت پر بدستور مقرری بٹھاتا اور خود گستاخ کارہ ان دستورون کے دستور کے موافق سر دیوان کہڑا ہوتا اور مطالب و وقائع اطراف ممالک کو عرض کرتا اور بادشاہ جو اپنی زبان سے جواب دیتا اوسکے موافق حکم لکھتا اور بادشاہ کے احکام امنیت دور و نزدیک کے اطراف حکام نشین میں روانہ کرتا - بادشاہ مہربانی سے اوس کو بیٹھنے کا حکم دیتا وہ عمداً کبھی حکم کی اطاعت کرتا اور کبھی پاس ادب کو کار فرما ہوتا - بادشاہ کے حوضہ کے آگے پیچھے جو دو راجپوت بیٹھتے تو گندہ دہانی اور عرق انگوزہ کی بو سے بادشاہ کا مزاج مکدر ہوتا - انکی تبدیل و تخفیف کے لئے بادشاہ نے فرمایا - مہابت خان نے دو راجپوتون کی جگہہ ایک راجپوت کا پیچھے بٹھلانا منظور کیا - بادشاہ کوچ بکوچ اس طرح کابل گیا - کبھی کبھی شکار اور بزرگون کے مزار کے لئے تشریف لے جاتا - مہابت خان سایہ کی مانند ظل اللہ سے جدا نہ ہوتا -

ان ہی دنون میں ایلچی توران نامہ اور تحفے نذر محمد خان والی توران کے لیکر آیا - ان تحفون کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی - ان دنون مین نورجہان کی تدبیر سے مہابت خان کے استقلال مین عجب اختلال آیا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اوسکی مانند مین نورجہان کی تجویز سے ایک رسالہ احدیون کا بنایا گیا اور اس مین منتخب بہادر بیری

کئے گئے تھے ان میں ایک جماعت شکارگاہ کی حفاظت کے لئے تعینات ہوئی تھی کہ اوسکو
افغانوں کی دست اندازی سے باز رکھے - ایک دن بعض رجپوتوں نے جو مہابت خان کے بھروسے
کے سبب سے کسی کو اپنے آگے کچھ نہ گنتے تھے شکار کی چراگاہ میں اپنے گھوڑوں اور بار برداری
کے چارپایوں کو چھوڑ دیا احدی قراول مانع ہوئے - رجپوتوں نے مانا نہیں گفتگو کی نوبت
زد و کشت پر پہونچی - ایک دو احدی کشتہ و زخمی ہوئے سب احدیوں اور قراولوں نے
اتفاق کر کے دیوان سے استغاثہ کیا مہابت خان نے کہا کہ جس کو پہچان کر نشان دو اوسکو
سزا دی جائیگی مستغیثوں کو اس جواب سے متصدیوں کی طرفداری معلوم ہوئی وہ مطمئن خاطر
نہ ہوئے سب نے ملکر شورش مچائی - نورجہان کی طرف سے اس جماعت کو اشارہ ہوا - ان سب
نے اتفاق کر کے رجپوتوں پر حملہ کیا - ایک شور و غوغائے عظیم برپا ہوا اور جنگ ہوئی - اگرچہ
سپاہی نژاد راجپوت اپنے مقابلہ میں دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے - اور اپنے غرور میں ایسے
مست تھے کہ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے سواے شمشیر اور برچھے کے کوئی اور حربہ نہ رکھتے
تھے - احدیوں میں کماندار قدر انداز اور قراول حکم انداز بندوقچی تھے - اور سب راجپوتوں سے
جلے ہوئے بیٹھے تھے اور بہانہ ڈھونڈھتے تھے - اس جنگ میں راجپوت مغلوب ہوئے -
انبوہ عام بھی فرقہ اسلام کا معاون ہوا - مہابت خان کی خبر پہنچنے تک ایک ہزار کے قریب راجپوت
جنمیں اکثر مشہور اور مہابت خان کے روشناس نوکر تھے کشتہ و زخمی ہوئے - اور ایک جماعت
کثیر اونکے معاونوں کی اپنے اعمال کی جزا و سزا کو پہنچی - چار پانچ سو راجپوت احدیوں
و قراولوں کے ہاتھ سے بچکر اطراف غار و کنار مغاک میں بھاگ کر روپوش ہوئے تھے
وہ فاغنہ ہزارہ کے ہاتھ پڑے - اونھوں نے دست بدست گوسفند کی طرح بغل میں پکڑ کر
اپنے دستور کے موافق کو تل ہندوکش سے گذار کر بیچ ڈالا - اور رگ پا سے معیوب کر کے
چوپانی کیا - اس واقعہ سے جب مہابت خان خبردار ہوا تو حواس باختہ سراسیمہ وار
سوار ہوا - چاہتا تھا کہ میدان میں جائے اور راجپوتوں کی مدد کر کے تلافی کرے
کہ اس عرصہ میں بادشاہی آدمی جوق جوق و فوج فوج احدیوں و قراولوں کی کمک کو

ود ہنگامہ جو افغان شمار سے زیادہ فراہم ہوکر ملازمان شاہی کے رفیق ہوئے
خان کے آدمیون نے یہ دیکھکر کہ وقت ہاتھہ سے گیا اور بازی مات ہوئی۔ مہابت
گھوڑے کو آگے جاکر پکڑ لیا اور خیر خواہی کا اظہار کرکے مانع ہوئے جنکو خود اپنے مارے
خوف تھا۔ اوسنے روزگار کی نیرنگ بازی کو اور کارزار کے بازار کی گرمی کو اور طرح کا
ش خبرون کے سننے سے اسکا رنگ فق ہوگیا۔ ازدحام کے مقابلہ مین آنا مناسب
نا ضا وقت کو ہاتھہ سے نہ دیا الٹا بادشاہی دولت خانہ کی پناہ مین آیا۔ اور
ان و خلیل اللہ خان و جمال محمد خواص کو نورجہان کے آدمیون کی ایک جماعت
تعین کیا کہ وہ اس لگی آگ کو بجھائیں۔ دوسرے روز سرداروں نے یہ ظاہر کیا کہ بادہ
م خان برادر خواجہ ابوالحسن اور اوسکا خویش بدیع الزمان ہیں لڑائی کے
بھون نے اپنے آدمیون کو کمک کے لیئے بھیجا ہے۔ دونو کو نہایت ذلت سے
برہنہ گھر سے بلاکر مقید کیا اور اونکے گھر کا سارا اسباب ضبط کیا۔ مگر اب مہابت خان
مین خلل پڑا۔ ہرچند اوسنے چاہا کہ احدیون کا تدارک کرے مگر اب وہ کچھہ نہ کرسکا
ہینے میں اونکا رسالہ موقوف کرادیا +

دنون مین واقعات دکھن مین یہ معروض ہوا کہ ۱۳ سارد ی بہشت کو ملک عنبر
برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا۔ ملک عنبر فنون سپاہ گری و سرداری
مین عدیل و نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس ملک کے اوباشون کا انتظام جیسا کہ چاہیئے
یا تھا۔ طریق قزاقی میں جسکو دکھن کی اصطلاح مین برگی گری کہتے ہیں خوب
تھا۔ آخر عمر تک عزت و نیکنامی کے ساتھہ جیا۔ تاریخ میں کہیں دیکھنے مین نہیں آیا
غلام اس عالی مرتبہ پر پہنچا ہو۔ اوائل شہریور مین کابل سے بادشاہ نے
ن کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو معلوم ہوا کہ شاہجہان نے اجمیر مین آکر ٹھٹہ کی راہ لی
ن کی چند تدبیرین بادشاہ کے خلاص کرنے کے باب مین لکھی جاتی مین اول
احدیون کے درمیان جنگ کا کرانا ایسی خانہ جنگی کمتر سنی گئی ہے جس سے

نورجہان کی تدبیر سے بادشاہ کا مہابت خان سے خلاص ہونا +

مہابت خان کا غرور ڈھے گیا - دوم مزاج گوئی بدمستی جو وہ بادشاہ سے مہابت خان کو
سنواتی کہ جسسے مہابت خان کے دل سے کینہ دھویا جاتا تھا - بادشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ نورجہان
کے ساتھہ میری محبت ظاہری نے میرے ملک اور جمعیت کو درہم برہم کیا - میرے فرزند دلبند
اور لشکر سے ان بن کرادی لیکن مجھے اپنے دل پر اختیار ہے کہ اب مین ان دونو بہن بہائیون
کا منہ دیکہنا نہین چاہتا - اور بعض اوقات مہابت خان سے بادشاہ فرماتا کہ نورجہان تیرے
استیصال کے درپے ہے تو اوس سے باخبر رہ - ان کلمات اور تقریب جو ہرروز مہابت خان
سنتا تہا اوسکے دل کو تسلی خاطر ہوتی تھی - اور دولت خانہ کے گرد راجپوتون کے احاطہ
کرنے مین احتیاط کم ہوتی تھی - سوم نورجہان نے شہریار اور اپنے تعلقہ جاگیر کے سرراہ کے
عمال اور خواجہ سرایون کو جنکو وہ کاردان اور رازدان جانتی تھی پیغام بہیجا اور نامہ
لکہا - اور بعض کو خلوت مین طلب کرکے زبانی خاطرنشان کرکے کہا کہ بقدر مقدور سپاہ
جلاوت پیشہ کارزار دیدہ انتخابی تجربہ کار بیش قرار سہ بندی نوکر رکھہ کر لشکر مین متفرق
بہیجتے رہو کہ وہ آپس مین دور دور اطراف مین پراگندہ آئیں دو تین ہزار سوار جرار کارآزما
بہادر خاطرجمعی کے ساتھہ محال جاگیر کے عمال نے سرراہ نوکر رکھہ لیے اور اسلیے کہ اوسکی
شہرت نہ ہو متفرق بہیجے اور ایسے دور و نزدیک کے فاصلون پر وہ ٹہیرے کہ اونکا نام
ونشان کوئی نہیں جانتا تھا - وہ کثیف لباس پہنے بیکار جماعت کی طرح نوکری کی تلاش
مین آتے ہوئے معلوم ہوتے تھے جبکہ اس جماعت کے فراہم ہونے تک بادشاہ نے بیگم کے
اشارہ سے بغیر اسکے کہ وہ مقدمہ کی اصل تمہید سے اطلاع پائے مہابت خان کی رسوخیت
وفدویت کی تعریف اور احدیون کی نمک حرامی اور بدخواہی اور اونکی تہدیدات بیان کرتا -
خلوت مین مہابت خان سے کہتا کہ اس ہنگامہ میں بعض واقعہ طلبون نے اپنے تابینون
(ملازمون) کو برطرف کردیا ہے - اگر امرا کی سپاہ کی موجودات لی جائے تو اس مین کچہہ
برائی نہیں ہے - مہابت خان نے اوسکو قبول کیا - جا بجا نقیب اور سزاولون کو تقید
تاریخ و روز تعین کیا کہ امرا اپنی سپاہ کی موجودات دین - ایک نقیب اس خبر پہنچانے کے لیے

ن کے مفسدیون پاس بھی گیا اور نورجہان سے یہ کہا بیگم نے بظاہر خفگی ظاہر کی اور
ریا کہ ہمکو سپاہ اور موجودات سے کیا کام اور کیا نسبت ۔ بادشاہ جو ہمکو دیتا ہے وہ ارباب
کے انعام کے لیے اور ہماری زیب و زینت و آرائش اور محل نشینون کے واسطے ہے ۔
اسکے میری چادر سہ گزی اور مردون کی دستار نیم گزی سے کمتر نہ ہوگی ۔ اور اسی طرح
ت غیرت افزا کہ جنسے بوئے ساختگی نہیں آتی تھی کہلا بھیجے ۔ مہابت خان نے اس اخوا
و باتین رنگین اور موجودات کے لینے مین اور زیادہ تقید کی اور نورجہان کے کل توابعین اور
، داران پر سزاول تعین کئے اور بیگم کی سپاہ کی موجودات کا دن مقرر کیا گیا ۔ اور قرار داد
ق دست راست پر سب دم قدیم لباس فاخرہ پہنے زرین پوش خوش یراق مع نذر کے
وات کے وقت ہوتی ہیلے تحف و مینا اعلی لے کر کھڑے ہوئے اور جانب چپ
ے نوکر یکہ جنہین یہاد سپاہ پیادہ لباس پہنے اور یراق شکستہ غیر معلوم گمنام امرا کے
، کھڑے ہوئے ۔ رات کے وقت جہانگیر نے مہابت خان سے اخلاص کی باتین کہکر
ں نورجہان کی سپاہ کی موجودات ہے تم اپنے تئین اسکے تلغچیون سے دور رکھنا
نسبت
ن کر جہان کا پوری احتیاط کرنا ۔ اس رموز فہم نے بھی اپنی خیریت اسمین جانی
ون کے وہ عنان کشان سواری کے ہمراہ ہوا ۔ جو ہین بادشاہ کا ہاتھی نورجہان
ن فوج کے آدمیون کے درمیان آیا اور نقیبون نے طرف یمین کی سپاہ کے مجرا سے کے
وات سپاہ بیگم کے نام سے آواز بلند کی اور بادشاہ اور مہابت خان اور اوسکی ہمراہی
بے سا اور سپاہ کے زرق برق کے لباس نے حاسدون کی آنکھ کو خیرہ کیا کہ یکبارگی
ف کی سپاہ شمشیر و سنان کھینچ لیے اپنی جگہ سے لپک کر نہایت چستی و چالاکی سے آگے
لعین مین راجپوت اور فیلبان کو جو مہابت خان کے منصوب کیے ہوئے تھے کام
ر بادشاہ کو اونکے شر سے مامون کیا ۔ اور اسی گرمی اور جلدی مین ایک فیلبان
مسلح کے ہمراہ تھا بو کے کے بیشتر براہ تھا ۔ بادشاہ کے ہاتھی پر جا بیٹھا ۔ مہابت خان
دمی اس فتنہ سے خبردار ہو کر بائین طرف متوجہ ہوئے کہ تلافی مین کوشش کرین

کہ داہنی طرف کی سپاہ قدیم فیل کے اطراف مین آئی اور جدید جان بازون کے ساتھ متفق ہوئی
اور بادشاہی ہاتھی کو حلقہ وار گھیر لیا اور دست ضرب اعدا مین بازو کھولا۔ مہابت خان نے ماجرائے کار
اور تبدیل وضع روزگار سے واقف ہوکر جانا کہ کار اور اختیار ہاتھ سے گیا اور تلافی کے
درپے ہوکر جان دینا شرط عقل نہیں ہے اس ضمن مین امرا بھی بادشاہ کی رکاب مین حاضر
ہوئے اور جان فشانی پر کمر بستہ ہوئے۔ ایسی حالت مین مہابت خان اپنے لشکر کی طرف
کنارہ کشی کرکے ایسا باہر گیا کہ اوسکے سایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور راجپوت اور آدمی مہابت خان
کے ہمراہی متفرق ہوکر بھاگ گئے اور بغیر قتال و جدال کے بادشاہ نے ایسی قوی دشمن کے
پنجہ سے نجات پائی۔ جہانگیر نے مریم زمانی سے لشکر کے تعین اور تعاقب کرنے کے لئے مصلحت
پوچھی تو نورجہان نے کہا کہ بادشاہ سلامت زنہار یہ فکر نہ فرمائے۔ مہابت خان کو چھوڑ دیجیے
کہ جہان اسکا جی چاہے چلا جائے۔ بلکہ اوسنے مہابت خان پاس بادشاہ کی زبانی بلند خان خواص
کے ہاتھ لطف و اخلاص کا پیغام بھیجا کہ تم نے بہت عاقلانہ اور بجا کام کیا کہ بیگم کے آدمیون
کے شر سے کنارہ کشی کی بہتر ہے کہ اب تم آب بہت سے عبور کرو۔ مہابت خان آب رہتاس سے
گذر کر اُترا۔ اور بادشاہ نے اس گل زمین میں جہان وہ پہلے گرفتار ہوا تھا اب اپنی رہائی
کے شادیانے بجوا لئے۔ اور آخر روز مین مہابت خان پاس افضل خان کو بھیجکر پیغام
دیا کہ آصف خان اور اوسکے بیٹے ابوطالب و دانیال کے بیٹون کو جو اوسکے پاس ہیں
بھیجدو ہم تمہاری تقصیر معاف کر دینگے اور تم خود شاہجہان کے تعاقب مین جاؤ جو اس وقت
ٹھٹھہ مین ہے۔ مہابت خان نے دانیال کے دونو بیٹوں کو افضل خان کے حوالہ کیا اور
آصف خان کے باب مین یہ عذر کیا کہ میں بیگم کی طرف سے مطمئن خاطر نہیں ہون لاہور گذر جانے تک
آصف خان اور اوسکے بیٹے کے حوالہ کرنے سے معذور رکھیں۔ بادشاہ اس کے اُس جواب
سے بیدماغ ہوا مگر تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا مکرر افضل خان کو بھیجا اور اپنی اور
بیگم کی طرف سے کلام الہیٰ کی قسم کھائی۔ مہابت خان تین چار منزل تک تو آمد و رفت اور پیام
مین دفع الوقت کرتا رہا اور آخر کو آصف خان کو اپنے پاس طلب کرکے ایسی شدید قسمین دلائیں

سپ و خلعت و فیل تواضع کر کے پادشاہ پاس بہجدیا اور ابو طالب کو اور چند روز نگاہ رکھا
ں وسوسہ سے خاطر جمعی ہو گئی کہ فوج اوسکے تعاقب مین تو نہیں مقرر ہوئی بعد ازان اوس کو
باعزاز رخصت کیا۔

شاہجہان کا مضطرب ہونا اور دہلی اوٹ جانا

اوائل ماہ آبان مین بادشاہ لاہور کے نزدیک آیا۔ ابشاہجہان کا حال سنو کہ جب اوسنے
ت خان کی گستاخی کی خبر سُنی تو اوسکا مزاج شورش مین آیا۔ باوجود قلت جمعیت اور
سامان کے اوسنے داعیہ مصمم کیا کہ پدر والا قدر کی خدمت مین پہنچکر مہابت خان کو کردار
ر کی سزا دے وہ ۲۳۔ رمضان کو ۱۰۳۵ کو ہزار سوار لیکر مقام ناسک پرتر بنگ سے چلا
گمان سے کہ اس مسافت مین شاید اس پاس جمعیت بہم ہوجائے جب وہ اجمیر مین آیا
کشن سنگہ پسر راجہ بھیم کہ پانسو سوار اس پاس تھے اجل طبعی سے مرگیا اور اوس کی
متفرق ہوگئی کل پانسو سوار نہایت پریشان و تنگدست ہمراہ رہے اور اوسکو یہ
معلوم ہوا کہ ابھی بیگم کا دل بھی اُس سے صاف نہین ہے اور بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے اوسلئے
اور دور نہین ہوا اسواسطے باپ کی خدمت مین جانا مصلحت نہ جانا۔ اور یہ راے
کہ ولایت ٹھٹہ میں چند روز گوشہ گزینی مین بسر کیجے۔ اجمیر سے ناگور مین اور ناگور سے
جودہپور مین اور وہان سے جیسلمیر مین اوسنے کوچ کیا۔ شہنشاہ ہمایون بھی اپنے ایام مصیبت
راہ سے گیا تہا۔ ایام شاہزادگی مین شاہ عباس بادشاہ ایران سے شاہجہان کی محبت
مکاتبت بھی سلطنت میں بھی اوسنے شاہجہان کا حال پوچھا تھا۔ اسلئے
دل مین آئی کہ ایران جاکر بادشاہ سے ملنا چاہئے ممکن ہے کہ اوسکی مہربانی اور
ومعاونت سے جو شورش و فساد کا غبار مرتفع ہوا ہے وہ فرو ہوجائے۔
شاہجہان ٹھٹہ مین آیا تو شریف الملک اس ملک کے لشکر میں سے سوار و پیادہ جمع
خانہ بیش آیا۔ باوجودیکہ شاہجہان پاس تین چار سو سوار وفادار تھے اس کے
اب شریف الملک نے اسکا حصار شہر مین وہ آیا۔ اوسنے پہلے سے یہان کے
ت کر کے بہت توپ و تفنگ برج و بارہ پر لگا رکھی تھیں آدمیون سے مقابلین کو

دروازہ حصار پر لایا اور متحصن ہوا اور مدافعہ و مقابلہ کے لئے تیار ہوا شاہجہان نے تاکید سے منع کیا کہ بندہ ہائے جان نثار قلعہ پر تاخت نہ کریں اور اپنے تئین توپ تفنگ سے ضائع نہ کریں باوجود اسکے جوانان کارطلب کی جماعت اپنے تئین ضبط نہ کر سکی اور شہر کے حصار پر یورش کی - برج و بارہ کے استحکام اور توپ خانہ کی کثرت نے کچھ کام نہ ہونے دیا - وہ چلے آئے کچھ دنوں کے بعد بہر شیر دل بہادروں نے قلعہ پر حملہ کیا - قلعہ کے گرد بالکل مسطح میدان تھا اصلا پستی و بلندی اور دیوار و درخت کہ حائل ہوں نہ تھے سر پر سپرین لگا کے دوڑ گئے مگر وہان ایک خندق عمیق و عریض پانی سے بھری ہوئی حصار کے گرد تھی آگے جانا محال تہا اور پیچھے آنا محال تر توکل کا حصار باندہ کے بیٹھے - ہر چند شاہجہان آدمی بھیجکر اُنکو بلاتا مگر اثر نہ ہوتا جو گیا وہ عدم کی راہ پر دوڑ کے پہلو میں بیٹھ گیا اور پھر نہ پھرا - شاہجہان اس وقت بیمار تہا غرض ایسے سبب سے کہ اسنے عراق جانیکا ارادہ فسخ کیا - شاہزادہ پرویز کی بیماری کی بھی متواتر خبر آتی تہی اسکا ضعف نہایت قوی ہو گیا تہا - ٹھٹہ کی فتح میں شاہجہان نے اپنا وقت ضائع کرنا مناسب نہ جانا - گجرات اور برار کی راہ سے دکن جانیکا ارادہ کیا - وہ ایسا بیمار و ضعیف تہا کہ پالکی میں سوار ہوتا تہا - اب اوسکو معلوم ہوا کہ پرویز کا انتقال ہوا تو اور بھی جلدی جلدی اوسنے سفر کیا - یہ وہی راہ ہے جس پر محمود غزنوی سومنات کے بتخانہ کی فتح کے لئے گیا تہا - شاہجہان ملک گجرات سے راج پپلہ کی حوالی سے گذر کر ناسک ترنبک میں آیا جہان اسکا بنگاہ تہا اس ملک میں کوئی عمارت نہ تھی اسلئے وہ جنیر میں چلا گیا - ٹھٹہ جانے میں اجمیر کی راہ سے ۵۵۴ کروہ کی مسافت چار مہینے میں ۷۰ کوچوں اور پچاس مقاموں میں طی کی - مراجعت میں احمد آباد کی راہ سے ۴۶۰ کروہ کی مسافت ۴۸ کوچ اور ۱۰ مقام میں طی کی -

غرہ شہریور کو جب بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف چلا ہے دکن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ پرویز درد قولنج میں مبتلا ہوا - شراب بہت پیتا تہا اپنے چچا شاہزادہ مراد اور دانیال کی طرح وہ بھی ۶ صفر ۱۰۳۵ کو ۳۸ سال کی عمر میں مر گیا - وفات شاہزادہ پرویز اوس کی تاریخ ہے - آگرہ میں وہ اپنے باغ میں دفن ہوا +

مہابت خان ٹھٹھہ کی راہ سے پھر آیا اور ہندوستان کی طرف چلا اور یہ بھی سنا کہ بائیس لاکھہ روپیہ نقد اوسکے وکلانے بنگالہ سے بھیجا ہے اور خزانہ حوالی دہلی مین داخل ہوا ہے اوسنے بادشاہ کی طرف سے صفدر خان کو ایک ہزار احدی کے ساتھہ تعین کیا تاکہ بہت جلد جاکر اوس روپیہ کو جمعیت لے جب شاہ آباد کی حوالی مین خزانہ کے پاس وہ آیا تو خزانہ کے محافظ خواجہ سرائے مین لیکر متحصن ہوئے ہو۔ جہانتک ممکن تھا مدافعہ ومقابلہ کیا لیکن بادشاہی آدمیون نے سرائے مین اگ لگادی اور اوسکے اندر جاکر خزانہ پر متصرف ہوئے ہو۔ خزانہ کے محافظ بھاگ گئے صفدر اپنی فوج کے ساتھہ مہابت خان کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا۔ خانخانان کو ہفت ہزاری ذات وسوار کا منصب ملا۔ اور وہ مہابت خان کے تعاقب کے لئے متعین ہوا اور صوبہ اجمیر اس کی تیول مین مقرر ہوا۔

بادشاہ سے صوبہ دکن کے متصدیون کی عرضداشت معروض ہوئی کہ یاقوت خان حبشی کہ دکن مین ملک عنبر کے بعد سرداری مین اسکا نمبر تھا اور عنبر کے عہد مین بھی سپہ سالار لشکر اور نظام افواج کا عہدہ اوسکو تھا وہ بندگی اور دولت خواہی اختیار کرتا ہے اور بارہ ہزار سوارون کے ساتھہ جالناپور مین آیا ہے اور سربلند رائے کو لکھا ہے کہ مین نے فتح خان پسر ملک عنبر اور نظام الملک کے سردارون سے دولتخواہی کا اقرار لے لیا ہے اور اون مین سے مین نے پیش قدمی کی ہے نامبرد بعد ایک دوسرے پر سبقت کرکے پے در پے آئینگے۔ جب خانجہان سربلند رائے کی تحریر سے حقیقت کار پر مطلع ہوا تو اوسنے یاقوت خان کو خط لکھا جسمین نہایت استمالت اور دولتخواہی تحریر تھی اور اوسکو سرگرم عزیمت کیا اور سربلند رائے کو بھی ایک مکتوب قلمی کیا کہ لوازم ضیافت و مراسم مہماندارسی بجا لائے۔

پھر دکن کے متصدیون کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے فتح خان پسر عنبر کو اور بہت سے دولت تربیت یافتون کو ملک بادشاہی میں ہیجکر فساد برپا کیا ہے۔ عمدۃ الملک خانجہان نے لشکر خان کو جو بندہائے کہن سال مین تھا اور کاردان تھا برہانپور کی حراست اور محافظت سپرد کی اور خود لشکر کے ساتھہ بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور کھڑکی تک جو نظام الملک کا محل اقامت تھا

مہابت خان +

دکن کے واقعات +

خانجہان کا بالاگہاٹ کا ملک نظام الملک کو سپرد کرنا +

منازعت کی اور نظام الملک نے قلعہ دولت آباد سے سر نہ نکالا اور وہین رہا اور حمید خان نام غلام حبشی کو اپنا پیشوا بنایا مدار اور اعتبار ملک و مال کا اوسکے قبضہ اقتدار مین سپرد کیا حمید خان نے ایک عورت پر عاشق ہو کر نکاح کیا تہا اسکا استرضا اس مرتبہ پر کرتا تہا کہ لوگ اوس کو دیوث کہتے تہے اس عورت نے نظام الملک سے وہ رشتہ الفت مستحکم کیا تہا کہ باہر شوہر اور اندر خود صاحب اختیار ہو گئے تہے۔ اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ اس عورت نے اپنے شوہر کو خانجہان کا رفیق بنایا بدر اور تحفے اور نامہ و پیام محبت التیام بہیجکر بنائے دوستی و بدخواہی کو قائم کیا۔ اور اپنے افسانہ و افسون سے بازار رزم و فوج کشی کو بزم یکجہتی مین تبدیل کیا۔ چار پانچ لاکہ ہن اور دو تین لاکہ روپئے کے جواہر خان جہان کو دیکر وہ ملک خرید لیا جو نظام الملک کے ہاتھ سے گیا تہا اور اکبر و جہانگیر نے ہزارون جانین کہو کر اور کروڑون روپئے خرچ کر کے لیا تہا اس نمک حرام افغان نے فساد ایام پر نظر کر کے طمع سے بجز الاساکبر و مکال کے محصول کے عوض مین دو بادشاہوں اور دو تین نامدار شہزادون اور امرائے ذوی الاقتدار کی چند سال کی محنت اور کروڑون روپئے کے خرچ کو جو اس دیار کی تسخیر مین صرف ہوئے مفت رائگان ہاتہ سے دیدیا۔ اور امرائے شاہی کے نام جو تہانون مین مقرر تہے نوشتے بہیجدیئے کہ اپنے محال کو نظام الملک کے وکلاء کو سپرد کر دین۔ ان سب نے اسکے حکم کی اطاعت کی مگر خنجر خان حاکم احمد نگر نے خانجہان کے نوشتہ اور حکم کو نہ مانا اور جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم بغیر قلعہ کی کنجیان میرے سر کے ساتھ وابستہ ہین مگر کل متعلقہ بالا محال نواح احمد نگر متصدیان نظام الملک کے ہاتہ آگیا۔

حمید خان اور اوسکی بیوی +

حمید خان حبشی کی منکوحہ کا حقیقت حال یہ ہے کہ وہ اس ملک کی غریب زادیون مین سے تہی ابتدا مین کہ نظام الملک شراب پر مفتون اور عورتون پر شیفتہ تہا تو اوسکے حرم سرا مین دخل ہوئی اور وہ نظام الملک کے لئے شراب ایسی مخفی لی جاتی تہی کہ باہر کے آدمیون کو خبر نہ ہوتی تہی اور یہ سرکار رہ عمدہ آدمیون کی عورتون کو جو حسن صورت اور زشتی سیرت مین شہرت رکہتی تہین نظام الملک کی تسخیر دل کے لئے گمراہ کر کے اسکے بزم عشرت کا ہمدم بناتی عنبر کے مرنے کے بعد وہی امور ملکی کے سرانجام مین مشغول ہوئی۔ ملک و سپاہ کا اختیار اوسکے ہاتہ مین ایسا آگیا کہ جب وہ سوار ہوتی تو اور

ی سواری کے ساتھہ پیادہ چلتے اور لبنے اور بادشاہی مطالب عرض کرتے۔ عادل
ان اور نظام الملکیون مین ہمیشہ عداوت و فوج کشی رہتی تہی۔ اور ان میان ہوی
رار کے زمانہ مین خبر آئی کہ عادل شاہ آراستہ لشکر و جنگی فیلون اور توپخانون کو لے کر
آتا ہے۔ نظام الملک نے جنگ کے ارادہ سے باہر آنا چاہا تو اس عورت نے اوسنے
جنگ کا اختیار مجھے دیدیجے اور فوج کا سردار بنا دیجے اگر مین خصم پر غالب ہوئی تو
تا خلق کی زبانون پر یہ بات رہے گی کہ نظام الملک کی ایک عورت نے بادشاہ
و مقابلہ کر کے ہزیمت دیدی ہے اور خدا نخواستہ قضیہ برعکس ہوا تو لوگ کہینگے کہ بادشاہ نے
رت کو مغلوب کیا۔ پہر اوسکا تدارک ہو سکتا ہے نظام الملک کو یہ بات پسند آئی اور اپنی
بازنین کو لشکر کی سرداری پر مامور کیا وہ لشکر کو ترتیب دیکر اور جنگی ہاتہیون اور
کو لیکر چلی خود نقاب مرصع چہرہ پر ڈالا اور ایک ہاتہی پر سوار ہوئی امیرون سے خوش زبانی
بدین دلائیں اور وعدہ و وعید و تہدید کر کے اونکو سرگرم کارزار کیا اور بہت سے
یم و طلا و نقرہ کے موافق دستور دکن کے ساتہہ لئے وہ سپاہ کے دل خوش کرنے کے
ے جاتے مین میدان کارزار مین صفون کو آراستہ کیا۔ لڑنا شروع کیا سپاہی جو شجاعت
کے اونکو وہ کڑے مرصع طلا و نقرہ کی دیتی اور اوسکا مرتبہ بڑہاتی اور مٹہائی کے
نے ٹوکرے ساتہہ رکہتی اور فوج کو بہچاتی۔ غرض عادل شاہ کی فوج کو اسی مردانگی سے
ہٹا دیا۔ پہلے سے زیادہ نظام الملک کی معزز محبوبہ ہو گئی +
سل خانجہان نے ایک عورت کی چال بازی سے مات کہائی اور ایسا بڑا ملک اپنے
و بیرون کو بیچ ڈالا جو ہندوستان کے بادشاہون کے ایک روز کے خرچ کے لئے
- اور اپنے ولی نعمت اور عالم کے نزدیک اپنے تئین مطعون کیا +
زادخان کی جگہ مکرم خان ولد معظم خان حاکم بنگالہ مقرر ہوا تہا۔ وہ یہان آکر کامیاب
سب اتفاق ایک فرمان شاہی اوسکے نام گیا وہ اوسکے استقبال کے لئے کشتی
پر ا سوار ہوا اوسکی کشتی ایک نالہ مین ڈوب گئی وہ اور اوسکے ساتہی بحر فنا مین غرق ہو

انہی دنون میں خانخانان ولد بیرم خان بہتر برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا جب وہ دہلی میں آیا تو اسکا ضعف قوی ہوا یہان توقف کیا - اواسط سنہ ١٠٣٦ میں ودیعت حیات کو سپرد کیا اور اس مقبرہ میں کہ اسنے اپنی منکوحہ کے لئے بنایا تھا مدفون ہوا وہ امراے عظام مین سے تھا جو جو کام اوسنے کئے وہ تاریخ میں بیان ہوے - سوا اسکے خانخانان قابلیت و استعداد میں یکتاے روزگار تھا - زبان عربی و ترکی و فارسی و ہندی جانتا تھا عقلی و نقلی علوم اور سنسکرت کے علوم میں بہرہ وافی رکھتا تھا - ہندی فارسی میں شعر خوب کہتا تھا ایک رباعی اسکی لکھی جاتی ہے رباعی -

زنہار رحیم از پے دل نروی   بیہودہ بہ آرزوے دل درگروی
گفتم سخنے و باز ہم میگویم   خواہش کاری ہمیشہ کاہش دروی

جب مہابت خان ٹھٹہ کی راہ سے پھرا اور وہ فوج اوسکے تعاقب مقرر ہوئی جو اسکا خزانہ چھینے گئی تھی اوسکو حکم تھا کہ اوسکو گرفتار کرے یا قلمرو سے باہر نکالدے - کچھ دنون وہ رانا کے کوہستانون مین تباہ حال بسر کرتا رہا - اب اوسکے لئے کوئی راہ باقی نہ تھی کہ وہ جہانگیر کا ناصیہ فرسا ہوتا ناچار اپنی نجات شاہجہان کے توسل مین جانی - عرائض اپنے وکلاء زبان دان کے ہاتھ بھیجیں جنمین ندامت و خجالت اپنے گناہون کے عذر مین ظاہر کی شاہجہان نے بمقتضاے وقت اسکی تقصیرات سے درگذر کی اور فرمان مرحمت عنوان اپنے پنجہ کے ساتھ اسکی استمالت و تسلی کے لیے بھیجا - وہ دو ہزار سوار لیکر شاہجہان سے جنیر میں ملا - ابھی اسکے اقبال مین فروغ و دولت تھی کہ شاہجہان کی ایک درست اداے اوسکی چندین سالہ شکست درست ہوگئی + مہابت خان کا احوال +

١٧ - اسفندارمذکو بادشاہ کشمیر کی سیر کو روانہ - یہ سفر اضطراری تہا اختیاری نہ تہا - بادشاہ کے مزاج کو ہواے گرم نہایت ناسازگار تھی ہر سال وہ موسم بہار کے شروع مین کشمیر کی صعوبت راہ کو آسان سمجھ کر جاتا اور وہان کی آب و ہوا سے تروتازہ و توانا ہوکر ہندوستان مین آتا -

روز یکشنبہ سوم رجب ١٠٣٦ سنہ کو نوروز ہوا - دریاے چناب کے کنارہ پر جشن ہوا - بادشاہ سیر کرتا ہوا اور رگھاٹیون کو طے کرتا ہوا کشمیر مین آیا - سکرم خان کی جگہ فدائی خان سنے صوبہ بنگالہ کی

ر سرفرازی پائی اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال وہ پانچ لاکھ روپئے نورجہان بیگم کے خزانہ عامرہ
ل کیا کرے۔
س ۶ع صہ میں کہ بادشاہ کشمیر کی سیر کر رہا تھا آناً فاناً مین دمہ کے مرض نے جو مدت سے اوسکے
اتھ تھا زور کیا اور برے آثار ظاہر ہوئے۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے کی طاقت نہ رہی
سوار ہوتا کچھ دنون بعد اس مرض مین تخفیف ہوئی تو بھوک جاتی رہی اور افیون سے
ت ہو گئی جو چالیس برس کے رفیق منہ سے لگی ہوئی تھی۔ فقط شراب انگوری کے
یالون پر زیست کا مدار تھا۔ ایسے وقت مین شہزادہ شہریار داء الثعلب کے مرض مین مبتلا
ھی مونچھہ کے بال اڑ گئے ننڈ منڈ ہو گیا۔ ہواخواہون کی مصلحت کے تقاضے سے
ورجہان کی ممانعت کیے اوسنے لاہور مین علاج کے واسطے جانے کے لئے بادشاہ کی
ماجت کی۔ بادشاہ کے حکم سے وہ لاہور روانہ ہوا۔ نورجہان نے مصلحت کار سے
نیا جاگ داور بخش پسر خسرو کو اوسکے حوالہ کر رکھا تھا کہ مقید رکھے۔ اب جو وہ جانے لگا
لے لیجانے کو اپنے لئے ایک بار سنگین سمجھا اوسنے کہا کہ اب وہ کسی اور شخص کو حوالہ کیا جائے
رادت خان کے سپرد ہوا۔ اب بادشاہ نے کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑ کر لاہور کے گرم ملک کی
راہ لی بارہ مولہ مین آیا شکار کے لئے بادشاہ سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس طرح شکار کھیلنے
بیندار ہرنون کو گھیر گھار کر بیعہ کوہ پر دولتخانہ کے سامنے لاتے بادشاہ اوپر بندوق
وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے اور اپنا تماشا دکھاتے۔ اس ملک کا ایک
بیدہ پیادہ ہرن کو بھگا کر لایا۔ ہرن ایک پر چہ سنگ پر اثر کر ہو بیٹھا کہ اچھی طرح دکھائی
یتا تھا اس پیادہ نے چاہا کہ آگے جا کر اوسکے بھگائے کہ قدم کا آگے رکھنا
ہ پھسلا آگے درخت تھا اوسکو پکڑا تو وہ بھی اکھڑا اور خود شکار کی طرح پہاڑ سے قلابازیان
وا نیچے آیا سارا بدن چور چور ہو گیا بادشاہ یہ دیکھہ گھبرایا اور حکم ہوا کہ پیادہ کی مان
بیتی آئی روپیہ سے اوسکی تسلی کی۔ مگر اسکا اپنا دل ایسا بیقرار ہوا کہ پھر اوسکو قرار نہ ہوا
یادہ ہی نے اپنی صورت مین حضرت عزرائیل کی تجلی دکھا دی۔ اب بادشاہ لاہور کی طرف

بیماری جہانگیر اور مرنا

آگے بڑھا۔ بہار کے اتار چڑھاؤ نے بھی مرض کو اور زیادہ کیا شراب سے بھی نفرت ہوگئی۔
راجوری کی راہ میں ایک پیالہ پیا تھا وہ حلق سے نہ اترا سے قے ہوگیا۔ دولتخانہ تک پہنچتے
پہنچتے نزع کی حالت طاری ہوئی۔ پہر دن چڑھے ۲۸ شہر صفر ۱۰۳۶ھ مطابق ۲۸ اکتوبر
۱۶۲۷ء کو سفر آخرت پیش آیا۔ ساٹھہ برس کی عمر تھی۔ ۲۲ برس سلطنت کی۔ یا ۲۱ سال
۸ ماہ ۲۴ روز تاریخ وفات + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت + جہانگیر کے مرنے سے
نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی۔ سارے سہاگ اوسکے خاوند کے ساتھہ خاک میں
مل گئے۔ سارا بناؤ سنگار رنگین کپڑے پہننے چھوڑ دیئے رات دن رونا پیٹنا اختیار کیا۔
تا دم واپسین اس سوگ کو اپنے ساتھہ رکھا مگر اس حال میں بھی اپنے داماد شہریار کے شہریار
بنانے کا خیال نہ چھوڑا۔ ہر چند اوسنے اپنے بھائی آصف خان کو تجہیز و تکفین اور امور ملکی
کی مصلحت کے لئے بلایا۔ مگر اس کو اپنے گھر میں سلطنت لینی تھی وہ اپنے داماد کو چھوڑکر
بہن کے داماد کے لئے کیوں تدبیر کرتا۔ اوسنے مختلف عذر کرکے دفع الوقت کیا اور
اعظم خان اور ایک جماعت امراء کو جو اوسکے ہمراز اور دمساز تھے ہمداستان بناکے داور بخش
پسر خسرو کو قید سے نکال کر اوسکو مژدہ سلطنت سنایا جو محض خواب و خیال تھا۔ داور بخش
جانتا تھا کہ یہ سلطنت بے اعتبار دو تین ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے وہ میرا خون بہائیگی یہ تخت میرا
تختہ ہوگا وہ اس امر پر بے اختیار راضی نہ ہوا اضطرار اور انکار بہت کیا مگر فائدہ نہ ہوا
عہد و سوگند سے اوسکی تسلی کی گئی اور بمقتضائے مصلحت جیسے کہ مریض کی جان کے عوض
لئے گوسفند کو صدقہ کے لئے لاتے ہیں تخت پر بٹھلایا چتر سر پہ رکھا شرط نثار اور مبارکباد بجا لائے
منزل بھنبر میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ نورجہان بیگم جار ناچار روتی پیٹتی اپنے رفیق آخرت
کی نعش کو لیکر لاہور میں لائی اور اپنے باغ میں مدفون کیا +
آصف خان نے بنارسی داس ایک ہندو کو جو تیز روی میں مشہور تھا بلاکر کہا کہ یہ ہمارے
ہاتھہ کی انگوٹھی لو اور ابھی شاہجہان پاس پر لگاکر اوڑ جاؤ اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال
ہوا عرضداشت کا لکھنا مقتضائے وقت نہ تھا یا اوسکو ایسی جلدی تھی کہ عرضداشت لکھنے میں

وقت ضائع نہ کیا نہ ایسی باتیں اوسکو سمجہا دین کہ اول بہت جلد مہابت خان پاس جانا اور اوسکے ساتھہ شاہجہان کی ملازمت مین آنا اور جلد روانہ ہونے مین مبالغہ کرتا۔

نورجہان بیگم شہریار کی سلطنت کے لئے بہت بیقرار تھی اسکی دوسری بہن کا شوہر صادق خان تھا اور نورجہان کے ساتھہ ہمراہ تہا۔ اصف خان نے دونو بہنون کے گہر پر چوکی بٹہا کر امراء کی نامہ و قاصد کی آمد و رفت بند کر دی بسبب اسکے جانتے تھے کہ آصف خان نے دولت جہانی کی استقامت و استدامت کی یہ تمہید کی ہے کہ داور بخش کو بادشاہ بنایا ہے اب اوسکی اطاعت کرتے تھے

نورجہان بیگم اس اندیشہ و تدبیر مین تھی کہ شہریار کو سریرآراے سلطنت کرے۔ شہریار نے لاہور مین باپ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنی بیوی کی تحریک اور فتنہ پردازی سے اپنے تئین بادشاہ بنایا۔ اور خزانون اور تمام بادشاہی کارخانجات پر دست دراز کیا جس شخص نے جو مانگا وہ اوسکو دیدیا۔ اور لشکر اور جمعیت جمع کرنے مین مصروف ہوا۔ اور ایک ہفتہ مین خزانہ کے نوے لاکہہ روپیون مین سے ستر لاکہہ روپئے قدیم و جدید منصبداروں کو دیدیے کہ اونکے ہاتہہ کو دل مین لائے اور مستقل بادشاہ ہوجاوے۔ بایسنغر خان پسر دانیال جہانگیر کی وفات کے بعد لاہور مین شہریار پاس بہاگ آیا تہا وہ اوسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور لشکر کو دریاے راوی کے پار لے گیا۔ اس طرف سے آصف خان بڑہا ایک ہاتھی پر داور بخش کو کہہ و دبدبہ و تجمل بادشاہی کے ساتھہ بٹہایا۔ دوسرے ہاتھی پر آپ سوار ہوا۔ لاہور سے تین کوس پر دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ اول ہی حملہ مین شہریار کی سپاہ کا انتظام شکستہ ہوا۔ اور ساری فوج فرار ہوئی بعض قلعہ لاہور مین داخل ہوئے۔ اور ایک جماعت داور بخش کی سپاہ سے آن ملی شہریار دو تین ہزار سوارون کے ساتھہ لاہور سے باہر نیرنگی تقدیر کا منتظر تہا کہ + تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون + کہ ناگاہ ایک ترکی غلام نے جنگگاہ سے دوڑ کر اس شکست کی دلکوب خبر سنائی تو شہریار قلعہ کے اندر آیا اور خود اپنے پائون کو جال مین پھنسایا۔ دوسرے دن امرا نے حصار شہر کے متصل لشکرگاہ بنایا۔ اکثر شہریار کے نوکر قول لیکر آصف خان سے آن ملے اور رات کو قلعہ کے اندر اعظم خان گیا اور بادشاہ دولتخانہ مین ٹھیرا۔ اور صبح کو اور امراے عظام قلعہ مین گئے اور داور بخش کو سریرآرا کیا

داور بخش اور شہریار کی لڑائی اور شہریار کا اندہا ہونا +

شہریار بادشاہ کی حرم سرا میں جریدہ گیا۔ فیروز خان خواجہ سرا نے اوسکو پکڑکر اللہ وردی خان
کو سپرد کیا۔ اور وہ اوسکو داور بخش کے روبرو لایا۔ اور مراسم کورنش و تسلیم کے ادا کرائیں اوسکو
محبوس کیا۔ اور دو تین روز بعد اندھا کیا۔ تو اوسنے یہ رباعی بدیہہ فرمائی۔ رباعی

ز نرگس گلاب ارچہ نتوان کشید ۔۔۔ کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من ۔۔۔ بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خان نے عرضداشت میں نوید فتح شاہجہان پاس ارسال کی اور التماس کیا
کہ حضور بہت جلد یہاں تشریف فرما ہوکر آشوب اختلال سے خلاص کریں۔ اب بنارسی اور
شاہجہان کے سفر کا بیان مجمل ہوتا ہے۔ بنارسی منزل جلد پہنچتے وسط کشمیر میں بیس روز
کے عرصہ میں ۱۹ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر میں پہنچا جو سرحد نظام الملک کی انتہا پر ہی۔ وہ
اول مہابت خان کے پاس جو شاہجہان کو قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تھا گیا۔ اور صورت حال
کو عرض کیا وہ برق و باد کی طرح حرم سرا میں پہنچا اور خبر بھیجی شاہجہان محل سے باہر آیا
اور بنارسی زمیں بوس ہوا حقیقت حال عرض کی اور آصف خان کی مہر بادشاہ کو دی
۔ اس حادثہ دلخراش کے واقع ہونے سے شاہجہان کو رنج و غم ہوا۔ مراسم تعزیت کا وقت
یہ نہ تھا۔ مہابت خان کے کہنے سے پنجشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو نجومیوں کی مہورت
کے موافق گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ اور آصف خان کو بنارسی کے بھیجنے کا
اور اپنے چلنے کا فرمان اسکے ہاتھ ڈاک چوکی میں بھیجا۔ خان جہان خان صوبہ دار
برہانپور میں تھا جسکی تفصیلات کا بیان اوپر ہوا۔ اوسپر شاہجہان کو اطلاع بھی مگر اوسپر بھی
اوسنے جان نثار خان کو اس پاس فرمان لطف آمیز دیکر بھیجا۔ وہ نمک حرامی کے توہم میں گرفتار تھا
اور دریا خان روہیلہ اور آقا افضل دیوان لودھی (کہ دیوان شہریار کا بھائی تھا اور نور جہان اور
شہریار کے حال پر مطلع نہ تھا) کے بہکانے سے خان نے فرمان کے جواب میں عرضداشت
نہ بھیجی اور جان نثار خان کو آزردہ کیا اور فقط فرمان کی نافرمانی پر اکتفا نہیں کی بلکہ برہانپور میں
اپنے بیٹوں کو سکندر خان لوحانی کے ہمراہ چھوڑ کر خود اپنی جمعیت اور بادشاہی ملازموں مثل

سنگھ وغیرہ کو جو اوسکی رفاقت میں مجبوری سے تھے ہمراہ لیکر ماندو میں آیا اور بالو
قصبات و محالات کو تاخت و تاراج کیا اور اس مخالفت و بغاوت کا نقارہ بجا کر
پور میں مراجعت کی +

شاہجہان جب باباپیارے کے معبر گذرا شیر خان عرف ناہر خان کی عرضی آئی جس میں اطاعت
یت کا اظہار اور سیف خان کے ارادہ فاسد کا اظہار تھا سیف خان اسوقت احمد آباد میں
تھا اور جہانگیر کے عہد میں شاہجہان کے ساتھ بہت گستاخیاں کیں تھیں انہیں کاموں سے
س خوف بہت تھا شیر خان کی عرضداشت آنے سے اوسکی تصدیق ہوگئی اس لیے
کو گجرات کے صاحب صوبہ ہونے کا حکم ہوا اور فرمان گیا کہ شہر احمد آباد پر متصرف ہو کر معتمد خان
سے اور سیف خان کو نظر بند کر کے ہمارے پاس بھیجدے اوسوقت سیف خان سخت
لہ ممتاز محل کی بڑی بہن سیف خان کی بیوی تھی اور ملکہ کو اپنی بہن سے نہایت محبت
یف خان کی ناہمواری اور بیماری سے دونو بہنوں کی خاطر جمع نہ تھی وہ سیف خان کی
ے بیگم کی التماس کے موافق - خدمت پرست خان کو حکم ہوا کہ وہ شیر خان کو پیغام پہنچاوے
ان کے نظر بند کرنے میں کوئی ضرر جانی اسکو نہ پہنچا دے - بادشاہ نے دریاے نربدا
کے قصبہ سنور میں وزن قمری کا جشن کیا - دلیر خان بارہہ نے آنکر شہریار کے مکحول
نے کی اور دانیال کے بیٹوں کے محبوس ہونے کی خبر سنائی سیف خان قریب المرگ
شاہجہان نے اوسکی تقصیر معاف کیں تو پھر اوسکی جان میں جان آئی - بیماری
گئی جب بادشاہ احمد آباد سے محمود آباد میں آیا تو شیر خان مع عیسی خان شرف اندوز
شیر خان کو منصب پنج ہزاری و صوبہ داری احمد آباد سے سربلندی ہوئی - اور عیسی خان
صب ار دو ہزار سوار کی پایہ پر پہنچا اور ٹھٹہ کی حکومت سے معزز ہوا یمین الدولہ
پاس خدمت پرست خان فرمان لایا کہ جو کچھہ کیا وہ مستحسن ہوا اگر امن کے لیے
ے واسطے داور بخش اور شہریار اور دانیال کے بیٹوں کو جو مادہ فساد ہیں شہر
ے تو ہوا خواہان ملک اور سلطنت کے لئے قرین مصلحت ہوگا -

سر وارث ملک تا بر تن است　　　تن ملک را فتنہ بر آہن است

اِس فرمان سکے پہنچنے کے بعد آصف خان نے حکم کے مطابق ۲۲ جمادی الاولےٰ کو داور بخش اور اوسکے بھائی گشتاسپ شہریار اور دانیال کے بیٹون طہمورث و ہوشنگ کو صحرائے عدم میں آوارہ کیا۔ بایسنغر خان پسر دانیال بچ کر چلا گیا۔ اور شاہجہان کے نام کا خطبہ منبرون پر پڑھوایا جب شاہجہان سرحد رانا میں آیا تو رانا کرن جو ایام شاہزادگی مین جانفشانی کی شرطون کو بجالایا تھا۔ زمین بوس اور مورد الطافت ہوا۔ اجمیر میں شاہجہان پیادہ پا حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آیا۔ اور بہت روپیہ مستحقون کو خیرات مین دیا اور حکم دیا کہ ایک مسجد سنگین یہان بنائی جائے اور اوسکے جلد بننے کی تاکید کی مہابت خان کی درخواست کے موافق اجمیر کے صوبہ داری اوسکو مرحمت ہوئی۔ جابجا زراعت کی حفاظت کے لئے اور رعایا اور زیر دستون کی حفظ مال اور ناموس کے واسطے اور زبردستون کی تنبیہ کے لئے خداترس اور حق شناس آدمی مقرر کئے۔ اواخر جمادی الاخری سنہ مذکور مین دار الخلافہ آگرہ مین شاہجہان آیا۔ اور ایک عالم اوسکے دیکھنے سے خرم و شاد ہوا۔ دوشنبہ بست و ہفتم جمادی الاخری کو سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکہ کو اپنے نام سے زیب و زینت بخشی۔

جہانگیر کی سلطنت مین سفارت انگلستان

سر طامس رو ممبر پارلیمنٹ جو انگلستان سے ہندوستان مین سفیر شاہ انگلستان آیا وہ سنہ ۱۵۶۸ء مین پیدا ہوا تہا۔ اوکسفورڈ یونیورسٹی میں اوسنے تعلیم پائی تھی۔ وکالت کی لیاقت پیدا کی تھی۔ وہ انگلستان کے اون مدبران ملکی مین سے تہا جو انگلستان کی آب و ہوا اور اس زمانہ کی معاشرت نے پیدا کئے تھے۔ وہ فاضل و زیرک اور ناموس دوست مہذب دلیر تہا۔

جب جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اوسکو نائٹ کا خطاب دیا۔ وہ ویسٹ انڈیس کی سفر میں ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کے لئے انتخاب کیا گیا۔ وہ ۱۶۱۰ء مین امیزون کے کنارہ پر آیا ۱۶۱۴ء مین وہ کامن ہوس مین مباحثہ کے لئے ممبر ہوا۔ وہ سال آئندہ مین جہانگیر کے دربار

سفیر مقرر ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کرائے اسوقت یہ کمپنی
میں تھی بعد اسکے وہ انگریزی سفیر ٹرکی کا مقرر ہوا اور کئی برس تک قسطنطنیہ میں رہا
سفیر ہوا ۱۶۴۴ء میں چہتیر برس کی عمر میں مرگیا - اوسنے جو اپنا اور جہانگیر کا حال
وسکو ہم نقل کرتے ہین وہ لکھتا ہے کہ جب سورت میں ۱۶۱۵ء میں آیا تو سمندر میں
جہاز جھنڈیون و بیرقون سے آراستہ ہوئے - انکی توپیں میری سلامی مین چھوڑی گئیں
سوداگرون اور انکی مسلح آدمیون سے مرا لوڈی گارڈ اوف اونر مرتب ہوا - بادشاہ
نے میرا استقبال کیا - ایک کھلے ہوئے خیمہ مین مجھے اوتارا - مگر پھر یہ بداخلاقی
کے نوکرون کی تلاشی لینے لگے - میرے بکسون کو توڑا - ہر چند میں نے کہا کہ ان
میں جہانگیر کے واسطے تحائف لایا ہون مگر اونہون نے اوسکے کہنے کو ذرا نہ سُنا
میں ایک مکان رہنے کے لئے مجھے دیا - ایک مہینہ تک یہان اس انتظار میں
کہ گاڑیان اور چوکی پہرہ کے آدمی ہمراہی کے لئے ملیں کہ میں برہان پور تک
ولے جاؤن - طامس رو کا سفرنامہ ۲۶ ستمبر سے ۴ اکتوبر ۱۶۱۵ء آگے اسی سفرنامہ
حوالہ دیا گیا ہے +

جہانگیر آگرہ میں نہ تھا - وہ اجمیر کے جنوب مین گیا ہوا تہا - اوسنے اجمیر کو اپنا صدر مقام
سورت سے مشرق کو برہانپور تک اور برہانپور سے شمال کو اجمیر تک سڑک جاتی تھی
روز میں سورت سے برہانپور گیا - ملک ویران پڑا تہا - قصبات و دیہات مین مٹی کے
رے تھے - انمین کوئی مکان اُترنے کے قابل نہ تھا - پہاڑی چورون کے ہاتھ
منزل مین تیس سوارون اور بیس بندوقچیون نے مجھے بچایا - برہانپور مین کوتوال سولہ
ان لئے میرے استقبال کو آیا - اور مجھ کو ایک مکان میں لے گیا جو باہر سے سنگین شاندار
- مگر اوسکے اندر کمرے تنور کی مانند تھے اسلئے میں اپنے خیمے میں سویا - اول نومبر ۱۶۱۵ء تک
مغلونکی فوج جو دکن میں رہتی تھی اوس کا صدر مقام برہانپور تھا یہان میں نے
ملاقات کی - پرویز باپ کی طرح یہان بادشاہی کرتا تھا اوسکی حویلی کے آگے

سواروں کا دستہ کھڑا رہتا تھا جب وہ باہر نکلتا تو وہ سلامی اوتارتا + میں اسکے دربار میں داخل ہوا
وہ تخت گاہ پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اور اسکے سر پر شامیانہ تنا ہوا تھا تخت گاہ سے نیچے چبوترہ تھا
جسپر سرخ کپڑا لگا ہوا تھا جسمیں امرا کھڑے رہتے تھے ۔ میں نے پرویز کے آگے زمیں بوس
ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ میں ایک بادشاہ کا سفیر ہوں نوکر نہیں ہوں ۔ میں چبوترہ کی
تین سیڑھیوں پر چڑھا ۔ امرا پرویز کے گرد غلاموں کی طرح دست بستہ کھڑے تھے ۔ میں نے پرویز
کے آگے سر جھکایا ۔ پرویز نے بھی جواب میں سر جھکایا

میں نے بیان کیا کہ میں شاہ انگلینڈ کا سفیر ہوں ۔ پرویز نے کچھ سوال مجھ سے پوچھے ۔ میں
آگے سیڑھیوں پر چڑھ کر جواب دینا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے ایک آدمی نے مجھے روک دیا
اور مجھ سے کہا کہ آگے شاہ نہ سلطان ترک قدم رکھ سکتا ہے ۔ یہ مغلوں کو گھمنڈ و غرور تھا مگر
پرویز نیک مزاج تھا ۔ اوسنے میری درخواست منظور کی کہ یہاں یورپین انگریز اپنی تجارت کی
کوٹھی قایم کر سکتے ہیں گاڑیوں اور رہبرہ بدرقہ کے سامان تیار کرنے کا حکم دیدیا کہ وہ مجھ کو آگرہ
تک پہنچا دیں ۔ اوسنے میری نذر کو مہربانی سے قبول کیا ۔ اس میں ایک کیس شراب کی
بوتلوں کا تھا اوسے دیکھ کر وہ بھیجا اور مجھ سے کہا کہ میں تم سے خلوت میں ملکر باتیں کرونگا
وہ اس کام کے لئے تخت گاہ سے اوٹھ گیا ۔ مگر پھر مجھ کو اوسنے بلایا نہیں میں بے فائدہ
انتظار کرتا رہا ۔ اور آخر کو اوسنے بن ملے مجھے رخصت کر دیا ۔ پرویز نے شراب اسقدر پی لی
تھی کہ وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتا تھا ۔ ۱۴ ۔ نومبر سے ۲۷ تک ۱۶۱۵ء

ایک مہینہ کے عرصہ میں بانپور اجمیر گیا ۔ راہ میں مانڈو میں گذرا جو مالوہ کا قلعہ عظیم تھا ۔ یہاں سے
چتوڑ گیا جو راجپوتانہ کا قدیم دار السلطنت تھا ۔ اور اب ایک ویران قلعہ تھا ۔ سارے رستے
مجھے بخار آتا رہا میں ۲۳ ۔ دسمبر ۱۶۱۵ء کو اجمیر میں داخل ہوا ۱۰ ۔ جنوری ۱۶۱۶ء کو میری اول
ملاقات جہانگیر سے ہوئی ۔ ۲۷ ۔ نومبر ۱۶۱۵ء سے ۱۰ ۔ جنوری ۱۶۱۶ء تک

سر رو کا دربار میں جانا ہندوستان کی تاریخ میں ایک واقعہ عظیم ہے وہ اس قوم کا سفیر اول تھا جس نے
ہندوستان میں بعد ازاں شان و شکوہ سے سلطنت کی ۔ اور سلطنت کر رہی ہے اوس نے دیکھا

ے محل کی پشت پر ایک تخت گاہ ہی اور تخت پر جہانگیر بیٹھا ہے۔ اوسنے سجدہ زمین بوس
کار کیا۔ بادشاہی آدمیون نے بھی اوسپر کچھہ اصرار نہیں کیا۔ وہ اول کٹہرہ تک گیا جو
یون کو امرا سے جدا کرتا تھا۔ وہان اول کورنش ادا کی پہر وہ سرخ کٹہرہ تک جاکر امرا
ل ہوا اور دوسری دفعہ کورنش کی۔ وہ چبوترہ پر تین سیڑھیان چڑہا اور تیسری دفعہ
بجا لایا۔ اب وہ امرا اور شہزادون کے درمیان کھڑا ہوا۔ اس نے اس
بھی تھی اپر مسخ تشبیہ دی ہے کہ بادشاہ "ہیلیری کے اوپر بیٹھا ہے اور بڑے آدمی سیج
پر ایکٹر ہیں اور گنوار اسکا تماشا دیکھہ رہے ہیں +
جہانگیر نے اس انگریزی سفیر پر بہت التفات کیا۔ اور اوسنے شاہ انگلستان کو کہا کہ وہ میرا
برادر ہے اوسنے شاہ جمیس کے خط کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا۔ فارسی ترجمہ اوسکے ساتھہ تھا
ہے کہ مین نے جو تحائف پیش کئے وہ بادشاہ نے بڑی خوش اخلاقی سے قبول کئے۔ یہ
بلسجے۔ چاقو۔ کارچوبی سگراف و تلوار اور انگریزی کوچ یعنی گاڑی تھی۔ میرے ہمراہیون
سے ایک باجا بجانے والے سے بادشاہ نے باجا بجوایا۔ انگریزی کوچ دربار سے باہر رہی۔
ہ نے اوسکے دیکھنے کے واسطے اپنے آدمیون کو بھیجا۔ اوسکو میری صحت کا فکر تھا۔ اوسنے
سے کہا کہ مین آپ کے علاج کے واسطے اپنے کسی طبیب کو بھیجدون۔ اوسنے مجھہ کو صلاح
جب تک قوت نہ آئے گھر مین رہو جن باتون کو بادشاہ جاننا چاہتا تھا وہ اوس نے
ت مجھہ سے پوچھین پھر مجھہ کو رخصت کیا مین اپنی اس ملاقات سے بہت منبسط ہوا مجھہ سے
ن نے کہا کہ کبھی کسی سفیر کی ایسی تواضع نہیں ہوئی جیسی تمھاری ہوئی ہے۔ ۱۰ جنوری
جب دربار ہو چکا تو جہانگیر پھر شاہ عظیم الشان نہ رہا بلکہ ایک محقق مغل بن گیا۔ وہ
۔ اوسنے انگریزی کوچ کا ملاحظہ کیا۔ اوس کے اندر خود بیٹھا اور اوسکے نوکرون نے کوچ کو
۔ اوسنے سر طامس رو کے انگریزی نوکر کو حکم دیا کہ وہ انگریزی وضع سے اپنے تئیں لباس
وار سے آراستہ کرے۔ اوسنے تن کر اپنی تلوار سونتی اور پھرائی۔ بادشاہ نے جہانگیر
ن سے شکایت کی کہ یہ تحائف نہایت خفیف ہیں وہ چاہتا تھا کہ شاہ انگلستان نے

اوسکو جواہر بھیجے ہوتے ۔ ۲۵ جنوری ۱۶۱۶ کا خط بنام ایسٹ انڈیا کمپنی

بہت مہینون تک میں اس خیال میں پڑا رہا کہ عہد نامہ کی تیاریان ہو رہی ہیں۔ خرم نے میری خوب مدارات اور آؤ بھگت کی اور اوسنے وعدہ کیا کہ مین تمھارے بے خبر حسنون کا علاج کرونگا۔ جہانگیر نے بھی میری خاطر داری کی اور فرمانون کو جاری کر دیا کہ خشکی میں تمام راہ داری کے محصول معاف کر دئے جائین۔ مگر یہ فرمان خالی احکام ہی تھے۔ اگر کوئی اونکے عدول کرتا تو سزا نہ پاتا۔ میں چاہتا تھا کہ ایک عہد نامہ ایسا حاصل کرون جسپر بادشاہ کے دستخط ہون۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اگر ایسا عہد نامہ ہوگا تو امرا اور اہلکاران شاہی کو خاص شرائط کا پابند کریگا اور اوس کے عوض میں انگریز سوا چند تحائف کے کچھ اور نہ دینگے اور اپنی موجود تجارت کو بڑھا ئینگے نہ کوئی وزیر نہ کوئی حاکم اس عہد نامہ کو اس سبب چاہتا تھا کہ وہ اونکی حکومت کا مانع ہوتا تھا ۔ سفرنامہ رو۔

ان عہد و پیمان مین سفیر انگلستان کو ایک اور دقت پیش آئی جس سے وہ دق ہوا کہ دربار میں جو کام ہوتا اوسکو اور بادشاہ کے ہر کام کو واقعہ نویس لکھتے اور اوس کو دفتر شاہی بھیجتے جس شخص کا دل چاہتا ایکروپیہ خرچ کرکے نہایت مخفی اور نازک و خانگی معاملات پر آگاہ ہو سکتا تھا جب بادشاہ مرجاتا تو انھیں فردون سے اوس کے سلطنت کی تاریخ مقید نہ زمانہ بن جاتی +

نوروز کا جشن مارچ کے مہینے میں ہوا ۔ یہ جشن اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام سے بہت مدتون پہلے وہ ایران میں ہوتا تھا ۔ دربار میں جہانگیر بہت شان و شوکت سے آیا ۔ اسکا تخت سیب کا بنا ہوا تھا ۔ وہ مسند تکیہ پر آن کر بیٹھا جنمین موتی اور بیش قیمت جواہر ٹکے ہوئے تھے اوسکے سر پر ایک شامیانہ زربفت کا لگا ہوا تھا اوسمیں موتیونکی جھالر لٹکتی تھی اور اس مین سونے کے سیب و ناشپاتی اور انار آویزان تھے ۔ دربار کے دیوان خاص کے آگے ایک صحن تھا جسکا طول ۵۶ قدم اور عرض ۴۴ قدم تہا ۔ اسمین ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے ۔ اور اس کے اوپر شامیانہ ریشمی مخمل و کمخواب کا لگا ہوا تہا اور وہ بانس کی چوبون پر استادہ تہا اور چوبون پر

عہدنامہ کے [illegible] +

واقعہ نویسی [illegible] جشن نوروز

نے چاندی کے خول چڑھے ہوئے تھے اور اس مربع کے درمیان چھوٹے چھوٹے مکان
ن میں سے ایک چاندی کا مکان تھا اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں تھیں اس شامیانہ کے
امرا کے شامیانے کھڑے تھے اور اُن میں بادشاہ کی پیش کش کے لئے نادر چیزیں رکھی
ئی تھیں - ۱۱ - مارچ سنہ ۱۶۱۶ء -

میں نے دوسرے روز شامیانہ میں دولت کی نمائش دیکھی - اسباب کا بڑا انبار تھا مگر
اس میں عظمت و جلال نہ تھا ساری چیزیں بے قرینے لگی ہوئی تھیں وہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک
ب بورڈ پر پلیٹ اور کارچوبی سلیپروں کی نمائش ہے - ایک کونے میں وہ تصویریں لگی ہوئی
جن کو میں انگلستان سے لایا تھا یہ تصویریں جیمس اول - کوئین این - لیڈی ایلزبیتھ - طامس سمتھ
ں گورنر السیٹ انڈیا کمپنی کی تھیں - ۱۲ - مارچ سنہ ۱۶۱۶ +
مغل کے دربار سے میرا دل بھر گیا - نئی نئی چیزوں کے دیکھنے سے تھک گیا - اہلکاروں نے
ی گاڑی میں روڑا اٹکایا سرخ کٹھرے میں جانے سے میں روکا گیا جسکی شکایت میں نے جہانگیر
جسکے بعد مجھ کو کسی نے منع نہیں کیا شاید میں رو کے جانے سے مستثنیٰ کیا گیا -
اودی پور کا بیٹا اوس کے دربار میں آیا تھا - بادشاہ کے روبرو تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا
گیر نے اوسکو اپنی تخت گاہ میں بلایا - اور اوس کے سر کو بغل میں لیا - ان سوبات سے
ں ناخوش ہوتا تھا - ہاتھیوں کی موجودات ہوئی - ناچنا گانا ہوا - ۱۳ مارچ سے ۲۲ مارچ سنہ ۱۶۱۶ +
اب میں نے جہانگیر سے عہد نامہ کی درخواست کی - اس درخواست سے مجھے بڑا الجھیڑا
پڑا
نت نے یہ ارادہ کر لیا کہ انگریزی سفیر سے عہد نامہ نہ ہونے دیں - اونکو اندیشہ تھا کہ شاید
ہر عہد نامہ لکھنے پر راضی ہو جائے - ایک دن یہ تماشا ہوا کہ میں جتنی بار بادشاہ کے سامنے پیش
ہا تھا آصف خان و شاہزادہ خرم ترجمان کو خاموش کرنا چاہتے تھے مگر میں نے ترجمان
دہ میں رکھا اور آصف خان کو آنکھیں جھپکانے اور فضول اشاروں کے کرنے میں
دہ تکلیف اٹھانی پڑی - اتنے میں بادشاہ غصہ میں بھر آیا اور اصرار سے پوچھا کہ کس نے
ون کو تکلیف پہنچائی ہے جب میں نے آصف خان و خرم کا نام لیا تو بادشاہ نے بیٹے کا نام

سنکر خیال کیا کہ مین گویا بادشاہ کے بیٹے پر الزام لگاتا ہون۔ اسپر یہ کہا کہ سپر من سپر من آصف خان نے لگا اور سب حیران رہ گئے۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو خوب ملامت کی جسنے بہت معذرت کی معاملہ ختم ہوا تو بادشاہ خود کھڑا ہوگیا اور مجھے اپنی برابر کھڑا کیا +

دوسرے طرح اس واقعہ کو یون بیان کرتے ہین کہ جہانگیر نے کہا جو فرمان مین نے جاری کردئے ہین وہ کافی ہین - مین نے عہدنامہ کے لئے جہانگیر سے اصرار کیا تو اوسنے کہا کہ انگریز کیا مجھے جواہر نذر کرینگے مین نے کہا کہ جواہر ہندوستان سے جہان جہانگیر بادشاہ ہے آتے ہین انگلستان ہی سے جواہر اُسکے لئے اوسکے پاس کیسے لاسکتے ہین + جہانگیر چپ ہو رہا مگر اوسکو میری بات کا یقین نہیں ہوا - ایک امیر نے پرتگیزون کا ذکر چھیڑ کر کہا کہ انگریز سوار تلوار اور جاقون اور کپڑے کے نذر کے لئے کچھ نہیں لاتے ہیں اور پرتگیز لعل زمرد الماس لاتے ہین - ہم انگریزی سفیر نے جہانگیر کو اور آصف خان و خرم کو زچ کیا - خرم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ باپ اسکا کہین مخالف نہ ہوجائے - آخر کو مجھہ سے یہ کہا گیا کہ وہ عہدنامہ کا مسودہ تیار کرے یہ میری دلی تمنا تھی - مین نے عہدہ نامہ کا مسودہ جسقدر جلد ممکن تھا تیار کیا - اس عہدنامہ کی تحریر مین مینے سفیرانہ ذہانت کو خرچ کیا - یہ لکھا کہ گریٹ برٹن کے بادشاہ اور ہندوستان کے بادشاہ مین ہمیشہ مصالحت رہیگی انگریزون کو اختیار ہے کہ جہان چاہین تجارت کرین جو بادشاہ کے لئے وہ تحائف لائین وہ راہ مین بغیر کھولے اور دیکھے بادشاہ پاس لے جائین بادشاہ کے استعمال کے بہانہ سے انگریزون کا اسباب روکا نہ جائے - راہداری کا محصول سب جگہ معاف ہو فقط بندرگاہ مین جب کہ اسباب جہاز سے اُترے اسپر ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ محصول لیا جائے - اور جو انگریز مرجائے اوسکا اسباب بادشاہ نہ لے - اوسکے عوض مین بادشاہ جسکو چاہے گا اوسکو معقول قیمت پر انگریز سرانجام کر دینگے - وہ اوسکے سارے دشمنون کے دفع کرنے مین ممد و معاون ہونگے مین جانتا تھا کہ اس عہدنامہ مین کوئی بات مستثنےٰ نہیں کی جائیگی اور اوسپر مُہر شاہی فوراً لگ جائیگی - مین اس عہدنامہ مین یہ نہ سمجھا کہ اسکی شرائط ایسی ہیں جو سارے ہندوستان مین ہر حاکم اور افسر کے حق مین مضر ہیں - تحفون کی خاطر جہانگیر ان

مہر کر دیتا ۔ مگر خرم اور آصف خان نے بریشہ باری اور اسکو دستخط کرنے سے روک دیا۔ اس طرح ہی اسہاب تک

اسوقت میں ارکین سلطنت میں باہم نااتفاقی ہو رہی تھی نہ انہیں اصول قائم تھے نہ انہیں مخفی خیالات تھے خرم اس بات میں کوشش کر رہا تھا کہ میں اپنے بھائی پرویز سے بہتر ہو جاؤں ۔ جہانگیر کو سمجھایا گیا کہ وہ پرویز کو دکن میں بہپالاری سے بلالے اور اوسکی جگہ خرم کو بھیجدے ۔ جون ۱۶۱۶ء میں برہمنوں نے نیک ساعت روانہ ہونے کے لئے پوچھی گئی نوامبر تک اسباب سفر پہلے جمع ہوتا رہا جون سے نوامبر تک و ۔

اس درمیان میں میں نے کچھہ کام نہیں کیا ۔ اکثر میں دربار اور غسل خانہ میں گیا جہانگیر ہر وقت خوش گپی کرنے کو تیار تہا ۔ اسکو ان تصویروں کے دیکھنے کا شوق تھا جو میں لایا تہا اوس نے اپنے مصوروں سے اونکی نقل اتروائی تھی اور اپنے کاریگروں کی بڑی شیخی بگھارتا تھا ۔ وہ یہ چاہتا تہا کہ انگلستان کا گھوڑا یہاں آئے وہ کہتا تہا کہ اگر جہاز میں چھہ گھوڑے سوار کیے جائیں تو اون میں سے ایک گھوڑا زندہ یہاں پہنچے گا اگر سمندر میں وہ دبلا ہو جائیگا تو خشکی پر اوترکر پھر موٹا ہو سکتا ہے اس نے مجھہ سے پوچھا ۔ دن بہر میں کتنی دفعہ اور کتنی شراب پیتے ہو اور ہندوستان میں کیسی شراب نوشی کرتے ہو کسطرح پیتے ہو اور انگلستان میں کیسی ۔ وہان شراب کیونکر بنائی جاتی ہے تو اوسکو بنا سکتا ہے سفرنامہ و ۔۔۔۔ مغل دربار کے اخبار ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ اور مشرقی ملکوں میں ہوتے ہیں ۔ نورمحل کی ایک عورت کی بابت دو خواجہ سراؤں میں جھگڑا ہوا ۔ ایک خواجہ سرا نے دوسرے خواجہ سرا کو مار ڈالا اور مقتول کے قصاص میں قاتل خواجہ سرا ہاتھی کے پانوں تلے روندا گیا عورت زندہ بغلوں تک زمین میں گاڑی گئی اور تین روز تک دھوپ میں سکھائی گئی ۔ وہ چوبیس گھنٹے میں مرگئی ۔ اوس کے پاس ایک کروڑ ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا نقد جواہر نکلا سفرنامہ و ۔ جہانگیر کے سامنے سو چور پکڑے آئے تیرہ چوروں کے گلے کاٹے گئے ۔ وہ ایک ہی جگہ پڑے رہے اور اونکا خون بہا کیا باقی کے گروہ بنائے گئے وہ ذبح کئے گئے اور اجمیر کی مختلف گلی بازاروں میں پھینکے گئے سفرنامہ و ۔ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جسنے مجھہ کو انتظام امنلاع میں غور کرنے کا موقع ملا ۔

بہار کا صوبہ دار جمال الدین حسین اجمیر میں درگاہ شاہی میں ملازمت کے لیئے آیا - اوسنے مجھہ سے اخلاص پیدا کیا - غالبًا اوسکو یہ شوق تہا کہ جس شخص کی رسائی بادشاہ تک ہوا اوسکو اپنے اوپر مہربان کرے - پہر سامنے اوسنے نیک نیتی سے حضرت عیسیٰ کی اور اوسکی شریعت کی تعریف کی - اوسکی گفتگو بہی مسرت ناک اور پر نتایج ہوتی تھی - اوس نے رعایا کی غلامی اور ملک کے بے قانون ہونے اور مغلون کی سلطنت کی افزونی کے باب میں باتین کیں - اوسنے سلطنت کے محصول کی آمدنی کا ذکر کیا کہ وہ کسطرح حاصل کی جاتی ہے - نذرون و بھینٹون کے لینے سے اور ضبط کرنے سے اور قرق کرنے سے آمدنی بڑہائی جاتی ہے وہ خود گیارہ لاکہہ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیتا تھا - باقی آمدنی کو اپنے پاس رکہتا تھا - وہ جو چاہتا تھا سو لیتا تھا - اوسکا منصب پنج ہزاری سوار تہا - دوسو روپیہ سالانہ ہر گہوڑے کا خرچ اوس کو ملتا تہا - وہ صرف پندرہ سو گہوڑے رکھتا تھا - باقی فردون کی تنخواہ تھی ہزار روپیہ روزانہ اوسکو بادشاہ وظیفہ بھی دیتا تھا - اوسنے کہا کہ بیس ایسے ہی اور امیر وظیفہ پاتے ہیں اور اور بعض کو مجہہ سے دگنا وظیفہ ملتا ہے - سفر نامہ رو -

۲ ستمبر جہانگیر کی سالگرہ کا دن تہا - بادشاہ چہہ دفعہ سونے کی ترازو میں تلا - ایک پلہ میں وہ آلتی پالتی مارکے درزی کی طرح بیٹھا تھا اور سونے سے چاندی سے ریشم سے کپڑے سے اناج سے گھی سے تولا گیا - یہ سب چیزین غریبون مین تقسیم کی گئین - دوپہر کو بادشاہ کے روبرو ہاتھیون کی بڑی نمایش ہوئی - بڑے ہاتھیون کو لاٹ ہاتھی کہتے تھے ہر لاٹ ہاتھی کے ساتہہ چار ہتنیان اور زنجیرین - گھنٹے اور ساز سونے چاندی کے ہوتے تھے اوسکے ساتہہ عصا بردار ہوتے تھے اور اوس کے ساتھ آٹھ دس ہاتھی اور ہوتے تھے جنکے اوپر زرین و ریشمین جہولین پڑی ہوئی ہوتیں - ان ہاتھیون کی بارہ قطارین بادشاہ کے روبرو سے گذرین اور اونہون نے سلام کیا - مین نے ایسا تماشا کبھی نہیں دیکھا - ۲ ستمبر رو -

سال گرہ کے دن شام کو بادشاہ نے اپنے امرا کے ساتہہ شراب پی - قانون کے موافق

کوئی شخص جسکے منہ سے شراب کی بو آتی ہو غسل خانہ میں داخل ہونے کا مجاز نہ تھا۔ اگر کوئی
اس قانون کا پابند نہ ہوتا اور بادشاہ کو اوسکی خبر ہوتی تو وہ اوسکو اپنے سامنے کوڑے
پٹواتا۔ جشنون میں وہ اپنے امرا کو شراب پینے کا حکم دیتا اور ہر ایک آدمی حکم کی تعمیل کرتا
رات کے دس بجے جہانگیر نے سر رو کو آدمی بھیجکر بلایا۔ وہ اس وقت اپنے بچھونے پر پڑا
سوتا تھا۔ فوراً وہ بادشاہ پاس پہنچا۔ جہانگیر ایک چھوٹے سے تخت پر آلتی پالتی مارے
بیٹھا تھا۔ تخت جواہر سے مرصع تھا۔ امرا بھی تکلف کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ سونے
کے ظروف پاس رکھے ہوئے تھے شراب کی صراحی و خم لگے ہوئے تھے۔ سب شراب پیے
مگر آصف خان و خرم اور میں نے۔ جہانگیر نے اونکو جو پیچھے کھڑے ہوئے تھے اونپر روپیون کی
کشتیاں بکھیریں۔ اوسنے اپنے گرد چاندی سونے کے بادام امیرون کے چننے کے
لئے بچھا رکھے۔ آخر کو جہانگیر ایسا نشہ میں مست ہوا کہ سوگیا۔ روشنی گل کی گئی۔ امرا
غسل خانہ سے اپنے اپنے گھر گئے۔ سفرنامہ رو +

اسپر یہ ایک اور اضافہ کیا جاتا ہے + جہانگیر پاس سفیر آیا اپنی معشوقہ کی تصویر
بھی ساتھ لے گیا جو مرگئی تھی۔ جہانگیر اور اوسکے امرا شراب پی رہے تھے کہ وہ پہنچا۔ جب
سفیر نے تصویر دکھائی تو جہانگیر نے کہا کہ یہ مجھے دیدو۔ اول سفیر نے دینے میں
عذر کیا پھر وہ تصویر اوسکو دیدی۔ اور ایک عجیب تماشا ہوا کہ بادشاہ اور سفیر اپنی فیاضی دکھاتے
تھے۔ بادشاہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ ایسی حسین عورت کبھی زندہ بھی تھی۔ سفیر نے کہا کہ یہ
تصویر اوس کے حسن کی پوری داد نہیں دیتی وہ تصویر سے کہیں زیادہ حسین تھی۔ بادشاہ نے
کہا کہ یہ تصویر تم نے مفت مجھے دیدی ہیں اوسکو اپنی حرم سرا میں عورتون میں لے جاؤنگا اور
اوسکی نقلیں اتروا ؤنگا۔ ان نقلون کو تمھارے روبرو لاؤنگا تم اپنی اصل تصویر پہچان کر لے لینا۔ سفیر
نے کہا کہ میں نے تصویر مفت دی ہے میں اوسکو واپس نہ لونگا۔ جہانگیر نے کہا کہ وہ تصویر
آپ کی معشوقہ کی تھی جیسے آپ اسے محبت کرتے تھے اوسکی یادگار سے (تصویر) سے
بھی محبت رکھیے [illegible]

ایک صاحب صوبہ کا بے عزت ہونا +

یہ ایک واقعہ بھی مغلون زمانہ کی تصویر کھینچتا ہے کہ گجرات کا صوبہ دار معزول ہوکر معرض عتاب مین آیا تہا اوسنے احکام کی اطاعت نہین کی تہی۔ وہ جہروکے کے نیچے اپنی معافی قصور کے لئے آیا۔ وہ ننگے پاؤن تھا۔ اوس کے ٹخنون مین بیڑی پڑی ہوئی تہی۔ اوس کی سر کی دستار آنکھون پر پڑی ہوئی تھی کہ وہ جہانگیر سے پہلے کسی کو نہ دیکھے۔ وہ آداب بجا لایا چند سوالات اوسسے کئے گئے اور اوسکی تقصیر معاف ہوئی۔ اوسکی بیڑی اوتاری گئی اوس کو خلعت رسم کے موافق دیا گیا نئی دستار و کمر بند عنایت ہوا۔ ۹ سے ۱۰ اکتوبر تک۔

زہر دینا محلات شاہی میں +

درگاہ شاہی میں میں ہمیشہ محلات شاہی کی فضیحت سنا کرتا تہا۔ پرویز دکن سے بلا کر بنگالہ بہیجا گیا جہانگیر کو دکن سے خانخانان کے بلانے مین تامل تھا۔ وہ بڑا ذی اقتدار تھا۔ اوسکے بلانے مین یہ اندیشہ تہا کہ کہین وہ بغاوت نہ کرے۔ جہانگیر نے اوسکو معافی کا خلعت بہیجنے کا ارادہ کیا۔ اور خانخانان کے کسی رشتہ دار سے جو اوسکے حرم سرا مین رہتی تھی اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اوسنے جواب دیا کہ خانخانان اس خلعت کو کبھی نہ پہنے گا۔ وہ اوس کو جانے گا کہ یہ زہر آلود ہے۔ اوسنے کہا کہ حضور نے دو دفعہ اوسکو زہر دیا۔ اوسنے کھانے کے بجائے اپنی چہاتی مین رکھ لیا۔ ہر دفعہ اوسکو تحقیق ہوا کہ وہ زہر تھا۔ جہانگیر نے اوسسے انکار نہیں کیا۔ اس خلعت کو خود گھنٹہ بہر پہنا تاکہ ثابت ہو کہ وہ زہر آلود نہین ہے عورت نے کہا کہ اب ہم دونو کا خانخانان اعتبار نہیں کریگا تو جہانگیر نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور مانڈو تک گیا۔ ۱۰ اکتوبر سفرنامہ رو۔

خسرو کے برخلاف سازش +

ایک اور سازش کا بھانڈا پھوٹا خسرو ایک اجپوت راجہ انی رائے کی حراست مین مقید تھا۔ نورمحل اور آصف خان نے اوسکے مارنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کے سبب سے اونکو شاہجہان کی تخت نشینی کے لئے تردد اور اندیشہ رہتا تہا۔ ایک رات کو جب جہانگیر شراب سے مست تھا تو اونہون نے جہانگیر سے التماس کیا کہ خسرو کی حراست کے واسطے انی رائے سے آصف خان بہتر ہے۔ اسی رات کو آصف خان نے انی رائے کو بادشاہ کے نام سے بلا کر کہا کہ ... نے انکار کیا۔ وہ خسرو سے رسم محبت رکھتا تھا

جہانگیر کے سوا کسی اور کو خسرو کو حوالہ کرنا پسند نہیں کرتا تہا +

دوسرے روز انی راے نے جہانگیر سے جو کچھہ ہوا تہا بیان کیا اور یہ اور اضافہ کیا
ن مرجاؤنگا مگر خسرو کو دشمنون کے حوالہ نہیں کرونگا۔ جہانگیر نے اوسکی وفاداری کی تعریف
عمان پر چڑہایا۔ اوسنے انی راے سے کہا کہ تم نے خوب کیا آیندہ تم کو یہی کرنا چاہئے
ب کیا ہے۔ سات روز بعد نورمحل نے اس باب مین جہانگیر سے کہا اوسنے انی راے کو
بدیا کر وہ خسرو کو آصف خان کے سپرد کردے۔ غالبًا انی راے کو خسرو کی طرفداری سے
ف ہوا کہ بادشاہ کہین اسے مشتبہ نہ ہوجائے جوا سنے حوالہ کیا۔

درگاہ شاہی مین ہر شخص کو یہ یقین تہا کہ اب خسرو اسلئے مارا جائیگا کہ خرم بے کھٹکے
ن ہو۔ خسرو کی بہن نے اور حرم سرا کی بیگمون کے ساتھہ رونا پیٹنا اور دہائی دینا شروع
سنے کھانا پینا چھوڑا اور دہمکایا کہ اگر خسرو مارا جائیگا تو ہم سب جائینگے جہانگیر
خندہ کہا کہ مین خسرو کو کوئی آزار پہنچانا نہیں چاہتا مگر کسی کو یقین نہیں تہا۔ اوسنے نورمحل
اکہ اونکو جاکر سمجہائے تو بیگمون نے اوسکو دہمکایا اور کہا کہ ہم تیری صورت دیکہنی
چاہتے۔ سفرنامہ رو +

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت کو اس ملک مین دور تک پہیلانا چاہتی تہی اسلئے یہان کے واقعات کو
تہا کہ وہ یہان کے حالات سے آگاہ ہوجائے۔ ایک وقت آنیوالا ہے کہ جسمین سارے
ان مین کہلبلی پڑیگی اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزون کو فائدہ ہوگا اور سلطنت
ن کے واسطے ایک امن ہوگا وہ عیسائیون سے محبت رکہتا ہے اون کی عزت
اگر خرم فتحیاب ہوا تو انگریزونکا نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیون سے نفرت رکہتا ہے
ملکبر۔ جہوٹا۔ ظالم۔ ریاکار ہے۔ رو اپنے اس فیصلہ مین کہانتک صحیح تہا وہ
ہا جائیگا سفرنامہ رو +

ہر مین ایک ایرانی سفیر محمد رضا بیگ آیا۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اس کے آنے کی غرض
رہ جہانگیر اور سلطان دکن کے درمیان صلح کرادے لمورونے یہ خیال کیا کہ وہ

اسلئے آیا تہا کہ ترکون سے لڑنے کے لئے کمک طلب کرے اسکی جلو مین پچاس سوار
کمان و ترکش منقش کئے مسلح تہے۔ اسکے ساتہہ چالیس بندوقچی اور دو سو پیادے سپا
دوپہر کو محمد رضا بیگ دربار مین بلایا گیا۔ اوسنے جہانگیر کی بے حد خوشامد کی تین
زمین بوس کیا۔ اس سجدہ مین وہ زمین کے اندر سر کو گہسانا چاہتا تہا۔ جب وہ سنے
کئے تو ٹامس رو اونکو دیکہہ کر شرمندہ ہوا اور اپنے دل مین لیا گیا۔ اس نذر مین
عراقی گہوڑے نو بڑے خچر سات اونٹ مخمل سے لدے ہوئے۔ دو جوڑے فر
لنکنون کے اور ایک پر تکلف الماری چالیس تفنگ۔ پانچ گہنٹے۔ ایک اونٹ
ایرانی سے لدا ہوا۔ آٹہہ ریشمی قالین۔ دو لعل ۲۱ اونٹ انگورون سے لدے
اور چودہ اونٹ گلاب سے لدے ہوئے سات خنجر مرصع بجواہر۔ پانچ مرصع تلوارین
حلبی آئینے پیتے سفرنامہ رو +

چندروز بعد بادشاہ کے ظلم کا ایک تماشا دیکہنے مین آیا۔ جہانگیر نے ایرانی سفیر
کی۔ حاضرین کو شراب پینے کا حکم دیا۔ ایسے موقعون پر بخشی کام کیا کرتا ہے۔ ہر ایک
اوسکے ہاتہہ سے پیالہ لیکر پیا۔ واقعہ نویس شاہی نے ہر ایک آدمی کا نام دستور
کتاب مین داخل کیا۔ جہانگیر ایسا شراب مین مست ہوا کہ اوسکو یہ یاد نہیں ہا کہ
شراب پینے کا حکم دیا ہے۔ دوسرے دن کسی نے اس شراب کے جلسہ کا ذکر اسکے کیا۔
پوچہا کہ حکم کس نے دیا تہا تو اوسکے کہا گیا کہ بخشی نے ہمیشہ جب بادشاہ اپنے
تو ایسے موقعہ پر بخشی کا نام لیا جانا مناسب گنا جاتا تہا۔ جہانگیر بہت غصہ ہوا۔ ا
کتاب منگائی اوسنے مجرمون کو سزا دینی شروع کی بعض پر سخت جرمانہ کیا۔ بعض
شاہی مین کوڑے پٹوائے۔ کوڑے ایسے سخت لگائے گئے کہ بعض آدمی
بعض پر لات گہونسے مارنے کا حکم دیا ایک وہین مرگیا۔ بعض مجروح ہوکر گئے۔ سفیر
بری رہا۔ کسی شخص کا مقدور نہ تہا کہ ان مظلومون کے حق مین کوئی کلمہ

سر ٹامس رو +

سب چیزین

لئے تیار ہوگئیں۔ دربار مین خرم باپ سے رخصت ہوا۔ موتی اُلماس لگے ہوئے لباس پہنے
ہوئے تہا۔ لشکرگاہ چار میل پر تہا۔ وہ اس کوچ مین بیٹھ کر گیا جو انگریزی کوچ کی نقل یہان
بنائی گئی تہی۔ اسکے امرا پیدل اوسکے ہمراہ گئے۔ سارے رستے لوگون پر وہ چونیان پہینکتا چلا
۔ دوسرے روز صبح کو جہانگیر نے لشکرگاہ مین جانے کا ارادہ کیا۔ محل مین بہت سویرے طاس
نے دیکہا کہ بادشاہ جہروکہ مین بیٹھا ہوا ہے۔ دو خواجہ سرا سپر مور چھل جھل رہے ہین
لوگون کو چیزین لے دے رہا ہے جو چیز دیتا ہے وہ ڈوری مین لٹکا دیتا ہے جو چیز لیتا
اوسکو ایک بڑھیا جو بت کی طرح آراستہ تہی رسی میں اوپر کھینچ لیتی ہے۔ بادشاہ کی دو
بیبی جہروکہ مین چلمن کے پیچہے بیٹھی ہوئی تہین۔ اونھون نے چلمن مین سے مجہہ کو جہانک کر
مین نے اونکی اونگلیان دیکھین۔ پہر اونکے چہرے بہر ساری صورت۔ وہ متوسط درجہ
سفید رنگ تہین اونکے سیاہ بالون مین تیل پڑا ہوا تہا۔ الماسون سے وہ چمک رہی تہین
کو دیکہہ کر بہت خوش ہوئین بادشاہ جہروکون سے چلا گیا وہ اس کے پیچہے پیچہے
گئیں۔ ۲۔ نومبر سفرنامہ رو۔

دربار مین جہانگیر کی ملازمت کے لئے امرا جمع ہو رہے تہے مین انہین جاکر فرش
بیٹھا۔ جہانگیر آیا۔ اور ڈیڑہ گہنٹہ کے قریب تخت پر بیٹھا اس عرصہ مین اہل حرم بجاس
ہاتھیون پر سوار ہوئیں۔ یہ ہاتھی خوب آراستہ تھے۔ تین ہاتھیون پر مربع عماریان لگی ہوئی
۔ اونپر سونے کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ اور اُن پر چہتریں چاندی کی
لگی ہوئی تہین۔ رو

آخرکو بادشاہ تخت پر سے اوٹھا اور تخت گاہ کے زینے سے اُترا۔ ایسا شور غل مچا کہ کان
بہرے ہوگئے تہے اور توپون کی آواز بہی اس مین نہین سنائی دیتی تہین۔ زینے کے نیچے
ایک آدمی بڑی مچھلی لایا دوسرا آدمی ایک طباق مین کوئی سفید چیز لایا جس مین بادشاہ نے
انگلی ڈالی اور پہر اوسکو مچھلی سے لگایا اور پہر اوسکو اپنی پیشانی سے رگڑا۔ یہ ایک نیک شگون
کے لئے تہا۔ سفرنامہ رو +

جہانگیر اپنی بہادرانہ پوشاک پہنے ہوا تہا- کمخواب کا کوٹ پہلے آستینو کے زیب تن
اوسپر ایک کرتہ ململ کا تھا- اوسکی جوتیون مین موتی ٹکے ہوئے تھے- اوسکی دستار مین
لگے ہوئے تھے اور اوسکے ایکطرف لعل اخروٹ کی برابر لگا تہا- دوسری طرف ایک بڑا ہیرا چمکتا
تھا- بیچ مین مخروطی زمرد لگا ہوا تہا- اسکا ٹپکا موتیون کی لڑیوان اور یاقوتون او
ہیرون سے گتھا ہوا تھا- گلے کے ہار مین تین دوسری لڑیان موتیون کی تھین- اوپر
بازوبندون مین ہیرے کے پتھر لگے ہوئے تھے- ہر انگلی مین دو انگوٹھیاں پہنے ہوئے
اوسکی تلوار اور سپر کو ایک شخص لئے ہوئے تہا- دونون مین ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے
دوسرا آدمی اوسکی کمان اور ترکش لئے ہوا تہا جسمین تیس تیر تھے- رو

اس طرح بادشاہ آراستہ پیراستہ ہوکر کوچ مین بیٹھا جسمین چار گھوڑے جتے ہوئے تھے جنکے
ساز سونے و مخمل کے تھے یہ کوچ ایسی بنائی گئی تہی جیسی کہ انگریزی کوچ آئی تہی مگر کمخواب سے
منڈھی ہوئی تھی اسکا کوچبان انگریز تھا وہ خوب زرق برق پوشاک پہنے ہوئے تہا- بادشاہ
کے دونو طرف دو خواجہ سرا تھے جو سونے کے عصا لئے ہوئے تھے- اور اونمین لعل جڑے
ہوئے تھے- گھوڑے کے سفید بالون کے مورچھل سے مکھی رانی ہوتی تہی- بادشاہ
کے آگے نقارے اور تریان اور دسوم کے باجے بجتے تہے- اور جھنڈے اور بہت سے امارت
شاہی عجیب وغریب- نو گھوڑے جلو مین تہے جو لعل و موتیون و زمردون سے آراستہ تھے
تین پالکیان تہین- ایک سونے کے پتروں سے منڈھی ہوئی تھی جسمیں موتی لگے ہوئے تھے
موتیون کے جھالر ایک فٹ نیچے لٹک رہی تھی- اور دو پالکیون کے پردے کمخواب کے
تھے- اسکے بعد وہ کوچ تھی جو انگلستان سے آئی تہی اوسکی پوشش تیار کی گئی تھی اور اوسکی
جگہ اوسدرین پوشش چڑھائی گئی تھی- جہانگیر نے نورمحل کو وہ دیدی تھی اور نورمحل اوس پر
سوار تھی- جہانگیر کے دو چھوٹے بیٹے ہندستان کی بنی ہوئی کوچون مین سوار تہے- بعد اسکے
بادشاہی میں ہاتھی تہے جو سونے چاندی کے ساز مین کھنچے ہوئے تھے- ہر ہاتھی پر ہمیں ہیرے کے اطلس اور
دریائی کے پہراتے تہے- امرا پیدل چلتے تہے- اور عورتین ہاتھیون پر سوار نصف میل

اسطرح جاتی تہیں جیسے نہ ین زنجیرون مین طوطے - یہ اول دن کا سفر محل سے لشکرگاہ تک
سارے رستہ مین چہہ سو ہاتھیون کا جلوس جنپر مخمل وکمخواب کی جہولین تہین - ہر ہاتھی
ایک توپ ایک توپچی مربع انباری مین بیٹھا ہوا اور اوسکے سر کونے میں ایک جھنڈا تھا - سرکا
رکا وخاک بیٹھنے کے لئے ہوتا - جہانگیر کے کوچ سے ایک فرسنگ پر سوار پیادہ ونکے کوئی
نہیں آسکتا تھا - سفرنامہ رو -

حب بادشاہی چلی ہے تو یہ واقعہ قابل لکھنے کے واقع ہوا - جہانگیر اس دروازہ پر ٹھیرا
جسمیں خسرو مقید تھا خسرو نے بادشاہ کے آگے آنکر کورنش کی - اس کے ہاتہہ میں ایک تلوار
برچھی اوسکی ڈاڑہی چہاتی تک بڑہی ہوئی تہی - یہ ایک نشانی بادشاہ کی نامہربانی کی تھی
نے حکم دیا کہ کسی خالی ہاتھی پر سوار ہو کر ساتھ چلے - اور ایک ہزار پیادے کہ وہ آدمیونمیں
پیرو سے - آصف خان اور خسرو کے اور دشمن مجبورًا پیدل چلتے تھے - محل کے دروازہ تک
پیدل چلا پھر گھوڑے پر چڑہ کر خیمہ گاہ پر آیا - بادشاہی خیمہ وخرگاہ عجب شان وشوکت
تھے نصف میل کے گرد قناتیں گھیرا کئے ہوئے تھیں - یہ قناتیں قلعہ کی فصیل کی طرح
تھیں کہ اس میں برج وبارہ بنے ہوئے تھے - وہ چوبون کے درمیان کھڑی تھیں
سرون پر پیتل کی برچھیان لگی ہوئی تھیں - قناتیں باہر کی طرف نہایت چمکدار سرخ
اندر کی طرف تصویرین برکالون پر بنی ہوئی تھیں داخل ہونے کا دروازہ بہت
بنا ہوا تھا - مین اول درجہ میں گیا - مرکز پر بادشاہ کا تخت صدف کا سب
خیمے میں رکھا ہوا تھا - نیچے بانداز بچھونا بچھا ہوا تھا اوپر کمخواب کا شامیانہ لگا ہوا تھا
جہانگیر کوچ میں بیٹھا ہوا دروازہ میں داخل ہوا - دروازہ پر امراء صف باندہے کھڑے
تھے اونکے درمیان چلا - اوسنے طامس رو پر ایک نظر ڈالی - سفیر انگلستان نے کورنش
کی اپنے چہاتی پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا - وہ اپنے خیمہ کے زینہ پر چڑہا - اور پانی مانگا
دہوئے اور چلا گیا - سفرنامہ رو -

جنمین ایک سے دوسرے مین رستہ جاتا تھا- اول دربار کا صحن تھا- دوسرے میں غسل خانہ اور خیمے تھے- تیسرے میں حرم سرا تہا جسکو محل کہتے تھے- اس حرم سرا کے ایک کونہ میں دو منزلے خیمے میں - اکبر اور جہانگیر سویا کرتے تھے اور دوسری منزل میں جہروکہ ہوتا تھا جسمین بیٹھ کر کہلا میدان دیکھ سکتے تھے- بادشاہ کی خدمت گاری تاتاری حرم مین کرتی تہین عورتون اور خواجہ سراؤن اور بعض اوقات شاہزادون کے سوا غسل خانہ سے پرے کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی- بعد

امرا اپنے اپنے خیمون میں گئے- مین نے اونکے گرد دیکھنا شروع کیا- عجیب ایک شان و شکوہ و حشمت و عظمت کا تماشا تھا- یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگل میں ایک شہر پیدا ہوگیا- بیس میل میں اوسکا احاطہ تھا جسمیں بہت سے رنگ چمکتے تھے- شاہی خرگاہ سرخ تھا- اور امرا کے خیمے سفید و سبز اور مرکب رنگون کے تھے سب قناتون سے گھرے ہوئے تھے- اور گھر کی طرح مرتب تھی انمیں دارالسلطنت کی طرح بڑے بڑے کوچہ و بازار و دکانیں تھیں- وہان کسی طرح کی بے ترتیبی نہ تھی- ہر روز خیمہ گاہ چند میل دکن کی جانب آگے جاتا تھا- خیمون کا سامان دوہرا تھا ایک لگتا تہا دوسرا اکھڑتا تہا- سارے خیمہ و خرگاہ چار گھنٹے میں لگجاتے تھے- اکبر آدمیون نے لشکر گاہ میں ملنے میں تاخیر کی بادشاہ نے اونکے گھر جلوادئے اور اونکو مجبور کیا کہ وہ میدان مین جائیں ۲ نومبر سے ۹ دسمبر تک سفرنامہ رو +

اس زمانہ مین رو نے خرم سے دو دفعہ ملاقات کی- اول دفعہ ملاقات میں خرم پریشان خاطر تھا- رو نے خیال کیا کہ اسوقت اوسکا دل نورمحل پاس یا اوسکی کسی اور بیگم پاس ہے- دوسری ملاقات مین اوسنے کمخواب کا جبہ مجھکو دیا- مجھکو مجبور پہننا پڑا جیسے مجھے اپنی ذلت معلوم ہوئی- وہ کہتا ہے کہ اگر میں کسی تھیٹر میں تاتاری تیمور کی نقل اوتارتا ہوتا تو بہتر ہوتا +

لشکر گاہ میں تجربہ سے معلوم ہوا کہ زندگی خوشی سے نہیں گذر سکتی- ایک دفعہ سو چور کھیتون میں قتل کئے گئے- ایک اور مقام پر مجھکو اونٹ ملے جنمین قندھار کے تین سو مقتول باغیون کے سر لدے ہوئے تھے- مغل بادشاہ جیسا کہ عوام میں شہر میں تھا- ایسا لشکر گاہ میں نہیں تھا- کوئی شخص بادشاہ کے مقام سے ایک گولی کے فاصلہ پر نہ آسکتا تھا جہانگیر ہر روز جہروکہ میں

بیٹھا تھا۔ کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ کوئی اسے بات کرے۔ دربار نہیں ہوتا تھا سارا وقت
شکار میں جاتا تھا۔ غسل خانہ مین شام کو وہ خاص امرا جاتے تھے جنکو اجازت ہوتی تھی یہان
بادشاہ اتنی شراب پیتا تھا کہ کچھ کام نہیں کرسکتا تھا۔ ایکدن جہانگیر کی ملاقات کو میں گیا تو
میں نے دیکھا کہ بادشاہ ایک جوگی سے باتیں کررہا ہے یہ جوگی چیتھڑے پہنے ہوئے تھا
جہانگیر جوگی سے بغل گیر ہوا۔ اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی اور سو روپئے دیے
اور اوس کو باپ کہا۔ ۱۸ سے ۲۳ دسمبر تک +

بہت جلد لشکر کے انتظام اور ترتیب بگڑ گئی لشکر کا سفر راجپوتانہ میں ہوتا تھا جو آدھا
فتح ہوا تھا۔ سارا ملک چورون اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا بعض اوقات جنگلون اور پہاڑون
میں راستہ چلنا پڑتا تھا سیکڑون اونٹ جنگل میں بے آب و دانہ رہ جاتے تھے ہزارہا
گاڑیان چھکڑے جنگلوں میں کھوئے جاتے تھے۔ بہت سی حرم کی عورتیں
بے سامان پیچھے چھوڑ دی جاتی تہیں۔ جہانگیر ایک چھوٹے ہاتھی پر سوار
ہوکر پہاڑون میں چلا جہان اور دوسرا جانور چڑھ نہیں سکتا۔ ایک قصبہ کے آدمی مفرور ہوکر
پہاڑون میں چلے گئے تھے تو جہانگیر نے اس قصبہ کو جلا دیا۔ اسکے انتظام میں رجپوتون نے
ایک جماعت گم گشتہ راہ کا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکو مار ڈالا۔ ایک دو جگہ قلعہ کو محاصرہ
بنایا گیا۔ وہان پانی نہیں ملا۔ علی العموم جہانگیر اور امرا کو سب طرح کا سامان میسر ہوتا مگر
غربا اور سپاہیون کو اکثر با یحتاج سامان بھی میسر نہیں ہوتا۔ ۲۴ سے ۲۶ دسمبر
پہلے اس سے کہ جہانگیر نے یہ سفر شروع کیا ہو۔ نورمحل اور آصف خان نے
اوسکو یہ یقین دلایا تھا کہ جب بادشاہ دکن کے پاس پہنچے گا تو سلطان دکن اسکی اطاعت
قبول کرلیگا مگر یہان سلطان نے اس قسم کا کام نہیں کیا۔ دکن میں مغل سے مقابلہ
کرنے کے لئے شیعون اور سنیوں میں آپسمیں اتفاق ہوگیا۔ اونھون نے سرحد پر ایک سپاہ
بھیجی وہ جنگ کرنے کو تیار ہوئی۔ اسنے نورمحل ڈر گئی اور جہانگیر کی منت کرنے لگی
کہ حضور اس سفر کو سیر و شکار کی عزیمت بنائیے اور آگرہ کو واسطے تشریف لے جائیے

جہانگیر نے اوسے منظور نہین کیا اسطرح اونکے جانے مین اوسکی عزت کو بٹا لگتا تھا۔ اوسنے خرم پاس لشکر کمک کے لئے
بہیجا آخر کو فروری ۱۶۱۶ء کو بادشاہ اجمیر سے چلکر چار مہینے کی بعد شہر اجین کے قریب خیمہ زن ہوا جنوری و فروری ۱۶۱۶ء +

اس زمانہ مین میری سرگذشتین کچھہ دلچسپ ہین مین نے محمد رضا بیگ سفیر ایران سے ملاقات کی ایرانی سفیر نے ارکان
و اہلکاران سلطنت مغلیہ کو برا بھلا کہہ کر مجھکو اپنا ہمدرد اور دلسوز بنایا تھوڑے دنون بعد ایرانی سفیر بہت رنجیدہ
ایران کو گیا جن کامون کے لئے وہ آیا تھا انہین ناکام رہا اوسنے جہانگیر کی پیشکش مین پینتیس ۳۵ گھوڑے دئے جسکے عوض مین
اوسکو تین ہزار روپئے ملے۔ جہانگیر نے انصاف کرنیکا ارادہ کیا اوسنے حکم دیکر دو فہرستین بنوائین ایک فہرست مین ایران
کے تحفے لکھے گئے اور اونکی قیمت کم لگائی گئی اور دوسری فہرست مین مغل کے تحائف لکھے گئے جنکی قیمت زیادہ لکھی گئی
مغل کی فہرست مین بڑی ذلیل چیزین لکھی گئین جیسے ٹکڑے اناناس کیلے۔ اوسپر بھی ایران کی چیزین زیادہ
تھی اسکے عوض سفیر کو نقد روپیہ دیا گیا۔ محمد رضا بیگ نے بیماری کا بہانہ بنا لیا آصف خان سے رخصت ہوئے بغیر چلا گیا

یکم جنوری سے ۳۰ اپریل تک

مین ایکدن تخت کے تلے بیٹھا تھا کہ شاہزادہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا میرے پاس سے گذرا مجھہ سے بعض سوال خوش اخلاقی
سے پوچھے اور چلا گیا مجھہ کو اس سے بڑا تعجب ہوا کہ اوسنے کبھی انگلش کا نام نہ سنا تھا نہ اوسکے سفیر کا +

اس عرصہ مین ارکان سلطنت مجھسے نہایت رنجیدہ ہو گیا جہانگیر نے اقرار واثق کیا تھا کہ انگلستان سے جو نئے تحائف آئین
اونکو نہ کوئی روکے نہ کوئی اوسکو کھولے مگر خرم نے اونکو روک لیا۔ جہانگیر نے تھوڑے صندوق منگائے خرم نے اونکو
بھیجدیا جہانگیر نے خود اونکو کھولا جو چیز اوسکو پسند آئی وہ لے لی بہت سی چیزین آئی اوسی نے لے لین وہ اسکے لئے
نہین آئی تھین رو غسلخانہ مین جہانگیر سے فریاد کرنے گیا۔ جہانگیر نے کہا کہ سب کچھہ تمہارے لئے بھلا کیا جائیگا
مین شاہ انگلینڈ کے ساتھہ سب درست کام کرونگا مگر مین نے کوئی بات اوسکی درست نہ پائی۔ جہانگیر نے بہت شراب
پی لی سو وہ کہنے لگا کہ مین عیسائیون مسلمانون اور یہودیونکا محافظ ہون پھر وہ رونے لگا اور بہت سے جذبونمین
آگیا غسلخانہ مین آدھی رات تک جلسہ رہا۔ ہ بیتر حاشیہ اور چڑھایا گیا ہے کہ وہ ولیعہد کی مداخلت سے ناراض ہوا
اور اوسکو میرے پاس معذرت کے لئے بھیجا یہ نیک بادشاہ یہود و عیسائیوں اور مسلمانونکی شریعت کے باب مین مباحثہ
کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین ایسا مہربان ہوا کہ اوس نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مین بادشاہ ہون یہود و نصاریٰ
و مسلمان اپنے تئین پیار کیا کرین کہ مین کسی کے مذہب مین مداخلت نہین کرتا سو وہ مجھہ سے محبت کرتے ہین

ایرانی سفیر ... ۱۶۱۶ +

ٹامس رو کی ملاقات +

مذہبی آزادی ... ۱۶۱۶

مین اونکی حفاظت کرتا ہون۔ اوس نے سیکرٹری سے کہا کہ پادری صاحب خوش آدمی ۔ یہہ گہر تمہارا ہے تم اوسکی قدر کرو۔ ۱۱-مارچ ۱۶۱۷ء -

مارچ مین لشکر شاہی مانڈو قلعہ مین آیا۔ یہان ایک در سازش کا گل کھلا- نور محل کی ایک بیٹی پہلے خاوند سے تھی- وہ اس لڑکی کے لئے بڑے اونچے خیال رکھتی تھین- اب اوسنے اپنے بھتیجی ممتاز محل کا خیال چھوڑ دیا تھا- وہ خرم سے بیاہی تھی خرم نے خانخانان سے صلح کرلی اور اوسکے پوتے سے نکاح کرلیا جس سے نور محل نہایت رنجیدہ ہوئی- اوسنے خرم کے زوال کے لئے جہانگیر اور خسرو مین ملاپ کرادیا اور خسرو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا - رو

خرم صنا اقبال تھا ۲ وہ دکن مین فتحیاب ہوا فتحیابی اوسکو سازشون سے زیادہ بہ نسبت لڑائی کے کے حاصل ہوئی تھی سلاطین بیجاپور اور گولکنڈہ کو جو شیعہ تھے ملک عنبر جو سنی تھا سے حسد و عداوت پیدا ہوئی اونھون نے بالطبع اوسکے معاملات ہاتھہ اوٹھایا خرم نے ملک عنبر کو شکست دی اور احمد نگر کو فتح کرلیا خرم فتح سے خوش و خرم مانڈو گیا جہانگیر نے نہایت گرمجوشی سے اوسکو مبارکباد دی اوسکو شاہ کا خطاب ہوا شاہ خرم یا شاہجہان وہ مشہور ہوا- نور محل کی تدبیر و تزویر کچھہ نہ چلی خسرو نے اوسکی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کیا سفرنامہ رو

اب میری بیقدری ہونے لگی مین عہدنامہ حاصل نہ کرسکا- لوگ مجھہ سے نفرت کرنے لگے مین نے جو صوبون کے حکام کی شکایتین کین اسے میرے دشمن وہ ہوگئے- مین اسکے واقف تھا- اوسکے اسباب کی توجیہہ یہ ہے صوبہ دارون اور حاکمون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاہ جہانگیر اونکے ظلمون کی تحقیق کرکے مواخذہ کرے وہ سلطنت کے محصول مقرر کرتے تھے- وہ ہندؤں پر ظلم کرتے تھے وہ آدمی کو جب تک اولٹا لٹکائے رکھتے تھے کہ وہ جرمانہ یا ڈنڈ ادا کرے اسلئے اونہون نے مجھہ کو جاسوس جانا-رو کا سفرنامہ

یہ تعجب کی بات ہی کہ اس زمانہ مین مغل انگریزون سے جونک پڑتے تھے اہل ایشیا سے انگریزون کی خلقت و جبلت مین نفرت داخل ہے یہ حقارت و ذلت اونکی طبیعت کا ایک جزو غیر منفک ہے- بعض ملاح بندوقچی سورت کے قریب خشکی مین اترے بعض نشئی مانند

لوگون نے کہدیا کہ ہم قلعہ لینے آئے ہیں یہ اونکی دہمکی بیہودہ تھی مگر مغل اونسے ڈر گئے دہلی
مین اسکی اطلاع ہوئی اور قلعہ مستحکم کیا گیا۔ افواہ اوڑگئی کہ انگریزون نے گوا لے لیا اور ایک بیڑا
انگلستان سے آتا ہے جہانگیر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ طامس رو مخفی جانا چاہتا ہے مگر رفتہ رفتہ یہ
خبر کم ہوگئی پھر وہی پہلی سی باتیں ہونے لگین +

دفعۃً انگریزون پر مہربانی +

دفعۃً انگریزون پر مہربانی اسلئے ہونے لگی کہ مکہ سے ملکی حج سے واپس آتی تھی کہ اوسکا
جہاز کو انگریزی قزاقون نے گرفتار کرلیا۔ اوسکو ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے نے چھوڑا
امراء شاہی نے طامس رو کا شکریہ ادا کیا اور اوسکو تعجب ہوا کہ شاہ انگلینڈ نے اپنی رعایا کو
قزاقی کی اجازت دیدی ہے ۔ ۱۵ اکتوبر ۱۶۱۷ء رو ۔

آصف خان کو رشوت دینا اور رو کا یہان آجانا +

اسی زمانہ مین آصف خان کو طامس رو نے ایک بڑا موتی رشوت مین دیا جسنے سخت
پیدا کیا کہ آصف خان انگریزون کا دوست ہوگیا اور انگریزون کا روپیہ جو لوگون پر تھا
وہ سب وصول ہوگیا۔ کچھ دنون بعد آصف خان کی یہ سرگرمی سرد ہوگئی۔ مگر پھر بھی مغل اور انگریزون
مین خاموشی و سستی رہی۔ ایسی باتین یہان ہوتی رہین کہ رو کا دورہ ختم ہوا ۱۶۱۹ء مین وہ
کو گیا۔ اب آگے تاریخ جہانگیری مین اسکا نام اوڑ گیا۔ وہ یہ بھی لکھ گیا کہ بادشاہی
مین سارے اختیارات ملکی ہین اسلئے کوئی دوسرا شخص کام کی پروا نہیں کرتا ہر جگہ لوٹ
سی لوٹ مار رہتی ہے ۔

ایک اور انگریز کپتان ہاکنس جہانگیر کا دربار رس تھا ۔ وہ ترکی زبان جانتا تھا
جو اپنی آبائی زبان ترکی بولنی جانتا تھا بے تکلف باتین اس زبان مین ہوتی تھین
مین سورت مین ہیکٹر جہاز مین آیا ۔ جیمس اول شاہ انگلستان کا خط جہانگیر کے نام
مغل ہیکٹر کی توپون سے ڈرتے تھے اسلئے اسکی خاطر بہت کرتے تھے گجرات کا صوبہ
سورت مین آیا اور اوسنے ہاکنس کی بہت سی چیزین خرید لین ۔ پرتگیزون نے ہاکنس
کی مخالفت کی ۔ اونہون نے مقرب خان کو رشوت دی اور جیمس اول کی تفضیح کی کہ وہ
بادشاہ ہے سوداگر ہے برٹن کی حقارت کی کہ وہ ایک ذلیل جزیرہ ہے اونہون نے

کشتیان پکڑ لین مگر اونکو ہیکنز پر حملہ کرنے کی جرأت نہوئی آخرکار ہاکنس نے اپنا جہاز لاد کر اُلٹا انگلینڈ کو بھیجدیا جب جہاز ہیکنز چلا گیا تو مقرب خان نے اس اسباب کی قیمت دینے سے انکار کیا جو خریدا تھا مگر آخر کو ہاکنس کو آگرہ پہنچانے کے لئے پہرہ چوکی مل گیا۔ جہانگیر ہاکنس کی بڑی خاطر کرتا تھا۔ اوسکی ہر ایک خواست کو منظور کر لیا۔ سورت مین انگریزون کو تجارت کی کوٹھی بنانے کی اجازت دیدی۔ اور اوسنے وعدہ کیا کہ کوئی اونپر زور ظلم نہیں کریگا اور محصول نہیں لیگا۔ بادشاہ نے ہاکنس کو چار سو سوارون کا سردار کر دیا اپنے محل مین سے ایک گوری عورت کو مصطباغ دلا کر ہاکنس سے کہا کہ اوس سے نکاح کر لو۔ مگر اوسنے انکار کیا اور ایک آرمینی عورت سے شادی کر لی اور آگرہ مین رہنے لگا اور انگریزی کمپنی کی مقصد برآری کے درپے ہوا۔ دو برس تک وہ یہان رہا اور ہر روز بادشاہ کا حاضرباش رہا غسل خانہ مین جہانگیر کے ساتھ شراب پیتا تھا۔ وہ فرنگستان اور روس کے بادشاہون کے باب مین ہزارون سوالون کے جواب دیتا تھا +

ہاکنس نے مقرب خان کی شکایتین کین کہ وہ روپیہ زبردستی لوگون سے چھینتا ہے اور ستم کرتا ہے۔ اوسنے ایک ہندو لڑکی کو یہ بہانہ بنا کے کہ بادشاہ پاس اوس کو بھیجون گا اپنے پاس رکھا ہے مقرب خان آگرہ مین طلب ہوا اور مقرب خان سے روپیہ اگلوایا گیا۔ اس کا سارا اسباب قرق ہوا مگر مقرب خان نے بے تکلف رشوتین دین اور اپنے سابق کے عہدہ پر بحال ہوا اور اوسنے اقرار کیا کہ مین گوا سے لعل لاؤنگا۔ اگر انگریزون کو تجارت کرنا منع ہو جائے اور امیرون نے بھی انگریزون کے برخلاف دہائی مچائی۔ ایک امیر نے کہا کہ اگر ہندوستان مین انگریزون کے قدم جم جائینگے تو وہ ہندوستان کے مالک ہو جائینگے جہانگیر متنبہ ہوا اور اوسنے ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کی ممانعت کا فرمان جاری کیا سنہ ۱۶۱۱ع مین ہاکنس مع اپنی میم کے آگرہ سے چلا گیا اوسکی دو برس کی محنت خاک مین ملگئی ہاکنس نے جہانگیر کی عجیب حکایات لکھ لکھ کر انگلستان بھیجیں کہ جہانگیر کی سالانہ آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہے اسی ہزار روپیہ روزانہ وہ اپنا اور اپنی عورتون کا خرچ

رکھتا ہے بیس کروڑ روپیہ اوسکے خزانون - آگرہ - دہلی - لاہور - اجمیر کے جمیع خزا
جمع رہتا ہی - ہزارون ہاتھی گھوڑے - اونٹ خچر چیتے - باز شکرے کبوتر اور
پرندا اوس پاس ہیں ہزارون شتر بھینسے شکاری کتے سدہے ہوے ہیں - ایک گھنٹے میں
سپاہ جمع کر سکتا ہے - ایک ہفتہ مین اوسکے امرا تین لاکھ سوار جمع کر سکتے ہیں -
اور شہر مین پچیس ہزار افسر ہین وہ اپنے تمام امیرون کی دولت کا وارث ہے جو شخص
رو برو آتا ہے اوس سے نذر لیتا ہے - نوروز اور سالگرہ کے جشنون مین امرا میں سے
یہ شوق ہوتا ہے کہ اوسکی پیشکش اورون کی پیشکشون پر فوقیت رکھے - صوبون کے صوبہ د
کی مہربانی خریدنے کے لئے غریبون کو روپیہ لینے کے لئے دباتے ہین امرا اکثر دربار شاہی
جاتے ہین اور وہان وہ خود روپئے کے لئے دبائے جاتے ہین - بادشاہ سب کا
اوس کی مرضی قانون ہے اپنی قلمرو مین ملک کی ساری زمین کا مالک مطلق وہ ہے
خوشی سے جو چاہے دیدے اور جو چاہے لے لے +

ہاکنس گو سر طامس رو کی برابر لائق فائق نہیں تھا مگر اوسکی تحریر کو اوسکے ہم قوم ایشیا
سے زیادہ معتبر جانتے ہین جہانگیر کے مذہب و خصلت کے باب مین جو اوسنے تحریر کیا
ترجمہ لکھا جاتا ہے - بادشاہ صبح کو سورج نکلتے ہی قبلہ رخ اپنے خلوت خانہ مین ایک
تخت پر بیٹھتا ہے جسپر ایرانی مرگ چھالا اوسکے نیچے بچھی ہوئی ہوتی ہے - اوسکے پاس آٹھ
تسبیح ہے - ہر ایک لڑی مین چار سو دانے ہیں یہ دانے موتیوں ہیرون لعلون زمردون ا
جواہرون کے ہین - اونکے امام بیچ کے ہین جنپر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر کہدی
وہ اس تسبیح پر تین ہزار بتیس لفظ پڑھتا ہے - پہر وہ اپنا درشن آدمیون کو دکھلاتا ہے ہر روز
آدمی اوسکو سلام کرنے آتے ہین - اسکے بعد وہ دو گھنٹے سوتا ہے پھر کھانا کھاتا ہے اور عورتوں
رہتا ہے - پھر دوپہر کو وہ باہر آتا ہے اور تین بجے تک بیٹھتا ہے اور ہر روز آدمیون
جانورون کے تماشے دیکھتا ہے جو مختلف قسم کے ہوتے ہیں - پہر تین بجے اگے مین تمام امرا
اونکے جو بیمار ہوتے ہیں حاضر ہوتے ہین - اور بادشاہ دربار عام کرتا ہے اور تخت پر بیٹھتا ہے

امرا اپنے مراتب کے موافق اوسکے سامنے کھڑے ہوتے ہین - امراء عظیم سنہری کٹہرے مین داخل ہوتے ہین اور باقی آدمی اسے باہر کہڑے رہتے ہین سنہری کٹہرا تین سیڑہیون سے اوپر لگا ہوا ہے - ان سیڑہیوں سے نیچے امرا کھڑے رہتے ہیں - ان آدمیون کے کھڑے رہنے کا انتظام اور اونکی ترتیب بعض ذکر کرتے ہیں ہرروز کچھہ گھنٹون بادشاہ مقدمات کو سنتا ہے پھر وہ اپنے عبادت خانہ میں جاتا ہے - جب عبادت سے فارغ ہوتا ہے - اوسکے بعد خاصہ طعام تناول کرتا ہے - اور شراب پیتا ہے - پھر وہ خلوت خانہ مین جاتا ہے - وہان امرا جاتے ہین اور وہ شخص جاتا ہے جسکو وہ بلاتا ہے - یہان وہ شراب کے پانچ پیالے پیتا ہے یہ وہ مقدار ہے جسکی اجازت طبیبون نے اوسکو دے رکھی ہے - پھر وہ سوجاتا ہے اور سب آدمی اپنے گھر چلے جاتے ہیں - جب دو گھنٹے سو چکتا ہے تو اوسکو جگاتے ہیں - اور کھانا نوکر اپنے ہاتھہ سے کھلاتے ہیں وہ خود اپنے ہاتھہ سے نہیں کھا سکتا اسمین رات کا ایک بج جاتا ہے - پھر باقی رات کو وہ سوجاتا ہے - اس ہکیدہ مین بہت سے نیک کام کرتا ہے مگر وہ ہوشیار ہو یا بدمست یہ سب کام لکھے جاتے ہیں - بہت سے وقایع نویس ہوتے ہیں جو سب باتین لکھتے ہین یہانتک جو عورتون کے ساتھہ باتیں ہوتی ہیں وہ بھی لکھتے ہیں جب بادشاہ مرجاتا ہے تو انہیں نوشتون سے اوسکی تاریخ بعید زمانہ تحریر ہوتی ہے -

جب کوئی غریب آدمی داد چاہتا ہے تو وہ پہلے اس زنجیر کے پاس آتا ہے اور ہلاتا ہے جو دو میناروں کے درمیان لٹکی ہوئی ہے - اور اسمین بہت سے سونے کے گھنٹے لٹکتے ہیں - اسکے قریب ہی بادشاہ رہتا ہے - زنجیر کے ہلنے سے گھنٹون کی آواز بادشاہ سنتا ہے اور آدمی بھیجتا ہے کہ جاکر دریافت کرو کہ معاملہ کیا ہے اور پھر اوسکا انصاف کرتا ہے - ہاکنس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابتداء سلطنت میں سارا ملک چورون اور رہزنون سے بہرا ہوا تہا کہ کوئی شخص بے حفاظت سپاہیون کے لئے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تہا تقریباً سارے آدمی باغی ہو رہے تھے - بعد ہاکنس کے سرطامس رو کا زمانہ آتا ہے +

وہ اپنے ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء کے روزنامچے مین لکھا ہے کہ مین آج کے چار بجے دربار میں گیا

اسوقت بادشاہ دربار مین بیٹھا کرتا ہے کہ اجنبی آدمیون کو دیکھے لوگون کی فریاد سن
دے تحائف لے ۔ اور ون کو دیکھے اپنے تئین دکھلائے ۔ یہان اسکے دربار کا حال
مناسب ہے ۔ بادشاہ کی خلوت سرا میں کوئی سوا خواجہ سراؤن کے نہیں جاسکتا تھا ا
تاتاری عورتیں ہتیار لگا کے بادشاہ کی حفاظت کرتی تھین اور یہی عورتین محرم ہو
دیتی تھین بادشاہ ہر روز جھروکہ میں بیٹھکر اپنی رعایا کو درشن دیتا تھا اور اپنے د
کے آگے میدان کو دیکھتا تھا ۔ دوپہر کو وہ ہاتھیون کی اور وحشی جانورون کی کشتی
دیکھتا تھا اور کٹہرہ کے اندر امرا اس سے نیچے کھڑے رہتے تھے پھر بادشاہ اپنی ح
مین سونے جاتا تہا ۔ بعد دوپہر کے وہ دربار مین آتا تھا پھر رات کا کہانا کھا کے آ
رات کے وہ غسل خانہ میں آتا تھا جسکے بیچ مین ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا تھا
وہ بیٹھتا تھا بعض اوقات تخت سے نیچے کسی کرسی پر بیٹھتا جسمین سوا اول
امیرون کے یا ان آدمیون کے جنکو اجازت ہوتی کوئی نہیں آسکتا تھا ۔ یہان خوش
سے وہ بڑی باتین کرتا تھا ۔ ان آخر دو مقامون کے سوا مہمات معاملات و مقدمات
کہین اور نہ ہوتا تہا ۔ وہ سب لکہا جاتا تھا دو شلنگ (ایک روپیہ) خرچ کرکے جسکا
یہ نوشتے دیکھ لے عوام الناس کو ان معاملات کی ایسی خبر ہوتی تھی جیسے خواص ک
میں شریک ہوتے تھے پہر روز بادشاہ کے رزولیوشن (تجویزین و فیصلے) اخبار
طرح مشتہر ہوجاتے تھے ۔ اوباش بدمعاشون کو اور نیز بدگوئی کا موقع ملتا تھا ۔
بادشاہ روز کرتا اس مین ذرا تغیر نہین ہوتا سوا اسکے کہ بیماری یا بدمستی اسکی مانع
معلوم رہے کہ اگر بادشاہ ایکدن اپنی صورت نہ دکھاتا اور اوسکی کوئی معقول
بیان کی جاتی تو رعایا سرکش ہوجاتی ۔ دو دن بعد تو یہ عذر بھی مسموع نہیں ہو
کہ آدمی اور دولت کے اندر داخل ہوکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے اور اور
خاطر نہ کرتے منگل کو جھروکہ مین وہ عدالت کے لئے بیٹھتا ہے اور غریب سے غریب ا
سے رذیل آدمی فریاد کرسکتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ کے اظہارون کی تحقیق

اور اوسکے ہاتھی جو آدمیون کو پائون تلے مسلتے ہین انہین دیکھتا ہے غرض جیسی
ساری رعیت بادشاہ کی غلام ہے ایسی ہی بادشاہ ان دستورون کا غلام ہے سکری کی
عدالت کا حال لکھتے ہین کہ مقدمات کی تحقیق اور فیصلے جلد ہو جاتے بڑے بڑے مجرمون کو
پھانسی ملتی تھی سر اوڑائے جاتے تھے - زندہ کھالین کھچوائی جاتی تھین - ہاتھیون کے
پیرون تلے کچلوائے جاتے تھے کتّون سے پھڑوائے جاتے تھے - سانپون سے کٹوائے
جاتے تھے اور حکمتون سے مروائے جاتے تھے - اس طرح جان ستانی بر سر بازار ہوتی تھی

ہربرٹ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے کہ جہانگیر نے اکبر کی کسی بیوی کو جو نہایت اوسکو
عزیز تھی اور انار کے نام سے مشہور تھی بے عزت کیا - باپ نے اس قصور کے معاف کرنے
کے لئے وعدہ کیا - بیٹے نے باپ کے وعدہ پر اعتبار کر کے اطاعت اختیار کی غسل خانہ مین
باپ کے روبرو آیا وہ اسکو حرم سرا مین لے گیا اور اپنے وعدہ کو بھول گیا اور طیش مین آکر
بیٹے کے ایسے گھونسے مارے کہ وہ گر پڑا - اور اوسنے جہانگیر کو گدھا احمق کہا کہ اوسنے
میرے وعدہ پر یقین کر لیا مری صاحب بھی اس بیان کی شہادت دیتا ہے - اس کا بیان
آگے آئیگا ہربرٹ نے سنہ ۱۶۲۶ع مین ہندوستان مین سفر کیا - وہ اشراف خاندانی انگریز تھا
اوسنے بھی جہانگیر کے عہد کی تاریخ لکھی ہے +

ہاکنس جہانگیر کے زمانہ کی بہت کہانیان کہتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر آدمی نہتے
شیرون سے لڑنے پر مجبور کئے جاتے تھے - بہت سے انمین مارے جاتے تھے - زخمی آدمی
اسلئے مار ڈالے جاتے تھے کہ وہ بادشاہ پر تبرا بھیجنے کے لئے زندہ نہ رہین +

برنیر جہانگیر کے دربار کی تذلیل کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر برناڈ نامی پر جہانگیر
بہت التفات کرتا تھا - وہ محل کی کسی رقاصہ لڑکی پر عاشق ہو گیا اوسکی مان نے ڈاکٹر
کے پیغامون کو مانا نہین تو وہ جہانگیر کے دربار مین آیا اور اس لڑکی کو بادشاہ سے مانگا
بادشاہ نے ہنسکر اس درخواست کو مان لیا اور نوکرون سے
کہا کہ اس لڑکی کو کندھے پر اٹھا کے لے جا - اس فرانسیس کو اس لے جانے مین شرم نہ آئی

اوس نے حکم کی تعمیل کی -

سر طامس و کہتا ہے کہ خسرو عیسائیونکا بڑا حامی تھا اور اوسنے ایک بیوی
کوئی دوسری بیوی نہیں کی - خسرو تو غیر مسلمانون کا اور جہانگیر مسلمانون کا سرگروہ
جہانگیر بظاہر اکبر سے زیادہ عیسائی مذہب پر مائل تھا اوسنے باپ کی طرح پرتگیزون
وہ چرچون و سکولون کو اپنے قایم کرین اور جہان چاہیں وہان وعظ کرین اور
عیسائی کرین - پادریون کی باتین جہانگیر نے یہانتک سنین کہ اونکو یقین ہو گیا کہ و
جس حد پر باپ نہ گذرا تھا اوس سے وہ بہت آگے گذر گیا - اوس کے دو بھتیجے دانیال
ہو گئے تھے اور آگرہ مین اونکا اصطباغ ہوا - اور اونکی سواری اسطرح گرجا مین گئی کہ وہ ہاتھی
تمام عیسائی جو ساتھ سوارون کے قریب تھے اوسکے ساتھ ہوئے - ہاکنس انکا کپتان ہاتھ
کا علم اوسکے ہاتھ مین تھا وہ انگلستان کے اعزاز کے لئے سب سے آگے چلا +

اس محل مین ہر شخص جانتا تھا کہ کوئی بھید ہے - مگر یہ سمجھنا آسان ہے کہ جہانگیر
عیسائی مذہب پر التفات کرتا تھا کہ عیسائی مذہب شراب و سکور وزون کے رکھنے پر مجبور کرتا تھا
کی اور شراب پینے کی اجازت دیتا تھا علی الاعلان اصطباغ پانا ایک معما ہے - بر خلاف توقع یون حل ہو گیا
پادریون سے کہا کہ ہمارے لئے پرتگیزی عورتین نکاح کے لئے تلاش کیجئے - وہ عیسائیونکی طرح اونکو بیاہ
ساتھ عیسائیونکی طرح رہنا چاہتے تھے پادری اس درخواست سے ہیبت زدہ ہوئے اوتھون نے شاہزادون
متنبہ کیا شاہزادون نے صلیب پادریون کو حوالہ کی اور پھر مسلمان ہو گئے - یہ معلوم ہوا کہ
اونسے یہ درخواست کرائی تہی وہ پرتگیز عورتون کو اپنی حرم بنانا چاہتا تھا - سر طامس
ارچ بشپ کنٹربیوری مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۶۱۶ء پادری ٹیری بیان کرتا ہے کہ جہانگیر
اگرہ مین تمام فرنگی اوسکے محل تک رسائی رکھتے تھے - فرنگی کا اطلاق ان سب قومون پر ا
تہا جو یوروپ (فرنگستان مین رہتے تھے) جہانگیر ساری رات فرنگیون کے ساتھ شراب
روزہ رکھنے سے مجبور تھے فرنگیون کے ساتھ مے نوشی کرتا - اگر مسلمان اس صحبت مین ہو
اونکو شراب زبردستی پلائی جاتی تھی +

چتور کے قریب سر طامس رو سے طامس کوریٹ ملا جو سفر کرنے پر عاشق تھا - وہ ۱۶۱۵ء میں
آگرہ مین آیا تہا - اوسنے جو اپنے گھر (انگلینڈ) کو مختلف آدمیون کو خطوط لکھے ہیں - وہ جہانگیر کا
حال عجیب طرح سے لکھتا ہے کہ جہانگیر کی عمر ۵۳ سال کی تھی اوسکا رنگ نہ سفید تھا نہ کالا گندمی
تھا - اوسکے ملک کی آمدنی چالیس ملین کروڑ ہے اور ہر کرور ہ شلنگ کا یعنی (۱۰ اکرو ڑ روپیہ)
کی کہتے ہیں اسکا ختنہ نہیں ہوا - بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بڑی عظمت کے ساتھ کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ وہ بڑے نبی تھے - وہ دن میں تین دفعہ اپنے امرا سے ملتا ہے سورج نکلنے کے وقت
جسمین وہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتا ہے - دوپہر کو اور شام کو - ہفتہ میں دو دفعہ ہاتھیون کی
لڑائی دیکھتا ہے - طامس کوریٹ اس بات کو اپنا فخر سمجھا - کہ اجمیر میں وہ ہاتھی پر بیٹھا
جسکی اوسنے تصویر بھی بنائی +

ہندوستان کی سفارت مین جو انگلستان سے آدمی آئے اونمین مسٹر ٹیری چیپلن (پادری) تھا
وہ لکھتا ہے کہ مسلمانون مین سوا کمینون کے کوئی ایسا نہین ہے کہ ہمارے شفیع عیسیٰ مسیح کا نام
ادب و تعظیم سے نہ لیتا ہو - اوسکو وہ نیک معصوم جانتے ہیں - اور کہتے ہین کہ اوسکی برابر
بڑے معجزے نہ پہلے کسی پیغمبر نے کئے نہ بعد اوسکے - اوسکو روح اللہ کہتے ہین مگر اون کو
ابن اللہ ہونے کی وجہ نہین معلوم اسلئے اوسپر ایمان نہین لاتے - باوجود اس کے اکثر مسلمان
عیسائیون کو نجس جانتے ہیں نہ وہ ہمارے ساتھ کھاتے ہیں نہ اون برتنون میں کھاتے ہیں
جنمین ہم کھائین - سر طامس رو نے ۱۲ اگست سے ۱۹ تک کے سفر نامہ مین لکھا ہے کہ جمال الدین حسین
نے جو میری دعوت کی تو صبح کو خشک ہوئی تھی اسمین وہ میرے ساتھ کھانے مین شریک تھا
لیکن جب رات کو کھانے کی دعوت ہوئی تو مین جدا بٹھایا گیا - چند روز کے بعد جمال الدین حسین
کی مین نے دعوت کی اوسکو کھانا کھلایا جو مسلمان کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا - وس نے اوس
کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا جو انگریزی طرح کا پکا ہوا تھا - اوسنے یہ کہا کہ مین چار رکابیان
کھانے کی میرے گھر بھیجدو مین اونکو اپنے گھر مین پوشیدہ کھاؤنگا +
چونکہ جہانگیر کے عہد سلطنت مین انگریز اور اور اہل فرنگ بہت سے آگئے تھے اور اوسکے دربار مین جمع ہو

اوراون مین سے بعض نے یہان کی حالات ملکی اور معاشرت کے لکھہ لکھہ کر اپنے اہل
اہل وطن نے ایک مدت کے بعد اونکو جمع کرکے چھاپکر مشتہر کیا۔ گو اونکے
اختلافات ہین اور ایک فرنگی کی تصنیف کے مختلف نسخے مطبوع ہوئے ہین۔
مورخ انہین نوشتون پر سلطنت جہانگیری کی تاریخ کی بنیاد رکھتے ہین اور او
جو باتین کہ مسلمان مورخون نے بیان مین لکھی ہین اونکو غیر معتبر جانتے ہین
ہین سلسلہ تاریخ مین سفرنامہ بھی وقعت رکھتا ہے مگر اسمین اغلاط کے احتمالات
ہین۔ جو سیاح کسی ملک مین جاتا ہے تو وہ فقط ظاہری حالات کو دیکھہ سکتا ہے
کم موقعے ایسے ملتے ہین کہ اندرونی حالات خواہ پولیٹکل ہون یا سوشیل ا
رسائی ہو اسکو اتنی مہلت و فرصت نہین ملتی کہ وہ اتنے جزئیات و مفردات
کرے جن سے استقرا درست کرسکے اور نتیجہ صحیح نکال سکے خصوصاً جب کہ ا
اور زبان غیر ہو۔ مذہب دیکھا ایک آنکھہ کا آدمی بناتا ہے اور زبان اوسکو کسی
پورا سمجھنے نہین دیتی جب ایسی حالت مین ایک اجنبی مسافر کا سفرنامہ بہ نسبت
کے جو کسی ملک کا وہین کے باشندون اور بادشاہون کے معاصرین نے لکھے ہ
نہین رکھتا۔ ان سفرنامون کے اعتبار کی وجہ بڑی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو مورخ
زمانہ مین یا اوسکی اولاد کے عہد مین تاریخ لکھتا ہے اوسکو مجبوری اوس مین خوشامد کے
باتین لکھنی پڑتی ہین۔ مسافر کو بعد مکانی خوشامد اور جھوٹ سے بچاتا ہے۔ لیکن
کہ یہ بعد مکانی کام کرتا ہے ویسا ہی بعد زمانی بھی کام کرتا ہے اگر کسی بادشاہ کا ا
زمانہ کے بعد لکھے تو اوسکو خوشامد کے مارے جھوٹی باتین لکھنے کی حاجت نہین پڑتی
کسی ملک کی اصلی تاریخون کے مقابلے مین جو بادشاہ کے عہد مین یا اوسکے بعد لکھے
ان مسافرون کے سیاحتنامے چندان وقعت نہین رکھتے۔ جب تک کسی مسافر
کی تصدیق یہ تاریخین نکرین وہ قابل اعتبار نہین ہوتا +
انگریزون اور خاص کر سر طامس رو نے جو اپنے اعزاز و احترام کی باتین لکھہ

مجھہ سے کہا کہ کسی اور سفیر کا آپ کی برابر احترام بادشاہ نے نہین کیا۔ ان مین سے کسی ایک بات کا پتا بھی مسلمانون کی تاریخ مین نہین لگتا۔ سر طامس رو کی سفارت کا ذکر کسی تاریخ مین نہین جہانگیر کو تو بعض انگریزی مورخ یہ کہہ دیتے ہین کہ اسنے اپنی مستانہ نوشی اور کاہلی کے سبب سے اس انگریزی سفارت عظیم کا حال نہین لکھا مگر اور مورخون کو کیا ہوا تھا جو اونھون نے اسکا نام تک نہین لیا اسئے مسلمانون کا معذور ہونا ثابت کرتے ہین۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ مین انگلستان کی سفارت سفارت ہی نہین سمجھی گئی کہ کوئی مورخ یا بادشاہ جو اپنی سلطنت کے جزو کل حالات اور ایران و توران وغیرہ کی سفارت کو مفصل بیان کرتا ہے اسکو لکھتا۔ سفیر بادشاہ کے لئے بیش قیمت تحائف نہین لایا تھا سوا اسکے وہ تجارت کے باب مین عہد نامہ چاہتا تھا۔ ان دونو باتون نے سفارت انگلینڈ کی وقعت نہ پیدا ہونے دی ہان اگر جہانگیر کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ قوم کل ہندوستان پر مسلط ہوگی تو وہ اس سفارت کے نتائج کو سوچ کر اسکے بیان کو اپنے سنہ جلوس کا ایک واقعہ عظیم سمجھتا اور اوسکو بیان کرکے اس سنہ کو اپنی یادگار روزگار بناتا۔ سر طامس رو نے اپنے اعزاز و احترام کی حکایات کو مبالغہ سے لکھا ہے۔ وہ ایک اجنبی مسافر نئے رنگ ڈھنگ کا تھا۔ بادشاہ اور امرا اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے یا فقط اوس سے نئی باتون کے معلوم کرنے کے لئے اور اوسکا تماشا دیکھنے کے لئے خاطر کرتے ہونگے۔ اسپر مجھے ایک حکایت یاد آئی۔ دہلی کے رزیڈنٹ سیٹن صاحب تھے اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب ایک عالم متبحر تھے۔ صاحب ممدوح مولوی صاحب سے کبھی کبھی ملاقات کو آیا کرتے تھے ایک دفعہ ملاقات مین شاہ صاحب نے صاحب ممدوح سے کہا کہ انگلستان کے آدمی مہمان نواز بڑے ہوتے ہین صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے یہ کیونکر جانا۔ اونھون نے جواب دیا کہ کمبل پوش اپنے سفرنامہ مین جابجا لکھتا ہے کہ میری دعوت وہان کے بڑے بڑے امیرون نے اور اور ذیون نے کی۔ یہ سنکر صاحب ممدوح نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب ان دعوتون کا سبب مہمان نوازی نہ تھی بلکہ کمبل پوش ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا یہ انگریزون کے لئے ایک تماشا تھا کہ آدمی بندر کی طرح کھاتا ہے۔ اس تماشے کی خاطر اوسکی دعوتین ہوتی تھین نہ فرنگیون کی خاطر داری

کے ایسے ہی ہندوستان مین بھی اسباب ہونگے - انگریزون نے جو جہانگیر کے خصائل اور عہد سلطنت کی بدنظمیون کا طومار باندھا ہے وہ قومی اور مذہبی تعصب پر مبنی ہے اور زیادہ تر لاعلمی سے مثلاً سرطامس رو ان سڑکون پر گذرا جو راجپوتانہ اور دکن مین واقع تھیں ان میں سے ایک ملک ابھی فتح ہوا تھا - اور دوسرے ملک مین لڑائی ہو رہی تھی - ایسی حالت مین اگر ایک دو جگہ چوری یا قزاقی ہوئی تو کیا اس سے سارے ملک کی بدنظمی پر قیاس ہو سکتا ہے - کیا اسے وہ سڑکین جنہیں جہانگیر نے دو رویہ پھلدار درخت لگائے تھے اور مسافر سونا اچھالتے چلے جاتے تھے وہ مٹ جائینگے غرض مین نے جو انگریزون و فرنگیون کے بیانات اوپر نقل کئے ہین انہین سے زیادہ تر مسلمانون کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط اور پیرایۂ صدق سے معرا ہیں انہیں سے کسی بات کی شہادت اونکی اپنی تاریخ نہیں دیتی +

جہانگیر کی عادات و خصائل و اخلاق اور بعض اور حالات

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جہانگیر کی ولادت مین کرامت اولیا کا دخل تھا - راجہ بہاری اکبر کی رانی انبیر والی لاولد تھی وہ اسکے گھر کے چراغ روشن کرنے کے لئے اجمیر مین حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر دوڑا گیا اور وہان اپنے گوہر مقصود کو پایا - رانی کے ہان شیخ سلیم کے گھر مین جہانگیر پیدا ہوا - اوسکی دودھ پلانے والی دایہ شیخ کی بہو مقرر ہوئی غرض اس دایہ کی صحبت نے اور اور حالات نے جو اوسکے گرد لڑکپن میں تھے جہانگیر کو خود پرست اور توہمات میں مبتلا کیا دنیا سے بے خبر رکھا - اسکے بعد باپ نے بھی اوسکی تعلیم کی تکمیل کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا - اسکی تعلیم خام رہی - اسکی ساری تزک میں کہیں کسی مصنف و تصنیف کا ذکر نہیں سوا طبقات بابری کے اوسنے نہیں لکھا کہ مین کسی کتاب سے مستفید ہوا ہون - خط بھی اسکا کچا تھا +

جہانگیر جب جوان ہوا تو اوسنے باپ سے ناہنجاریاں کیں جنکا مفصل بیان کیا گیا ہے ہرچند بہت صلاح کارون نے اوسکو صلاح دی کہ وہ باپ سے معرکہ جنگ گرم کرے مگر وہ

کئی جگہ اپنی توزک مین بیان کرتا ہے کہ مین نے اس صلاح کو نہیں مانا اور اپنی عقل پر کام کیا اور کہتا رہا کہ خدائے مجازی سے ہنگامہ رزم کو برپا کرنا کفر سمجھتا ہون۔ گو باپ کی زندگی مین اسکو ایسا آزار پہنچایا کہ اس کا دل اس سے بیزار ہوا۔ مگر جب وہ مرگیا تو اوسکے جنازہ کو کندھا دیا۔ آگرہ سے پانچ میل پر بڑا عالیشان مقبرہ لاکھون روپیہ خرچ کرکے بنوایا۔ ایکدفعہ پیادہ پا باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور حسرت میں رہا کہ بسر چشم نہ جاسکا۔ جب وہ خسرو کی مہم مین مصروف رہا تو اوسکی غیبت مین معمارون نے اس مقبرہ کو اپنی رائے کے موافق بنا دیا جب وہ آیا اور اوس نے اس مقبرہ کو دیکھا تو ساری وہ عمارتین جو ناموزون تھین تڑوا ڈلوائیں اور اپنی مرضی کے موافق اونکو بنوایا۔ بیس برس میں یہ عمارت پوری بنکر تیار ہوئی جو اب تک اپنی شان و عظمت دکھا رہی ہے +

اکبر ایسا شہنشاہ گذرا ہے کہ اوس کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کسی بادشاہ کا مقابلہ نہیں ہوسکتا اگر ہوسکتا ہے تو اول اوسکے پوتے شاہجہان کا اور اوس کے بعد بیٹے جہانگیر کا۔ اکبر اصل تھا۔ جہانگیر اوسکی نقل تھا۔ اس مین بہت سی خوبیان باپ کی پائی جاتی تہین - وہ اپنے قدیمی نوکرون پر مہربانی کرنے مین اور اونکے بڑے بڑے قصورون کے معاف کرنے مین دوسرا اکبر تھا - راجہ مانسنگھ اور مرزا عزیز کوکہ کی کیسی تقصیرات کو معاف کرکے اون پر لطف و کرم کیا۔ اس کوکہ نے اوسکو بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ اپنے بیٹے خسرو پر جو باپ کی جان ستانی پر مستعد رہتا تھا کیا شفقت پدری کی ہے کہ کمتر کوئی باپ ایسے بیٹے پر کرتا ہے - دشمنون کے ساتھ جنگ و پیکار مین اپنے باپ کی تدابیر کی تقلید کی۔ اوسنے اپنی توزک مین باپ کی خصائل و عادات و تدابیر و انتظامات ملکی پر رائیں لکھی ہیں وہ اسکی فراست و کیاست کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور بتلاتی ہیں کہ وہ باپ کے قواعد و قوانین و آئین کی کیسی قدر کرتا تھا اور دل و جان سے انکی پیروی میں کوشش کرتا تھا۔

انسان کی سرشت ایسی ہے کہ وہ برے بھلے کام ملے جلے کرتا ہے نہ کوئی نیک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے کردار اوسکے نیک ہون نہ کوئی بدآدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اوسکے بد ہون

خیر محض اور شر محض دونو معدوم ہے۔ اب اگر کسی آدمی کی خصلت کا شخص کرنا منظور ہو کہ وہ نیک ہے یا بد تو اسکا طریقہ یہ ہے اوسکے سارے نیک و بد کاموں کو جمع کرکے دونو کو میزان عدل مین عقل سے تولین جس طرف پلڑا بھاری ہو اس جانب مین نیک و بد ہونے کا حکم لگا دیں نہ یہ کہ اوسکے بُرے کاموں کا انتخاب کرکے اوسکے بد ہونے کا فیصلہ کر دیا اور پھر اوس کے نیک کاموں کو بھی اتفاقی اور مکاری کا بتا دیا۔ اسلئے مین جہانگیر کے ظلم و عدل کے کامون کو لکھتا ہون جیسے وہ آدمی جو تعصب سے خالی ہین اوس کے عادل ہونے کا فیصلہ خواہ مخواہ کرینگے۔

جہانگیر پر ظلم کا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ مجرمون و باغیون و بے وفا نوکرون کی ایسی بُری طرح جان لیتا تھا اور سزا دیتا جس سے اوسکا وحشیانہ ظلم ثابت ہوتا ہے سولی دار پر کھینچتا۔ ذبح کراتا۔ زندہ کھال کھچواتا۔ زندہ جلاتا۔ ہاتھیون کے پانون تلے مسلواتا۔ جلاد خونخوار اور سگ بازون کے ساتھ کھلواتا۔ ایک عورت کو اس جرم مین کہ کسی مرد کو بوسہ دیا تھا بغلون تک زندہ زمین مین گڑوایا تین دن تک اوسکا سر دھوپ مین سکوایا جس سے وہ چوبیس گھنٹے مین مرگئی۔ ایک امیرزادہ کو اس قصور مین کہ اوسنے سخت کلامی کی تھی آدھے چہرہ کی کھال اوترواڈالی بعض باغیون کے سرغنون کو گدہے اور بیل کی کھال مین بند کرکے تشہیر کرائی۔ ایک دفعہ بادشاہ شکار کی شست لگائے بیٹھا تھا کہ بیچ مین تین آدمی اتفاق سے آگئے جس سبب سے کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اوسنے غصہ مین آکر ایک آدمی کو مروا ڈالا اور دو کی ناک کٹوا دی جہانگیر شہنشاہ تھا اگر اوسنے خسرو کی تین چار سو ہمراہیون کو بوضع غیر مکرر مروا دیا اور سرغنون کی جان بُری طرح نکالی تو کیا گناہ کیا ایسے موقعون پر ایسا قتل کرانا بادشاہ اور گورنمنٹ پر واجبات سے ہوتا ہے۔ اس سیاست بغیر تو بادشاہ کی سلطنت کا جمنا اور اوسکی جان کا بچنا دشوار ہوتا ہے۔ ہر زمانہ مین جان ستانی کے مختلف طریقے مروج تھے سب کا مآل یہ تھا کہ سزا اسطرح دی جائے کہ جس سے آیندہ آدمیون کو عبرت ہو کہ پھر وہ جرم نہ کرین جیسے اس زمانہ مین پھانسی دینے اور گولی مارنے سے اور ملاشون کو کھمبے مین اوٹکانے سے عبرت ہوتی ہے اس طرح مختلف ملکون اور مختلف زمانون مین جان ستانی سے عبرت

آدمیون کی کھوپریون کے مینار بنائے جائیں اور اس طرح مارے جائیں جس طرح اوپر بیان
ن نہ ظلم ہے نہ ستم ہے نہ وحشیانہ پن ہے۔ اس زمانہ اور اوس زمانہ کے جان
طریقون مین ایسا ہی اختلاف ہے جیسے کہ آدمی کے اوبالنے اور بھوننے مین
ب کی بات ہے کہ ایک کو اچھا اور دوسرے کو برا کہیں جیسے مسلمان مردے کو جلانے
اور سنگدلی سمجھتے ہیں اور ہندو زمین مین مردہ کے گاڑنے کو۔ جہانگیر شہنشاہ اعظم تھا
ن و مجرمون کی جانین اوسکے زمانہ مین کم تلف ہوئی ہیں کمتر کوئی عیسائی اور مسلمان
گا کہ جس عہد میں یہ ہوا ہوگا سب سے بڑا الزام جو اسکا کا اوسپر لگایا جاتا تھا کہ اوس نے
ن کو کبھی ہاتھی سے کبھی شیر سے لڑا کر اوسکی جان لینی چاہی جب یون نہ مرا تو آخر
ل سلئے کرا دیا کہ اوسکی بیوی مہر النسا سے خود نکاح کرے۔ اس سے زیادہ جھوٹا الزام اوسپر کوئی
ہو سکتا ہے یا جی ہے یا جی مسلمان بادشاہ کوئی ایسا نہین ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان
سلئے لی ہو کہ اوسکی بیوی سے اپنا عقد نکاح باندھے۔ اس واقعہ کے لئے کوئی تاریخی شہادت
معتبر نہیں ہے۔ نہ توزک مین اسکا ذکر ہے اور نہ کسی اور اسکی معاصر تاریخ مین وہ مذکور ہے
مورخ شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور بعض سنت جماعت و نو مسلم بعض حضرت ایسے ہوئے ہیں کہ وہ عداوت مذہبی
سبب بادشاہ کی نیک کاموں کو بھی کوئی لگتی لگاتی برائی ایسی لگا دیتے ہیں یہ نیک کام سنگینیوں برادوہ ہو جاتے
مورخون نے بہ رمز و کنایہ یہ مضمون جہانگیر کی نسبت مختصر کر کے لکھا ہے سو اسکے یہ امر یون بھی عقل
معلوم ہوتا ہے کہ شیر افگن خان کا سارا کنبا اوسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ پاس بھیجا
جہان چار برس تک سلطان رقیہ بیگم مادر سبتی جہانگیر پاس ہی اگر جہانگیر نے شیر افگن خان
ن سے نکاح کرنے کے لئے قتل کرایا۔ تو اوسکے قتل ہوتے ہی اپنا مدعا کیون نہ حاصل کیا
نگیر نے نور جہان سے نکاح کیا ہے تو اوسکی چھتیس برس کی عمر تھی اس سے ظاہر ہے
ت سے زیادہ حسن سیرت عشق کا سبب ہوا ہوگا۔ اس بادشاہ مین سب سے زیادہ خوبی یہ تھی کہ جیسے وہ
حقوق و منافع اور عیش و عشرت کی حفاظت چاہتا تھا اسی طرح وہ رعایا کے سکھ چین آرام
خواہان تھا اوسکی زنجیر عدل نے اوسکی عدالت کا آوازہ سارے ملک میں پھیلا دیا اوسکے

اس مقولہ نے کہ بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ جنگل کے درندون اور چرندون اور ہوا کے پرندون تک ح
کرے اور اپنے تخت کے نیچے ان جانورون کی بھی حق رسی کرے اوسکی عدالت کو کافی طور پر ب
کر دیا ہے اوسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ مین رعایا پر عدالت کے ساتھہ حکومت کرون۔ نورجہ
جسپر وہ دل وجان سے عاشق زار تھا اس سے اوسنے کہہ دیا تھا کہ مین تم کو کاروبار سلطنت کا اختی
دیتا ہون مگر تم کبھی میری عدالت مین مداخلت نہ کرنا مین اوسکو نہ سنونگا۔ اوسنے تخت پر بیٹھ
ہی دوازدہ احکام وقوانین جاری کئے جنسے زیادہ سے زیادہ آدمی زیادہ سے زیادہ خوش وخ
سکتے ہین یہی اصل مطلب قوانین کا ہوتا ہے بعض مخالف کہتے ہین کہ یہ قوانین فقط کاغذی
عمل تھا اونکی عمل درآمد نہین ہوئی اگر یہ بات اونکی تسلیم بھی کر لی جاے تو بھی فقط اس کاغذی عم
سے جہانگیر کی پرلے درجہ کی نیک نیتی ثابت ہوتی ہے قانون ہی سے مقنن کی نیت دیکھی جاتی ہے
عمل ہونا یا نہ ہونا دوسری بات ہے قانون کا اچھا بنانا اوسکی نیک نیتی کو تبلاتا ہے۔ ایک حکم خیر
خوبی کا اوسنے جاری کیا جو نہ اوسکے باپ نے نہ سلاطین ماضیہ نے جاری کیا تھا معلوم نہین کہ انگریز
مورخ کیون اسکو اکثر فرو گذاشت کرتے ہین اور اوسکی داد نہین دیتے وہ حکم یہ تھا کہ آیندہ خواجہ سرا
نہ بنائے جاوین نہ بیچے جائین اس حکم کے بعد جو مجرم اس جرم کے پکڑے آئے انکو حبس دوام کا حکم دیا۔
اوسنے یہ بھی حکم دیا کہ جن ہندو عورتون کے لڑکے بالے ہون وہ ستی نہ ہونے پائیں۔ رعایا کے
دل خوش کرنے کے کام بہت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ تھوڑے دنون مین زمین کے خراج کی معافی
چاہنے والے بہت سے آدمی کھڑے ہوئے تو امراء سلطنت نے عرض کیا کہ اگر حضور کی فیاضی وسخاوت
زیادہ وسعت پائیگی تو چند سالون مین سرکاری آمدنی صفر ہو جائیگی تو جہانگیر نے اونکو جواب دیا
کہ یہ سائل ایک لشکر ہے جو میری دعا مانگتا ہے جسکے مانع امراء سلطنت ہوتے ہین اونپر
واجب ہے کہ اس لشکر کو زیادہ کرین جب شاہزادہ خسرو بھاگا ہے اور اوسنے راہ مین لوگون کو
لوٹا ہے تو جو شخص لٹا تھا اوسکو جہانگیر نے اوسکے مال کا پورا منافعہ دیدیا خسرو کے ہاتھہ کا
رقعہ بادشاہ کے نام ایک شخص کی سفارش مین تھا جسکے گھوڑے اوسنے لے لئے تھے جہانگیر
نے گھوڑون کو پوری قیمت دیدی +

ہفتے کے دنوں کا کام مقرر کرنا +

ین برس کچھ مہینے جہانگیر رہا تھا۔ اوسنے اپنی رعایا کی بہبود و فلاح و آسایش و آرام
ہفتہ کے ہر روز کے واسطے ایک خاص کام مقرر کیا تھا۔ پنجشنبہ کو سارے جشن و جلسے ہو
ں عشرت و مسرت کے کامون کے کوئی اور کام نہ ہوتا تھا۔ باغون میں گلگشت ہوتی فوارے
ں جاتی۔ امرا کا اضافہ جاہ و منصب ہوتا تھا۔ اس دن کا نام مبارک شنبہ بادشاہ نے رکھا تھا
روز بادشاہ کے روبرو ہزار سیجے و پکے مسلمان بلائے جاتے اور اونکو سب قسم کے کھانے
ب جال تقسیم کئے جاتے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھائیں اور اونکو وہی کھلانے کا حکم
تنے وہ زیادہ کھائیں (وہی بھاڈئہ طعام مشہور ہے اوس کے سبب سے آدمی سوا با
ہے) اور خدا کی عبادت اچھی طرح کرین۔ یکشنبہ کو جھروکے کے نیچے بہت سے
ارے لولے اندھے بوڑھے اکھٹے کئے جاتے اور اونکو خیرات مین بہت روپیہ
یہ اتفاق کی بات ہے کہ اندھون کو زیادہ خیرات مل جاتی۔ دوشنبہ کو نوجوان امرا
گروہ کو تیراندازی کا اور دوسرے گروہ کو چوگان بازی کا حکم ہوتا۔ اور نادہلی کے
کو بہت کچھ نذر کیا جاتا۔ سہ شنبہ کو چیتے و ہرنون کا اور کتے و لومڑیون کا و خرگوشون
یلا جاتا۔ جو خرگوش اور لومڑیان شکار سے بچ جاتین وہ جنگل مین چھوڑ دی جاتین
اور اور جانورون کی بھی کشتیان ہوتین۔ اور مجرم قتل کئے جاتے۔ چہارشنبہ کو
منحوس اس سبب سے سمجھتا تھا کہ اوسی دن اوس کے باپ کا اور اجمیر مین شاہجہان کی ایک
انتقال ہوا تھا جسکو وہ اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اوس دن کا نام کم شنبہ رکھا
س دن بادشاہ جن آدمیون سے خفا ہوتا وہ قید خانہ مین بھیجے جاتے تھے یا اون کو
لگوائے جاتے تھے کسی دن بادشاہ اپنی خوشی کے کامون سے باز نہین رہتا
دوپہر سے آدھی رات تک رعایا کے متعلق سنا کرتا تھا +

شراب و نشہ کا وہ

جہانگیر نے اپنے شراب پینے کا حال مفصل اپنی توزک مین تحریر کیا ہے جس کو مین نے
ں نقل کیا ہے کہ کبھی شراب میں فلونیا (افیون و بھنگ) ملائی۔ کبھی شراب نہیں پی
بڑہائی اوسکے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مے نوشی میں اپنے سارے بزرگون پر

سبقت لے گیا حضرت بابر اوسکا پردادا بھی خوب مئے نوشی کرتا تھا مگر اوسکے ساتھ اوس کو اپنا بڑا گناہ وہ جانتا تھا اور اس سے نادم اور غمزدہ ہوتا تھا ۔ مگر جہانگیر ہمیشہ شراب پینا بادشاہی کا ایک حق جانتا تھا ۔ وہ شب جمعہ کو شراب نہیں پیتا تھا ۔ اس شعر

ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ مکن
تا از صدر نشینان جہنم باشی

کا مصداق نہ ہوتا تھا ۔ حضرت ہمایون نے افیون کھائی اس حد پر پہنچائی کہ اپنے کامون کو ہمایونی سے افیونی بنایا ۔ حضرت شہنشاہ اکبر نے شراب و افیون کے مزے لئے ۔ مگر حکیمانہ اونکی کسی مضرت کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور منفعت کو اٹھایا ۔ وہ حکیمانہ اونکے ضرر و نفع سے واقف تھا اوسکے بھائی عبد الحکیم اور دو بیٹون مرزا مراد اور دانیال نے اپنی جانین شراب کی نذر کین اور جہانگیر نے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان پرویز اور اوسکے اور چار عزیزون کو شراب نے ہلاک کیا ۔ ان بادشاہون کے عہد مین شریعت اسلام کے احکام جو شراب کے پینے و بنانے و بیچنے کے باب مین تھے چھو چھر سے ہوگئے اور اون مین وہ زور نہین رہا جو پہلے تھا ۔ الناس علے دین ملوکہم کی وجہ سے امرا و غربا مین بھی یہ وبا پھیل گئی +

جہانگیر کو جیسا کہ شراب کا ذوق تھا ایسا شکار کا شوق تھا ۔ اوسنے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے جنمین سے مین نے اپنے ہاتھ سے ۱۷۱۶۷ شکار کئے ۔ جب شاہجہان کا بیٹا شجاع سخت بیمار ہوا تو اوسکی صحت کے لئے اوسنے توبہ کی کہ مین کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارونگا اور اس توبہ کا پانچ برس تک پابند رہا مگر جب شاہجہان سے اوسکی رنجش ہوئی تو اوسنے اس توبہ کو توڑ ڈالا ۔ یہہ توبہ شکنی طفلانہ حرکت تھی +

مصوری کے باب مین جہانگیر کا مقولہ یہ تھا کہ جیسے اغنیا کے بیان سے کانون کے ذریعہ سے دلکو مسرت حاصل ہوتی ہے ایسی ہی اونکی تصویر سے آنکھون کے طفیل سے دلکو خوشی ہوا چاہئے ۔ کوئی جاندار اور بے جان نادر چیز اوسکے سامنے نہ آتی تھی کہ وہ اوسکی تصویر نہ کھچواتا ہو ۔ راجہ نہیر سی پاس ایسا بیمار ہوکر آیا کہ اوسکی صورت عجیب ہو گئی تھی اسکی

ویہ بھجوائی - خان عالم کو اپنا سفیر بنا کے جب ایران بھیجا ہے تو اوسکے ساتھ بشنداس
و ر کو کردیا تھا کہ وہ شاہ عباس شاہ ایران اور اوسکے دربار کی تصویر کھینچ کر لائے
دیہ خانہ بنوایا تھا جسکا حال تاریخ میں لکھا گیا - خان عالم ایران سے صاحبقران کے
معرکہ جنگ کی تصویر لایا اور اوسکو بادشاہ کو نذر کیا تو اوسکو ہزار روپے انعام دیے
لیر نامہ کے اول جس مصور نے اوسکی مجلس جلوس کی تصویر لگائی تھی اوسکو انعام سے
ل کر دیا - بادشاہ نے اپنی تصویرین بھجوا کر اپنے دوستون پاس بھجوائیں - وہ توزک
لکھتا ہے میں نے تیز چنک سنگ تراشونکو حکم دیا کہ رانا اور کرن اوسکے بیٹے کی مجسم پیکر سنگ
راشین جنمین انکا قد اور ترکیب اعضا بالکل موجود ہو جب وہ تمام ہو کر میرے سامنے
تو مین نے حکم دیا کہ آگرہ مین باغ پائیں میں جھروکہ درشن مین نصب کی جائین - یہ بھی
بی بات ہی کہ کوئی مسلمان اسطرح راجاؤن کے بت بنوا کے باغ میں لگوائے -
جہانگیر کو شاعری کا مذاق تھا - طالب آملی اوسکے دربار کا ملک الشعرا تھا - طبع موزون
تھا اور کبھی کبھی شعر کہتا تہا - یہ اوسکی پہلی غزل ہے -

ن چو کنم کہ تیر غمت بر جگر رسد | تا چشم نا رسیدہ دگر بر جگر رسد
ستانہ می خرامی و مست تو عالمے | اسپند میکنم کہ مبادا نظر رسد
وصل دوست مستم و در ہجر بیقرار | داد از چنین غمے کہ مرا بر سر رسد
بیہوش گشتہ ام کہ بیوئیم رہ وصال | فریاد از ان زمان کہ مرا این خبر رسد
ت نیاز و عجز جہانگیر ہر سحر | امید آنکہ شعلۂ نور اثر رسد

دفعہ بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا -

ہیچ از سر ماکشتگان عشق | یک زندہ کردن تو بصد خون برابر ست

ہے کہ میری طبع موزون ہے کبھی باختیار کبھی بے اختیار کوئی مصرع - رباعی
یتا ہون - اوسکی بیت سنکر یہ بیت میری زبان پر آئی کہ -

ن متاب رخ کہ نیم بے تو یک نفس | یکدل شکستن تو بصد خون برابر ست

اسپر احمد مہر کن نے یہ شعر کہا کہ

ای محتسب گریہ پیر مغان بترس ۔۔۔ یک خم شکستن تو بصد خون برابرست

خانخانان کے شعر پر جو اشعار کہے گئے وہ تاریخ مین مندرج ہین +

بادشاہ کی خیرات کا حساب کیا جائے تو لاکھون روپیون سے گذر جاتی ہے اسکا یہ ضابطہ تہا کہ آدہی رات کے بعد درویش اور ارباب حاجت اوسکے روبرو لائے جاتے تہے ۔ تین سال جلوس مین اوسنے اپنے ہاتہہ سے انکو پچیس ۲۵ ہزار روپیہ اور ایک لاکھ پچانوے ہزار بگیہ زمین اور چودہ موضع درویست وچہہ قلبہ زراعت اور گیارہ خروار شالی خیرات کیے اور ۱۲ سنہ جلوس مین وہ لکھتا ہے کہ ۵۰ ہزار بگیہ زمین ۳۲۵ خروار اور چار دیہہ و دو قلبہ و یک قطعہ باغ و ۲۳۲۷ عدد روپیہ و یک مہر و ۶۲۰۰ درب ۸۸۰ چرن و ۵۱۲ تولے طلا و نقرہ اور دس ہزار دام خزانہ مذن سے فقرا اور ارباب استحقاق مین میں نے اپنے ہاتھہ سے تقسیم کیے +

اسنے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ میں خواہ محال خالصہ ہو یا جاگیر غلور خانے (خیرات خانے) بنائے جائین اور اونمیں فقرا کے واسطے گنجائش محال کے موافق طعام درویشانہ پکایا جاے تاکہ مجاور و مسافر کو فیض ہو اوسکے حکم کی تعمیل کی تفصیل یہ ہے - ۱۷ ذی قعدہ سنہ کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ کے بڑے شہرون میں مثل جہانگیر نگر و الہ آباد و لاہور و آگرہ و دہلی وغیرہ مین فقرا کے لئے غلور خانے مرتب ہون تیس محل کے لئے یہ حکم پہلے لکھا گیا تہا جنمین سے چہہ محل مین وہ پہلے سے جاری تھے - اور اب اور چہہ محل کے لئے لکھا گیا شاہ و گدا مین کو کچہہ مناسبت نہین لیکن جہانگیر ہمیشہ فقیرون پر مہربانی و عنایت کرتا تھا ایک سفر میں دستیاولون اور تواچیون کو حکم دیا کہ سر راہ اور نزدیک براہ جو مواضع واقع ہیں اونکے بیوہ اور بیچارہ آدمیون کو جمع کر کے میرے سامنے لائین کہ مین اپنے ہاتہہ سے خیرات کرون کہ مشغولی کا باعث بھی ہو اور نامراد اپنی مراد بھی پائین اس سے بہتر کوئی شغل نہیں ہے - ہر سال اپنے تلادانون میں جنمین سیم و زر منون ہوتا تھا و مستحقون

ہم کردیتا تھا جہانگیر ایک بے تعصب مسلمان تھا۔ اس زمانہ کے سلاطین یورپ کی طرح اپنے
بے تعصب کی بلا میں گرفتار نتھا۔ اوس کو اپنے مذہب کا پاس و لحاظ تھا۔ سال ول ہی کے
ن میں جو اسکا مباحثہ پنڈتوں سے ہوا اسسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی کو گناہ جانتا
ور توحید پر ایمان رکھتا تھا۔ سکہ میں کلمہ شہادت کا نقش جمایا۔ اوسنے علما و دانایان ہند کو حکم
دیا کہ مفردات اسمائے الہی جنکا یاد کرنا آسان ہو جمع کریں تاکہ اوسکا ورد وہ کیا کرے
لما نے پانچ سو بائیس نام بہ ترتیب حروف ابجد اوسکو لکھ دئے جنکا ورد وہ رکھتا
ور شب جمعہ کو علما و صلحا و درویشوں و گوشہ نشینوں سے صحبت رکھتا تھا۔ اوسکو
ت شرع کا لحاظ ایسا تھا کہ اوسنے میر عدل و قاضی کو جنپر امور شرعیہ کا مدار ہے سجدہ
لوس سے جو سجدہ کی صورت ہے معاف کر دیا حفظ شریعت کے لئے جب اوسنے سنا
سنیاسی کی صحبت میں بعض مسلمان امیرزادوں نے کفر و زندقہ اختیار کیا ہے تو او
ن سے بعض کو محبوس و مقید کیا اور بعض کے سو سو دُرّے لگوائے تاکہ جاہلوں کو
ہو۔ اوسنے مذہب ہی کے لحاظ سے شراب خانوں کو اوٹھوا دیا۔ اور بازاروں میں
وزہ کی فروخت کو بند کرایا۔ توزک میں لکھا ہے کہ شہ جلوس میں جب میں اجمیر میں
کے دیوہرہ میں میں گیا جو ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوا تھا اور وہاں سنگ سیاہ
مورت میں نے دیکھی جسکا دھڑ آدمی کا سا اور گردن سے اوپر سر سور کا سا تھا
دکا عقیدہ ناقص یہ تھا کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی وقت میں حکیم علیم کی ما
قتضا و کیا کہ اس صورت میں جلوہ ظاہر ہو۔ اس سبب سے اس مورت کو عزیز رکھتے تھے
ش کرتے تھے میں نے اوسکو تڑوا کر تالاب میں ڈلوا دیا بعد اس عمارت کے ملاحظہ
نے ایک سفید گنبد دیکھا کہ ہر طرف سے آدمی وہاں آتے تھے جب میں نے اوس کی
پوچھی تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک جوگی رہتا ہے اوسکی زیارت کو لوگ جاتے
آٹے کی مٹھی اونکو دیتا ہے اور وہ اوسکو منہ میں لیکر اس جانور کی آواز نکالتے
ان احمقوں کو کسی وقت آزار پہنچا ہو تو اس عمل سے گناہ زائل ہو جاتا ہے

مین نے حکم دیکر اوس محل کو خراب کیا اور جوگی کو وہان سے نکالا۔ اور اس گنبد مین جو بت کی صورت تھی اوسکو تڑوا ڈلوایا مین نے تاریخ مین توزک سے نقل کیا ہے کہ جب جہانگیر کانگرہ مین گیا ہے تو وہان قاضی و میر عدل مقرر کیئے اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی کی ہین اونکی تعمیل کرائی قلعہ مین ایک مسجد عالی بنوائی اور گائے ذبح کرائی غرض اسلام کی وہ باتین کرائین جو پہلے یہان کبھی نہین ہوئی تھین۔ توزک مین بہت سی باتین اوسکی زاہدانہ اور عابدانہ بیان ہوئی ہین۔

۲۷ ربیع الاول ۱۰۳۰ھ آفتاب برج حمل مین آیا اور اس نوروز جہان افروز مین اس نیاز مند درگاہ الٰہی کے جلوس ہمایون کے بارہ سال بخیر و خوبی ختم ہوئے اور سال نو بہار اور فرخی سے آغاز ہوا اور اس نیازمند درگاہ ایزدی کا اکیاون سال بہار سے آغاز ہوا۔ امید ہے کہ مدت حیات مرضیات الٰہی مین صرف ہو اور ایک نفس اوسکی یاد بغیر نہ گذرے۔ آگے وہ لکھتا ہے کہ ایزد حق سبحانہ تعالیٰ کی حمایت و حراست ہمہ جا و ہمہ وقت اس نیاز مند کو حافظ و ناصر ہے غرض ایسے زاہدانہ فقرے بہت سے اپنی توزک مین اوسنے لکھے ہین وہ خدا پرستون سے بہت ملتا تھا اور درویشون سے ایسا اعتقاد رکھتا تھا کہ ایک دفعہ حکیم مسیح الزمان نے یہ رباعی پڑھی۔

داریم اگرچہ شغل شاہی در پیش	ہر لحظہ کنیم یاد درویشان بیش
گر شاد شود ز ما دل یک درویش	آنرا شمریم حاصل شاہی خویش

اسکے صلہ مین ہزار مہر حکیم مذکور کو عنایت کین

وہ مسلمانون کو رسم کفر سے باز رکھتا تھا۔ راجوری مین جب جہانگیر گیا ہے تو مسلمانون کو قبر مین مردہ خاوندون کے ساتھ عورتون کے زندہ دفن ہونے سے اور دختر کشی سے اور ہندوؤن کے ساتھ بیٹیون کے بیاہنے سے باز رکھا اور حکم دیا کہ آیندہ وہ ایسا کرینگے تو اونکو سیاست ہوگا اسکا مفصل بیان ہوچکا ہے جہانگیر کا باپ ترک اور مان ہندو تھی اس حساب سے وہ آدھا ترک اور آدھا ہندو تھا۔ اپنے باپ کی برابر ہندوؤن پر وہ مہربانی اور شفقت کرتا تھا

بادشاہ کی ہندؤن پر مہربانی اور اونکے تہوار و رسم کا ماننا اور اوہام و توہمات +

ں سے اعلیٰ عہدے و منصب و جاہ اُنسے عزیز نہین رکھتا تھا۔ اسنے تمام ممالک محروسہ
لم دیدیا کہ کوئی مسلمان کسی ہندو کو زبردستی اسلام مین نہ لائے۔ دھرم شاستر کے
ن ہندو عورتون کو جنکے بال بچے ہون ستی ہونے سے روک دیا۔ کسی طرح کا تعرض
ں کے مذہب سے نہیں ہونے دیتا تہا۔ اوسکے زمانہ مین بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے
کے قریب بندرابن مین گوبند دیو کا مندر موجود ہے۔ وہ ہندؤں کے تہوار مناتا
شنکرات کو جس مین آفتاب برج عقرب مین داخل ہوتا ہے اوسنے ہزار تولہ
اندی اور ہزار روپئے خیرات کئے۔ دیوالی کو جا کا دربار ہوتا۔ اور باغ مین گاؤ
ہو کر آتے اور اونکے گلے مین کوڑیون کے ہار پڑے ہوئے ہوتے اور برہمن اونکو
نوراتری کو اپنے باپ کی طرح وہ بڑے بڑے جوگیون کو اپنے محل مین بلایا
وکھلاتا اور اونکے ساتھ کھانا پیتا دسہرہ کا جشن کرتا سلونو کو راکھی ہاتھ مین بندھواتا
راکھی مین بڑے تکلفات ہوتے تھے اور بڑی بیش قیمت ہوتی تھی۔ اب
نے اُسمین برہمنون کی خاطر سے تخفیف کردی تھی۔ اوسنے اپنے جلوس سنہ مین
تھرہ مین باپ کا سرادہ کیا۔ وہ ہندو جوگیونکے پاس جاتا تہا جدروپ کی ملاقات کا بیان پڑھو
نگیر علم نجوم کا معتقد تہا اور نجومیون سے پوچھ کر بہت کام کرتا تہا۔ وہ کسوف خسوف
اتہا اور اپنے محل مین چھپ کر ہو بیٹھتا تھا اور جب تک کسوف خسوف
نہ ہوتے اُس وقت تک اپنے ہاتھ سے خیرات دیتا اور پُن کرتا
لی بلا سر پر نہ آجائے۔ بلعداس حادثہ کے ارکین سلطنت اور نجومی مبارکباد
ے تھے۔ اوسکو یقین تھا کہ کسوف خسوف کا اثر بادشاہ کی قسمت پر بُرا ہوتا
ایک ہندو جوتکی رائے جوتشی کا بڑا معتقد تھا۔ یہ جوتشی اپنی جوتش کے
ت سی باتین مہینون اور برسون پہلے سے ایسی بتاتا تھا کہ خواہ نخواہ اوسکی
شاہ کا اعتقاد جمتا تھا۔ ایکدفعہ ایک پیشین گوئی کے صلہ مین اوسنے اوسکو
تلوایا اور سونا اوسی کو دیدیا سوا اسکے اور بڑے بڑے انعام اوسکو ملتے تھے

توزک مین ساری اُن کی بیشین گوئیان مفصل لکھی ہین انسان جو کام اپنے ہنر او رکرتب و شعبدہ بازی سے دکھا سکتے ہین اونکو وہ یہ جانتا تھا کہ سحر و جادو کیسے زور سے وہ کئے جاتے ہین - وہ اشیا کی سعد و نحس کا قائل تھا - چنانچہ وہ توزک مین لکھتا ہے کہ چار چیزون پر سعادت و نحوست کا حکم لگ سکتا ہے +

اول زن - دوم غلام - سوم منزل - چہارم گھوڑا - گھر کی سعادت و نحوست کیسے جاننے کا ضابطہ قریب بصحت یہ قرار پایا ہے کہ مکان مین تھوڑی سی زمین کو مٹی سے خالی کرین اور پھر اُسی مٹی کو اُس زمین مین بھرین اگر وہ برابر آئے تو خانہ میانہ ہے نہ سعد نہ نحس اور اگر کم ہو تو منحوس ہے اور اگر زیادہ ہو تو مسعود - وہ آفتاب پرست اور آتش پرست نہ تھا مگر آتش کو ایسا مقدس جانتا تھا کہ جب ناصر الدین بادشاہ مالوہ کی قبر کو اکھیڑ کر اوسکی ہڈیون کو آگ مین جلانے کا حکم دیا تو اوسنے کہا کہ آتش ایسی پاک ہے کہ اس مین یہ ناپاک چیز نہین ڈالنی چاہئے اسلئے اونکو پانی مین ڈلوایا - پارسی جشنون کی مراسم پہلے سے چلی آتی تھین وہ بدستور اس بادشاہ کے عہد مین قایم رہین شب برات کو جو زمانہ جاہلیت کی مراسم مین سے مسلمانون مین مروج تھی - اسمین جہانگیر بڑی روشنی کراتا تھا - وہ لکھتا ہے کہ شب چہاردہم شہر شعبان کہ شب برات تھی - نور جہان بیگم کے محل کے منازل و عمارات مین سے ایک مین جو بڑے بڑے تالابون کے درمیان واقع تھا مین نے جشن کیا - نور جہان نے ایک مجلس مرتب کی جسمین مینے امرا اور مقربون کو بلایا اور اونکو شراب ونکی مرضی کے موافق پلائی اور طرح طرح کے کباب میوے و گزک کھلائی - اطراف تال اور عمارات مین فانوسین اور چراغ روشن ہوئے ان چراغون اور فانوسون کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا تو تالاب ایک میدان آتش نظر آتا تھا ایسی روشنی کبھی اور شب برات کو نہ ہوئی ہوگی

توزک جہانگیری کو پڑھئے تو جہانگیر مین ایک عجیب استعداد خداداد مظاہر فطرت اور مناظر قدرت کے امتحان کی نظر آتی ہے - اسکو باغون اور پھولون کا بڑا شوق تھا - جب کوئی پھول اس پاس لاتا تو وہ اپنی چلتی سواری کو ٹھیرا دیتا اور اس پھول کا

امتحان کرتا اور اوسکو لکھتا ہندوستان کے تمام تالابون اور جھیلون آبشارون
ن وخوبی خوشنمائی کو خوب بیان کرتا ہے اور ہمالیہ پہاڑ کے مناظر و مظاہر کی اپنے
مین تصویر کھینچتا ہے۔ کوئی مظاہر فطرت اسکے مشاہدہ مین نہ آتا جسکے باب مین و
نہ کرتا۔ جن مشہور اضلاع و مقامات مین وہ گذرتا اونکے تاریخی حالات کو تحقیق کر
اور اونکا محصول اور اونکے باشندونکی حالتین اور شہرونکی زبانین اور جانورونکا
رقم کرتا۔ اوسنے ان باتون کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ
بابر کے نہین کیا۔ اسکی فارسی زبان ایسی سلیس ہے کہ کمتر ہوتی ہے۔ اوسکی
ہندوستان کی گیزیٹیر نہایت صحیح تصنیف ہوسکتی ہے۔ وہ قدرتی چیزون
عزیز رکھتا تھا۔ جاندار اور بے جان اشیا کے دیکھنے مین اوسکو بڑی مہارت
مہارت تھی وہ بڑی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ حیوانات و نباتات
اور خصوصیات اسقدر اوسنے لکھی ہیں جسسے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بڑی
تحقیق کی نظر سے توجہ و محنت کرکے اوسکو دیکھا ہے۔ وہ عمارات اور باغات
مین جو رائے دیتا ہے اوسسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نباتات و علم عمارات مین
ماہر تھا اور اونکے مشاہدات مین وہ اپنا وقت صرف کرتا تھا۔ جواہرات کے پرکھنے
ایسا جوہر دکھاتا تھا کہ کامل جوہری معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر اور نورجہان کے عشق کو قصہ طرازون اور افسانہ گویون اور شاعرون نے
ن و شیرین خسرو کا قصہ بنا دیا ہے ایسی داستان سرائی کی ہے کہ حقیقت حال
مشکل سے ملتی ہے اور وہ افسانون کے آگے بے مزہ معلوم ہوتی ہے۔ اصل
ہے کہ جب سے جہانگیر کے ساتھ نورجہان ہم پہلو ہوئی تو بادشاہ کے آخر دم تک دل
دین و ایمان و دولت و عزت کی مالک ہی۔ اس دانشمند فرزانہ بیگم کے سبب سے
کا مزاج اصلاح پر آیا اور رعایا کا فلاح بڑھا۔ اوسکے سبب اوسکا باپ اعتماد الدولہ
نت مند وفادار عاقل امیر اور اوسکا بڑا بھائی ابوالحسن کیسا جان نثار ہوشیار

پھر خواہ وزیر اوٹھا آیا۔ نورجہان ہی کی نیک سلیقگی وحسن انتظام وکفایت شعاری کا نتیجہ تھا
کہ دربار جہانگیری کی شان وشکوہ ایک عالم مین مشہور ہوگئی جب سلطنت کے کسی کام مین مشکل
گرہ پڑتی اوسکی ناخن تدبیر سے کھلتی۔ ایسی شجاع وجوانمرد عورت کا کام تھا کہ اوس نے
اپنی تدابیر سے مہابت خان کی ہاتھ سے اپنی اور اپنے خاوند کی جانکو بچایا اور قید سے
نکالا اوسکے تمام کامون کی تفصیل مین پہلے لکھ چکا ہون۔ اوسنے بادشاہ کی شراب پینے کی
کم کرادی غرض اوسنے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور دوسرون
کے لئے دانشمند بنایا۔ غرض اس عشق سے یہ خرابی ضرور پیدا ہوئی کہ نورجہان کے
رشک وحسد کے سبب سے جہانگیر نے لائق بیٹے شاہجہان اور ایک اپنے پرانے
رفیق جان نثار دانشمند فرزانہ جوانمرد امیر مہابت خان سے خفا ہوگیا جیسے بڑے
بڑے فساد جھگڑے کھڑے ہوئے +
جہانگیر کی تصنیفات سے ایک پندنامہ ہی جو اوس نے اپنے فرزندون اور با اخلاص
مریدون کے لئے لکہا ہے کہ وہ اوسکو دستور العمل بنائیں جسمین بہت سی نصایح و
پند معمولی ہیں جو اور پندنامون مین لکھے ہیں بعض اون مین کچھ جدت بھی رکھتے ہین
یہ پندنامہ بہت اچھا ہے تزک مین لکھا ہے جسمین سے ہم چند نمونے نقل کرتے ہین۔
(۱) دنیا ناپائدار ہے جسقدر اوسکی طلب مین کمتر کوشش کرو بہتر ہے۔ دنیا کو کھاؤ پہلے
اسکے کہ وہ تم کو کھائے۔ کم آزاری وبردباری ونکوکاری اختیار کرو (۲) اپنے کہتر دون
(چھوٹون) کے ساتھ وہ کام کرو جو اپنے مہتردن (بڑون) سے امید رکھتے ہو (۳)
مزدوری اتنی ملتی ہے جتنا کام کرو
(۴) باہمہ عیب خویشتن شب وروز   در تگاپوے عیب احباب ای
(۵) ہرچہ بر خویش نہ پسندید بکسان میسندید (۶) زمانہ بر آنکس تبرا کند +
کہ او کار امروز فردا کند (۷) ستم در مذہب دولت روا نیست کہ دولت با ستمگر
آشنا نیست (۸) ہر کہ بادشاہ نیست کامگار نیست وہر کرا درم نیست کرم نیست

نان خویش خو... هیچ غم نیست (۹) هرکرا این سه نیست دل خوش نیست ...ند
...ن (۱۱) دختران عم مخورید و برمرگ دختر مخواهید (۱۰) از بد اصلان گوئید ...یش
...اصلا ...ند اگر توانید رحم کنید و بر زندگی خود میفتید و بدام زن پیر و بطمع مال ...اهید
...وچه راست چه گند سوگند (۱۳) سود بے هنگام بهتر از زیان هنگام (۱۲) مکنید ...ح
...ر که بدبا... شود و هرکه بسیار خورد بیمار شود و هرکه کم خورد توانگر نشود هرکه اسراف کند (۱۴) خورید
...ا بط را ... آب در وری آشنا آموخت باید را نشاید گروه سه کار سه (۱۵) کم خورد ...انی
...فتن یا ... توان چیز بسه تندرستی (۱۶) عاشقی را زنان و شکار و را صیاد ...گان
...حلال باید نیاید جمع چیز سه با که است چیز سه (۱۷) خفتن بکم سوم خوردن بکم دوم ...ن
گوئی بسیار با گفتن زشت و غضب حال در کردن مهربانی و حکومت ...
رفتن بسیار بگرما دوم پوشیدن نو جامۂ یکے کند فربه را آدم چیز ...بار
...شتا ...چیز شش (۱۹) کردن زندگانی دل مراد چهارم - خوردن شیرین چرب ...ام
...سر دیر و دیر پوشیدن چرکین جامہ رخت یکے آرد بسیار اندوه و سازد سیاه ...ا
مردم غیبت چهارم گفتن بسیار دروغ سوم - بودن خیانت دوم - ...یدن
ہی میں دنیا اس (۲۱) بودن کاہل نماز در ششم دادن مردم ببسیار دشنام ...نجم
ہوتے گرویدہ اوسکے دل کے خلق کہ ہے ہوتا فائدہ یہ کو سخی سے کرنے ...ن
...اور صرف لدین پر گھوڑون وہ کہ سے جانے چھوڑ جواہر و زر بعد اپنے ...ی
سے کرنے خوش دل کے آدمی ایک کہ جتنا ہوتا نہین خوش اتنا اونکو ...ڑا ئین
ہی کرتا بسر زندگی اپنی مین ایام بیہودہ و عام رفاہ - انصاف انکی فرزا کہ آدمی ...
(۲۳) کرین تحسین تیری کار بہ تجربہ کہ کر کام ایسے تو (۲۲) ہے رہتا خوش ...بد
- ہے ہوتا نا ایسا پر بھی دیدہ باران گرگ گو ہو ہوشیار ہی کیسا ...ی
- ہے سکتا لڑ شیر سے شیر جاؤ کر لے دل دلیرانہ جاؤ جب سامنے کے ...ش
...کی ...ی لومڑی برائی مگر ہے ہوتی توانائی کی بازی پنجہ سے شیر و فیل مین جوان ...و

ـتاری نہان ہوئی ہے +

ہم نے ان دونو توزکون کا بیان اول دیباچہ میں کیا ہے اینمین جو جہانگیر کے حالات لکھے ہین اونمیں ایسا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ رقومات میں اوسکی چند مثالیں یہ ہین

صیغہ خرچ	چھوٹی توزک	بڑی توزک
جشن نوروزی	بندرہ کروڑ روپیہ	ساٹھہ لاکھہ روپیہ
تاج	۲۰۰۰۰۰۰۰ روپیہ	کچھہ نہیں لکھا۔
معافی محصولات	۱۶۰۰ ہندوستانی من سونا	۶۰ من سونا
آگرہ کی قلعہ کی تعمیر کا خرچ	۲۶۵۵۰۰۰۰۰ روپیہ	۳۶ لاکھہ
راجہ مانسنگہ کی منڈکی لاگت	۵۴۰۰۰۰۰۰ روپیہ	اسّی ہزار روپیہ
پرویز کی مالائے مروارید	۵۰۰۰۰۰ روپیہ	ایک لاکھہ روپیہ
دولت خان نے مرنیکے بعد جو نقد و جنس چھوڑا	۱۲۰۰۰۰۰۰۰ روپئے	۴۰۰۰۰ تمن کے جواہر سوائے سونے اور اقمشہ کے
دانیال پاس جواہر	پانچ کروڑ اشرفی	دو کروڑ اشرفی
ہیمو کی کلاہ کے جواہر	ساٹھہ لاکھہ اشرفی	۸۰۰۰۰ تمن

چھوٹی توزک مین لکھا ہی کہ خسرو کے تعاقب مین چالیس ہزار گھوڑے اوس کے اصطبل مین کھاتے تھے اور ایک لاکھہ اونٹ باہر لاکر تقسیم ہوئے تھے بڑی توزک مین اسکا بیان نہیں چھوٹی توزک مین لکھا ہے کہ مین نے ایک لاکھہ اشرفیاں بدخشانیون مین اور اجمیر مین پچاس ہزار روپئے درویشون میں خیرات کرنے کا حکم دیا۔ بڑی توزک مین بدخشیوں میں روپئے تقسیم کرنے کا ذکر نہیں۔ اور اجمیر کے لئے بیس ہزار روپئے لکھے ہیں چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ خسرو کے جواہر کے صندوقچہ میں ۸۰۰۰۰۰ روپئے کے جواہر تھے بڑی توزک میں اس کا بیان نہیں بڑی توزک مین بازیگرون کے تماشون کا بیان بہت تہوڑا سا بالاجمال ہے۔ مگر چھوٹی

ین بالتفصیل ہے جس سے خلاصۃ التواریخ اور سیر المتاخرین اور مرآت عالم نامی
وا ہے چھوٹی توزک مین بادشاہ کے شراب پینے کا ذکر نہیں بڑی توزک مین خوب
سے لکھا ہے +

اب ہم بعض واقعات کو لکھتے ہیں کہ جنکے بیان مین دونو توزکون مین بڑا اختلاف ہے
سنگہ کے چچا بھگوانداس کے بیٹون کے قتل ہونے کا حال بڑی توزک سے
مین سنہ اول کے واقعات میں لکھہ چکے ہیں اب چھوٹی توزک سے لکھتے ہیں
ونون بیانون میں بڑا فرق ہے۔

شعبان (سنہ جلوس) کو راجی و بیجے رام و سیام رام کے سرون کو بداعمالی کی
مین نے ہاتھیون کے پاؤن تلے نرم کرایا۔ یہ تینون راجہ رام سنگہ کے چچا بھگوانداس
بیٹے تھے۔ بڑی توزک مین بھگوانداس کے بیٹے اکھے رام کے بیٹے لکھے ہیں۔ راجی بڑا
رائے اور بے صرفہ گو تھا جب الہ آباد مین مہا سنگہ پسر راجہ مان سنگہ کو منصب
یعنی
ری ملا تو راجی نے اوچھاپن کیا کہ مہا سنگہ کو بہکایا جسکے اوسکا ادبار آیا۔ اور سوء اعمالی
کی سزا کو پہنچا۔ البجا رام (ابھے رام بڑی توزک مین لکھا ہے) تو اونکے ماے
سے غصہ مین آنکر حرکات ناخوش کرنے لگا۔ اوسکو مین نے محمد امین کروڑی بنگالہ
کو سپرد کیا کہ اوسکو اپنی حفاظت مین اچھی طرح رکھے۔ محمد امین کا باپ ذات ترند سے
تھا۔ اوس کو مین نے حکم دیا کہ بنگال مین جاکر اوسکو راجہ مان سنگہ کے سپرد کردے۔ محمد امین نے
یہ سوچی کہ اوسکے پاؤن مین بیڑیان ڈالین راہ مین برادرانہ سلوک کیا۔ وہ آدھی
رات کو جب سوتے تھے سرائے طائی اور غازی پور کے درمیان اس ارادہ سے بھاگ کر
رانا سے ملے۔ یہ کام بے شورش کے نہ ہوا۔ فوراً محمد امین خبردار ہوا اور اوسکے
پیچھے دوڑا۔ اب اتفاق سے وہ جمنا کے کنارہ پر وہان پہنچا جہان سے آگرہ میں آتے ہیں
اوسکو کشتی نہ ملی۔ اوسکی جرأت نہ ہوئی کہ دریا مین گھوڑے کو ڈال کر پار جاتا۔ اوسنے
توقف کیا محمد امین نے اوسکو آنکر پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو لکھہ بھیجا کہ مین نے اوسکو گرفتار کرلیا

اوسکا ارادہ رانا پاس جانے کا تھا۔ اب مجھے اوسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہے مین نے
حکم دیا کہ اگر کوئی ہندو اسکا ضامن ہو تو مین اوسکی جاگیر اوسی کو دیدونگا اور اوسکے گناہ
سے درگذر کرونگا مگر اوسکی بدطینتی سے کوئی اوسکا ضامن نہ ہوا۔ مین نے امیرالامرا سے
مشورہ کیا کہ اوسکا کوئی ضامن نہین ہوتا مبادا اسکے بھاگنے سے فتنہ ظہور مین آئے
ہند مین راجپوتون کا لشکر گنتی بلیون سے زیادہ ہے اب کیا کرنا چاہیئے امیرالامرا
نے کہا کہ اوسکو کسی اپنے ملازم کو سپرد کرنا چاہیئے کہ رات دن اوسپر پہرہ چوکی رکھے
یا قلعہ گوالیار مین قید کرنا چاہیئے۔ ابراہیم کاکڑ جسکا خطاب دلاور خان تھا اور ہاشم بیگ
منگلی جسکا خطاب شہنواز تھا ہتیار لگاکے اور اپنے لشکر کو آراستہ کرکے لائے اور
اوجھون نے چاہا کہ مجارام (ابھے رام) کو محمدامین سے لیکر باہر جائین مگر ابھی رام
نے اپنے نوکرون سے اتفاق کرکے چار ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی تیار کر رکھے
تھے کہ اگر اوسپر دست درازی ہو تو وہ لڑکر اوسکو محمدامین کے پنجے سے نکالین وہ
لڑنے کے لئے آمادہ و مستعد بیٹھے۔ امیرالامرا نے آہستہ سے بادشاہ سے اس بات
کو کہا کہ اس اثناء مین قلعہ آگرہ کے شاہ برج کے نیچے شورش عظیم برپا ہوگئی مین نے
امیرالامرا سے کہا کہ اب وقت تغافل کا نہین ہے تو اپنے سپاہیون کو لیکر ان
بدبختون کا کام تمام کر۔ امیرالامرا متوجہ ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی مین نے شیخ فرید
سے کہا کہ مبادا راجپوت اتفاق کرکے امیرالامرا کو ضائع کرین تو بھی اپنے لشکر کو
لیجاکر امیرالامرا کی مدد کر وہ فوراً گیا غوغاے جنگ بلند ہوا۔ مین شاہ برج کے
مختار جہسے جو بارعام تھا نکلا اور دیکھا کہ خوب لڑائی ہورہی ہے اور بیس ہزار کے
قریب راجپوت شمشیرین اور جمدھر کھینچے ہوئے امیرالامرا پر حملہ کر رہے ہین امیرالامرا
بھی اپنی سپاہ کی تلوارین کھینچکر تیر اور نیزہ دشمنون پر چلا رہا ہے اس اثناء مین قطب خان
دلیر اور کارآمد نوکر چند نفر کے ساتھ زخم شمشیر سے کشتہ ہوا۔ امیرالامرا کے نوکر کچھ
زخمی ہوئے۔ دلاور خان بھی گھوڑے سے گرا اور جمدھر سے مارا گیا۔ پھر امیرالامرا

د کے لئے مین نے تین ہزار احدی بھجوائے تو وہ دشمنون پر جا پہنچے جب وہ قوت و فوت کو نکل
اس اثنا مین شیخ فرید دس ہزار سوار اور پانچ ہزار جمازہ سوار مسلح و مکمل لیکر
الامرا سے جا کر ملا ۔ اور اپنی افواج آراستہ سے راجپوتون کے لشکر کو آگے سے
دیا ۔ شیخ فرید ایک علم کے نیچے کھڑا تھا کہ ایک راجپوت تلوار سونت کر اوسکی طرف متوجہ
شیخ نے اپنے نیزہ دار سے نیزہ لیکر مارا کہ پیٹھ سے اوسکی نوک پار نکل گئی اور وہ مر گیا
ے لشکر کو غلبہ ہوا اور راجپوت بہت مارے گئے ۔ باقی بھاگ گئے ۔ مین نے سب اسیرون
ہاتھی کے پاون تلے مسلوایا ۔ اونکے سردار بخت رام کو گوالیار کے سیاہ چاہ مین بند کیا
جہانگیر نے چھوٹی توزک مین باپ کے مرنے کا حال بہت عجیب لکھا ہے ہم اوسکا
یہ لکھتے ہین روز دوشنبہ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۶۰۵ء کو میرا باپ
ت مرض مین اپنے عزیزون کی خاطر سے غذا اور میوہ نوشجان کرتا تھا اور یہ سبب
ن کے یہ غذا اور میوہ اوسکو ہضم نہین ہوتا تھا ۔ اسی حالت مین بادشاہ امین الدولہ
کے جوا کھیلنے پر خفا ہوا اور بہت لعنت ملامت کی کہ تو اس عمر مین جوا کھیلتا ہے اس غصہ
سبب بھی اسپر امراض نے غلبہ کیا ۔ بدہضمی بھی ہوئی ۔ دن بھر ایک کھیل کا دانہ منہ
نہ گیا ۔ منگل کو یہ حال رہا بدھ کو بادشاہ کو غذا مین شوربہ کھانے کی صلاح
ی ۔ پھر ایکدن بادشاہ حکیم علی سے کچھ ناراض ہوا ۔ حکیم علی نے جواب دیا کہ
نے علاج اچھا سوچا ہے بشرطیکہ وہ موافق مزاج ہو حضور خود اپنی غمخواری و
ہین فرماتے محل کے اہل حرم نے ماش کی کھچڑی خوب گھی مین بھگون کر حضور کے
د رکھی اور حضور نے اوسکو نوشجان فرمایا معدہ ضعیف تھا اوسنے ہضم نہین کیا
ن ہوا ۔ حکیم مظفر نے کہا کہ حکیم علی نے بڑی غلطی کی کہ اول بیماری مین بادشاہ کو
ر کھلا دیا مین نے نیک اندیشی سے یہ سوچا کہ خواہ حکیم مظفر نے یہ بات سچ کہی ہو
و ذغرضی سے کہی ہو مین حکیم علی کو غرض آمیزی کے گمان سے پائمال غضب
کرونگا ۔ اگر قضائے الہی اور طبیبون کی غلطیان درمیان نہ ہوتین تو کاہے کو

کوئی مرتا۔ اگرچہ مین نے اسقدر حکیم علی پر مہربانی کی مگر تہ دل سے میرا اعتقاد حکیم علی سے برگشتہ ہو گیا۔ اِن دنون مین دو تین گھڑی دن رہے ہر روز باپ کی عیادت کو جاتا تھا۔

بادشاہ کا ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا روز شنبہ ۱۴ جمادی الآخر کو دوا کھلانے کی تقریب سے باپ پاس صبح گیا۔ ایک بار میرے باپ نے اپنے صحت مزاج کے زمانہ مین مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ بابا اس جگہ آیا نہ کرو اور اگر آیا کرو تو اپنے سپاہی اور آدمی اپنے ساتھ لایا کرو۔ مین نے اوسی وقت سے باپ کے اس حکم کی اطاعت کرنی چاہی احتیاط سے آمد و شد کی۔ اوس دن قلعہ مین اپنی جمعیت کے ساتھ آیا۔ دوسرے دن بادشاہ سے بغیر پوچھے گچھے جماعت نے قلعہ کے دروازون کو محکم بستہ کیا اور قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین۔ روز یکشنبہ ۱۵ جمادی الآخر کو مین نے اس جماعت کے نفاق و ترس کے سبب سے قلعہ کا جانا ترک کیا۔ راجہ مان سنگھ نے اپنی تجویز و صلاح مقرب خان کو مطلع کیا کہ وہ اوسکے ساتھ شریک ہو۔ اوسنے اپنی عرضداشت کے ساتھ اس صلاح کے کاغذ کو میرے پاس بھیجا یا قلعہ مین مقرب خان بہت میری حسن خدمت کرتا تھا اور اس مدت مین اوسنے آرام نہین کیا۔ وہ امرا برگشتہ کو پھر راہ پر لایا جب وہ بادشاہی سرکار مین سہ ہزاری تھا تو مین ہر چند اوسے کہتا کہ مجھسے وہ کوئی چیز لے مگر وہ نہ لیتا جب باپ نے مجھے دہ ہزاری منصب دیا تو اپنے مقربون سے اول جس شخص کو مین نے باپ کے سو برہ منصب ار بنایا وہ مقرب خان تھا اوسکے منصب پر ہزاری کا اضافہ کیا۔ وہ میرا مخلص خیر اندیش تھا۔ جتنے دنون قلعہ مین نہیں گیا باپ کے دیکھنے کی محرومی سے دل پر جلتا تھا مگر مین آدمیون پر اپنا درد دل ظاہر نہ کرتا تھا۔ دل کو خدا سے لگا کے دم نہ مارتا تھا ؎

کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ   اے بسا عیش کہ با بخت خداداد کنی

عقلائے کاردان مثل میران صدر جہان و میر ضیاء الدین قزوینی و خواجہ ویس ہمدانی کو اپنے درد اور آزار پر مطلع کرتا۔ اونہون نے شاہ ایران کا ایک واقعہ جو اسی قبیل کا تھا میری تشفی و تسلی کے لئے سنایا +

جب مین نے دولت خواہون اور مخلصون کی صلاح و مشورہ سے قلعہ کا جانا بالکل چھوڑ دیا

پنے بیٹے پرویز کو باپ کی خدمت مین بھیجا اور یہ عذر کیا کہ میرے سر مین درد تھا اسلئے حاضر نہ
سکا۔ میرے باپ نے جب سُنا تو اپنے ہاتھ اوٹھا کر خدا سے میری صحت کی دعا مانگی خواجہ ویس کو
رے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اگر ہوسکے تو تم حاضر ہو عمر پر کچھ اعتبار نہین ہے اس مرض اور
رنے مین مجھسے دور رہنا کا وقت کیا ہے میرے بعد تو میرا ولی عہد ہوگا۔ جب منافقون نے یہ
ل دیکھا تو مسلمانون نے قرآن شریف پر اور ہندؤن نے نمک پہ قسم کھائی کہ ہم سب کی ایک
ت ہے۔ شیخ فرید بخاری نے کہا کہ اپنے کام کی درستی کی فکر کرو میرا گمان یہ ہے کہ ان
فالفون کے ساتھ شیخ فرید اپنی ایام گذاری کرتا تہا اسلئے کہ وہ اور اسکے تمام خویش و عزیز بادشاہ
ے پاس اُسکی خدمت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ مقرب خان سے اخلاص کا پیغام بھیجتا تھا مرزا
ر کہ خان اعظم نے جس نے مسلمانون اور ہندون سے عہد لیا تھا خسرو کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی
ضور کو مبارک ہو مگر مجھے یہ خوف ہے کہ کہین باپ بیٹے یکدل یک زبان ہو کر دونو طرف ہمکو
دار و بے اعتبار و رسوا نہ کرین۔ ان بیہودہ باتون کے جواب مین خسرو نے لکھا کہ جب تم نے
یرے لئے بادشاہی مقرر کی ہے تو پھر ان شبہون کی باتون کا ذکر کیا ہے۔ راجہ اور خسرو
ونو کی خاطر جمع ہوئی خسرو نے راجہ مانسنگہ سے کہا کہ بادشاہ مین کچھ جان باقی نہین ہے
اس مین سکھپال مین حرکت کی تاب نہین ہے۔ اگر بادشاہ سکھپال مین مرگیا تو ہم سب کی بڑی
بدنامی ہوگی پس بادشاہ کا قلعہ سے باہر لیجانا مصلحت نہین ہے یہ نصیحت اگرچہ مانسنگہ
و بھی نیک معلوم ہوئی جب بادشاہ کچھ ہوشیار ہوا تو اوسنے پوچھا کہ شاہزادہ سلیم پاس ایک
عالم جمع ہے اوس نے قلعہ آگرہ کو محاصرہ کرلیا ہے۔ اگر بادشاہ کا حکم ہو تو آپ جمنا کے اس پار
شریف فرما ہون اور جب صحت ہو تو دریا سے اس طرف پھر چلے آئیں۔ بادشاہ نے فرمایا
یہ حال کس لئے ہوا کیا شاہزادہ سلیم کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کردیا ہے کہ اوس نے
شکر کشی کرکے محاصرہ کیا ہے چین بجبیں ہوکر خدمت گاروں کی ہاتھون سے دوسری طرف
روٹ لی۔ مرزا عزیز کوکہ نے جسکی سرشت نفاق سے بنی تھی وہ اس طرف گیا جس طرف
ہ بادشاہ منہ کئے ہوئے لیٹا تھا۔ دونو ہاتھون سے اشارہ کیا کہ خسرو کے باب مین کیا حکم

تو بادشاہ نے فرمایا کہ علم تو خدا کا علم ہے اور ملک خدا کا ملک ہی مجھے ہر سانس کے ساتھ ہزار
ہے مگر تم نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے جو ایسی باتیں کرتے ہو شاید میں دنیا میں جیتا رہوں اور
اگر میرا وقت رحلت آن پہنچا ہے تو میں نے الہ آباد میں جہانگیر کی لشکر نوازی اور رعیت پروری
اور اخلاص کی باتیں دیکھی ہیں جو سلطنت و بادشاہی کے لئے درکار ہے اوس کی مہر و محبت
میرے دل سے باہر نہیں ہوئی۔ گو اوس نے وسوسہ شیطانی سے میرے ساتھ کچھ دنوں گردانی
کی وہ میرا بڑا بیٹا اور ولیعہد ہے اور ہمارے تورہ (آئین) میں جب تک بڑا بیٹا ہو
کسی اور کو بادشاہی نہیں پہنچتی۔ میں نے خسرو کو بنگالہ کی بادشاہی چھ مہینے کے لئے
عنایت کی۔ جب بادشاہ سے منافقوں نے یہ بات سُنی تو میرے پاس ایسی فوج فوج آنی
شروع ہوئے کہ اونکے ہجوم سے آدمیوں کو سانس لینا مشکل ہو گیا۔ میرے پاس میران صدر جہان
و میر جمال الدین حسین و حیدری خواجہ واجب العرض بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ خسرو سے
ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ تو اپنے باپ کو شاہ بھائی کہا کر۔ بھائی کے معنی ہندی زبان میں برادر
کے ہیں پس التماس یہ ہے کہ اوسکے ساتھ حضور برادرانہ سلوک فرمائیں۔ میں نے ان کو جواب دیا
کہ بادشاہ مجھے ہمیشہ بابا کہتا تھا تو چاہئے تھا کہ میں اس وقت تمھارا بادشاہ ہوتا بسر ہرگز
برادر و پدر نہیں ہو سکتا۔ امرا اس جواب کو سنکر متفکر او معقول اور اپنے کئے سے پشیمان
ہوئے سب میری بندگی اور اطاعت پر دل نہادا اور اپنے عجز کے معترف ہو گئے سوا
مرزا کوکہ سب نے معذرت لکھی جسمیں سب نے گوشہ نشینی و خلوت کی التماس کی میں نے کہا
کہ میں نے تمھارے حقوق سابق کو مرعی رکھ کر تمھاری چھوٹی بڑی تقصیرات معاف کیں اور
ایسی معاف کیں کہ جیسے بے تقصیر آدمیوں کو حسرت ہے کہ کاش ہم بھی تقصیر کرتے تو بادشاہ ہم پر
ایسی عنایت کرتا جو قصور واروں پر کی ہے میں نے اپنا گوشہ خاطر جو عنایت و عفو و لطف
کا مخزن ہے تم کو مرحمت کیا تم کو اور کونسا گوشہ اس گوشہ سے بہتر ملے گا۔ باوجود اس
ولطف بے اندازہ کے اگر اختلاط ترک کرنے کو گوشہ نشینی پر بجد ہو تو میں تمھاری التماس
قبول کرتا ہوں۔ روز شنبہ ۱۸ جمادی الاخری کو شیخ فرید بخاری نے آنکر ملازمت کی

ملازمت مین پیشدستی کرنے کے سبب اوس کو صاحب السیف والقلم کا خطاب عنایت کیا
اور شمشیر مرصع وجیغہ مرصع و اسپ با زین مرصع اور ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا۔ دوسرے دن راجہ
مانسنگہ ملازمت کے لئے آیا۔ اوسپر بھی مین نے بہت عنایت کی اوسکے بعد میرے پاس راجہ ما
کے ساتھ خسرو اور مرزا کوکہ آئے۔ مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ کل ملک بنگالہ کی حکومت خسرو کو
مرحمت ہوئی اور اوسکے ساتھ پاینده خان مغل بھیجا جائیگا اگرچہ یہ صلاح وقت نہ تھی کہ میرے
اوائل سلطنت مین خسرو مجھ سے علحدہ کیا جائے۔ اور میرے مقربون کی بھی صلاح یہی تھی مگر مین نے
اونکی التماس کو قبول کیا اور حکم دیا کہ ابھی کشتی میں سوار ہوکر دریا پار چلے جاؤ بعد واقعہ پٹنہ مین
تم کو رخصت کرونگا +

بادشاہ نے اپنا خلعت خاصہ اور دستار مبارک جو سر پر پہنے ہوئے تھے میرے لئے
بھیجی اور پیغام دیا کہ اگر تجھکو ہمارے نہ دیکھنے کی تاب ہے۔ لیکن ہم کو بغیر تیرے ایک لحظہ قرار و
آرام نہین جب بادشاہ کا خلعت و پیغام میرے پاس آیا مین نے
ادب کے ساتھ خلعت پہنا اور قلعہ کے اندر گیا اور باپ کے حکم کی اطاعت کی روز سہ شنبہ ہشتم
جمادی الاول کو میرے باپ مرشد کا نفس تنگ ہوا اور وقت رحلت نزدیک آگیا اوسنے فرمایا
لہ بابا کسی آدمی کو بھیجکر میرے کل امرا اور مقربون کو بلا تاکہ مین تجھکو اونکے سپرد کردون اور انکا
کہا سنا اونسے معاف کراؤن اونھون نے برسون میری ہمرکابی مین جانفشانی کی ہے۔
مین نے خواجہ ویس ہمدانی کو بھیجا اوسنے سب امرا کو حاضر کیا۔ اگر ہر ایک کا نام لکھا جائے
و طوالت ہوگی۔ اول بادشاہ نے سب کی طرف منہ کرکے اونسے اپنا کہا سنا معاف کرایا
ور یہ اشعار پڑھے جنکا مصرع اول یہ ہے + امن و آسائش دوران مرا یاد آرید +
یرے پاس جو اصل توزک ہے اوسمین بعض اشعار صحیح لکھے ہین اور بعض غلط لکھے ہین اسلئے
نکا ترجمہ انگریزی ترجمہ سے لکھتا ہون میرے دربار کی شان و شکوہ و فراحکام یاد کرو
ے توبہ کرنے کو اور میری تسبیح پڑھنے کو یاد کرو کوشش کسبہ منوانے کو یاد کرو میری خاک
ہی محبت کے سبب سے شرح آنسو گراؤ اپنی صبح کی عبادت مین میری سوچ کو یاد کرو +

برشما باد کہ چون باد خزانی گزرد
برچمن دست زرافشان مرا یاد آرید
آن سینہ کہ در دعا سلے میگنجید
یا نسیم نفس برآورد تشنگی کرد

مین نے کہا کہ بادشاہ کا آخر دم ہے وہ بڑا سعادتمند ہے جو اس وقت میرے باپ کی خدمت کرے مین گریان و بریان باپ کی خدمت پر متوجہ ہوا اور گریہ وشیون آغاز کیا اور باپ کے مبارک قدمون پر سر رکھا اور تین دفعہ اسکے گرد صدقہ ہوا شگون کے واسطے باپ نے اپنی شمشیر خاصہ کی طرف جسکا نام فتح الملک تھا اشارہ کیا کہ اسکو اوٹھا کر میرے سامنے تو کمر مین باندھ مین نے فوراً اوسے باندھ کر سجدہ کیا تسلیم و بندگی و آداب بجا لایا قریب تھا کہ رونے سے میرا دم گھٹ جا چارشنبہ تک بہر سات گھڑی رات گئے باپ کی روح نے پرواز کی مرنے کے وقت باپ نے فرمایا کہ میران صدر جہان کو بلا کہ وہ کلمہ شہادت پڑھے جسکے پڑھوانے مین مینے اس لیے تامل کیا تھا کہ مجھے امید تھی کہ حیات بخش لم یزلی مجھے حیات تازہ عنایت فرمائیگا۔ میران صدر جہان آیا اور دو زانو ادب سے بیٹھا اور کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا۔ باپ نے مجھے بلا کر گردن مین ہاتھ ڈالا اور کہا کہ بابا کہ اب میری وداع کا آخر وقت ہے کہ پھر مین تجھے نہین دیکھونگا۔ ہرگز ہرگز میرے پردگیان حرم سے نظر لطف نہ اوٹھانا اونکو روزمرہ جو مین دیتا تھا وہ دینا ؎

نوکران من و اتباع مرا بعد از من
خستہ و زار و دل افگار فراموش مکن
در نگہداشتن یک یک انصیحت گفتم
ہمہ را گوش بمن دار فراموش مکن

پھر ان بیتون کو پڑھ کر میران صدر کو فرمایا کہ کلمہ شہادت پڑھ۔ پھر کلمہ شہادت خود اپنی زبان سے باواز بلند پڑھا اور میران صدر کو فرمایا کہ تو میرے سرہانے بیٹھ کر سورہ یٰسین و دعاء عدیلہ پڑھ تاکہ میری جان آسانی سے نکلے۔ جب میران صدر نے سورہ یٰسین پڑھ کر دعاء عدیلہ کو ختم کیا تو بادشاہ کی آنکھ سے آنسو نکلے اور جان آفرین کو جان سپرد کی جسم مبارک کو آب و گلاب سے دھویا اور مشک و کافور سے معطر کیا۔ اوس کی نعش کے ایک پایہ کو مین نے اور تین پایون کو میرے تین بیٹون نے کندھے پر لیا اور جب قلعہ کے

دروازہ پر پہنچے تو یہان سے میرے فرزندون اور مقربون و مخلصون نے دوش بدوش سکندرہ تک پہنچایا وہان مین دفن کیا ہ

تا جہان بود چنین بود چنین خواہد بود　　ہمہ را عاقبت کار ہمین خواہد بود

اکبر کی موت کا حال آئینہ کی طرح ظاہر ہے مگر ویلر صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین جس بیماری سے اکبر مرا اوسکا بیان کچھہ نہین کھلتا۔ جہانگیر نے جو اپنی توزک مین باپ کے اکبر کے مرنے کا حال لکھا ہے وہ مشتبہ ہے صاف صاف نہین۔ اسکی تحریر کہے دیتی ہے کہ اکبر کے مرنے مین کوئی ایسی بات تھی جسکو وہ چھپانا چاہتا تھا۔ اس واقعہ کی توضیح پادری کُرو یون کرتا ہے کہ اکبر زہر کی گولیون کے کہانے سے مرا تھا۔ پھر اوسکی تصدیق مرے ورنیر صاحب کرتے ہین کہ زہر کی گولیون سے اکبر مرا مگر یہ بھی نہین معلوم ہوسکتا کہ اکبر نے اتفاق سے زہر کی گولی کھالی یا ارادۃً کسی نے اوسکو زہر کی گولی کھلائی۔ توزک کی طرز تحریر سے بڑا شبہ اس امر مین ہوتا ہے۔ حکیم علی جو اکبر کا معالج تھا اوسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوسنے اکبر کے علاج مین بڑی غلطی کی۔ جہانگیر نے اوس کو سزا نہ دی اوس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکیم علی نے اکبر کو زہر کی گولی جہانگیر کے اغواسے دی۔ جہانگیر نے جسطرح سلطنت کی اوس کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسنے یہ کام کیا ہو۔ یہ باتین ایسی ہی لکھی ہین جیسے ہمیشہ سے اس ملک کے بھنگیر خانون اور شراب خانون مین بھنگیرے اور شرابی بنایا کرتے ہین۔ ٹوڈ صاحب نے اور زہر کی گولیان چلائی ہین کہ اکبر نے راجہ مانسنگہ کو زہر کی گولی سے مارنا چاہا تھا مگر اوسکی موت نہ آئی تھی۔ اوس کے خاصدان کے ایک خانہ مین پان رہتا تھا دوسرے مین چورن کی گولیان تیسرے مین زہر کی گولیان۔ پس جس امیر کو وہ مارنا چاہتا تھا پان مین زہر کی گولی ڈال کر دیدیتا تھا بہت امیرون کو مار ڈالا۔ یہ زہر کی گولیان ایسی ہین جیسی کہ آجکل اونکی دہوم ہورہی ہے کہ ہیو بینک کے مریضون کو ڈاکٹر دیتے ہین +

بادشاہ کے عہد کے نوادر سوانح

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ آگرہ مین ایک عورت کے بچے تین لڑکیان توام ایک دفعہ اور معاً لڑکیان اور ایک

دوبارہ پیدا ہوئے اور سیت ندہ ہین یہ بھی اس سے معروض ہوا کہ ایک زرگر کی عورت سے
اول دفعہ حمل مین بارہ مہینے کے بعد اور دوسرے حمل مین سے اٹھارہ مہینے کے بعد اور تیسرے
حمل مین دو سال بعد بچہ پیدا ہوا اور اس مدت مین وہ اپنے گھر کے سارے کام کرتی رہی
جیسے کہ مفلس آدمی کیا کرتے ہین - ایک عورت ایسی نظر آئی کہ اوسکے خوب ڈاڑھی مونچھین
تھین اور لپستانین نہ تھین اور وہ محض عورت تھی - بادشاہ پاس ایک شخص قوی ہیکل شیر لایا
اوس کو اوسنے پال کر اپنے ساتھ خوب آشنا کر لیا تھا - بادشاہ کے سامنے وہ اس شیر سے لڑا
بادشاہ نے اس شیر کو بے قلادہ و زنجیر جھروکہ مین چھوڑ دیا اور ایسے ہی پندرہ شیر نر و مادہ
زیر جھروکہ چھوڑے گئے آدمیونکو یہ شیر آزار نہین دیتے تھے اور اونکے بچے ہوتے تھے -
ہر چند کوشش کی گئی کہ شیرنی کا دودہ دوہین مگر ایک قطرہ نہ ہاتھ لگا - کہتے ہین کہ اسکا
دودہ آنکھونکے لئے بہت فائدہ مند ہوتا ہے - باغ جھروکہ مین چند چیتے بھی چھوڑ دئے
تھے - پلا ہوا چیتہ بچہ نہیں دیتا مگر یہ چیتے بچے دیتے تھے - بادشاہ کے ہان ایک سفید
چیتہ بھی تھا - بادشاہ پاس ایک شخص پنجرہ لایا جسمین شیر و گوسفند دونو ساتھ بند تھے
یہ شیر سوا اپنی ہمنشین گوسفند کے اور سب گوسفندون کو پھاڑ ڈالتا تھا - حکیم علی ایک عجیب
حوض کا اور آہن آسمانی کا بیان تاریخ مین کیا گیا +
چھوٹی توزک مین جہانگیر لکھتا ہے کہ ان ایام مین بازی گر بڑے چڑھے ہوئے ہین ایکدفعہ
میرے پاس سات بازیگر آئے اور اونھون نے کہا کہ ہم ایسی بازیان کرتے ہین جن کو عقل
باور نہین کرتی اونھون نے بازیان کرنی شروع کین تو وہ عجائب روزگار سے تھین - اول
اونھون نے کہا کہ جس درخت کا نام آپ لین اوسکے بیج ہمارے پاس ہین ہم اوس کے بیج زمین
مین بوئینگے تو ایک عجب تماشا ہوگا - میرے خاص آدمیون نے بازی گرون سے کہا کہ اگر تم
سچے ہو تو توت کا درخت لگا کر ہم کو دکھا دو - وہ گئے اور دس جگہ زمین مین بیج بوئے
اور چند بار اونکے گرد پھرے اور کچھ پڑھ کر منتر پھونکا - کہ ایک ہی بار دس جگہ سے درخت
اوگنے شروع ہوئے - اول درخت توت اُگا جسکی فرمایش خانجہان نے کی تھی - دوسرا

ت انبہ تیسرا درخت سیب چوتھا درخت جوز پانچوان درخت ہیچک جسکو کسی نے پھل لگا ہوا
دیکھا تھا۔ ہیچک کو موجۂ دریا کنارہ پر ڈال دیتا ہے چھٹا درخت ناریل اٹھارہ درخت
طرح یہ نہیں کہ نظر سے پنہان ہون بلکہ آشکارا۔ حضار مجلس نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ زمین
ت زمین سے بلند ہوتے ہین دس فرع بلند ہوکر اونمین شاخ و برگ نکلے اور درخت سیب
ئی۔ سیب کو میرے پاس لائے مین نے اوسمین خوشبو سیب کی سونگھی۔ جب درخت نمودار
ئے تو اوس مرد نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ان درختون کے میوے بھی آپکو کھلائین اس سے
زیادہ تعجب ہوا۔ فوراً وہ ان درختون کے گرد پھرے اور چند اسم پڑھے۔ فوراً جو درخت تھا
ئے تھے اونمین میوے لگ گئے۔ اناناس نہایت بڑا اور شیرین تھا۔ آم بے ریشہ
بودن کو توڑ کر لائے اور سب آدمیون نے اونکو کھایا۔ بعد ازان ان درختون مین چند
ایسے خوش آواز و خوش رنگ نمودار ہوئے کہ جنکی برابر کوئی مرغ ابتک کسی نے نہ دیکھا
تھا۔ یہ مرغ آپس مین باتین کرتے اور ایک دوسرے پر چونچین لگاتے۔ ایک ساعت
بعد سبز درختون پر خزان آئی سرخ سبز زرد پتے گرنے شروع ہوئے اور رفتہ رفتہ
درخت زمین مین غائب ہوگئے۔ اگر یہ کرتب میری آنکھون کے سامنے نہ ہوئے
ے تو مین انکا یقین ہرگز نہین کرتا۔

دوم آدھی رات کو جب آدھا کرہ زمین بالکل تاریکی مین تھا ان بازیگرون مین سے
ننگا ہوا لنگوٹی کے سوا اور کوئی کپڑا اوسکے بدن پر نہ تھا۔ چند چکر اوسنے لگائے اور
یک چادر اوڑھی اور اس چادر مین سے ایک آئینہ حلبی نکالا جسکی روشنی سے اندھیری رات
شن دن ہوگیا۔ اور اوسکی روشنی ایسی پھیلی کہ جو مسافر دس دس کوس کی راہ پر تھے اونھون نے
ہادت دی کہ فلان شب آسمان پر ایک عجیب نور ظاہر ہوا کہ اوسکی روشنی کی برابر
وبھی روشنی نہین دیکھی۔ یہ تماشا بھی میرے نزدیک عجائب روزگار مین شمار ہوتا ہے
سوم ساتون بازیگر ہمیشہ ملکر کھڑے ہوئے معلق اونکے ہر عضو نہ ہلتے تھے نہ
حرکت کرتی تھی مگر ایک سریلی آواز نکلتی تھی اور یہ تمیز نہین ہوتی تھی کہ وہ انکے آدمی کی

آواز ہے یا ساتون لی - اس بات سے بھی مجھے تعجب ہوا +

چہارم - بازیگرون نے سو کے قریب تیر ہوائی بنائے اور بلندی پر چھوڑے وہ ہوا مین معلق ٹھہرے رہے اور اونھون نے عرض کیا کہ جسوقت حکم ہو ہم ایک تیر کو جلا سکتے ہین - وہ شمع کو ہاتھ مین لیکر وہین کھڑے رہے اور اون سے دو تیر پرتاب پر تیر ہوائی فاصلہ رکھتے تھے مجھے اس مین کچھ شک نہین کہ اگر مین دس تیرونکے جلانے کا حکم دیتا تو وہ جلا دیتے - یہ بھی تعجب کی بازی تھی +

پنجم میرے سامنے اونھون نے ایک دیگ لی اور اس مین کچھ پانی اور آٹھ من بلکہ نو من عراقی چانول ڈالے - اس دیگ کے نیچے اصلا آگ نہ جلائی - دیگ خود بخود جوش مین آئی تھوڑی دیر مین اونھون نے دیگ پر سے ڈھکنا اوتار لیا اور سو طباق بھر کر کھانا نکالا جسکے اوپر ایک مرغ کا کباب رکھا تھا - یہ تماشا بھی عجائبات مین سے ہے -

ششم خشک زمین پر اونھون نے ایک فوارہ نصب کیا اور اوسکے گرد تین دفعہ چکر کھائے تو فوارہ مین سے پانی جوش کھا کر نکلا اور سب آدمیون پر گل فشانی کرنے لگا - زمین پر پھول گرتا مگر اوسپر نمی ذرا نہ ہوتی - گھنٹہ بھر تک عجیب و غریب فوارہ سے پانی جوش کرتا چھوٹتا رہا - پھر اونھون نے فوارہ کو اوٹھا لیا - کسی جا پر پانی کا اثر نہ تھا - پھر اس فوارہ کو دوسری جگہ نصب کیا تو ایک دفعہ پانی کا فوارہ چھوٹتا دوسری دفعہ آگ کی گل فشانی کرتا - دو گھڑی کے قریب اس طرح یہ فوارہ چھوٹتا رہا +

ہفتم میرے سامنے بازیگرون مین سے ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا اور دوسرا آدمی اوسپر اس طرح چڑھا کہ سر سے سر ملایا اور پانون کو اوپر کی طرف اونچا کیا - پھر تیسرا آدمی دوسرے آدمی پر اس طرح چڑھا کہ پاؤن اوسکے ہاتھ مین رکھے اور سر اونچا کیا اس طرح سے سات آدمیون نے ایک دوسرے پر چڑھ کر اپنی مینار بنائی - اونمین جو شخص چاہتا کہ اوپر جائے تو وہ اورون کی کمر و کندھون مین ہاتھ ڈالکر اوپر چڑھ جاتا اور کھڑا ہو جاتا تعجب یہ ہے کہ آخر مین ایک آدمی آیا - اوسنے اس آدمی کے پاؤن اٹھا کر اپنے کندھون پر رکھے جسکے اوپر ساتھ آدمی سوار تھے

جب اہل مجلس نے واہ واہ کا غل مچایا +

ہشتم ایک آدمی سید ہا کھڑا ہوا دو ہزار آدمی لے پیچھے آنکر اوسکے کولھے پکڑ مرے اور اسی طرح چالیس آدمیون کی ایک لڑ بندی کہ ایک نے دوسرے کے کولھے کو پیچھے کی طرف پکڑا - اول آدمی نے ایسا زور کیا کہ چالیس آدمیونکو جو پشت بہ پشت چسپیدہ تھے میدان مین کہیں بہرایا اس زور پر تعجب ہوتا تھا +

نہم بازیگرون نے ایک آدمی کے اعضا سر دہڑ ہاتھہ جدا کہکے زمین پر ڈالدئے خون سے ساری زمین تر بہ تر تھی وہ اعضا تہوڑی دیر زمین پر پڑے رہے پھر ایک پردہ اس جگہ لگایا اور ایک آدمی اوسکے پیچھے گیا اور تھوڑی دیر مین وہ پردہ سے نکلا اور وہ آدمی جسکے اعضا کاٹے تھے صحیح سالم ایسا آیا کہ ہر شخص بقسم کہہ سکتا ہے کہ اوسکے کبھی زخم نہیں لگا -

دہم ایک تھیلا بازیگر لائے اور اوسکو جھاڑ کے دکھادیا کہ اوسکے اندر کچھہ نہین ہے پھر اوسکے اندر ہاتھہ ڈالکر دو جنگی مرغ نکالے وہ دونو آپسمین لڑنے لگے جب وہ بہ جہاڑتے تو آگ کی گل فشانی کرتے ایک گھنٹے تک لڑتے رہے جب مرغون کے اوپر پردہ ڈالکر اٹھایا تو رنگین کبک نمودار ہوئے وہ خوشخوانی کرتے تھے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آدمیون کے درمیان ہین بلکہ وہ قہقہہ ایسا مارتے تھے کہ دامن کوہ کے اندر وہ ہین - پھر اونپر پردہ ڈالکر جو اٹھایا تو دو کالے سانپ گنڈلی مارے اوپھن اوٹھائے نکلے اور اونھون نے آپسمین لڑنا شروع کیا اور آخر کو شست ہوکر پڑ گئے +

یازدہم - اونہون نے زمین مین ایک حوض کھدوا اور سقون سے پانی بھروایا - جب وہ بہ ہوگیا تو اوسپر چادر ڈالی اور اٹھائی تو پانی مثل یخ ایسا بستہ ہوگیا کہ اونھون نے کہا کہ کوئی فیلبان اس حوض یخ بستہ پر ہاتھی کو پھرائے - ایک ہاتھی نے اس یخ پر پاؤن رکھا وہ یخ نہ تھی بلکہ پتھر تھا ایک گھنٹہ ایک ہاتھی اوسپر پھرا یخ کو خبر نہ ہوئی پھر اس حوض کو چادر ڈالی اور اوٹھالی تو وہ مین خشک تھی پانی اور یخ کا نام نہ تھا +

... سے اور اونکے دروازے
محاذی ایکدوسرے کے رکھے اور خیمون کے دامن کی قناتین اوٹھاکر لوگون کو دکھلادیا کہ
خیمے بالکل خالی ہین اور پھر قناتین چھوڑکر زمین کی برابر لگادین اور ہر ایک خیمہ مین ایک
ایک بازیگر گیا اور ان خیمون مین سوا ان دو آدمیون کے کوئی اور نہ تھا - پھر اونھون نے
پانچ بازیگر جو خیمون سے باہر رہے اونھون نے کہا کہ جرندون اور پرندون مین سے
جن دو جانورون کو کہو ہم ان خیمون سے نکال کر اون کی کشتی دکھادینگے - خان جہان
نے اونکی بیوقوفی پر ہنسکر کہا کہ ہم کو دو شتر مرغون کی لڑائی دکھادو - تھوڑی دیر مین دونو
خیمون سے دو بڑے قدآور شتر مرغ برآمد ہوئے اور آپسمین ایسی تیزی اور تندی سے
لڑے کہ اونکے سرون مین خون نکل آیا - اور اونکی ایسی برابر کی جوڑ تھی ایک دوسرے کو
ذرا بھگا نہ سکا - اسلئے اونکو آدمیون نے چھڑا لیا اور اونکو خیمون مین لے گئے - میرے بیٹے
خرّم نے اونسے نیل گائے کی فرمایش کی فوراً دو جنگی نیل گائے خیمون سے نکل آئین
وہ برابر کی جوڑ تھی آپسمین خوب دھکا پیل ہوئی گردنین ایک نے دوسرے کی پکڑ لین -
دو گھڑی تک دونو مین آپس مین زور ہوتے رہے پھر اونکو خیمون کے اندر گھسیٹ کر لیگئے
غرض وہ خیمون مین سے حسب فرمائش ہر جرند و پرند کو پیدا کر دیتے اور اونکو آپس مین
لڑوادیتے تھے - اگرچہ مین نے بہت کوشش کی کہ اس بھید کو پاؤن مگر مین اب تک
اوس کو نہ پا سکا +

سیزدہم - اونکو پچاس تیر پیکاندار اور ایک کمان دی - اونین سے ایک نے تیر پھینکا
وہ ہوا مین معلق ٹھہر رہا اور پھر دوسرا تیر مارا کہ وہ پہلے تیر سے پیوستہ ہوا اسی طرح انچاس
تیر ایکدوسرے کے بعد پھینکے گئے اور وہ باہم پیوستہ ہوتے رہے انچاسوان آخر تیر جو مارا
توسب تیر جدا ہو کر نیچے گر پڑے

چاردہم - اونھون نے ایک بڑے برتن مین پانی بھر کر میرے روبرو رکھا انین سے
ایک بازیگر نے ایک گلاب کا پھول ہاتھ مین لیا اور کہا کہ جس رنگ کو آپ فرمائین تو

اس پانی مین ڈال کر اسی رنگ کا پھول نکالون - ایک دفعہ پھول کو پانی مین ڈالکر گل زرد
دوسری دفعہ ڈالکر گل آبی تیسری دفعہ ڈالکر گل نارنجی دکھایا غرض جس رنگ کو کہا اس
رنگ کا پھول پانی مین ڈبا دیکر نکالا - سو دفعہ اس پھول کو پانی مین ڈبو یا ہر بار ایک
تازہ رنگ گل نمودار کیا اسی طرح سفید سوت کی انٹی کو پانی مین ڈبو ڈبو کر نئے نئے رنگ دکھائے
یہ امر بھی اشکال سے خالی نہ تھا -

پانزدہم - میرے پاس ایک قفس چار رخ کا لائے ایک طرف مین بلبل خوش آواز کا جوڑا
مجھے دکھایا قفس کی دوسری طرف مین طوطون کا جوڑا تیسری طرف بولتا ہوا سرخ رنگ جانور کا جوڑا
چوتھی طرف کبک کا جوڑا مجھے دکھایا چارون طرف جس جوڑے کے دکھانے کا مین حکم کرتا
وہ دکھاتے - اگر سو دفعہ قفس کو پھیر لیتے تو سو جوڑے دکھاتے یہ بھی بہت مشکل تھا +

شانزدہم - ایک بڑا قالین بیس گز کا بچھایا خوش طرح و رنگین تھا جب اوسکو پلٹا دیتے اوسکی
پشت رو ہو جاتی اور پشت تو اونکے مختلف رنگ اور طرح کے ہو جاتے اگر وہ سو بار قالین کو الٹتے
تو پشت رو بدل جاتی تھی اور ایک نئی طرح کا رنگ دکھاتے تھے - یہ بھی جائے تعجب تھی -

ہفتدہم - آفتابہ کلان کو پر آب کیا پھر اوسکا تمام پانی الٹ کر گرا دیا پھر اوسکو سیدھا کیا تو
مین اتنا ہی پانی بھرا ہوا تھا جتنا کہ پہلے بھرا ہوا تھا - اس کام کو سو دفعہ کر سکتے تھے مجھے اسپر
بھی تعجب ہوا +

ہشتدہم - اونھون نے تھیلا لیا - دونو طرف انکے منہ کھلے ہوئے تھے ایک منہ کی طرف
سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف خربوزہ نکالا - اس خربوزہ کو دوسرے منہ کی طرف ڈالا تو پہلے
منہ کی طرف سے انگورون کا خوشہ نکالا - پھر انگورون کو ڈالا تو ایک تھیلا سیبون سے بھرا ہوا
- اگر سو مرتبے وہ کوئی میوہ ڈالتے تو دوسری طرف ایک نیا میوہ نکالتے -
ایک عجیب بات تھی +

نوزدہم - بازیگرون مین سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور منہ کھولا ہر ایک کے منہ سے
سانپ نکلا سانپون کو زمین پر چھوڑ دیا وہ آپس مین لڑکر خوب گتھم گتھا ہوئے -

یہ بھی نادر تماشا تھا +

بستم - ایک آئینہ لائے اور ایک رنگ کا پھول ہاتھ مین لیا اس پھول کا رنگ آئینے میں
بنا دکھلایا ہر مرتبہ پھول کو آئینے کے پیچھے لے جاتے اور جب آئینے کے آگے لاتے تو س
سرخ و نارنجی و سیاہ و سفید دکھاتے - یہ بھی عجب تماشا تھا -

بست و یکم میرے سامنے دس چینی کے خالی مرتبان رکھے اور حاضرین مجلس نے خوب
دیکھ لیا کہ وہ خالی ہیں آدھ گھنٹہ تک مرتبانون پر چادر تانی اور پھر ہٹالی تو ایک مرتبان
اقسام مربے دوسرے مین آملہ و بلیلہ اور علی ہذا القیاس اور مرتبانون مین یہ سب چیز
ترکیب دیگر میرے سامنے لائے اور حاضرین نے اونکے مزے چکھے - پھر اونھون نے چادر
ڈال کر اُٹھائی تو ہر مرتبان ایسا صاف معلوم ہوتا تھا کہ پانی سے سو دفعہ دھویا گیا ہے - یہ
بھی عجیب و غریب تھی +

بست و دوم - وہ کلیات سعدی شیرازی میرے روبرو لائے اور تھیلے مین ڈالا اور پھر اوسکا
نکالا تو وہ دیوان حافظ تھا پھر اوسکو تھیلے مین ڈالکر نکالا تو دیوان آتلی تھا - اس طرح اگر
دو سو مرتبہ کرتے تو ہر مرتبہ ایک دیوان تازہ اور کتاب تازہ نکلتی - یہ بھی تعجب کی بات تھی -

بست و سوم - بازیگر پچاس فرع لمبی زنجیر لائے اور میرے سامنے اوسکو آسمان کی
طرف اوچھالا تو وہ زنجیر ایسی سیدھی لٹکنے لگی کہ گویا اوسکو کسی چیز سے باندھ کر لٹکایا ہے
وہ ایک کتے کو زنجیر کے نیچے لائے وہ اوسکو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا اور زنجیر کے سر پر پہنچکر غائب
ہوگیا پھر اسی طرح خرس - پلنگ - شیر - اور بعض اور جانور اوپر چڑھ کے سر زنجیر پر غائب
ہو جاتے - پھر زنجیر کو لاکر تھیلے مین بند کیا اور کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ جانور کہان گئے
یہ دیکھ کر مین اپنی حیرت کو بیان نہین کر سکتا کہ کسقدر ہوئی -

بست و چہارم - ایک لکڑی میرے سامنے لائے جسکو دکھا دیا کہ خالی ہے اوسپر سرپوش
ڈھک کر جو اوٹھایا تو بتولی پر از کشمش و بادام وغیرہ تھی پھر سرپوش رکھ کر جو اٹھایا تو اوسکو
کلہ و پارچہ سے پر تھی چند مرتبہ سرپوش رکھا اور اوٹھایا ہر دفعہ نیا کھانا نظر آیا یہ بھی عجیب تماشا

بست و پنجم میرے سامنے بازیگر نے ایک بڑا برتن ڈھکنے دار رکھا اور اوسکو پانی سے
بھرا اور ڈھکنا اوٹھا کر دکھا دیا کہ پانی کے سوا اس مین کچھ نہین ہے پھر ڈھکنا ڈھک دیا اور
اوٹھایا تو پانی مین مچھلیان حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں پھر برتن کو ڈھک کر کھولا
تو اوس میں بارہ مینڈک نظر آئے پھر برتن کو ڈھککر کھولا تو تین چار بڑے سانپ گینڈلی
مارے بیٹھے تھے۔ آخر دفعہ جو اوسکو کھولا تو نہ اس مین پانی تھا نہ جانور تھے غرضکہ بالکل خالی تھا۔
بست و ششم۔ ایک بازیگر چھوٹی اونگلی مین یاقوت کی انگوٹھی پہن کر میرے سامنے کھڑا ہوا
جب اوس انگوٹھی کو اوتار کر دوسری اونگلی میں پہنا تو یاقوت بدل کر زمرد ہو گیا۔ پھر انگوٹھی اوتار کر
جو تیسری اونگلی مین پہنا تو زمرد ہیرا ہو گیا۔ پھر چوتھی اونگلی مین ہیرا فیروزہ ہو گیا۔ اسی طرح
ہر دفعہ انگوٹھی کو اونگلی مین پہنکر وہ تازہ رنگین جوہر دکھاتا تھا +
بست و ہفتم۔ قریب ایک تیر کے فاصلہ پر راہ مین دو صد و پنجاہ ننگی تلوارین قبضے زمین مین
گڑ کے کھڑی کین اور بازیگر نے دونو طرف اپنے پہلو تلواروں پر لگا کے تلواروں پر چلنا
شروع کیا بہت حیرت ہوئی کہ کہیں سے اسکا بدن زخمی نہیں ہوا +
بست و ہشتم۔ ایک بیاض جسکے سب ورق سفید تھے میرے ہاتھ مین دی مین نے اور
امیرون نے خوب دیکھ لیا کہ سواے سفید ورقون کے کچھ اور نہین ہے۔ ایک لمحہ کے بعد اوسکو بازیگر
نے لیکر کھولا تو اول ورق پر سرخ افشان تھی اور لوح پر کار اوسپر بنی ہوئی تھی دوسرا ورق
کھولا تو افشانی کیا ہوا کاغذ تھا اور صفحہ پر بہت پاکیزہ مرد و زن کی صورت بنی ہوئی تھی۔
جب ورق اولٹا تو کاغذ کا رنگ آسمانی افشان کیا ہوا تھا اور زن و مرد کی باریک تصویر تھی۔ اور
جب کھولا تو چینی رنگ کمال ہموار افشان کیا ہوا تھا اور گلے اور تلوار کی تصویر تھی اور ایک
شیر نے گائے کو پکڑ رکھا تھا تصویر مین حرکت ہوتی تھی جو مین نے کبھی نہ دیکھی تھی اور غنچہ چمن
اور سرو کے درختون کی تصویرین بنی ہوئی تھین۔ اور ورق پلٹا تو کاغذ کا رنگ نارنجی تھا
اور بزم کی مجلس کھچی ہوئی تھی جسمین دو سردار ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے جسمین عدو کو
لیتے تھے کاغذ کا رنگ غیر مکرر اور نئی تصویر مجلس کی نظر آتی تھی۔ مجھے سب تماشون مین

یہی تماشا اچھا معلوم ہوا۔ بیاض سے بہت حظ ہوا۔ میں نے اپنے باپ زمانے
مین بہت تماشے دیکھے ہیں مگر ایسے تماشے نہ کبھی دیکھے نہ سنے +

اس جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دیکر نہال کردیا۔ اور مین نے حکم دیا کہ پنجہزاری امیر سے ہزاری امیر تک ہر ایک اس جماعت کو انعام دے اسطرح ہم سے اور امیرون سے ان بازیگرون کی جماعت کو دو لاکھ روپئے ہاتھ لگ گئے۔ ایسے کامون کو اگرچہ بعض آدمی کہتے ہیں کہ چشم بندی ہے لیکن یہ خوب چشم بندی ہے اگر وہ آسان ہوتی تو سب کی عقل مین آتی اوسکو علم سیمیا کہتے ہیں جو ملک فرنگ مین رائج ہے۔ آدمی بھی ایک عجیب جوہر ہے کہ کسی کام کو وہ نہین چھوڑتا اور عجائب غرائب کامون کو وہ کرتا ہے اور جو کام عقل سے دور معلوم ہوتے ہین وہ کرتا ہے یہانتک اصل چھوٹی تزک سے نقل کیا ہے صاحب سیر المتاخرین نے ایک اور تماشا جو سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے ان بازیون پر اضافہ کیا کہ ایک بازیگر نے سوت کی انٹی لی اور اوس کو ہوا مین پھینکا تو انٹی غائب ہوگئی تو ایک تار نظر آیا۔ ایک مسلح بازیگر آیا اور اوسنے کہا کہ آسمان پر میرے دشمن کھڑے ہین وہ تار پر چڑھ گیا اور تماشائیون کی نظر سے غائب ہوگیا ایک ساعت بعد تارے خون کے قطرے گرے اور پہر بدفعات ہتیار اور اعضا نیچے زمین پر گرے۔ اوسکی بیوی پردے باہر آئی اور ان اعضا کو دیکھ کر اپنے خاوند کے لئے رونے پیٹنے لگی اور آگ روشن کی اور ستی ہونے کی اجازت لی اور اپنے شوہر کے اعضا لئے اور جل کر خاکستر ہوگئی پھر وہ آدمی اپنے ہتیارون سمیت اس سوت کے تار پرسے اوترا اور کورنش بجالایا اور عرض کیا کہ مین نے بادشاہ کے اقبال سے دشمنون پر ظفر پائی اور اعضا جو زمین پر گرے وہ دشمن کے تھے جب اوسکو اپنی بیوی کے حال پر اطلاع ہوئی تو فریاد مچائی کہ میری عورت کو پیدا کرو نہین تو مین خود آگ میں جلتا ہون۔ اور جلنے پر تیار ہوا تو اس اثنا میں عورت آئی اور اوسنے کہا کہ میان تم مت جلو میں زندہ ہون +

یہ بھی صاحب سیر المتاخرین نے لکھا ہے کہ جس کتاب سے مین نے یہ بازیان نقل کی ہین وہان مین نے لکھ دیا ہے کہ اگرچہ معقول نہیں والعہدۃ علی الراوی جہانگیر نے چھوٹی تزک میں لکھا ہے

نظیر شعبدے جو ہمارے سامنے ہوئے اونمیں کوئی بات ایسی ہے جو انسان کی قدرت
اہر ہے بعض آدمیون مین ایک خاص قابلیت و استعداد ہوتی ہے جسکے سبب سے وہ کام
کرتے ہین کہ اورعام آدمی نہین کرسکتے اور اون کے کامون سے اور آدمیون کی عقل چکر
تی ہے۔ جہانگیر نے ایک عرب کی نقل لکھی ہے جسکا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور شہر مانڈو کی حکایت
ہے کہ ایک آدمی جنگل میں گھاس کاٹنے گیا تھا کہ اوسکی درانتی سونے کے رنگ کی
گھسیارا اوس لہار کی پاس درانتی کو درست کرانے گیا۔ لہار نے پہلے سُنا تھا کہ اس دریا میں
پارس ہوتا ہے جسکے لگانے سے تانبا اور لوہا سونا ہوجاتا ہے۔ اوسی وقت وہ گھسیارے
اٹھہ گیا اور سنگ پارس کو ہمراہ لایا اور راجہ وقت کو پیش کش کیا۔ راجہ نے اس سنگ
حاصل کیا اور اس مین سے شہر مانڈو کی عمارت مین کچھ صرف کیا۔ ان حکایات کو خود
نے لکھہ دیا ہے کہ میری عقل قبول نہیں کرتی اس میں تیتالی ہے +

خلاصہ سلطنت جہانگیر

س بادشاہ کے عہد مین واقعات عظیم ایسے پیش نہیں آئے کہ اونپر مورخ توجہ کرسکے
بون تک دکن مین لڑائی رہی جسکا انجام یہ ہوا کہ ۱۶۱۶ء مین نوعمر نظام شاہ اور اوس
عنبر نے اطاعت کی اور بیجاپور دکن کی سازش سے علیحدہ ہوگیا۔ بڑا بیٹا تمام
باپ کی قید مین رہا سب سے چھوٹا بھائی پرویز شراب سے مرگیا۔ اس سے چھوٹا بھائی
کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا حزم و دانشمند فرزانہ تھا اوس نے میدان جنگ
عت دکھا کے لقب شاہجہان کا پایا اور جب خسرو دفعۃً ۱۶۲۱ء مین مرگیا تو یہ رائے
غالبًا وہی باپ کا جانشین ہوگا کچھ بے لطفی شاہجہان اور نورجہان کے درمیان
یہ چاہتی تھی کہ سب اولاد شہریار سب سے چھوٹا بیٹا بادشاہ کا جانشین ہو۔ شہر یار قندھار
لئے بہیجا ایرانیون نے چھین لیا تھا بھیجا گیا تھا۔ مگر قندھار ہاتھ نہ آیا۔ اور
کے بے اعتبار کرنے کے لئے اور تدابیر سوچی گئیں بادنہ ۱۶۲۳ء مین اوس نے لکھی

مخالفت کو ظاہر کیا۔ بادشاہ بذات خود اُسّے مقابلہ کرنے گیا مگر بیٹے نے باپ سے
بچ کے کنارہ کشی کی اور تلنگانہ چلا گیا اور وہان سے بنگالہ گیا یہان کچھ دنون آرام کیا جب
یہان یہ معلوم شہزادہ جدید تعاقب دھمکایا گیا تو دکن چلا گیا اور ملک عنبر سے اپنی کمک چاہی
۱۶۲۶ء مین وہ بڑی جان جوکھون مین رہا مگر ایک حادثہ ایسا حادث ہوکہ اس کے سبب دشمنون
کی توجہ اوسکی طرف سے اوٹھہ گئی۔ مہابت خان بادشاہ کا سپہ سالار اعظم اور کابل کا حاکم
تازی مہمات کا انصرام کرکے پنجاب مین بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ جو سپاہ کا صدر مقام تھا
جب بادشاہ کا لطف وکرم اوسکے حال پر نہایت کی حد پر پہنچا تو نورجہان اوس سے خفا
ہوگئی۔ مہابت خان نے اپنے تئین قید سے بچانے کے لئے اور حفاظت کرنے کے واسطے
بادشاہ اور ملکہ دونو کو اپنی قید مین کرلیا۔ راجپوتون کی سپاہ کے پہرے اونکے چارون طرف
لگا دئے اور اس طرح کابل لے گیا۔ بادشاہ یہان احدیون کی دلاوری اور نورجہان کی
تدابیر سے رہا ہوا۔ مہابت خان دکن چلا گیا اور شاہجہان کا دوست ہوگیا۔ بادشاہ کشمیر گیا
اور وہان سے مراجعت کرنے مین فی ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو مرگیا۔ مگر جہانگیر کو باپ کے مرنیکی خبر ڈاک مین پہنچی اور
وہ مہابت خان کے ساتھہ روانہ ہوا۔ لاہور مین اوسکا بھائی شہریار قتل ہوگیا اور شاہجہان
کے سر پر آصف خان نورجہان کے بھائی اور شاہجہان کے خسر وزیر اعظم کے ہاتھہ سے
تاج رکھا گیا۔

انگریزی مورخونکی نکتہ چینیان

سر ایچ ایم الیٹ صاحب جنکا حال مقدمہ تاریخ مین ہوا ہے وہ اپنی تاریخ مین جہانگیر کے
ان دوازدہ احکام کی جو جہانگیر نے اول سنہ جلوس مین صادر کئے بڑی دھجیان اوڑاتے
ہین کسی قانون کو لکھا یا کہ وہ اوسکے باپ اور شیر شاہ کے وقت مین جاری تھا کسی قانون
کو لکھدیا کہ اوسکی تعمیل نہین ہوئی اوسکی توضیح ان بیانون سے کی جو اس زمانہ کے بعض فرنگی
سیاحون نے لکھی ہے۔ قانون مین قانون بنانے والے کی نیک نیتی دیکھی جاتی ہے
سو ان دوازدہ قوانین مین جہانگیر کی جو نیک نیت معلوم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ممکن نہین

ہ بات کہ اسکے تمام ممالک محروسہ مین ان قوانین کی تعمیل ہو

نظام اور ملازمانِ شاہی کے اختیار مین ہوتی ہے جو مختلف طبیعتیں رکھتے ہین اسلئے ہمیشہ
قانون کی مختلف طرح تعمیل ہوتی ہے قانون کی تعمیل مین سویت نہین ہو سکتی مناسب
جو مستثنے مثالین اہل فرنگ کے بیانون کے استناد و استشہاد پر لکھتے ہیں وہ
کی نظر مین کوئی وقعت نہین رکھتین ۔ بلوک مین صاحب فارسی زبان کے بڑے
ہندوستانی مسلمانون کے عہد سلطنت سے خوب ماہر ہین ۔ آئین اکبری کا ترجمہ انگریزی
ن کیا ہے اور اوسپر اپنی تحقیقات کے حاشیے چڑھائے معلوم نہیں کہ وہ جہانگیر سے
ین خفا ہیں کہ اوسکی ساری بھلی باتون کو بھی بُرا بتاتے ہیں ۔ اگر مسلمان آماگون کے
تے تو ضرور کہتے کہ ان دونون مین پورہ جنم مین بیر ہوگا وہ اپنی تحریر کا آغاز یہ کہ
کہ توزک کا ہر یک صفحہ شہادت دیتا ہے کہ جہانگیر تلون مزاج تھا جو شخص ہی اور
اسے اوس کو مل گیا اوسکی عقل پر کام کرنے لگا (مین نے تو کئی جگہ توزک مین پڑھا
نے اپنی راے پر برخلاف اپنے کل امراکی رایون کے کام کیا) اپنی گرہ کی عقل
تھا ۔ موم کی ناک تھی جس طرف جسنے چاہی موڑ لی ۔ نورجہان کی غلامی اس عادت
ہوتی ہے ۔ وہ کسی کام مین مستقل رائیں نہیں رکھتا تھا وہ ان کامون کے سوا جو اسکی
تعلق رکھتے تھے اور سارے کامون سے بے پروا تھا ۔ اوسکے سارے کام طفلانہ تھے
بیہانہ تھا جو اکبر کے جانشین کی شان کے شایان ہوتا ۔ وہ ظالم تھا اور ظالمانہ سزائیں
تھا کہ ظالم بادشاہون میں اوسکی نمود ہو (صدہا مثالین اوسکی رحم دلی کی توزک میں
) وہ بداخلاق تھا کوئی اوسکا اصول نہ تھا اپنے عیش و عشرت مین افراط کے درجہ پر
شکار و شراب کا شوق رکھتا تھا اسکی ساری توزک مین کوئی بلند خیالی نہیں جب مصنف
نہ ہو تو تصنیف مین کیسی بلند خیالی ہو سکتی ہے ۔ اوسکی بداخلاقی کا اثر یہ تھا کہ کوئی حسن
یکی سلطنت مین نہیں ہوا ۔ ملک کی آمدنی مین کمی ہوئی (یہ کیسی بداتنظامی سے نہیں
محصول کم کردیے تھے) اپنی طمع کے سبب بمقتضا وقت وہ ہندوؤن پر مہربانی

کرتا تھا مہاجنوں کو خیرات اسلئے دیتا تھا کہ اونکی بددعا سے ڈرتا تھا۔ وہ ظاہر میں بھی ا
مسلمانی اس ہوس سے ظاہر کرتا تھا کہ غازی کا خطاب پائے مگر وہ دل میں کچھہ نہ تھا۔ نہ
تھا نہ شیعہ صحابہ کا ذکر کبھی اوسنے نہیں کیا۔ اوسکو یقین تھا کہ میں بہشت مین جاؤنگا
کسی مذہب کے سبب سے نہین بلکہ صرف بادشاہ ہونے کے سبب سے۔ اوسنے اپنی توزک مین ح
نعت نہین لکھی۔ حمد و نعت کا پیوند اوسکے اول میر ہادی نے لگایا ہے (صاحب معر
معلوم نہین کہ بعض بڑے بڑے دیندار آدمیون کی کتابون مین حمد و نعت نہین لکھی ہوتی مذہب
بسم اللہ ابتدا مین لکھہ دینا کافی ہے) وہ کبھی سچ نہ بولتا تھا۔ بعض انگریزی تاریخون میں
نام نورجہان کی کٹ پتلی رکھا ہے۔ کوئی اوسپر مسلمان نہ ہونے کا الزام یہ لگاتا ہے کہ
اپنی اولاد کے نام مسلمانون کے سے نہیں رکھے اگر اوسنے اپنا نام تو مسلمانون کا سا نو
رکھا تھا) ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی است + گل است سعدی و در چشم دشمنان
اگر اہل یورپ اُس وقت کے اپنے بادشاہون کے ساتھہ مقابلہ کرکے نظر انصا
دیکھین تو وہ سب مین بڑا بادشاہ نظر آئیگا اور اگر انصاف بھی نہ کرین تو بھی بڑا
معلوم ہوگا اور مشرقی یعنے ایشیائی آنکھون سے دیکھین تو وہ یہان کے عمدہ بادشا
میں نظر آئے گا فقط

قیمت مع **تاریخ ہندوستان تا عہد انگلشیہ** محصول ۱۲ر

یہ تاریخ کسی خاص انگریزی زبان کی تاریخ کا ترجمہ نہین ہے بلکہ اس مین کل نامور و معتبر و مستند تواریخ برٹش انڈیا سے مضامین چن چن کر اپنی زبان مین نقل کیے ہین ـــ ہندوستان مین انصاف پسند اور بڑے اوگزرے ہوئے معاملات ہند مین جو اپنی رائین اور خیالات ظاہر کیئے ہین اور انگلستان مین جو مدبران اعظم اور منتظمان تجربہ کار نے گورنمنٹ ہند کے اقوال و افعال کی نسبت مباحثے کیئے ہین انکو بیان کیا ہے ۔ یہ تاریخ دو ہزار ۲۰۰۰ صفحے کی ہے جسکی برابر کوئی اور مفصل تاریخ اردو زبان مین نہین ہے +

اسکے چار حصے ہین اور تین جلدین حصہ دوم و سوم ایک جلد مین مجلد ہیں اور حصہ اول اور دوم جدا جدا جلدون مین ہیں ۔ اونکے مضامین اور صفحون اور قیمت اور محصول کی تفصیل یہ ہے

حصہ اول کے ۶۸۴ صفحے قیمت عہ محصول ۴ر

حصہ دوم کے ۵۴۸ صفحے حصہ سوم کے ۶۳۶ صفحے قیمت ۔ محصول ۴ر

حصہ چہارم [illegible] صفحے قیمت [illegible] محصول ۲ر

(۱) حصہ اول مین سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کا مفصل حال اسکی ابتدا سنہ ۱۶۱۲ء سے [illegible] تک لکھا ہے اور پرتگیزون و ولندیزون و ڈنمارک والون اور فرانسیسون نے جو تعلقات اپنے ہندوستان سے پیدا کیئے اور انگریزون نے جسطرح اونکو ہندوستان سے خارج کیا انکا بیان ہے ـ

(۲) حصہ دوم مین لارڈ کورنوالس کے عہد سے سر چارلس مٹکاف کے عہد تک +

(۳) حصہ سوم مین لارڈ آکلینڈ کے عہد حکومت سے لارڈ ڈلہوزی کے عہد تک +

(۴) حصہ چہارم لارڈ کیننگ کے عہد حکومت سے لارڈ نارتھ بروک کے عہد تک +

اپنے عہد کے حاکمان وقت کی تاریخ پر ضرور علم ہونا چاہئے فقط

[illegible] ۱۲۲ [illegible]

اس کتاب کے دو حصے ہین حصہ اول ۱۲۲ صفحے اور حصہ دوم کے ۹۴ صفحے ہین حصہ اول مین ساری دنیا کا بیان ۔ دنیا کا کوئی ملک و دریا و سمندر نہیں چھوٹا جسکا بیان نہوا ہو اسمین ہندوستان مین جس شہر مین ایک لاکھہ آدمی رہتے ہیں اوسکا نام اسمین ضرور ہے غرض نہ کوئی اونچا پہاڑ نہ کوئی نیچا ناہموار میدان ۔ نہ کوئی گہرا اتھاہ دریا نہ کوئی جزیرہ نہ کوئی مشہور آبنا ے اور خلیج نہ کوئی نامور خاکنا ہ و راس باقی رہا کہ جسکا کچھہ نہ کچھہ حال اسمین نہ لکھا گیا ہو سوا اسکے ہر ملک کے حیوانات و نباتات و جمادات و آبادی و مذہب و تجارت کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ دوسرے حصہ مین جغرافیہ ریاضیہ ہے اس مین علم جغرافیہ کی تعریف اور اوسکی فروع مین تقسیم ۔ کچھہ اصطلاحات ریاضیہ ۔ زمین کا مقام عالم مین کہان ہے ۔ زمین کی حرکت و صورت کا بیان ۔ طول و عرض بلد معلوم کرنے کی حقیقت اور کرون اور نقشون کے بنانے کی ترکیبین و سمجھنے کی کیفیت لکھی ہے ۔ یہ کتاب مبتدیون کے لئے بنائی گئی ہے اسلئے اسکا نام مبتدیون کے لئے جغرافیہ رکھا گیا ہے +

تحریر اقلیدس

[illegible] تحریر اقلیدس مقالہ اول و دوم ٹائپ یعنے سیسے کے حرفون پر چھپی ہوئی ٹوڈ ہنٹر کے اقلیدس کے مقالہ اول اور دوم کا اردو ترجمہ نہایت عمدہ چھپا ہوا ہے اور اس مین شکلین نہایت صحیح و ڈ کٹون سے بنائی گئی ہین ۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ تحریر اس طرح مطبوع ہوئی +

سوالات مساحت مع حل

قیمت ۲ ر [illegible] محصول ۰ ر

یہ کتاب [illegible] سوالات مساحت نہایت دلچسپ ہین رڑکی کالج کے امیدوارونکے لئے زیادہ کارآمد ہین جنکو ان کتابونکا خرید نا منظور ہو وہ اپنی درخواست اس نشان سے قیمت بھیجکر یا [illegible] ویلیو پی ایبل منگالین ۔ محمد عطاء اللہ مالک مطبع شمس المطابع دہلی چیلیون کا کوچہ +